6710

احکام التراویح

و

دیگر کتب دینیہ

(قدیم نسخہ)

ذخیرہ پروفیسر محمد اقبال مجددی

جو 2014ء میں پنجاب یونیورسٹی لائبریری کو

ہدیہ کیا گیا۔

CALL NO.

PUNJAB UNIVERSITY LIBRARY

LAHORE

Marfat.com

ت اوسمین موجود ہووے خواہ زبان سے ذکر ہو یا بذریعہ قلم یا اعضا کے یا کسی اور طرح پر
عام ازینکہ وہ شخص کافر ہو یا مسلم اور اگر ایسا وصف بیان کیا جو اوسمین
نہ ہے تو یہ تہمت و بہتان ہے نہ غیبت اس باب مین چند احادیث و آثار ذکر کیے جاتے ہین
سے صاف امر ثابت ہوتا ہے **حکایت** ایک عورت پستہ قد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وعلے آلہ وسلم کی خدمت مین آئین جب وہ چلی گئین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا
نے اونکا عیب پستہ قد ہونے کا بیان کیا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم نے
فرمایا اے عائشہ رض تمنے اوس عورت کی غیبت کی عرض کیا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا نے
یا رسول اللہ مینے اونکا کوئی عیب خلاف واقع بیان نہین کیا البتہ مین نے اونکا پستہ قد ہونا بیان کیا
اور یہ عیب اون مین ہے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم نے فرمایا ای عائشہ رض
اگرچہ تمنے سچ بات کہی لیکن جب تمنے اوسکا عیب یعنی اوسکا پستہ قد ہونا بیان کیا
غیبت ہو گئی نقل کیا ہے اسکو فقیہ ابو اللیث نے باب الغیبت مین **ارشاد** ابراہیم
نخعی فرماتے ہین اذا قلت فی الرجل ما فیہ فقد اغتبتہ وان قلت ما لیس
فیہ فقد بہتہ یعنی جب تونے کسی کا عیب جو اوس مین ہے بیان کیا یہ غیبت ہوئی
اور اگر کسی کا عیب جو اوسمین نہین ہے بیان کیا پس یہ تہمت ہوئی نقل کیا ہے اسکو امام محمد رح نے
کتاب الآثار مین **حکایت** ایک روز جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے
صحابہ سے پوچھا آیا تم لوگ غیبت کو جانتے ہو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اللہ جانتا ہی
اور آپ ہم لوگون کو معلوم نہین ہے پس فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے
ذکرک اخاک بما یکرہ یعنی غیبت نام ہے اپنے بھائی کے عیب ذکر کرنے کا
کہ اگر وہ سنے تو رنجیدہ ہووے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر وہ عیب اوس
بھائی مین موجود ہووے کیا یہ بھی غیبت ہے فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم
نے اگر تم کسی کا عیب سچ بیان کرو یہی غیبت ہے ورنہ اگر تمنے وہ عیب بیان کیا جو اوسمین
نہین ہے پس یہ بہتان ہے روایت کیا ہے اسکو بغوی رحمۃ اللہ تعالے نے تفسیر معالم التنزیل
مین **لطیفہ** جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے بھائی کے لفظ سے اسطرف

Marfat.com

اشارہ فرمایا ہے کہ جسکی تم لوگ غیبت کروگے اگرچہ وہ شخص تمسے قرابت نہ رکھتا ہو بالحقیقتہ وہ تمھارا بھائی ہے تین سبب سے ایک یہ کہ تمھارے اور اوسکے جدّ اعلیٰ یعنی حضرت آدم علے نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام ایک ہین دوسرے یہ کہ تمھارے اور اوسکے جدّہ یعنی حضرت حوا علی نبینا و علیہا الصلوۃ والسلام ایک ہین تیسرے یہ کہ تم اور وہ دونون مسلمان ہو اور سب مسلمان باہم بھائی ہین پس جسطرح آدمی اپنے حقیقی بھائی کی غیبت کرنے سے حتے الوسع بچتا ہے اور اسکو ذلیل نہین کرتا ہے اسی طرح لازم ہے کہ کسی کا عیب بیان نہ کرے کیونکہ ہر مومن بھائی ہے **حکایت** ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم نے فرمایا الغیبتہ ان تذکر المرء بما فیہ یعنی غیبت یہ ہے کہ ذکر کرے آدمی کسی کے عیب کو جو اوسمین ہووے پس صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم ہم سمجھتے تھے کہ جو شخص خلاف واقع کسی کا عیب بیان کرے وہ غیبت ہوگی آپ نے فرمایا یہ تو بہتان ہے روایت کیا ہے اسکو عبد بن حمید نے نقل کیا ہے اسکو در منثور مین

تنبیہ اس زمانے مین کیا عوام کیا خواص تعریف غیبت مین غلطان ہین اور تفسیر غیبت مین تابع شیطان ہین اور ہر شخص اپنے نفس کے موافق اک تعریف بناتا ہے ہر شخص لوگون کو اک تفسیر کہہ سناتا ہے ع مسلمانو ذرا سوچو تو دلمین * چھپے ہو کسطرح تم آب و گل مین * بعض فرماتے ہین کہ غیبت کہتے ہین کسی کے ایسے [illegible] بد بیان کرنے کو کہ اوسکے سامنے نہ کہہ سکین پس اگر ایسے عیوب بیان کیے کہ اوسکے سامنے کہہ سکتے ہون یہ غیبت نہوگی **حکایت** راقم الحروف نے ایک شخص سے جو غیبت کر رہا تھا کہا یا حضرت کیون غیبت کرتے ہو اور لوگون کا عیب بیان کرتے ہو اس شخص کا چونکہ اعتقاد فاسد تھا کہنے لگا ہم اوس شخص سے اس عیب کے بیان کو پوشیدگی نہین کرتے ہین بلکہ اوسکے سامنے بھی بیان کرسکتے ہین پس یہ غیبت نہ [illegible]

تفہیم احادیث جو تعریف غیبت مین وارد ہوئے ہین اور سابقاً مذکور ہوئے ہین ان مین یہ قید نہین ہے بلکہ عام ہے اس سے کہ وہ عیب اوسکے سامنے بیان کرسکے یا نہ کرسکے جب کسی کا عیب غیبت مین بیان کیا [illegible] علاوہ

Marfat.com

135267

یہ ہے کہ اگر بزرگ کسی خورد کی عیب بیان کرے اس فہم پر لازم آتا ہے کہ یہ غیبت نہو کیونکہ بزرگ خورد سے نہین ڈرتا ہے اور جو اوسکے پیچھے کہتا ہے اوسکے سامنے بھی کہہ سکتا ہے
فہم بعض فرماتے ہین کہ غیبت کہتے ہین کسی کے اوصاف بد بیان کرنے کو وہ اوصاف جو اوسمین نہو وین پس اگر کسی کی برائیان سچ سچ بیان کین یہ غیبت نہو گی **تفہیم** ابھی احادیث سے دریافت ہوا کہ یہ صورت بہتان کی ہی نہ غیبت کی پس اون لوگون کا یہ قول گویا بہتان ہے شارع پر **فہم** بعض لوگ سمجھتے ہین کہ غیبت کہتے ہین کسی کے اوصاف بد ذکر کرنے کو جو کسی کو معلوم نہ ہو وین پس اگر کسی کے وہ عیوب بد بیان کیے جو مشہور ہین غیبت نہو گی اسی واسطے جب اونسے کہو کہ تم کسواسطے غیبت کرتے ہو جواب دیتے ہین کہ یہ غیبت نہین ہے کیونکہ جو عیب ہم بیان کرتے ہین وہ پوشیدہ نہین ہے سب لوگ اوس سے واقف ہین نہ یہ کہ ہماری بیان سے جانینگے **تفہیم** یہ محض اونکی غلط فہمی ہے کیونکہ جب کسی کا عیب بیان کیا خواہ وہ عیب مشتہر ہووے یا مخفی ہووے غیبت ہو جائیگی لیکن اگر وہ عیب مشہور ہین ہے اوسکو بیان کریگا دو گناہ ہونگے ایک غیبت کا دوسرے افشای عیب کا اور اگر وہ عیب جو اوسکی غیبت مین بیان کیا ہے مشہور ہے اس صورت مین فقط غیبت ہو گی افشای عیب نہوگا کیونکہ وہ عیب سبکو معلوم تھا دوسری **فرع** غیبت کی قسمون مین پہلی **تقسیم** غیبت کی تین قسم ہین **ایک** مسلمان کی غیبت **حکم** غیبت اہل اسلام کی حرام قطعی ہے چنانچہ قول خداے تعالی کا ولا یغتب بعضکم بعضا اسی باب مین صریح ہے کیونکہ ضمیر کم کی مسلمانونکی طرف راجع ہی پس معنی آیت کی یہ ہین کہ نہ غیبت کرے کوئی مسلمان کسی مسلمان کی **دوسرے** غیبت ذمی کی یعنی اون کافرون کی جو دار الاسلام مین رہ کے اطاعت پذیر ہین **حکم** یہ بھی غیبت حرام ہے کیونکہ جب کافر مسلمانکا تابع ہو گیا مال و عزت و جان مین مانند اہل ایمان ہو گیا پس جسطرح عزت مسلمان کی حرام ہے اسی طرح تکلیف ذمی کی حرام ہو گی چنانچہ اس مسئلہ کی تصریح مفتاح وغیرہ مین موجود ہے **تیسری** غیبت حربی کی یعنی اوس کافر کی جو تابع دار الاسلام نہین ہے

خلاصہ ظواہر کتب فقہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ غیبت درست ہے کیونکہ جب فاسق کی غیبت درست ہے
چنانچہ اسکی تفصیل آویگی پس کافر حربی کی غیبت بطریق اولی جائز ہوگی **دقیقہ**
صاحب تفسیر کبیر ولا یغتب بعضکم بعضا کی تفسیر مین لکھتے ہین کہ غیبت کافر کی جائز ہے پس
شاید مراد اوس سے حربی ہوگا واللہ اعلم **دوسری تقسیم** غیبت
کی دو قسم ہین **ایک** غیبت زندونکی **دوسرے** غیبت مردونکی جسطرح
غیبت زندون کی حرام ہے اسی طرح مردونکو گالی دینا اور اونکو برا کہنا اور اون کی
عیوب بیان کرنا اور اونکی غیبت کرنا اگرچہ وہ حالت زندگی مین گناہون مین مبتلا رہے ہون
اور اوقات اپنی برباد کیے ہون بھی حرام ہے بلکہ اس باب مین جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وعلی آلہ وسلم نے نہایت تاکید فرمائی ہے **حدیث** فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وعلی آلہ وسلم نے اذا مات احدکم فدعوہ ولا تقعوا فیہ یعنی جب کوئی شخص تم لوگون
سے مرجاوے پس چھوڑ دو اوسکو اور اوسکی غیبت نہ کرو روایت کیا ہے اسکو
ابوداود نے کتاب البر والصلۃ مین **حدیث** فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ
وسلم نے لا تسبوا الاموات فانہم افضوا الی ما قدموا یعنی جو لوگ مرگئے ہین انکو
گالی نہ دو کیونکہ جو اعمال اونھون نے کیے ہین اوسکی سزا تک پہونچ گئے ہین روایت کیا
اسکو ابن حبان نے نقل کیا ہے عبد العظیم منذری نے کتاب الترغیب والترہیب
مین **حدیث** فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اذکروا محاسن
موتاکم وکفوا عن مساویہم یعنی بیان کرو تم مردونکی اوصاف نیک کو اور اونکی برائیون
سے زبانون کو روکو روایت کیا ہے اسکو ابو داود نے **دقیقہ** راقم الحروف
کہتا ہے اگر قطع نظر کروا حادیث سے عقل بھی اجتناب کو کہتی ہے کہ غیبت مردونکی ہرگز
جائز نہین ہے چار وجہ سے **ایک** وجہ یہ کہ مردے کسی زندہ کی غیبت نہین کرتے
ہین پس زندون کو بھی چاہیے کہ مردون کی غیبت نہ کرین اور اونکو تکلیف نہ دیں
حکایت حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالے عنہ اکثر قبرون کے پاس بیٹھا کرتے
تھے اور مقبرون مین اکثر جایا کرتے تھے لوگون نے اوسکی [illegible]

Marfat.com

مین ایسے لوگونکے پاس بیٹھتا ہون کہ آخرت کو یاد دلاتے ہین اور جب مین چلا جاؤن تو
میری غیبت نہین کرتے ہین۔ بخلاف زندون کے یہ حکایت احیاء العلوم کی کتاب الاموات
مین ہے دوسری وجہ یہ کہ بسبب مردون کے زندے فائدہ مند ہوتے ہین مردون
کے دیکھنے اور اونکے پاس بیٹھنے سے آخرت یاد آتی ہے اور دنیا فانی معلوم ہوتی ہے
پس زندون کو لائق ہے کہ مردون کو فائدہ دلوین اور اونکی نیکی کا بدلہ کرین یعنی جسطرح
مُردون کی زبان رُکی ہے زندے بھی اپنی زبانون کو روک لین نہ یہ کہ اونکو تکلیف دیوین
حکایت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے لوگون نے پوچھا آپ مقابر مین کس واسطے
اکثر جاتے ہین جواب دیا کہ اہل مقابر آخرت کو یاد دلاتے ہین اور یہ منفعت ہمکو دیتے ہین
اور ہماری شکایت نہین کرتے ہین اسواسطے مین اونسے صحبت زائد رکھتا ہون
اور اکثر مقبرون مین جایا کرتا ہون یہ حکایت بھی احیاء العلوم مین ہے **تیسری وجہ**
یہ کہ مردون کی غیبت سے زندون کو تکلیف ہوتی ہے اور مردے کے قریبون کو رنج و
کلفت ہوتی ہے **حکایت** جناب والد مدظلہ ایک روز فرماتے تھے کہ ایک شخص اکثر
سورۂ تبت یدا ابی لہب پڑھا کرتا تھا چونکہ ابولہب اگرچہ کافر تھا لیکن جناب شفیع العاصیین
صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم کا چچا تھا اور اس سورۃ مین ابولہب پر خدا لعنت کرتا ہے
اور اوسکے واسطے جزاء بد کا ذکر کرتا ہے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے
آلہ وسلم کو اوس شخص کا ہمیشہ اس سورۃ کو پڑھنا اور عیب ابولہب کا اپنی زبان پر
لانا برا معلوم ہوا اوسپر آپنے فرمایا ای شخص تجکو سوای اس سورۃ کے کیا دوسری
سورۃ یاد نہین ہے **ہدایت** اسی واسطے مذہب یہ ہے کہ اگر وقت مرگ کسی کا روسیہ
ہوجاوے یا وقت مرگ زبان سے کلمہ نہ نکلے یا قبر مین کسی طرحکا عذاب کا سامان
ہووے یا قبر مین کسی طرح کے حشرات الارض نمودار ہووین پس لازم ہے ان لوگون پر
جو ان امور سے مطلع ہووین کہ یہ عیوب لوگون کے سامنے مشہور نکرین اور اوس
مردے کے گنہگار ہونے کی خبر نہ پھیلاوین تا زندون کو اذیت نہووے اور اقارب کو
کلفت نہووے **حکایت** میرے بزرگون مین بعض اولیاء اللہ نے یعنی مولانا محمد

Marfat.com

از ہار الحق لکھنوی نے انتقال کیا اور وقت موت اوسکی زبان سی کلمہ نہ نکلا لوگون نے
ادن پر چادر ڈالدی اور فکر تجہیز و تکفین کی جب سب لوگ باہر نکلے بعضون نے بطور طعن کے
کہا کہ ظاہرمین نہایت متقی تھے اور مرتے وقت کلمہ بھی زبان سی نہ نکلا اس مضمون سی
حضار کو فی الجملہ رنج ہوا تھا کہ مولانا مرحوم نے دونون پانون کو سمیٹا اور بآواز بلند
نام اللہ کا زبان پر جاری کیا جب آواز لوگون کے کان مین پڑی طعن کرنے والون کو بعضون نے
مطعون کیا چوتھی وجہ یہ کہ جو شخص مرگیا ہے اگر وہ جہنمی ہے یہی امر اوسکو کافی ہی پس اوسکی
غیبت بے فائدہ ہے اور اگر وہ جنتی ہے اوسکی غیبت ممنوع ہے ہر گاہ اوسکا جہنمی ہونا
محتمل ہوا شارع نے اوسکی غیبت سی منع کیا حدیث فرمایا رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وعلی آلہ وسلم نے لا تذکروا موتاکم الا بخیر فانہم ان یکونوا من اہل
الجنۃ تاثموا وان یکونوا من اہل النار فحسبہم ما فیہ یعنی نہ یاد کرو تم مردون کو
مگر نیکی کے ساتھ کیونکہ اگر وہ لوگ جنتی ہین اونکی غیبت سے تم لوگ گنہگار ہوگے اور
اگر وہ جہنمی ہین پس اونکو اسیقدر برائی کفایت کرتی ہے نقل کیاہی اسکو احیاء العلوم مین
ہدایت اسیواسطے حجاج اور یزید کی برائیان بیان کرنا بہتر نہین ہے اگرچہ
بعض لوگ حجاج اور یزید کے کفر کے قائل ہوگئے ہین اور علامہ تفتازانی بے باک یزید
اور اوسکے مددگارون پر لعنت کرتے ہین اور اسی مضمون کی نقل امام ابو حنیفہ سے
مطالب المؤمنین مین بھی لکھی ہے لیکن مذہب معتبر یہ ہے کہ سکوت اولٰی ہی تیسری تقسیم
غیبت کی دو قسم ہین ایک غیبت اوس شخص کی جو عاقل بالغ ہووے دوسرے
غیبت اوس شخص کی جو لڑکا ہووے یا دیوانہ جاننا چاہیے کہ اکثر کتب فقہ لڑکے
اور دیوانے کی غیبت کے حکم سے خالی ہین اسیواسطے طحطاوی نے اس مسئلے
مین تامل کیا اور صاف حکم غیبت کے جواز یا عدم جواز کا نہ دیا اور بعض
فقہانے مطلقاً حکم حرمت کا دیا ہے چنانچہ ابن عابدین نے ابن حجر سے نقل کیا ہے
کہ غیبت لڑکے اور دیوانے کی حرام ہے جیسے غیبت بالغ کی حرام ہی لیکن راقم الحروف
کے نزدیک تفصیل بہتر ہے وہ یہ کہ ایسے لڑکے کی کہ فی [illegible] اور اپنی

تعریف سے خوش اور بدی سے ناخوش ہوتا ہو درست نہین ہے اسی طرح غیبت اوس شخص کی جو دیوانہ ہو لیکن نیکی اور بدی سی خوش اور ناخوش ہوتا ہو مثلاً معتوہ ہو درست نہین ہے اور غیبت اوس لڑکی اور دیوانیکی کہ اوسکا کوئی والی وارث ہووے اگرچہ وہ خود بے عقل ہووے بھی درست نہین ہے کیونکہ اگرچہ اوس لڑکے کو عقل نہین ہے لیکن لڑکے اور دیوانے کے عیب بیان کرنے سے اوسکے وارث کو رنج ہوگا ہان اگر اوس لڑکے کے عیب سے لوگون کو ڈرانا منظور ہووے اوسکے عیب بیان کرنا خواہ اوسکے سامنے ہو یا اوسکے پیچھے درست ہے اور غیبت اوس لڑکے اور دیوانے کی کہ تعریف و غیبت سے خوش و ناراض نہوتا ہو اور کوئی والی بھی اوسکا نہو درست ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ زبان کو حتی الوسع روکے اور کسی کی غیبت و شکایت نہ کرے واللہ اعلم وحکمہ احکم وعلمہ اتم

چوتھی تقسیم غیبت کی چھ قسم ہین **اول** غیبت کرنا کسیکی باعتبار بدن کے مثلاً بہ نیت ذلت کسی شخص کے کہنا کہ فلانا شخص بہت فربہ ہے یا بہت پستہ قد ہے یا ناک اوسکی بہت لنبی ہے یا آنکھ اوسکی بہت چھوٹی ہے یا وہ شخص نہایت سیاہ رو ہے یا وہ شخص نہایت بہرا ہے کسی کی بات کو نہین سنتا ہے یا وہ شخص اندھا ہے کسی چیز کو نہین دیکھتا ہے یا ناک اوسکی کٹی ہے یا اوسکا قد طویل ہے یا اوسکے اعضا بڑے ہین یا صورت اوسکی بد ہے اور اسیطرح بدن کے عیوب بیان کرنا اوس شخص کی تحقیر کی نیت سے اور اوسکا وصاف پر ہنسنا اثر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہ فرماتے ہین حرم اللہ ان یغتاب المؤمن بشئ کما حرم المیتۃ یعنی جسطرح اللہ تعالے نے مردار کے گوشت کو حرام کیا ہے اسی طرح کسی مسلمان کی غیبت کرنا کسی وصف مین ہو منع کیا ہے روایت کیا ہے اسکو ابن جریر نے نقل کیا ہے اسکو جلال الدین سیوطی نے تفسیر در منثور مین **حکایت** ایک روز ابن سیرین علیہ الرحمۃ نے کسی شخص کا ذکر کر کے ایک عیب اوسکا بیان کیا اور کہا کہ وہ بہت کالا ہے پھر فرمایا مین سمجھتا ہون کہ مینے اوسکی غیبت کی جبکہ مینے اوسکی سیاہی ذکر کی توبہ کرتا ہون مین اس گناہ سے اور مغفرت چاہتا ہون مین جناب باری سے نقل کیا ہے اسکو ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے شرح عین العلم مین **حکایت** ایک عورت جناب

رسول اللہ صلے اللہ علیہ و علے آلہ وسلم کی خدمت مین آئی جب وہ چلی گئی حضرت عائشہ
رضی اللہ تعالے عنہا نے فرمایا یہ عورت اگر پستہ قد نہوتی نہایت عمدہ تھی پس فرمایا
رسول اللہ صلے اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اغتبتہا یعنی اے عائشہ تم نے اوسکی غیبت کی
حضرت عائشہ نے فرمایا مین نے اونکا سچ عیب بیان کیا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ
و علے آلہ وسلم نے فرمایا جب تم نے عیب واقعی بیان کیا یہ غیبت ہوئی ورنہ اگر تم عیب
جھوٹ بیان کرتین اوسپر بہتان کرتین روایت کیا ہے اسکو عبد بن حمید نے نقل کیا ہے اسکو
تفسیر در منثور مین سیوطی نے **حکایت** ایک روز حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا نے
عرض کیا یارسول اللہ آپ کو پستہ قد ہونا صفیہ کا کافی ہے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ
و علی آلہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ تم نے ایسا کلمہ کہا کہ اگر اسکو دریا مین ملادو بیشک
دریا کے پانی پر یہ کلمہ غالب ہو جائیگا روایت کیا ہے اسکو ابوداؤد نے باب الغیبۃ مین
حکایت جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و علے آلہ وسلم کے ازواج طاہرات نے
ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا پر ہنسنا شروع کیا پستہ قد ہونے کے سبب سے پس فرمایا اللہ
تعالے نے یاایھا الذین امنوا لایسخر قوم من قوم عسی ان یکونوا خیرا منھم ولا
نساء من نساء عسی ان یکن خیرا منھن یعنی نہ استہزا کرے کوئی مرد کسی مرد سے شاید کہ
شخص عاقبت مین اس سے بہتر ہو اور نہ استہزا کرے کوئی عورت کسی عورت سے کیونکہ
عاقبت کا حال معلوم نہین ہے نقل کیا ہے اسکو سلیمان جمل نے حاشیہ جلالین مین **ارشاد**
معاویہ بن قرہ کہتے ہین لومر بک اقطع فقلت ھذا اقطع کان ذالک غیبۃ
یعنی اگر تیرے پاس سے ایک دست دپا بریدہ کا گذر ہووے اور تو اوسکے عیب
کا حال بیان کرے یہ بھی غیبت ہو جائیگی روایت کیا ہے اسکو عبد بن حمید نے نقل کیا ہے
اسکو سیوطی نے در منثور مین **حکایت** ایک روز ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ تعالے
کسی شخص کے مکان مین بطریق دعوت گئے جب دسترخوان پر بیٹھے لوگون نے ایک
شخص کا نام لیکے کہا فلانا شخص نہین آیا ایک شخص نے کہا وہ شخص بھاری ہے
اس سبب سے اوسکے آنے مین دیر ہوئی جب ابراہیم نے یہ غیبت سنی اوٹھکے چلے گئے

Marfat.com

اور اپنے نفس سے کہنے لگے بسبب تیرے مجکو غیبت سننی پڑی کیونکہ اگر تجھے بھوک نہوتی میری جانے کی دعوت مین اور غیبت سننے کی نوبت نہ آتی پھر تین روز تک کھانا نہین کھایا اور نفس کو خوب ستایا نقل کیا ہے اسکو ابو اللیث نے تنبیہ الغافلین کے باب الغیبت مین

دقیقہ حضرت ابراہیم کے دسترخوانِ دعوت سے چلے جانے کی وجہ یہ ہے کہ جس مجلس مین غیبت ہوتی ہو اور جس دسترخوان پر شکایت ہوتی ہو وہان کھانا کھانا ممنوع ہے جیساکہ جس مقام مین ناچ ہوتا ہو وہان جانا حرام ہے چنانچہ یہ مسئلہ تاتارخانیہ مین مصرح ہے اور رد المختار کے باب الاکل والشرب مین بھی اوس سے نقل کیا ہے راقم الحروف کہتا ہے اگر کسی مقام دعوت مین قبل جانے کے معلوم ہووے کہ ضرور وہان غیبت ہوگی لوگون کی شکایت ہوگی ایسے مقام مین جانا درست نہین ہے مگر ہان اگر معلوم ہو کہ ہمارے جانے سے لوگ غیبت کو چھوڑ دینگے ایسی صورت مین جانا ضرور ہے اور اگر پہلے سے معلوم نہو اور بعد جانے کے غیبت شروع ہو پس اگر ہوسکے تو لوگون کو منع کرے اور غیبت سے لوگون کو روکے اور اگر کچھ فتنہ نہووے تو اوس دسترخوان سے چلا جاوے اگر یہ بھی نہوسکے خود شریک نہووے واللہ اعلم

دقیقہ ان حکایات سے معلوم ہوا کہ بدن کا کوئی عیب بیان کرنا اور کوئی وصف بدعیان کرنا غیبت ہی اور حرام ہی اور عقل کہتی ہی کہ کسی کی صورت کی برائی بیان کرنا اور بسبب بدصورت ہونے کسی کی اوسکو حقیر سمجھنا خلاف عقل ہے مولانا جلال الدین رومی مثنوی مین لکھتے ہین **ع**

ہندو قبچاق و رومی و حبش	جملہ یک رنگ اند اندر گورخوش
تا بدانی کان ہمہ رنگ و نگار	جملہ رو پوشست و مکر و مستعار

ہر صورت کو اللہ تعالی نے مخلوق کیا کسی کو نیک کسی کو بد کیا ہر شخص مین ایک ایک عیب رکھا اگر غیبت کرنے والا خیال کریگا اپنی صورت مین ہزارون عیب پائیگا ہان اگر کوئی شخص تمام عیوب سے مبرّا ہوتا البتہ اوسکو غیبت کرنے کا رتبہ تھا سعدی **ع**

مکن عیب خلق ای خردمند فاش	بعیب خود از خلق مشغول باش

علاوہ یہ ہے کہ جانورون کی بدصورتی پر ہنسنا اچھا نہین ہے پس آدمی تو جانور سے

بہت اچھا ہے **حکایت** ایک مرتبہ حضرت عیسے علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ و السلام اپنے
انصار کے ساتھ چلے جاتے تھے کہ راہ مین لوگون نے ایک کُتا بدبودار مردار دیکھا
اور اوسکی بدبوسے تعجب کیا حضرت عیسیٰؑ نے کہا اس کُتے کے دانتون کی سفیدی
کیا اچھی معلوم ہوتی ہے جیسے اندھیرے مین صبح نمودار ہوتی ہے اس کلام سے
آپنے اسطرف اشارہ فرمایا کہ تعجب ہے تم لوگون سے کہ کُتے کے عیب کو دیکھتے ہو اور
اوسکی عمدگی سے کنارہ کشی کرتے ہو نقل کیا ہے اسکو امام غزالی نے کتاب الغیبت
مین **حکایت** حضرت نوح علے نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک کُتے کو دیکھا اوسکو
چار آنکھ والا پایا اوسکی چار آنکھ ہونے سے حضرت نوحؑ نے اوسکو بدصورت سمجھا اور اوسکو
بنظر حقارت دیکھا پس وہ کتا بحکم خدا بولا ای نوحؑ کیا تم مجکو ذلیل سمجھتے ہو مجکو اللہ تعالے
نے ایسا بنادیا ہے ورنہ اگر میرے اختیار مین اپنا بنانا ہوتا کتا مین کیون ہوتا اس کلام
کو سُنکے حضرت نوحؑ کو خوف آیا اور نہایت نوحہ کیا اوسوقت سے نام اونکا نوحؑ ہوگیا
یہ حکایت صفوری نے عقائق سے نزہۃ المجالس منتخب النفائس کے باب الادب
مین نقل کی ہے **دوسرے** غیبت کرنا کسی کے لباس مین کہ فلانا شخص نہایت بخیل ہے
لباس بخیلون کا پہنتا ہے فلانا شخص حرام لباس استعمال کرتا ہے مثلاً ریشمی کپڑے کا پائجامہ
پہنتا ہے یا انگرکھا بوضع بدمعاش پہنتا ہے یا پائجامہ بہت لانبا پہنتا ہے کہ اوسکا پائجامہ ٹخنونسے
لٹکتا ہے یا فلانی عورت عجب طرحسے دوپٹہ اوڑھتی ہے کہ ستر اپنا کھولدیتی ہے یا کرتی
ایسی پہنتی ہے کہ پیٹ کھلا رہتا ہے یا فلانی عورت اسطرح سے چلتی ہے کہ لوگون کو اپنا ستر
دکھاتی ہے **حکایت** حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک روز فرمایا کہ فلانی عورت کا دامن
بہت لنبا ہے پس فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم نے یا عائشہ رضؓ تم نے
اوس عورت کی غیبت کی لازم ہے تمکو کہ تھوکو حضرت عائشہؓ کہتی ہین جب مین نے تھوکا ایک
ٹکڑا گوشت کا میرے منہ سے نکلا یہ حکایت منذری نے کتاب الترغیب والترہیب مین
نقل کی ہے ارشاد بعض متقدمین کہتے ہین لو قلت ان فلانا ثوبہ قصیرا و ثوبہ
طویل یکون غیبتہ یعنی اگر تو بہ نیت تحقیر کے کہے کہ فلانے شخص کا کپڑا بہت چھوٹا ہے

یا بہت لاتا ہے یہ بھی غیبت ہے نقل کیا ہے اسکو فقیہ ابو اللیث نے کتاب الغیبت مین **تیسرے** غیبت کرنا کسی کے نسب مین مثلا بہ نیت تحقیر کے کہنا کہ نسب فلا سنے شخص کا یا فلانے قبیلے کے لوگونکا یا فلا سنے شہر کے لوگون کا اچھا نہین ہے کیونکہ اوس شخص کے آبا و اجداد رذیل تھے یا اوسکے نسب کا سلسلہ معلوم نہین ہے **حدیث** فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ و علے آلہ وسلم نے لیس لاحد فضل علی احد الا بالدین او عمل صالح یعنی کسی شخص کو کسی پر بزرگی نہین ہے مگر باعتبار دین اور اعمال نیک کے اور نسب وغیرہ کی عمدگی کا اعتبار نہین ہی پس فخر کرنا اپنے نسب پر اور عیب رکھنا دوسرون کے نسب پر نہ چاہیے نقل کیا ہے اس حدیث کو عبد الوہاب شعرانی نے کشف الغمہ عن احوال الامہ کے باب تحریم احتقار الناس مین اور انشاء اللہ تعالے نسب مین غیبت کرنے کا بیان اسباب غیبت کے بیان مین مفصلا لکھا جاویگا **چوتھے** غیبت کرنا کسی عادات مین مثلا کہنا کہ فلان شخص نامرد ہے نہایت ضعیف ہی بہت سونے والا ہے یا بہت کھاتا ہے کوئی کام نہین کرسکتا ہی یا بیٹھنے مین تمیز نہین کرتا ہے یا انجام کو نہین سوچتا ہے یا سخت بیوقوف ہی یا عورتون سے مشورہ لیتا ہی ہمیشہ بی بی کی تابعداری کرتا ہے یا لوگون کو تکلیف دیا کرتا ہی **حکایت** عرب مین دستور تھا کہ ایک عرب دوسرے کی خدمت کیا کرتا تھا ایک سفر مین حضرت ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ایک شخص مسکین خادم تھا ہمیشہ اونکی خدمت کیا کرتا تھا ایک منزل مین دونون سو گئے بعد اونکے سونے کے وہ شخص بھی سو گیا اور کچھ کھانا شیخین رض کے واسطے تیار نہین کیا جب شیخین رض بیدار ہوے کہنے لگے یہ شخص بہت سوتا ہی پھر شیخین رض نے اوس شخص کو جگا کے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی خدمت مین بھیجا اوس شخص نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و علے آلہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ ابو بکر رض اور عمر رض سلام کہتے ہاین اور کچھ کھانا مانگتے ہاین جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و علے آلہ وسلم نے فرمایا وہ دونو کھا چکے اور سیر ہو چکے جب یہ خبر شیخین رض کو پہونچی عرض کیا یا رسول اللہ ہمنے آج کیا کھایا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و علے آلہ وسلم نے فرمایا تم نے آج اس خادم کا گوشت کھایا اور ...

Marfat.com

تمھارے دانتون مین گوشت کی سرخی دیکھتا ہون جب شیخین رض نے یہ امر سنا عرض کیا
یا رسول اللہ آپ ہماری تقصیر کو معاف کیجیے اور جناب باری سے مغفرت طلب کیجیے
پس فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم نے صرف اللہ تعالی کی مغفرت
مفید نہین ہے چاہیے کہ تم دونون اوس خادم کو خوش کرو اور اوس سے کہو کہ وہ تمھارے
قصور کے عفو کی دعا جناب باری سے مانگے نقل کیا ہے اسکو در منثور مین ضیا ر مقدسی
سے حکایت بعض صحابہ نے ایک شخص کو کہا کہ وہ بہت ضعیف ہے پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وعلے آلہ وسلم نے تمنے اوس شخص کی غیبت کی اور اوسکا گوشت کھایا یہ حکایت
بتفصیل غیبت کی سزا کے بیان مین انشاء اللہ تعالے مرقوم ہو گی حکایت ایک مرتبہ
بعض صحابہ نے ایک شخص کا ذکر کیا اور کہا وہ شخص عجب انسان ہے کہ اگر کوئی اوسکو
کھانا دیتا ہے کھا لیتا ہے اور اگر کوئی سوار کر دیتا ہے سوار ہو لیتا ہے لیکن خود کوئی
کسب نہین کر سکتا ہے پس فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے تمنے اپنے
بھائی کی غیبت کی صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ سچ عیب عیان کرنا کیا غیبت ہے آپنے جواب
دیا غیبت مین اسی قدر کافی ہے کہ کسی شخص کا عیب واقعی بیان کرے نقل کیا ہے
اس کو عبد العظیم منذری نے کتاب الترغیب والترہیب مین حکایت ایک سفر
مین حضرت عمر اور ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہما نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ
وسلم سے گوشت طلب کیا آپنے کہلا بھیجا کہ تم نے مسلمان بھائی کا گوشت سیر ہو کے
نہین کھایا شیخین رض نے کہا یا رسول اللہ آج ہم کو گوشت میسر نہین ہوا آپ نے فرمایا
تمنے فلان شخص کی غیبت کی اور غیبت کسی کے مثل اوسکے گوشت کھانے کی ہے شیخین رض
نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمنے اوس شخص کو کچھ نہین کہا البتہ اسقدر کہا کہ وہ شخص ضعیف ہے
ہماری خدمت نہین کر سکتا ہے پس فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم نے
یہ بھی نہ کہو اور کسی کا اونی وصف بد بھی بیان نہ کرو روایت کیا ہے اسکو ترمذی نے
نوادر الاصول مین اور نقل کیا ہے اسکو سیوطی نے در منثور مین حکایت ایک
درویش نیک صفت نے ایک لڑکی سے مزاح کیا لوگون کو جب اسکی خبر پہونچی

Marfat.com

اوس درویش پر طعن کرنے لگے جب اوس درویش کو لوگون کے طعن کی خبر پہونچی اوس نے
کہا تعجب ہے کہ لوگون کے نزدیک مزاح کرنا حرام ہے اور غیبت حلال ہے یہ حکایت فرع ثالث
مین انشاءاللہ تعالی آویگی حکایت ایک روز سلمان فارسی نے کھانا کھایا اور بعد فراغت کے
سو گئے پس دو شخصون نے انکی غیبت کی اور اونکے کھانے اور سونیکا حال بیان کیا پس
فرمایا اللہ تعالے نے ولایغتب بعضکم بعضا اور اس آیت سے حرمت غیبت
کی ثابت ہوئی یہ حکایت درمنثور مین ابن جریج سے منقول ہے پانچوین غیبت عبادات
کے نقصان اور کمی مین مثلاً کہنا کہ فلانا شخص نماز خوب ادا نہین کرتا ہے یا تہجد نہین پڑھتا ہے
یا نوافل ادا نہین کرتا ہے یا رمضان مبارک کے روزون مین نقصان کرتا ہے یا نماز دون
کو وقت کراہت مین ادا کرتا ہے حکایت سعدیؒ نے ایک روز تہجد کے وقت چند
لوگون کی جو سور ہے تھے غیبت کی اور کہا کیا اچھا ہوتا اگر یہ لوگ بھی نماز پڑھتے پس سعدی کی
والدہ نے کہا کیا اچھا ہوتا اگر تو بھی سور ہتا تا غیبت سے اون لوگون کی بچتا یہ حکایت بہ تفصیل
فرع ثالث مین انشاءاللہ تعالی آویگی حکایت ایک شخص نے کسی شخص کی غیبت کی
اور کہا کہ مین اوس شخص سی خدا کے واسطے بغض رکھتا ہون جب اوس شخص کو اسکی غیبت کی
خبر پہونچی جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و علے آلہ وسلم کی خدمت مین آیا اور کہا یا رسول اللہ
فلان شخص نے میری شکایت کی اور مجھسے بغض رکھنے کی خبر دی آپ اوسکو بلوائیے
اور میرا انصاف کیجیے پس حضرت رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ و علے آلہ وسلم نے
غیبت کرنے والے کو بلوایا اور اوس سے پوچھا کہ تو کیون اس شخص سے بغض رکھتا ہے
اوس نے بیان کرنا شروع کیا کہ مین اس شخص کا ہمسایہ ہون وہ شخص سوای پنجوقتہ
نماز کے نماز نہین پڑھتا ہے اور سوائے رمضان کے کبھی نفل روزہ نہین رکھتا اور
سوائے زکوۃ فرض کے کبھی صدقہ نہین دیتا ہے اس سبب سی مین اوس شخص سی بغض
رکھتا ہون جب اوس شخص نے یہ کلام سنا کہنے لگا یا رسول اللہ آپ اس شخص سی پوچھیے
کہ آیا مین امور مفروضہ مین کچھ نقصان کرتا ہون جناب رسول اللہ علے اللہ علیہ و علی آلہ
وسلم نے اوس غیبت کرنے والے سے پوچھا اوسنے کہا یا رسول اللہ وہ شخص فرائض

Marfat.com

مین کچھ نقصان نہین کرتا ہے اور فرائض کو حسب حکم ادا کرتا ہی لیکن چونکہ عبادات نوافل
نہین کرتا ہے اس سبب سی میرا دل اوس سی خفا ہوتا ہی جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وعلی آلہ وسلم نے یہ قصہ سنا غیبت کرنے والے اور بغض رکھنے والے سی کہا چلا جا تو
شاید کہ وہ شخص تجھ سے عاقبت مین بہتر ہو پس اوسکی غیبت کرنا اور اوس سے
بغض رکھنا تجکو نچاہیے نقل کیا ہے اسکو امام غزالی رحمہ نے باب اسباب الغیبۃ مین چھپے
غیبت کسی کے گناہون مین کرنا کہ فلانے شخص نے زنا کیا یا اوس نے غیبت کی یا اوسکے
دل مین نہایت حسد ہے یا غایت بغض ہے یا اوس کی عادت جھوٹ بولنے کی بہت
ہے یا فلان شخص والدین کو نہایت تکلیف دیتا ہے اپنے اقارب سے قطع رحم کرتا ہی
یا فلان شخص زبان کا بد ہی فحش اوسکی زبان مین ازحد ہے یا فلان شخص ہمیشہ شراب پیتا ہی
اکثر چوری کرتا ہے **حکایت** سعدی رحمہ نے ایک مرتبہ اپنے اوستاذ سے کہا فلانا معاصر
مجھسے حسد رکھتا ہے استاذ نے کہا ای سعدی تیرے نزدیک حسد حرام ہے اور کیا غیبت
حلال ہے کہ تو اوس شخص کی میرے سامنے غیبت کرتا ہے اور اوسکی حسد کی شکایت
کرتا ہے یہ حکایت انشاء اللہ تعالے فرع ثالث مین لکھی جاویگی **دقیقہ**
سوائے انبیا کے اہل سنت کے نزدیک کوئی شخص معصوم نہین ہی ہر شخص ایک ایک
عیب سے معیوب ہی اگر ایک مین حسد ہے تو دوسرے مین بغض ہی کوئی اگر غیبت کرتا ہی
تو دوسرا غیبت کو سنتا ہے کوئی اگر چغلخوری کرتا ہے تو دوسرا جھوٹ بولتا ہی کوئی اگر چوری
کرتا ہی تو دوسرا فساد کرتا ہی کسی مین زنا کی عادت ہے کسی کی طبیعت مین شرارت ہے اسی طرح
کوئی شخص جمیع عیوب سی صاف نہین ہے پس غیبت کرنا کسی کی کسی عیب مین ہو بیجا ہے
کیونکہ غیبت کرنے والا جملہ عیوب سے کب مبرا ہے چاہیے کہ جب کسی شخص کو کسی گناہ
مین مبتلا دیکھے خدا سے اوسکی ہدایت کی دعا مانگے اور اپنی توفیق کو چاہے نہ یہ کہ اوس
شخص کو بسبب اوس گناہ کے ذلیل کرے اور اوپر بسبب اوس فعل کے ہنسے کیونکہ شاید
وہ شخص تائب ہو گیا ہو یا توبہ کا ارادہ رکھتا ہو بلکہ اپنے بچنے پر اوس گناہ سے شکر کرے
کہ خدائے تعالے نے محض فضل اپنے ہمکو اس گناہ سی بچایا اور شیطان کو ہمپر غالب نہ کیا

Marfat.com

اور جب کسی کے عیب کا خیال آوے فی الفور اپنے گناہونکا خیال کرلے تاکہ اوسکی
بدی سے بچے **اثر** حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کفی من الغی بالمومن ثلاث یعیب
علے الناس بما یاتی بہ و یبصر من عیوب الناس بما لا یبصر من نفسہ
و یوذی جلیسہ فی ما لا یعینہ یعنی کافی ہے مسلمان کو گمراہی کی تین صفتین ایک یہ
کہ جو فعل خود کرتا ہو اوسی فعل سے لوگون کو معیوب کرتا ہو دوسرے یہ کہ لوگون کے عیبون
کو دیکھتا ہو اور اپنے عیوب سے اندھا ہوتا ہو تیسرے یہ کہ اپنے ہم نشین کو بلا فائدہ
اذیت دیتا ہو **نقل** کیا ہے اسکو ابو اللیث نے باب المظالم مین **اصلاح** حضرت
عیسے علے نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہین لا تکثر وا الکلام بغیر ذکر اللہ
فتقسو ا قلوبکم فان القلب القاسی بعید من اللہ و لکن لا تعلمون و لا تنظروا
فی ذنوب الناس کانکم ارباب وانظروا فی ذنوبکم کانکم عبید فانما الناس
مبتلی و معافی فارحموا اہل البلاء واحمد واللہ علی العافیۃ یعنی اے لوگو
سوائے ذکر اللہ تعالے کے زیادہ کلام نہ کیا کرو کیونکہ جو بہت کلام کرتا ہی اور بغیر ذکر خدا مین
اوقات اپنی صرف کرتا ہے دل اوسکا سخت ہو جاتا ہے اثر نہین قبول کرتا ہی اور قسی القلب اللہ
تعالے سے دور ہوتا ہی اور اے لوگو نہ دیکھو تم لوگون کے گناہون کو جیساکہ مالک اپنے
غلامون کی طرف دیکھتے ہین بلکہ سمجھو کہ تم سب اللہ تعالے کے غلام ہو اور آدمی دو قسم
کے ہین بعضون کو اللہ تعالے نے گناہون مین مبتلا کیا اور بعضون کو سلامت رکھا پس تم
لوگ جب کسی کو گناہ مین مبتلا دیکھو اوسپر رحم کرو اور اوسکے واسطے دعای خیر کرو اور
اپنی سلامتی پر شکر کرو نہ یہ کہ اوس گناہ کرنے والے کو ذلیل کرو روایت کیا ہی اسکو مالک نے موطا
باب مایکرہ من الکلام مین اور ذلیل کرنا کسی شخص کو اوسکے گناہون پر اور اوسکو جہنمی سمجھنا
خلاف مرضی اللہ تعالے کے ہے بلکہ جو شخص کسی شخص کو عار دلاتا ہے خدا
تعالے اوسپر غصہ ہوتا ہے اور معاملہ بالعکس کر دیتا ہے کہ اوس گنہگار کو بخشدیتا ہے اور اس
شخص کو ذلیل کرتا ہے **حکایت** بنی اسرائیل مین دو شخص تھے ایک ہمیشہ عبادت کیا کرتا تھا
دوسرا ہمیشہ گناہون مین مبتلا رہتا تھا اور عابد ہمیشہ فاسق کو ذلیل کیا کرتا تھا ایک روز

Marfat.com

عابد نے خفا ہو کے کہا قسم ہے خدا کی تو جہنم مین جائیگا یہ کلمہ اللہ تعالے کو برا معلوم ہوا عابد کو جہنمی اور فاسق کو جنتی کر دیا نقل کیا ہے اس کو ابو داؤد نے کتاب البر والصلۃ مین

حکایت جب حضرت آدم علے نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام نے جنت مین خطا کی یعنی جس درخت کے پھل سے اللہ نے منع کیا تھا وہ کھالیا بسبب معصیت کے بدن سیاہ ہوگیا اور زمین پر پھینکے گئے اللہ تعالے نے حکم کیا کہ تم بیت اللہ کو بناؤ اور اوسکا طواف کرو تا تمھاری مغفرت کرون اور توبہ تمھاری قبول کرون جب حضرت آدم نے کعبے کو بنایا جبرئیل علیہ السلام نے جنت سے حجر اسود کو حاضر کیا اور اوس وقت اس پتھر کا رنگ نہایت سفید تھا اور اسکا نور دور تک پہونچتا تھا جب حضرت آدمؑ کی نظر اوس پتھر پر پڑی جنت کی راحت یاد آئی اور طبیعت کو بیقراری ہوئی آنکھو نسے مدی بہی حجر ابیض نے کہا ای آدمؑ تمھین وہ شخص ہو کہ خدا کی تمنے مخالفت کی اپنے نفس کی خرابی کی یہ قول سنکے حضرت آدمؑ کو رنج ہوا جناب باری مین عرض کیا یارب مجھکو ہر چیز نے بسبب گناہ کے برا کہا یہانتک کہ حجر بہشتی نے جو چاہا سو کہا اللہ تعالے کو حضرت آدمؑ پر رحم آیا اور اوس پتھر کے قول پر جوش آیا پس سیاہی آدم کی حجر مین دی وہ حجر اسود ہوگیا اور سفیدی پتھر کی حضرت آدم کو عنایت کی اونکا جسم منور ہوگیا یہ حکایت صفوری نے نزہۃ المجالس منتخب النفائس باب الہم البیض مین نقل کی ہے

پانچوین تقسیم

غیبت کی چار قسم ہین **ایک** غیبت صراحۃً اس طرح سے کہ کسی شخص کا نام لے کے اوسکے اوصاف بد بیان کرنا اور اوسکی شکایت کرنا **دوسری** غیبت کرنا حکایۃً یعنی اس طرح سے کہ کسی کے افعال بد کو نقل کرنا مثلاً اگر کوئی شخص لنگڑا ہو اوسکی نقل چلنے مین کرنا اور اگر کوئی شخص اندھا ہو اوسکے پیچھے آنکھ بند کرکے چلنا اور اگر کوئی شخص گونگا ہو یا بولنے مین لکنت کرتا ہو اوسکی غیبت مین بولنے مین نقل کرنا اور کوئی شخص اگر متکبر ہو چلنے مین سینہ اوٹھاتا ہو اوسکی غیبت مین سینہ اوٹھاکے اوسکی چال سے چلنا اور اگر کوئی شخص بات کرنے کے وقت گردن اور ہاتھ وغیرہ ہلانے کی عادت رکھتا ہو خود بھی کلام کرنے کے وقت ویسی طرح سے کرنا **حدیث** فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے

Marfat.com

ما احب انی حکیت احدا وان لی کذا وکذا یعنی نہین دوست رکھتا ہون مین کہ کسیکی نقل کرون اگرچہ مجکو بہت کچھ ملے روایت کیا ہے اسکو ترمذی نے اور نقل کیا ہے اسکو مشکوٰۃ المصابیح مین **حکایت** ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کسی عورت کی نقل کی پس فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے ما یسرنی انی حاکیت ولی کذا وکذا یعنی کسی کی نقل کرنا مجکو اچھا نہین معلوم ہوتا ہے حکایت احیاء العلوم کے باب ان الغیبۃ لاتقصر علے اللسان مین ہے **تیسرے** غیبت کرنا اشارۃ اسطرح سے کہ ظاہر مین کسی شخص خاص کی غیبت نہ کرے اور کسی کا نام نہ لیوے لیکن چند قرائن ہون کہ اوسکے سبب سے لوگ سمجھ جاتے ہون کہ یہ فلان شخص کے عیوب بیان کررہا ہے اور اس لفظ سے مراد فلان شخص ہے مثلاً کہنا کہ بعض لوگ جو ہمارے پاس آج آئے تھے وہ ایسے ہین اور لوگ سمجھ جاتے ہون کہ آج اِنکے پاس فلان لوگ آئے تھے پس یہ انھین کی غیبت ہے یا کہنا کہ بعض اشخاص ایسے کہ فے الواقع جاہل ہین لیکن مشہور بہ محمد فاضل ہین اور حاضرین اس شخص کو جانتے ہون پس سمجھ جاتے ہون کہ یہ شخص فلان شخص کو مجرا کہتا ہے یا کہنا کہ بعض لوگ مسجد مین اعتکاف کرتے ہین پھر اعتکاف کو توڑ ڈالتے ہین اور حقیقت مین ایسے شخص کا نام سننے والے جانتے ہون یا کہنا کہ ایک شخص ایسا ہے کہ کرتا نہایت خوب پہنتا ہے عمامہ خوب باندھتا ہے لیکن پوشیدہ پوشیدہ زنا کرتا ہے اور لوگ جانتے ہون کہ کرتا پہننے والا اور عمامہ باندھنے والا فلان شخص ہے یا کہنا کہ بعض اشخاص اپنی بی بی کی بہت تابعداری کرتے ہین اپنے والدین کی مخالفت کرتے ہین اور لوگ جانتے ہون کہ اس سے مراد فلان شخص ہے جب کوئی شخص سیاہ آدمی [illegible] اور [illegible] جانے کے کہنا کہ بعض لوگ ایسے سیاہ رو ہوتے ہین جیسے دیو [illegible] وہی شخص ہووے یا کسی شخص بیمار کی عیادت کو جانا وہان سے آنے کے بعد کہنا بعض لوگون کے بدن سے کیا بدبو آتی ہے اور لوگ سمجھ جاتے ہون کہ مراد اس سے وہی مریض ہے یا کہنا بعض لوگون کے پسینے مین کیا بدبو آتی ہے اور حاضرین سمجھتے ہون کہ یہ عیب فلانے کا بیان کرتا ہے یا جب محفل جمع ہووے بعد برخاست کے کہنا بعض

Marfat.com

محفل ایسی ہوتی ہے کہ سب لوگ اوس محفل کے فاسق اور فاجر ہوتے ہین یا جب کسی شخص کا
تذکرہ آوے اوسوقت کہنا بعض لوگ بہت شریر یا بخیل ہوتے ہین تا لوگ سمجھ جاوین کہ وہ
شخص شریر یا بخیل ہے الحاصل غیبت کرنا بطور مجہول کے لیکن لوگ قرینون سے سمجھ جاتے
ہون کہ یہ ذکر فلان شخص کا ہے **چوتھی** غیبت کرنا تعریضاً یعنی ظاہر مین حال ہو کسیکا اور لوگ
سمجھتے ہون کہ یہ بیان ہو فلانے کے حال بد کا مثلاً جب کسی شخص کا ذکر آوے اوس
وقت کہنا۔ **الحمد للہ الذی عصمنی من الذنوب** یعنی شکر ہے اوس خدا کا جسنے ہمکو
گناہون سے بچایا اور مطلب یہ ہے کہ لوگ معلوم کرین کہ فلان شخص گنہگار ہے یا کہنا
انا لست بزان یعنی مین زانی نہین ہون اس غرض سے کہ لوگ اوسکو زانی سمجھین یا
کہنا تکبر بہت بد ہے چنانچہ سعدی فرماتے ہین ؎ تکبر عزازیل را خوار کرد ؛ بزندان
لعنت گرفتار کرد ؛ اس مطلب سے کہ لوگ سمجھین کہ وہ شخص متکبر ہے یا کہنا کہ داڑھی کترانا
منع ہے اس مطلب سے کہ وہ شخص داڑھی کتراتا ہے یا کہنا کہ صبح کی نماز جماعت سے
ادا کرنا گناہ ہے اور غرض اس کلام سے یہ ہووے کہ وہ شخص مسجد مین نہین آتا ہے
صبح کی جماعت کو اڑاتا ہے **چھٹی تقسیم** غیبت کی پانچ قسم ہین **ایک** غیبت زبان سے
حکایت چند شخصون سے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا خلال
کرو اور گوشت کو اپنے دانتون سے نکالو اون لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ آج
ہمنے کھانا نہین کھایا کیون خلال کرین فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم
نے مین سرخی گوشت کی تمھارے دانتون مین دیکھتا ہون تم نے کسی کی غیبت کی ہے
اور فی الواقع اون لوگون نے زبان سے ایک شخص کی شکایت کی تھی روایت کیا ہے
اسکو عبد بن حمید نے اور نقل کیا ہے اسکو سیوطی نے تفسیر در منثور مین **حکایت**
ایک شخص جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی خدمت سے گئے اور دوسرے
شخص نے اوسکی غیبت کی اور زبان سے اوسکی شکایت کی پس فرمایا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اوس شخص تو خلال کر اوسنے کہا یا رسول اللہ آج مین نے گوشت نہین
کھایا آپنے فرمایا تونے ابھی ایک مسلم کا گوشت کھایا روایت کیا ہے اسکو طبرانی نے

135267

نقل کیا ہے اسکو عبد العظیم منذری نے کتاب الترغیب والترہیب مین **حکایت**
ایک روز ابن سیرین نے ابراہیم نخعی کا ذکر کیا حاضرین نے اونکو نہ پہچانا ابن سیرین نے
لوگون کے معلوم کرانے کے واسطے ایک ہاتھ اپنی آنکھ پر رکھا تا لوگ سمجھ جاوین کہ یہ
ذکر اون ابراہیم کا ہے جو کانے ہین لیکن زبان سے اونکو کانا نہین کہا نقل کیا ہے اسکو
احیاء العلوم کی کتاب الغیبۃ مین **دوسرے** غیبت کان سے اس طرح سے کہ کسی کی
غیبت کو سننا اور غیبت کو دفع نکرنا کیونکہ سننا اور اوس پر چپ رہنا گویا غیبت کرنا ہے سعدی
فرماتے ہین **ع** ترا آنکہ چشم و دہن داد و گوش ؛ اگر عاقلی در خلاف کوش بہ فرماتے
ہین جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم **حدیث اذا وقع فی الرجل وانت
فی ملاءٍ فکن للرجل ناصرا وللقوم زاجرا ثم قم عنھم** یعنی جب کسی شخص
کی غیبت کی جاوے اور تو مجلس مین بیٹھا ہووے پس ہو تو اوس شخص کا مددگار اسطرح سے کہ اوسکی
تعریف کرنا شروع کر تا لوگ اوسکی غیبت سے باز رہین اور غیبت کرنیوالے کو غیبت سے منع کر
اور اوس محفل سے چلا جا کیونکہ اگر تو چپ بیٹھا رہیگا غیبت کرنیوالون مین تیرا شمار ہوگا روایت
کیا ہے اسکو ابن ابی الدنیا نے اور اونسے نقل کیا سیوطی نے در منثور مین **حکایت**
میمون بن سیاہ اپنا حال نقل کرتے ہین کہ ایک روز مین سوتا تھا خواب مین میرے سامنے
ایک مردہ زنجی کا لایا گیا اور کسی نے مجھسے کہا ای میمون تم اس زنجی میت کو کھاؤ
مین نے کہا کسواسطے مین کھاؤن اوس شخص نے کہا اس سبب سے کہ تو نے فلانی
کے غلام کی غیبت کی مین نے کہا واللہ مین نے اوسکی غیبت نہین کی اور کوئی صفت
اوسکی مین نے ذکر نہین کی اوس شخص نے کہا اگرچہ تو نے غیبت نہین کی لیکن غیبت اوسکی تو نے
سنی پس یہ سننا مانند غیبت کرنے کے ہوا نقل کیا ہے اسکو بغوی نے تفسیر معالم
التنزیل مین انشاء اللہ تعالے غیبت کے سننے کا بیان بالتفصیل اصل ثانی مین آویگا
تیسرے غیبت کرنا دل سے اسطرح سے کہ کسی کے ساتھ بدگمانی رکھنا اور کسی مسلم
صالح کے حق مین بدون علامات و اسباب کے گمان بد کرنا انشاء اللہ تعالی بیان
بدگمانی رکھنے کا عنقریب آویگا **چوتھے** غیبت اعضا سے یعنی لوگون کو کسی کا

Marfat.com

عیب ہاتھ یا آنکھ وغیرہ کی حرکت اور اشارے سے سمجھا دینا مثلاً جب کوئی [illegible] جاوے اوسکی طرف ہاتھ سے اشارہ کر دینا یا آنکھ سے کنایہ کر دینا یا ہونٹھ ملا دینا تا لوگون کو اوس شخص کا معیوب ہونا دریافت ہو جاوے یا جب کسی کی تعریف درمیان میں آوے اوس وقت گردن ہلا دینا یا کسی طرح حرکت کر دینا **حکایت**

ایک عورت خدمت جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم مین آئی اور وہ پستہ قد تھی بعد اوسکے جانے کے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا نے بہ نیت اوسکی ذلت کے ہاتھ سے اوسکی طرف اشارہ کیا کہ یہ عورت بہت پستہ قد ہے پس فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم نے ای عایشہؓ تم نے اوس عورت کی غیبت کی یہ حکایت سیوطی نے در منثور مین بیہقی سے نقل کی ہے **حدیث** فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے لا یحل لمسلم ان یشیر الی اخیہ بنظرۃ توذیہ یعنی نہین حلال ہے مسلمان کو کسی مومن بھائی کی طرف آنکھ سے اشارہ کرے کہ اوسکو یہ اشارہ اذیت ہووے نقل کیا ہے اس کو امام غزالی نے باب حقوق المسلم علی المسلم مین **آیت** فرماتا ہے اللہ تعالے ویل لکل ھمزۃ لمزۃ یعنی لعنت ہے لمزہ اور ہمزہ پر **دقیقہ** ہمزہ اور لمزہ کے معنی مین مفسرین نے اختلاف کیا ہے بیہقی نے ابن جریج سے روایت کی ہے کہ ہمزہ سے مراد وہ شخص ہے جو آنکھ سے اور ہاتھ سے لوگونکو تکلیف دے اور لمزہ وہ شخص ہے جو زبان سے لوگون کی شکایت کرے چنانچہ در منثور مین سیوطی نے اسی روایت کو نقل کیا ہے اور جواہر التفسیر مین بھی لماز کے معنی سورۂ نون کی تفسیر مین مذکور ہین اور بغوی نے سفیان ثوری سے نقل کیا ہے کہ مراد ہمزہ سے وہ شخص ہے جو زبان سے لوگون پر طعن کرے لمزہ وہ ہے جو آنکھ سے اشارہ کرکے اذیت دے اور سلیمان جمل نے حاشیۂ جلالین مین نقل کیا ہے ابن کیسان سے کہ ہمزہ وہ شخص ہے جو اپنے ہمنشین کو زبان سے اذیت دے اور لمزہ وہ شخص ہے جو کسی پر بھون سے اشارہ کرے یا آنکھ اوسکی طرف پھیرا دے انشاء اللہ تعالی زیادہ تحقیق اس آیت کی فرع ثالث مین آویگی **حکایت**

جسوقت جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم معراج کو تشریف لے گئے عجائب حالات

Marfat.com

دیکھے منجملہ اوسکے دیکھا چند لوگون کو کہ اونکے منہ مقراض آتشین سے کترے جاتے ہین جناب
رسول اللہ صلے اللہ علیہ و علے آلہ و سلم فرماتے ہین مین نے پوچھا یا جبرئیل ع یہ
کون لوگ ہین جبرئیل ع نے کہا یہ وہ لوگ ہین کہ دنیا مین زنا کے واسطے زینت کرتی تھی
پھر دیکھا مین نے ایک جماعت سے رونے کی آوازین آرہی ہین اورہوا بدبو دار وہان
سے نکل رہی ہی مین نے پوچھا یہ کون لوگ ہین جبرئیل ع نے کہا یہ وہ عورتین ہین کہ دنیا
مین زنا کے واسطے زینت کرتی تھین پھر میرا گذر ہوا ایک جماعت پر دیکھا کہ چند عورتین
اور مرد لٹکے ہوے ہین جب مین نے اونکے حال سے پوچھا جبرئیل ع نے کہا ھو لاء
الھمازون اللمازون یعنی یہ وہ لوگ ہین جو دنیا مین لوگون کو آنکھ سے اور ہاتھ سی
اشارہ کرتے تھے اور لوگون کو اسطرح پر تکلیف دیتے تھے نقل کیا ہے اسکو
منذری نے کتاب الترغیب و الترہیب مین پانچوین قسم غیبت کرنا بطور کتابت
مثلاً کسی کے عیوب کو کسی کے پاس خط مین لکھ بھیجنا یا اخبار مین چھاپنا اور چھپوانا
یا تصانیف مین اپنی بغرض تحقیر کے معاصرین کے عیوب کو ظاہر کرنا **تنبیہ**
امام غزالی نے احیاء العلوم مین اور صفوری نے نزہۃ المجالس مین اور فقیہ ابو اللیث
نے تنبیہ الغافلین مین اور افندی نے سیرت احمدیہ مین غیبت کی تقسیمون مین نہایت
اختصار اور اقتصار کیا ہے چند اقسام چھوڑ دیے اور جو اقسام ذکر کیے اونکو بھی
تفصیل نہین لکھا راقم الحروف نے اس بحث کو خوب تفصیل سے لکھا اور اس مقام مین صاف
صاف بیان کیا تا لوگ فائدہ مند ہووین اور راہ ضلالت سے طریق ہدایت مین آوین کیونکہ
بہت لوگ بسبب جہل کے اقسام غیبت مین مبتلا رہتے ہین اور صورت جائز کو غیر جائز
سے امتیاز نہین کرتے ہین اور چونکہ بعض علما اس زمانے کے بھی غیبت کی بیماری
سے بیمار ہین اون جاہلون کو نصیحت نہین کرتے ہین بلکہ خود بھی امتیاز نہین کرتے
ہین اسی سبب سے جب کسی غیبت کرنے والے سے کوئی کہتا ہے کہ غیبت نہ کر کہتا ہے
یہ کلام ہمکو کہنا درست ہے کیونکہ یہ غیبت نہین ہی حالانکہ اگر کوئی شخص باوجود علم کی غیبت
کے درستی کا قائل ہووے وہ کافر ہے اور اگر بغیر علم کے کہدے وہ شخص قابل تعزیر اور

توبیخ ہے لیکن اس زمانیمین خود توبیخ کرنے والے قابل توبیخ ہو رہے ہیں
عمر کو مفت کھو رہے ہین اب لازم ہے کہ اس مقام سے فراغت حاصل کر
فرع ثالث کی طرف التفات ہو کیونکہ جسقدر تفصیل ہوئی ہی مرد ہشیار کو یہ
کفایت کرتی ہے ؏ نخواہم درین نوع گفتن بسے ٭ کہ حرفے بس ار کار بند د کسے
تیسری فرع جو صورتین غیبت کی درست ہین بلکہ بعضون مین ثواب ہی اور جن
صورتون مین اہل شرع کا حکم جواز کا ہی اونکا بیان ہے تنبیہ امام نووی نے شرح
صحیح مسلم مین اور امام غزالی احیاء العلوم اور کیمیای سعادت مین اور صفوری نزہۃ المجالس
مین اور رفقیہ مطالب المؤمنین مین اور یمنی عین العلم مین غیبت کی چھ صورتین جائز لکھتی
ہین اور ابن عابدین شامی رد المحتار حاشیہ در مختار مین چار اضافہ کرکے دس
صورتین تحریر کرتے ہین اور راقم الحروف تین صورتین زیادہ نکال کر تیرہ صورتین
لکھتا ہے اور ہر صورت کے جواز کی وجہ بھی ترقیم کرتا ہی پہلی صورت اگر قاضی نے
یا مفتی نے یا دیوان نے یا کسی امیر نے کسی پر ظلم کیا اوسکی شکایت کرنا حاکم یا لاکے
سامنے اپنے حق پانے کے واسطے درست ہے کیونکہ اگر غیبت ظالم کی حاکم یا اوکے
سامنے نکریگا حق اوسکا برباد ہوگا علاوہ یہ ہی کہ شاید بسبب بیان کرنے ظلم کسی حاکم
کے حاکم بالا اوسکو معزول کردے تا ہر شخص اس ظلم سے بچے پس بسبب ان فوائد کے
یہ صورت درست ہی ارشاد شعبہ کہتے ہین الشکایۃ والتحذیر لیسا من
الغیبۃ یعنی شکایت کرنا ظالم کی اور غیبت کرنا کسی فاسق کی لوگون کے بچانے
کی نیت سے درست ہے بلکہ عیب بیان کرنا ظالم کا یا کسی کا عیب بیان کرنا تا لوگ اوسکی
صحبت سے پرہیز کرین غیبت نہین ہے نقل کیا ہی اسکو سیوطی نے درمنثور مین بیہقی سے
یہ صورت اون چھ صورتون مین سے ہے جسپر غزالی اور صفوری اور یمنی اور
صاحب مطالب المؤمنین کا اتفاق ہے آیت فرماتا ہے خداوند عالم لایحب
اللّٰہُ الجَھْرَ بِالسُّوْءِ مِنَ القَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ یعنی اللہ تعالے دوست نہین رکہتا
کسیکی بدی کو اظہار کرنے کو مگر جو شخص ظلم کیا جاوے یعنی اسکا اظہار کرنا مضائقہ

نہین رکھتا ہی دقیقہ اللہ تعالے کا مطلب لایحب سے یہ ہی کہ جو شخص کسی کی بدی کو آشکارا کریگا
اللہ تعالے اوسپر عذاب کریگا اور مراد جہر بالسوء سے یا دعائے بد ہی جیساکہ امام رازی نے تفسیر
کبیر مین ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما سے نقل کیا ہے پس مطلب آیت کا یہ ہے کہ اللہ تعالے
دعای بد کو کسیکے حق مین دوست نہین رکھتا ہے مگر ہان جو شخص مظلوم ہو اوسکو بددعا کرنا ظالم
کے حق مین درست ہی یا عیوب بیان کرنا ہی جیساکہ بغوی نے مجاہد سے نقل کیا ہے اور
یا دونون مراد ہین جیساکہ تفسیر جلالین مین پسند کیا ہے پس معنی آیت کی یہ ہوئی کہ جو شخص کسیکی
عیوب کو آشکارا کریگا یا کسیکے حق مین دعای بد کریگا اللہ تعالے اوسکو عذاب کریگا مگر جو شخص
مظلوم ہو اوسکو بددعا کرنا واسطے ظالم کے اور غیبت کرنا اوسکی درست ہی مثلا کہنا کہ فلان
شخص نے ہمارے مال مین چوری کی یا سینہ زوری کی ہمارا مال چھین لیا یا ہمارے
امانت مین خیانت کی اسیطرح ہر طرح کا ظلم بیان کرنا حاکم بالا کے سامنے اپنے حق کے لینے کے
واسطے درست ہی حکایت جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے زمانے مین ایک
شخص نے بعض لوگون سے مہمانی طلب کی اون لوگون نے کچھ اوسکی مہمانی نہ کی پس اوس شخص نے
اون لوگون کی شکایت شروع کی اور آشکارا اون لوگونکی بدی بیان کی پس صحابہ اوسپر خفا
ہوسے اور اوس شکایت سے ناراض ہوے فی الفور یہ آیت نازل ہوئی اور خدا نے مظلوم کو غیبت
کرنیکی اجازت دی روایت کیا ہی اسکو عبدالرزاق نے مجاہد سے اور نقل کیا ہے اسکو قاضی ثناء اللہ
پانی پتی نے تفسیر مظہری مین حکایت ایک شخص قبیلۂ کندہ کا اور ایک شخص شہر حضرموت کا
دونون مین باہم گفتگو ہوئی جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم کے سامنے
حضرمی نے کندی کے باپ کی شکایت کی اور کہا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اوس شخص کے باپ نے
فلان زمین میری چھین لی ہی آپ مجکو دلا دیجیے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے حسب شرع
اس مقدمہ کا فیصلہ کر دیا روایت کیا ہے اسکو ابو داؤد نے کتاب القضای مین دوسری
صورت اگر کوئی شخص کسی عیب مین یا گناہ مین مبتلا ہی اوسکی خبر ایسے شخص کے پاس پہنچانا کہ
وہ اس عیب سے اوسکو روکیگا اور اوسکو نصیحت کریگا درست ہی کیونکہ بسبب اس غیبت کے ایک فائدہ
ہوتا ہی وہ یہ کہ وہ شخص اوس کام سے بچتا ہے مثلاً اگر کسی شخص مین کچھ عیب ہی اوسکی بابت

Marfat.com

اوس سے عہدہ ادا کرنا یا کسی امام کو اوس سے آگاہ کر دینا یا اگر قاضی وغیرہ رشوت لیتا ہو اوس کی خبر حاکم کو دینا درست ہے تا باپ یا امام وغیرہ اوس شخص کو فعل بد سے باز رکھے اور سلطان قاضی کو تنبیہ کرے یا معزول کرے تا جمیع خلائق کو نفع ہووے یہ صورت مطالب المؤمنین اور عین العلم اور سیرت احمدیہ اور رد المحتار اور تنویر الابصار اور احیاء العلوم اور نزہۃ المجالس و منتخب النفائس اور شرح صحیح مسلم امام نووی مین ہے **حکایت** حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے حضرت سعد اہل کوفہ پر مقرر تھے لوگون نے انکی شکایت حضرت عمرؓ کے سامنے بہت امورین کی منجملہ اوسکے ایک یہ بات کی کہ سعد نماز خوب نہین پڑھتے ہین اور قرارت حالت نماز مین خوب نہین کرتے ہین حضرت عمرؓ نے بمجرد اس شکایت سننے کے سعدؓ کو معزول کیا اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو منصوب کیا اور اُن لوگون کو کچھ منع نہین کیا پھر سعدؓ کو بلوایا اور حضرت عمرؓ نے اون سے شکایتونکا حال پوچھا اور کہا اے سعدؓ یہ لوگ کہتے ہین کہ تم نماز خوب نہین پڑھتے ہو سعد نے کہا یا عمرؓ مین جب چار رکعت ظہر کی یا عشا یا عصر کی پڑھتا ہون پہلی دو رکعت کو طویل کرتا ہون اور اخیرین مین قرارت کم کرتا ہون اور جسطرح جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نماز پڑھتے تھے مین بھی اوسی طرح پڑھتا ہون پس عمرؓ نے فرمایا سعدؓ ہمکو تمسے ایسی ہی امید ہے کہ مثل نماز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے پڑھوگے روایت کیا ہے اسکو بخاری نے باب قراءۃ الامام والماموم مین اس حکایت سے معلوم ہوا کہ شکایت کرنا لوگونکی عیب چھڑانے کے واسطے درست ہے کیونکہ اگر درست نہوتی اہل کوفہ غیبت سعدؓ کی کیون کرتے اور اگر انھون نے شکایت کی تھی حضرت عمرؓ اوس غیبت کو کیون سنتے کیونکہ غیبت سننا مثل گناہ غیبت کرنے کے ہے حدیث المستمع شریک المغتاب مین یعنی غیبت سننے والا گناہ مین شریک ہے غیبت کرنیوالے کا نقل کیا ہے اسکو خزانۃ الروایات مین **حکایت** ابو اللحم نے اپنے غلام عمیر سے حکم کیا کہ گوشت بھونو جب وہ چلے گئے ایک مسکین آیا اور عمیر نے وہ گوشت بلا اجازت مولی کے اوس فقیر کو دیدیا جب ابو اللحم کو یہ خبر پہونچی اپنے غلام کو مارا اوس غلام نے یہ حال خدمت جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم مین عرض کیا اور اپنے مولی کی شکایت کی اس نیت سے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم مولی کو نصیحت فرماوینگے حضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے

Marfat.com

اوس شخص کو بلوایا اور اوس سے فرمایا تمنے عمیر کو کیون مارا ابو اللحم نے کہا اس سبب سے کہ اسنے بلا اجازت میری
میری گوشت فقیر کو دیدیا پس فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اے ابو اللحم یہ غلام
جو صدقہ کریگا آدھا ثواب اوسکا تمکو بھی ہوگا پس اسکے مارنے مین بیباکی نہ کیا کرو اور صدقہ کی
کی باب مین غلام کو نہ مارا کرو روایت کیا ہے اسکو مسلم نے کتاب الصدقہ مین حکایت حضرت
ابن عمر رضی اللہ تعالے عنہما کی ایک زوجہ تھین اور وہ انکو نہایت مرغوب تھین لیکن حضرت عمر رض
اونسے خفا رہتے تھے اور ہمیشہ اپنے فرزند سے کہا کرتے تھے کہ اس زوجہ کو طلاق دیدو اور
اسکو چھوڑ دو ہرچند حضرت عمر رض کہتے تھے لیکن ابن عمر رض اپنے والد کا کہنا نہین مانتے تھے آخرش دونون
حضرت عمر رض نے شکایت عبد اللہ رض کی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی خدمت مین
کی اور اپنے فرزند کی غیبت کی کہ وہ میرا کہنا نہین مانتا ہے اور خلاف مرضی میری کرتا ہے اس غایت سے
کہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم ابن عمر رض کو نصیحت فرماوین جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وعلے آلہ وسلم نے یہ شکایت سنی حضرت ابن عمر رض کو بلوایا اور اون پر حکم فرمایا کہ اپنے باپ کی تابعدار ہو
کرو اور اوس زوجہ کو طلاق دیدو روایت کیا ہے اسکو ابو داؤد نے باب بر الوالدین مین پس اس
اس حدیث سے کسطرح کی تاکید باپ کی اطاعت کی کھل گئی اسیواسطے جابجا قرآن مین والدین کی اطاعت
کی تاکید اکید وارد ہوئی ہے اور جو شخص والدین کی مخالفت کرے اوسکے باب مین بہت تشدید وارد
ہوئی ہے پس لازم ہے ہر انسان کو کہ والدین کی خدمت مین قصور نہ کرے اور اونکی
تبعیت مین فتور نکرے حکایت حسن بصری کے عہد مین ایک شخص تھا کہ ہمیشہ گناہون مین
مبتلا رہتا تھا اور مان اوسکی نہایت منع کرتی تھی لیکن وہ شخص مان کا کہنا نہین مانتا تھا
اور مان اوسکی حسن کی خدمت مین آتی تھی اور اپنے فرزند کی شکایت کرتی تھی تا حسن بصری
اوس فرزند کو کچھ نصیحت کرین اور راہ راست کی طرف ہدایت کرین حسن بھی شکایت اوسکی
سنکے چپ رہتے تھے یہانتک کہ جب اوس شخص کی موت آئی وحشت اوسکے دل مین سمائی اپنی ماں
سے کہا کہ حسن کو یہان بلا تا وہ مجکو توبہ سکھاوین اور خدا سے میری مغفرت کراوین اوس شخص کی
مان حسن کی خدمت مین آئی اور عرض اپنے فرزند کی بیان کی حسن چونکہ اوس شخص سے بہت خفا
تھے اوسکے پاس نگئے جب وہ شخص حسن کے آنے سے مایوس ہوا اپنی مان سے کہنے لگا جب

Marfat.com

میری روح قفس سے نکل جاوے تم میرے گلے مین ایک رسی ڈالنا اور کھینچ کر مجکو پھرانا اور
میری قبر گھر مین کرنا کیونکہ مین نہایت بد ہون زندگی مین لوگونکو تکلیف دیا کیا اگر مقبرے میں
دفن ہونگا اہل مقابر میرے سبب سے اذیت پاوینگے میری نزدیکی سے گھبراوینگے آخر روح نے
پرواز کی مان نے وصیت بجالانے کا قصد کیا کہ غیب سے آواز آئی ای عورت یہ شخص ولی اللہ
تھا حق اوسکے افعال سے آگاہ تھا ایسی سختی اسکے ساتھ کر جب اوسکی مان نے یہ آواز سنی رسی کو
گلے سے نکال کے گھر مین حسب وصیت کے اسکو دفن کر دیا جب تجہیز و تکفین سے فراغت ہوئی
حسن بصری فی الفور آئے اور کہنے لگے ای عورت مین نے ابھی جناب باری کو خواب مین دیکھا
خدانے مجھ سے فرمایا ای حسن تونے اوس شخص کو میری رحمت سے ناامید کیا اور اوسکے پاس تو نگیا
اور مین نے اوس شخص کو بخشدیا اور جنت مین اوسکو لیگیا یہ حکایت عصفوری فی نزہتہ المجالس
کے باب التوبہ مین لکھی ہے ہدایت اس حکایت سے معلوم ہوا کہ جب دریای رحمت اللہ تعالے
کا جوش کرتا ہی ہر گناہ محو ہوتا ہی اگرچہ وہ شخص نہایت مجرم تھا پر اللہ تعالے نے اوسکو بخشدیا
اور سبب اوسکا یہ تھا کہ اوس شخص کو وقت موت کے خوف ہوا بدن اوسکا دہشت سے لرزا پس
خدای تعالی بھی اوسکے گناہوں سے درگذرا اسیواسطے چاہیے انسان کو کہ فقط اللہ تعالے کی
رحمت پر اعتماد نکرے اوسکی مغفرت پر تکیہ نکرے بلکہ اوسکی قہاریت کو بھی دیکھے اور
دل مین نہایت خوف کرے **حکایت** ایک مرتبہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر
رضی اللہ عنہ کو سلام کیا اونھون نے جواب نہ دیا پس حضرت عمرؓ نے یہ خبر حضرت ابو بکر رضی اللہ
تعالے عنہ کو کی اور شکایت عثمانؓ کی بسبب اونکے جواب نہ دینے کی ابو بکرؓ نے چاہا ابو بکرؓ عثمانؓ
کو نصیحت کرین جواب سلام کی طرف اونکو ہدایت کرین جب حضرت ابو بکرؓ نے یہ
شکایت سنی حضرت عثمانؓ کو نصیحت کی یہ حکایت ملا علی قاری نے عین العلم کی شرح مین نقل کی ہی
ہدایت اس سے معلوم ہوا کہ جواب دینا سلام کا ضروری ہی ورنہ حضرت عمرؓ شکایت
حضرت عثمانؓ کی نکرتے اور اونکے جواب نہ دینے کو برا نہ جانتے اسیواسطے مسئلہ یہ ہے
کہ سلام کرنا سنت موکدہ ہی لیکن جواب دینا سلام کا فرض کفایہ ہے یہانتک کہ اگر مجلس مین ایک
شخص نے جواب دیدیا سب کا ذمہ پاک ہوگیا **نصیحت** ای عزیز مانے میں سلام کرنا بالکل

Marfat.com

متروک ہوگیا ہو طریقہ ہاتھ اوٹھانیکا جاری ہوگیا ہی خصوصاً امیرون مین اور عورتون مین کہ یہ امر سلام کا نہایت معیوب ہوگیا ہے اگر امیر کو کوئی شخص سلام کرے وہ امیر نہایت خفا ہوتا ہے بلکہ سلام کرنے والے کی سزا کا قصد رکھتا ہے اگر کوئی عورت کسی کو سلام علیکم کہے عورتیں اوسپر ہنستی ہین بسبب سلام علیک کہنے کے اوس سے خفا ہوتی ہین اور نہین سمجھتی ہین کہ امر دینی پر استہزاء کرنا اور اوسکو ناچیز سمجھنا کفر ہے **حکایت** ملک شام سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عامل نے لکھ بھیجا کہ ابو جندل یہان ایک شخص دائم الخمر ہے اس نیت سے کہ حضرت عمرؓ اوسکو نصیحت کر دین جب عمرؓ نے یہ شکایت سنی ابو جندل کو خط مین نہایت تہدید کی اور یہ آیت لکھی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ حٰمٓ تَنْزِيْلُ الْكِتَابِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ذِى الطَّوْلِ جب ابوجندل نے یہ آیت پڑھی اپنے فعل پر نادم ہوا اور خمر کے استعمال سے توبہ کیا یہ حکایت غزالی نے احیاء العلوم کے باب الاعذار المرخصة للغیبة مین لکھی ہے **حکایت** جسوقت خبر مقتول ہونے حضرت زیدؓ بن حارثہ اور جعفرؓ اور عبداللہ ابن رواحہ کی حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو پہونچی آپ کو نہایت غم ہوا اور اصحاب اجلہ کی شہادت سے نہایت الم ہوا آپ مسجد مین غمگین بیٹھے تھے کہ ایک شخص نے آکے حضرت جعفرؓ کی عورتونکا عیب بیان کیا اور یہ مضمون عیان کیا کہ وہ سب واویلا کر رہی ہین اس نیت سے کہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم منع فرماوین جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے یہ شکایت سنی اوسی شخص سے آپنے فرمایا جعفرؓ کی عورتونکو نوحے سے روکو پھر وہ شخص آیا اور کہنے لگا کہ میرا کہنا عورتین نہین مانتی ہین پھر آپنے حکم فرمایا کہ اونکو پھر منع کرو تیسری مرتبہ وہ شخص آیا اور وہی مضمون ادا کیا پس حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا اگر وہ عورتین کہنے سے نہین رکتی ہین اونکے موہون مین مٹی ڈال دو روایت کیا ہے اسکو بخاری نے کتاب الجنائز مین ہدایت اس سے معلوم ہوا کہ میت پر نوحہ کرنا بہت منع ہے کیونکہ جسوقت انسان مرگیا ہلاکت مین پڑ گیا نہایت ندامت اوسکو حاصل ہوئی عمر کے ضایع کرنے پر اوسکو حسرت ہوئی پس اوسوقت ایسے کام کرنا

چاہیے کہ اوس میت کو نفع ہووے اور زور سے [illegible] اوسوقت کم [illegible]
زندہ ہوتا نہین بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہی کہ لوگوں کے رونے سے [illegible]
عذاب ہوتا ہے اور نوحہ کرنے مین بے صبری ظاہر ہوتی ہے [illegible]
جاتی ہے۔ اسی واسطے جب کوئی شخص مرجاتا ہے اور لوگ رونا شروع کرتے ہین [illegible]
عزرائیل گھر کے دروازے پر کھڑے ہوکے کہتے ہین اے لوگو تم کیون روتے ہو [illegible]
اسپر کسی طرح کا ظلم نہین کیا بلکہ جب اوسکا وقت مین آیا ہمنی اوسکی روح کو قبض کیا [illegible]
اہل زمانہ رونے مین باک نہین کرتے ہین بعد مرنے کسی شخص کے خوب چیخے ہین خصوصاً
عورتین کہ بیان اونکا بیان سے باہر ہے اور تعجب ہے مردون سے کہ عورتون کے
نوحے کو منع نہین کرتے ہین بلکہ خود بھی شریک نوحہ ہوتے ہین مثل عورتون کے
بیتاب ہوتے ہین مانند بیوقوفون کے ماہی بے آب ہوتے ہین میت کے پلنگ کے
پاس بیٹھ کے ایسا روتے ہین کہ گویا عورتونکے کان کاٹتے ہین اور اگر کوئی اونسے
کہتا ہے کہ اسقدر نوحہ کیسا ہے خفا ہوتے ہین اور کہتے ہین کہ تم پر کوئی مصیبت نہین پڑی
ہے مشہور ہے قدر مصیبت آن کس داند کہ بمصیبتے گرفتار آید اور نہین سمجھتے ہین کہ رونا [illegible]
سے آیا شرع مین درست ہی یا نہین لازم ہی لوگونکو کہ جب کوئی شخص مری آنکھ ہو [illegible]
کرین نوحہ نکیا کرین بلکہ عورتون کو نوحے سے منع کیا کرین میت کو اوسوقت کچھ ثواب [illegible]
کرین اپنی اوقات کو مفت ضائع نہ کیا کرین **حکایت** حضرت علی رضی اللہ عنہ کا معمول تھا
کہ جب حضرت ابو بکر رضہ سے ملاقات کرتے پہلے خود السلام علیکم کہتے ایک روز حضرت علیؓ [illegible]
دستور کیا یعنی پہلے سلام نہین کیا بلکہ جب حضرت ابو بکر رضہ نے سلام کیا اونھون نے جواب [illegible]
یہ کیفیت کسی نے حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم کی خدمت مین عرض کی [illegible]
ہمیشہ علیؓ ابو بکر رضہ پر سلام کرتے تھے آج جب ابو بکرؓ سے ملاقات ہوئی علیؓ نے سلام [illegible]
ابو بکر رضہ نے سلام کیا اونھون نے جواب دیا یہ شکایت سنکر حضرت رسول اللہ صلی اللہ [illegible]
وعلے آلہ وسلم نے حضرت علیؓ کو بلایا اور سبب نہ سلام کرنے کا پوچھا حضرت علیؓ نے بیان کیا
کہ ہمیشہ مین سلام ابو بکرؓ پر کرتا تھا رات کو خواب مین ایک [illegible]

Marfat.com

پوچھا یہ باغ کسکے واسطے ہے کسی نے کہا یہ باغ اوسکو ملیگا جو مسلمان پر پہلے سلام کریگا پس
اسواسطے مین نے آج سلام حضرت ابو بکرؓ پر کیا تا خود وہ سلام کرین اور اوس باغ کے مستحق ہووین
یہ حکایت صفوری نے نزہۃ المجالس منتخب النفائس کے باب السلام مین شرح صحیح بخاری ابن
ابی جمرہ سے نقل کی ہے حکایت حضرت معاذ رضی اللہ تعالی عنہ کا یہ معمول تھا کہ جب
نماز پڑھتے تھے بڑی سورت تلاوت کرتے تھے ایک روز ایک شخص نے حضرت
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی خدمت مین شکایت معاذؓ کی کی اور بیان کیا کہ
یا رسول اللہ حضرت معاذؓ نے ایک روز نماز مین سورۂ بقرہ پڑھی مقتدیون کو اوس سے
نہایت تکلیف ہوئی کیونکہ ہم لوگ کاروباری ہین اپنے ہاتھ سے کسب معیشت کرتے ہین
جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے یہ شکایت سنی حضرت معاذؓ کو نصیحت کی اور
فرمایا ای معاذؓ تم فتان ہو لوگون کو فتنے مین ڈالتے ہو جب نماز پڑھا کرو سورۂ واللیل
اور سبح اسم ربک الاعلی پر کفایت کیا کرو بہت طویل قرارت نہ کیا کرو روایت کیا ہے
اسکو ابوداؤد نے ابواب الامامۃ مین ہدایت اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امام کو نماز
مین قرارت طویل کرنا نچاہیے کیونکہ بعض مقتدی بیمار ہوتے ہین بعض ضعیف ہوتے ہین
قرارت کی تطویل سے اونکو تکلیف ہوتی ہے اور نماز مین کراہت ہوجاتی ہے لیکن جسقدر
قرارت مسنون ہے اوس سے کمی حتی الوسع نچاہیے ہان اگر ضرورت ہو چنانچہ حضرت رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے بھی ایسا کیا ہی نصیحت اس زمانے کے لوگون کی یہ
عادت ہو کہ جب اکیلے نماز پڑھتے ہین چندان اہتمام رکوع اور سجود اور قرآن کا نہین کرتے
ہین صبح اور ظہر کی نماز مین والسماء ذات البروج والسماء والطارق وغیرہ پر اکتفا کرتے ہین
حالانکہ سورۂ حجرات سے والسماء ذات البروج تک صبح اور ظہر کی نماز مین مسنون ہے
جب امام ہوتے ہین قرارت کو بہت طول دیتے ہین یہان تک کہ اندازہ مسنون سے بھی
تجاوز کر جاتے ہین اور مقتدیون کو تکلیف دیتے ہین اگر مقتدی دھوپ مین کھڑے ہوں
اونکی طرف التفات نہین کرتے ہین قرارت طویل سے سروکار رکھتے ہین لازم ہے ان
لوگون کو کہ اپنے افعال سے باز آوین اور نماز مین قرارت مسنون کیا کرین تا نہی ... [illegible]

Marfat.com

ظہر کی نماز مین سورۂ حجرات سے والسماء ذات البروج تک اور عصر اور عشاء کی نماز مین اذا زلزلت تک اور مغرب کی نماز مین اذا زلزلت سے آخر تک جیسا کہ مسنون ہے پڑھا کرے لیکن اگر مقتدیون کو اس سے بھی تکلیف ہو اگرچہ چھوٹی سورتین پڑھ لیا کرین **حکایت** اہل شام نے استعمال شراب کا شروع کیا بلکہ خمر کی حلت کا فتویٰ دیا اس دلیل سے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا یعنی جو لوگ ایمان لائے ہین اور اعمال نیک کرتے ہین اون پر کچھ گناہ نہیں ہے کھانے مین جس چیز کو چاہین استعمال مین لائین اور اون دنون یزید بن ابی سفیان شام پر عامل تھے اور وہان حاکم تھے پس یزید نے اون لوگونکی شکایت حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ کو لکھ بھیجی حضرت عمرؓ نے اون لوگون کو بلوایا اور اپنے اصحاب سے انکی شان مین مشورہ لیا اصحاب نے کہا یا عمرؓ ان لوگون پر توبہ کو پیش کیجیے اگر یہ لوگ توبہ کرین آستی کو بڑ و مار لے اور حد شراب پینے کی جاری کیجیے اور اگر توبہ نکرین انکو قتل کیجیے چنانچہ حضرت عمرؓ نے اون لوگون پر توبہ کو پیش کیا اور اون لوگون نے اپنے اعتقاد سے توبہ کی نقل کیا ہے اس حکایت کو ابو اللیث سمرقندی نے تنبیہ الغافلین کے باب الخمر مین **حکایت** حضرت عمرؓ کا ایک دوست تھا شام مین وہ مقیم تھا ایک شخص شام سے آئے حضرت عمرؓ نے اونسے اپنے دوست کا حال پوچھا اونھون نے بیان کیا تمھارا دوست کبائر مین مبتلا ہے یہانتک کہ شراب مین مست رہتا ہے حضرت عمرؓ جب اپنے دوست کے حال سے مطلع ہوئے اوسکو ایک خط لکھا اور اوسمین نہایت ڈرایا اور یہ آیت بھی اوسمین درج کی حم تَنْزِيلُ الْكِتَابِ الآیۃ جب اوس شخص نے عمرؓ کے خط کو پڑھا بہت رویا اور [illegible] ہوا سے توبہ کی یہ حکایت احیاء العلوم مین حقوق صحبت کے پانچوین حق کے بیان مین ہے **دفعہ** کسی کا عیب بیان کرنا اور کسی کی غیبت کرنا اوس شخص کے سامنے جو منع کر نہین سکتا اور اوس شخص کو اوس عیب سے روک نہین سکتا درست نہین ہے کیونکہ اس غیبت مین کچھ فائدہ نہین ہے **حکایت** ایک شخص کو حجاج نے ابن سیرین کے روبرو برا کہا ابن سیرین اوس شخص پر خفا ہوسے اور اوسکی غیبت سے ناراض ہوئے کیونکہ ابن سیرین

اس بات پر قادر نہ تھے کہ حجاج کو نصیحت کرتے پس غیبت کرنا اوس شخص کا حجاج کی بلا فائدہ
ہوئی یہ حکایت انشاء اللہ تعالے تیسری فرع مین مذکور ہوگی **تیسری صورت** راقم الحروف
کہتا ہے اگر کوئی شخص کسی عیب مین مبتلا ہے اوسکا عیب بیان کرنا اور اوسکی غیبت کرنا کسی
شخص کے سامنے اس نیت سے کہ جب وہ شخص سنے گا کہ فلانا شخص میرے عیب پر مطلع ہوگیا ہی
خودبخود شرماکے اوس عیب کو چھوڑ دیگا درست ہی چنانچہ بعض حکایات سے بھی یہ مضمون
نکلتا ہے **حکایت** ایک شخص نے حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم سے اپنے
ہمسایہ کی شکایت کی حضرت ؐ نے حکم صبر کا فرمایا پھر اوس شخص نے شکایت کی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وعلی آلہ وسلم نے وہی مضمون ارشاد فرمایا جب تیسری مرتبہ اوس شخص نے اپنے ہمسائے
کی غیبت کی حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم نے فرمایا تو اپنا اسباب خانگی راہ مین
ڈالدے جب اس حال کو تیرا ہمسایہ دیکھے گا خودبخود شرماکے تکلیف دینے سے رکیگا اوس
شخص نے اسباب اپنا راہ مین ڈالدیا راہ مین جو شخص چلتا تھا پوچھتا تھا اسباب تمنے یہاں
کیون پھینکا یہ شخص کہتا تھا مجکو میرے ہمسائے نے تکلیف دی اس سبب سے مین نے اپنا اسباب
گھر سے نکالدیا جب اوسکے ہمسائے کو یہ خبر پہونچی حیا اوسکو آئی خود اوس شخص کے پاس آیا اور
اپنا قصور معاف کرایا اور اوسکے اسباب کو اپنے گھر مین لے گیا تکلیف ندینے کا وعدہ کیا نقل کیا ہے
اسکو امام غزالی نے باب حقوق الجوار مین **چوتھی صورت** اگر کسی عالم یا مفتی کے سامنے
مسئلہ پوچھنے کے واسطے اور مسئلہ کی صورت بنانے کے واسطے کسی شخص کا عیب بیان کیا
مضائقہ نہین ہے مثلاً کسی عالم سے کہے کہ فلان شخص مجکو خرچ نہین دیتا ہے یا میرا باپ مر گیا
ہے اور فلان شخص وصی ہی تمام مال واسباب اپنے تصرف مین لاتا ہے مجکو ایک حبہ نہین دیتا
یا فلان مکان بکا ہی اور مین اوسکا شفیع ہون باوجود میری طلب کے فلان شخص مجکو
مکان نہین دیتا ہے پس ایسی صورتون مین کیا فتوی ہی یہ صورت احیاء العلوم اور نزہۃ المجالس
منتخب النفائس اور عین العلم اور سیرت احمدیہ اور مطالب المومنین اور شرح صحیح مسلم امام
نووی اور رد المختار حاشیہ در مختار مین ہے **حکایت** حضرت ابو سفیان رضی اللہ تعالی عنہ کی
بی بی نے حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی خدمت مین ابو سفیان رضؓ کی غیبت کی

Marfat.com

اور عرض کیا یا رسول اللہ ابو سفیانؓ مرد بخیل ہو خرچ دینے مین تنگی کرتا ہو پس آپ اسباب مین کیا
فرماتے ہین فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اگر تمکو ابو سفیانؓ خرچ نہین دیتے تو
تم بغیر اونکی اطلاع کے اونکے مال سے بقدر حاجت خرچ لے لیا کرو روایت کیا ہے اسکو بخاری
نے کتاب النفقات مین **حکایت** ایک عورت آئی اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وعلی آلہ وسلم سے عرض کرنے لگی یا رسول اللہ مجکو میرے خاوند نے ایک طمانچہ مارا ہے پس
اس صورت مین کیا مسئلہ ہے حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا تو بھی اپنے
خاوند کو ایک طمانچہ مارلے اور بدلہ اوس سے لے لے فی الفور اللہ تعالی نے یہ آیت نازل
کی اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَاءِ الخ یعنی مرد عورتون سے فضیلت رکھتے ہین خاوند
عورتون پر حکومت رکھتے ہین کیونکہ اللہ تعالے نے مردون کو نہایت فضیلت عطا کی ہو اور
خاوند نے اپنی جائداد بھی نکاح مین خرچ کی ہے پس عورت کو مرد سے بدلا لینا نچاہیے روایت
کیا ہے اسکو ابن ابی حاتم نے نقل کیا ہے اسکو سیوطی نے در منثور مین **حکایت**
کچھ لوگ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما کے پاس آئے اور عرض کرنے لگے کہ ہم لوگ
حج کی نیت سے اپنے گھرون سے نکلے جب ذات الصفاح مین پہونچے ہمارے ایک رفیق نے
انتقال کیا بعد تجہیز وتکفین کے جب ہم لوگون نے ارادہ کیا کہ اسکو دفن کرین قبر مین دیکھا کہ ایک
سانپ عظیم الشان بیٹھا ہوا ہے ہم لوگون نے اوس قبر کو چھوڑ کے دوسرے مقام پر قبر
کھودی اوس قبر مین بھی وہی سانپ نمودار ہوا پھر ہم لوگون نے تیسری قبر کھودی اوسمین بھی وہی
سانپ عذاب کا ہوا یا حضرت پس اب کیا کرین اور اوس شخص کو کہان دفن کرین حضرت
ابن عباسؓ نے خیال کیا کہ یہ سانپ غضب الٰہی ہی بسبب اوسکے گناہون کے اللہ تعالے
نے اوسپر مسلط کیا ہے اور فرمایا اون لوگون سے یہ سانپ جناب باری کی طرف سے ہے اگر
تم تمام زمین کھودوگے ہر جگہ اوس سانپ کو پاؤگے لازم ہے کہ کسی قبر مین اسکو دفن کرو
اور اوسکے واسطے دعاء خیر کرو یہ حکایت تنبیہ الغافلین کے باب عذاب القبر مین ہو **فائدہ**
اگرچہ معین کا نام لینا اوستفتے کی صورت مین درست ہے لیکن بہتر یہ ہو کہ نام کسیکا نہ لیوے اور
کسی شخص کو معین نہ کرے بلکہ سوال نام فرضی سے کرے **حکایت** حضرت عویمر رضی اللہ عنہ کو

اپنی بی بی پر شبہہ زنا کا ہوا حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی خدمت مین فتوی پوچھنے کا ارادہ ہوا لیکن اپنی بی بی کی غیبت نہ کی بلکہ عرض کیا یا حضرت اگر کوئی اپنی بی بی کو کسی کے ساتھ زنا کرتے ہوے دیکھے اس صورت مین کیا کرے حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سمجھ گئے کہ یہ قصہ عویمر کی بی بی کا ہے پس آپنے فرمایا عویمر اللہ تعالی نے لعان کا حکم کیا قرآن مین یہ مضمون سورۂ نور مین نازل کیا تم اپنی بی بی کو حاضر کرو اور لعان کرلو حضرت عویمر اور اونکی بی بی حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئے اور بحکم رسول اللہ دونون مین لعان ہوا جیسا کہ تفصیل لعان کی کتب فقہ مین مذکور ہے روایت کیا ہے اس قصے کو مالک نے مؤطا کی کتاب اللعان مین **پانچوین صورت** راقم الحروف کہتا ہے لوگون کے اوصاف قبیحہ کو بیان کرنا اور اونکے اعمال شنیعہ کو عیان کرنا کسی عالم یا زاہد یا نبی یا امام کے سامنے درست ہے اس غرض سے کہ یہ عالم یا نبی اوس شخص کی شان مین کچھ ارشاد فرماوین جسطرح صحابہ رضی اللہ تعالے عنہم لوگون کے بدصفات کو حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم کے حضور مین بیان کرتے تھے اور کبھی برائیان بھی عیان کرتے تھے لیکن اون کو غرض اس بیان سے مسلمان کی ذلت نہین ہوتی تھی کسی بھائی کی منقصت منظور نہین ہوتی تھی بلکہ صحابہ کا اس بیان سے مطلب یہ تھا کہ شائد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اس مضمون کو سنکے اوس شخص کا حال بیان کرین ہم لوگون کو بھی خبردار کرین **حکایت** ایک روز صحابہ نے ایک عورت کا ذکر کیا کہ وہ عورت بہت بخیل ہے پس فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اگر اوسمین صفت بخل کی ہے وہ جہنمی ہے

بخیل ار بود زاہد بحر و بر ٭ بہشتی نباشد بحکم خبر ٭ اس حکایت کو امام غزالی نے کتاب الغیبۃ مین نقل کیا ہے **حکایت** ایک جنازہ گذرا صحابہ نے اوسکی تعریف کی پس فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم نے وجبت پستر دوسرا جنازہ گذرا صحابہ نے اوسکی بدی کی حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا وجبت پس حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپنے دونون مرتبہ کلمہ وجبت کا ارشاد فرمایا لیکن اوسکا مطلب نہ فرمایا پس فرمایا رسول اللہ صلے علیہ وعلی آلہ وسلم نے تم لوگون نے اول میت کی

تعریف کی اوسپر جنت واجب ہوگئی اور دوسری میت کی بری تمنے عیان کی اوسپر دوزخ
واجب ہوگئی کیونکہ تم لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف سے گواہ ہو جسکی تعریف کروگے معلوم ہوگا کہ وہ جنتی
ہے اور جسکی بدی کروگے ظاہر ہوگا کہ وہ جہنمی ہے اسکو روایت کیا ہے اسکو ابن ماجہ قزوینی نے
ابواب الجنائز مین **دقیقہ** اس مقام مین ایک شک ہوتا ہے وہ یہ کہ غیبت مردے کی حرام ہے
چنانچہ اسکی تفصیل سابقا گذر چکی کیونکہ بعد مردن کسیکو معلوم نہین ہے کہ مرحوم ہے یا ملعون ہے
چنانچہ شمہ اسکا ترقیم ہوچکا اور تفصیل اسکی آتی ہے پس صحابہ نے مردونکی غیبت کیسی کی
اور حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم نے یہ غیبت سنکے خاموشی کیون کی اس
شک کے جواب مین لوگ غلطان پیچان ہوگئے ہین اور فکر کرتے کرتے بیجان ہوگئے ہین
جامع صغیر کی حدیث البشیر النذیر کی شرح مین علامۂ عزیزی لکھتے ہین کہ صحیح جواب
یہ ہے کہ جسکی برائی صحابہ نے بیان کی حالت زندگی مین وہ فاسقون سے ہوگا اسواسطے صحابہ
نے بعد مرگ اوسکی غیبت کی کیونکہ غیبت فاسق کی درست ہے راقم الحروف کہتا ہے اس جواب
کی صحت مین کلام ہے دو وجہ سے ایک یہ کہ اوس میت کا جسکی برائی صحابہ نے بیان کی تھی
فاسق ہونا بتصریح ثابت نہین ہے پس اس جواب مین مرتبۂ یقین حاصل نہین ہے دوسرے
یہ کہ کل اموات کی غیبت حرام ہے خواہ زندگی کی حالت مین فاسق ہون یا زاہد ہان فاسقون
کی غیبت کرنا اور اونکے عیوب بیان کرنا اور اونکے انواع عذاب کو عیان کرنا بعد مرنیکے
لوگون کے ڈرانے کے واسطے درست ہے چنانچہ اسکی تفصیل آویگی انشاء اللہ تعالے
اور صحابہ کو اوس میت کی برائی بیان کرنے سے حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم
کے حضور مین کسی کو ڈرانا منظور نہ تھا پس غیبت اوسکی کیونکر درست ہوئی راقم الحروف کہتا ہے
صحیح جواب یہ ہے کہ یہ غیبت صحابہ کی بہ نیت ذلت اوس میت کے نہ تھی بلکہ غرض صحابہ کی اس
غیبت سے یہ تھی کہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم اس باب مین کچھ ارشاد فرماوین
اسواسطے یہ غیبت درست ہوئی واللہ اعلم بالصواب فلیحفظ ام الکتاب **حکایت** ایک شخص
نے عرض کیا یا رسول اللہ فلان عورت نماز پڑھتی ہے روزہ بہت رکھتی ہے مگر اپنے ہمسایون
کو تکلیف بہت دیتی ہے پس فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم نے وہ عورت

Marfat.com

دوزخی ہے پھر اوس شخص نے کہا یا رسول اللہ فلانی عورت ہر طرح کی عبادت کرتی ہی اور ہمسایو نکو
تکلیف بھی نہین دیتی ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے وہ عورت جنتی ہی روایت
کیا ہے اسکو احمد بن حنبل نے اور نقل کیا ہے اسکو مشکوۃ المصابیح کے باب الشفقۃ علی الخلق
مین خطیب تبریزی نے د[illegible] بعضون کا مذہب ہی کہ غیبت کرنا کسی شخص کی امور دینیہ مین اور
کسی کے عیوب بیان کرنا باب دین مین مضایقہ نہین رکھتا ہے کیونکہ صحابہ نے بھی غیبت لوگونکی اعمال
مین کی ہے لوگون کی صفت بدظاہر کی ہے چنانچہ احادیث مذکور ہوئے ہین لیکن صحیح یہ ہے
کہ غیبت کرنا امور دینیہ مین اگر کسی فائدے سے ہے درست ہے جیساکہ صحابہ نے غیبت
کی ہے ورنہ درست نہین ہے واللہ اعلم **چھٹی صورت** جو شخص فاسق معلن ہو یعنی آشکارا گناہ
کرتا ہو مثلاً نماز نہ پڑھتا ہو یا لوگو نپر ظلم کرتا ہو یا زنا کرتا ہو یا عادت روزہ چھوڑنے کی رکھتا ہو
اوسکی غیبت بہ نیت اوسکی ذلت کے درست ہے اسیواسطے زہاد اور علما سلاطین جو ظالم ہوتے تھے
اونکی غیبت کیا کرتے تھے چنانچہ حکایتون سے معلوم ہوگا یہ صورت نزہۃ المجالس منتخب النفائس
اور رد المحتار اور شرح صحیح مسلم نووی اور سیرت احمدیہ اور تنبیہ الغافلین
مین ہے **ارشاد** سفیان بن عیینہ فرماتے ہین ثلثۃ لیست لھم غیبۃ الامام الجائر
والفاسق المعلن بفسقہ والمبتدع الذی یدعو الناس الی بدعتہ یعنی تین شخصونکی
غیبت درست ہی ایک وہ شخص جو امام ظالم ہو دوسرا وہ شخص جو گناہون مین آشکارا مبتلا
رہتا ہو تیسرا وہ شخص جو بدعت مین مبتلا ہو اور لوگون کو بدعت سکھاتا ہو نقل کیا ہی اسکو سیوطی نے
در منثور مین بیہقی سے **ارشاد** حسن بصری فرماتے ہین ثلاثۃ لاغیبۃ لھم صاحب
الھوی والفاسق المعلن بفسقہ والامام الجائر یعنی تین شخصون کی غیبت جائز ہے ایک
جو شخص اپنے نفس کا تبع ہو اور مبتدع ہو دوسرا فاسق معلن تیسرا سلطان ظالم نقل کیا ہی
اسکو غزالی نے احیاء العلوم کے باب الاعذار المرخصۃ للغیبۃ مین **ارشاد** فقیہ ابو اللیث
فرماتے ہین الغیبۃ علی اربعۃ اوجہ فی وجہ ھی کفر وھو ان یغتاب المسلم فیقال
لہ لاتغتب فیقول لیس ھذا الغیبۃ وانا صادق فی ذلک فقد استحل ما حرم اللہ
ومن استحل ما حرم اللہ فقد کفر واما الوجہ الذی ھو نفاق فھو ان یغتاب

انسانا فلا یسمیه عند من یعرف انه یرید به فلانا فهو [illegible]
انه متورع واما الوجه الذی هو عاص فهو ان یغتاب انسانا ویسمیه [illegible]
انها معصیة فهو عاص وعلیه التوبة والرابع ان یغتاب فاسقا معلنا بفسقه
او صاحب بدعة فهو ماجور لانهم یحذرون منه [illegible] فی الحالة یعنی غیبت

چار قسم پر ہے پہلی قسم یہ کہ انسان غیبت کرے اور جب اوس سے کوئی شخص کہے کہ غیبت نہ کر
کہے یہ غیبت نہیں ہیں اوس شخص کے عیوب سچ سچ بیان کرتا ہوں پس اس صورت میں غیبت
کرنے والا کافر ہو جاتا ہے کیونکہ حرام کو حلال کہنا کفر ہے دوسری قسم کہ انسان غیبت کرے
ایک شخص کی اور اوسکا نام نہ لیوے لیکن سامعین سمجھ جاتے ہوں کہ یہ فلاں شخص کی
غیبت کر رہا ہے پس اس صورت میں غیبت کرنے والا منافق ہے کیونکہ ظاہر میں غیبت
سے بچتا ہے اور اوس شخص کا نام نہیں لیتا ہے لیکن حقیقت میں غیبت کرتا ہے تیسری قسم یہ کہ کسی کی
غیبت کرے اور نام کی بھی تعیین کرے اور غیبت کی بدی سے بھی واقف ہے پس اس صورت
میں وہ شخص گنہگار ہوگا چوتھی قسم یہ کہ کسی فاسق کی غیبت کرے پس اس صورت
میں غیبت کرنے والے کو ثواب ہوگا کیونکہ جب لوگ اس غیبت کو سنینگے اوس فاسق
سے پرہیز کرینگے دقیقہ راقم السطور غفر الله الغفور لکھتا ہے کہ غیبت فاسق معلن کی
درست ہونے کی سمرقندی نے یہ وجہ لکھی ہے کہ فاسق کی غیبت سے لوگ ڈرینگے اور اوس کی
صحبت سے بچینگے اسواسطے یہ غیبت درست ہے لیکن یہ وجہ تام نہیں ہے کیونکہ جو فاسق ایسا ہو
کہ اوسکے احوال سے سب واقف ہوں اور اوس سے لوگ ڈرتے ہوں تو اسکی غیبت
بھی درست ہے حالانکہ اس غیبت سے وہ فائدہ نہیں ہے بلکہ فاسق کی غیبت درست ہونے کی
[illegible] ہیں پہلی وجہ یہ کہ شاید بسبب غیبت کے فاسق اپنے افعال سے باز آئے [illegible]
کہ ہم لوگ مجلسوں میں برا کہا کرتے ہیں شاید اوسکو حیا آئے [illegible]
ہوا اوسپر السلام علیکم کرنا مکروہ ہے چنانچہ یہ مسئلہ کتب فقہ میں [illegible]
کو تنبیہ ہو اپنے افعال سے نفرت ہو دوسری وجہ یہ کہ [illegible]
نزدیک کچھ عزت نہیں ہے اسیواسطے وارد ہوا ہے [illegible]

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً کہتا ہے امید وار رحمت پروردگار غنی محمد عبد الحی لکھنوی ابن
مولانا الحاج الحافظ محمد عبد الحلیم مد اللہ ظلہ العمیم کہ اس ز(مانہ) مین جب مین نے دیکھا
کہ سب گناہون سے زائد غیبت مین لوگ مبتلا رہتے ہین اور عوام خواص اسکو خفیف
امر سمجھتے ہین اور ارتکاب غیبت کا منجر کبائر و صغائر کی طرف ہوتا ہے دنیا
اس سے نقصان پہونچتا ہے معہذا کوئی رسالہ اس باب مین ایسا نظر سے نہین گذرتا مین
ہدایت و رہنمائی ہووے اسوجہ سے میرا قصد ہوا کہ اس بحث مین ایک ایسا رسالہ لکھون
کہ نافع عوام و خواص دافع وسواس ہووے بنی آدم کے محفوظ رہنے کا وساوس
وسواس خناس سے ذریعہ ہووے بنا رعلیہ اس رسالہ کو مین نے تالیف کیا
زجر الشبان والشیبۃ عن ارتکاب الغیبۃ رکھا اور اسکا ...ہے
ایک مین غیبت کرنے کا ذکر ہے اور دوسری مین غیبت سننے کا ا...
...ہونے کا **اصل اول** اسمین نو فرع ہین **فرع اول** غیبت سے منہ ... ادسی کا غذ
...ات عوام مین **مخفی** نرہے کہ شرعاً غیبت بکسر غین معجمہ
...سکے غیبت مین اس طور پر کہ اگر وہ سنے تو اوس کو ملال ہو...

انسانا فلا یکمیه عند من یعص ف انه یعی ید ایہ نا

انه متورع وا ما الوجه الذی هو عاص فهو ان یرا

انها معصیة فهو عاص و علیه الت

او صاحب بدعة فہو

کسیہ غیبت

کرنے وا

ایک شخص د

غیبت کر رہا

سے بچاہے اور او

غیبت کرے اور نام کی

کہ ہم لوگ

ہوا و سپرال

Marfat.com

غضب الرب تعالی یعنی جب کوئی شخص فاسق کی تعریف کرے اللہ تعالے اس تعریف سے
بہت خفا ہوتا ہے اور دریاے غضب جوش کرتا ہے روایت کیا ہے اسکو بیہقی نے نقل کیا ہے اسکو
مشکوۃ المصابیح کے باب حفظ اللسان مین پس بندونکو بھی اوسکی عزت نہ کرنا چاہیے لیکن
نہ اس طرح سے کہ شرع سے قدم بڑھ جاوے بلکہ اسطرح سے کہ شرع مین قدم ثابت رہے اسیواسطے
صحابہ منافقین اور کافرین کے عیوب بیان کیا کرتے تھے اور علماے حق سلاطین کی کچھ
عزت نہین سمجھتے تھے واللہ اعلم بالصواب *حکایت ہارون رشید علماسے نہایت
محبت رکھتے تھے اور صلحاسے بہت صحبت رکھتے تھے جب ہارون خلیفہ ہوئے سب
علما مبارکبادی کے واسطے آئے مگر سفیان بن سعید المنذر الثوری نہ آئے پس ہارون
نے ایک خط ثوری کو لکھا اور اوسمین یہ مضمون درج کیا کہ اے سفیان مین نے تم سے
دوستی کی تھی ابتک مین نے الفت کی رسی نہین توڑی اگر مین سلطان نہوتا تمہارے پاس
آتا اور جب مین سلطان ہوا سب لوگ میرے پاس آئے مگر تم نہ آئے اے سفیان
مین نے بیت المال کو کھولا اور سب کو مال دیا اور مین تمہارا بہت مشتاق ہون فی الفور تم
قصد اسطرف کا کرو اور میرے پاس آؤ فقط ہارون نے یہ خط لکھکے عباد طالقانی کو دیا
اور سفیان کی طرف بجانب کوفہ روانہ کیا جب عباد کوفہ مین پہونچے اور سفیان کی مسجد
کہ کوفے مین تھی سامنے آئی سفیان نماز پڑھنے لگے عباد نے ہارون کے خط کو سفیان
کے سامنے پھینک دیا جب سفیان نے سلام پھیرا اوس خط کی کچھ عزت نہ کی اور ہارون کے
سلطنت کی کچھ حقیقت نہ سمجھی لوگون سے کہا یہ خط ہارون ظالم کا آیا ہے مین اسکو ہاتھ
نہ لگاؤنگا اپنے ہاتھ کو اس خط کے چھونے سے خراب نہ کرونگا تم لوگ اس خط کو کھولو
اور مطلب اوسکا مجکو سناؤ لوگون نے خط کھولا اور سفیان کو مطلب پر مطلع کیا پس سفیان
نے کہا اسکا جواب اسی خط کی پشت پر لکھدو لوگون نے کہا یا سفیان ہارون سلطان ہے
اوسکے واسطے علحدہ خط لکھنا بہتر ہے سفیان نے کہا اس ظالم کے خط کا جواب اوسی کاغذ
پر لکھو پس یہ مضمون اوسمین لکھوایا اے ہارون مین نے رشتۂ الفت کو توڑا اور تیری محبت سے منہ
موڑا تو نے بیت المال کا مال مصرف مین خرچ نہین کیا مال کو ضایع کیا قیامت کے روز

Marfat.com

ہم اسکی گواہی جناب باری کے سامنے دینگے اور تیری [illegible]
تو نے علما کی صحبت چھوڑی ایمان کی لذت غارت کی سلطنت کو [illegible]
اپنی گردن پر لیا ای ہارون تو تخت پر بیٹھا ریشمی لباس کا استعمال [illegible]
راضی ہوا بلکہ ظالمون کا امام ہوا ای ہارون کیا حال ہوگا [illegible]
دامنگیر ہونگے تیری نیکیان لینگے اپنی بدیان تجکو دینگے ای ہارون یہ وصیت یاد [illegible]
خوف رکھ ای ہارون اب تو مجکو خط نہ لکھنا ہرگز میری ملاقات کا خیال نہ کرنا فقط [illegible]
یہ مطلب ہارون کے خط کی پشت پر لکھوا کے عباد کو دیدیا اور عباد نے اوس [illegible]
تک پہونچایا ہارون کو اوس خط کے دیکھنے سے نہایت خوف ہوا اور تا دم واپسین وہ خط [illegible]
پاس رہا یہ حکایت غزالی نے باب امر الامرار بالمعروف مین لکھی ہے حکایت [illegible]
طاؤس سے روایت کی ہے کہ مین ایک روز حجاج کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک شخص [illegible]
کہا حجاج نے لوگون پر حکم کیا اس شخص کو حاضر کرو جب وہ شخص آیا حجاج نے کہا اے شخص
تیرا وطن کہان ہے اوسنے کہا میرا مسکن یمن معدن ایمان ہے حجاج نے پوچھا ای شخص یمن کے [illegible]
محمد بن یوسف کو کہ میرا بھائی ہے تو نے کس حال پر چھوڑا اوسنے کہا محمد بن یوسف [illegible]
تھا ریشمی لباس کا استعمال کرتا تھا جب یمن سے نکلا تھا وہ اپنی عادت ریشمی کپڑون [illegible]
رکھتا تھا حجاج نے کہا ای شخص مین محمد بن یوسف کے لباس [illegible] اور صورت
نہین پوچھتا ہون بلکہ اوسکی خصلتون سے استفسار کرتا ہون پس اوس شخص [illegible]
نہ کیا اور صاف صاف کہنے لگا ای حجاج محمد بن یوسف کی خصلت یہ تھی کہ مسلمانون [illegible]
ظلم کرتا تھا اپنے مولی کی مخالفت کرتا تھا ہمنشینون کی اطاعت کرتا تھا [illegible] حجاج [illegible]
کہنے لگا ای شخص کیا تو نہین جانتا ہے کہ میرے نزدیک مرتبہ محمد بن یوسف کا [illegible]
بھائی ہے یعنی باوجودیکہ مین موجود ہون میرے سامنے [illegible]
کرتا ہے پس اوس شخص نے کہا ای حجاج میرا رتبہ [illegible]
کے مرتبہ سے تیرے نزدیک کیونکہ مین حاجی ہون اور [illegible]
وسلم کا پیرو ہون جب یہ کلام بھائی کا حجاج [illegible]

جب وہ شخص حجاج کے گھر سے باہر نکلا مین بھی اوسکے ساتھ ہوا اور مین نے اوس سے کہا ای شخص مین تجھسے دوستی چاہتا ہون اور مصاحبت کی آرزو رکھتا ہون اوس شخص نے کہا ای طاؤس تمھاری بزرگی میرے نزدیک کچھ نہین ہی کیونکہ تم ابھی سلطان کی پہلو مین تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے تھے مین نے کہا ای شخص حجاج چونکہ سلطان زبردست تھا اور اوسنے مجکو طلب کیا لاچار مجکو جانا ضرور ہوا اوس شخص نے کہا ای طاؤس کیون نہین تمنے نصیحت حجاج کو کی اور اونکو تعلیم کیون نہین کی کیا ضرورت تھی اسکی کہ تم بھی اوسکے ساتھ تکیہ لگاکے بیٹھو اور آرام لینے لگے یہ حکایت دمیری نے حیوۃ الحیوان مین طاؤس کے ذکر مین بیان کی ہے وفیقہ غیبت فاسق کی فقط امور دین مین درست ہی مثلاً اس امر کا تذکرہ کرنا کہ وہ شخص نماز کا تارک ہی یا روزہ نہین رکھتا ہی یا لوگونکی غیبتین کیا کرتا ہے یا لوگونکو قتل کرتا ہے یا زنا کرتا ہی وغیر ذلک اور عیوب فاسق کی بیان کرنا بدن کی یا لباسکی یا صورت کی درست نہین ہی کیونکہ یہ صفات اوسکے دینداری نہین ہین پس اس مین غیبت کرنے سے کچھ فائدہ نہین ہے چنانچہ تصریح اسکی نزہۃ المجالس اور سیرۃ احمدیہ وغیرہ مین بھی موجود ہے ساتوین صورت اگر کسی شخص کے سبب سے کسی کو ضرر پہونچتا ہو اور وہ شخص اوس ضرر سے واقف نہو پس ایسے شخص کی غیبت کرنا درست ہے تا اوسکے سبب سے لوگون کو ضرر نہو وی مسلمانونکو مضرت نہو یہ صورت احیاء العلوم اور نزہۃ المجالس اور سیرۃ احمدیہ اور عین العلم اور تنبیہ الغافلین اور مطالب المؤمنین اور درمختار اور شرح صحیح مسلم مین ہے وفیقہ اس صورت کی کئی مثالین ہین پہلی مثال اگر کوئی شخص فاجر پوشیدہ پوشیدہ عیب مین مبتلا ہوا اور اوس سے کوئی عالم یا کوئی زاہد صحبت رکھتا ہو اور خوف اس امر کا ہے کہ اگر یہ عالم اوس شخص کے عیوب سے مطلع نہوگا خود بھی خراب ہو جائیگا پس اوس شخص کی عیوب پر لوگون کو مطلع کرنا اوس نیت سے کہ لوگ اس سے ڈرین اور اوسکی صحبت سے بچین درست ہی اسیواسطے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے بھی لوگونکی شکایتین کی ہی بعضون پر لعنت کی ہی تا لوگ اونکے عیبونسے واقف ہو دین اور اوسکی صحبت سے اجتناب کرین حدیث فرماتے ہین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اترغبون عن ذکر الفاجر اہتکوہ حتی یعرفہ الناس اذکروہ بما فیہ حتی یحذرہ الناس یعنی کیا تم لوگ

Marfat.com

بچتے ہو فاجر کے ذکر نے سے جو فسق کرتا ہو اوسکو لوگون کے سامنے ذلیل کرو اور
بیان کرو تا لوگ اوس سے ڈرین نقل کیا ہے اسکو غزالی نے احیاء العلوم کے باب
المرخصۃ للغیبۃ مین حدیث فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اذکروا الفاجر
بمافیہ یحذرہ الناس یعنی ذکر کرو تم فاسق کے عیبون کو تا لوگ اوس سے ڈرین یہ
جواہر التفسیر مین اور نزہۃ المجالس منتخب النفائس کی کتاب الغیبۃ مین مہذب سے منقول ہے
دوسری مثال اگر کوئی شخص لوگونکو تکلیف دیتا ہو اوسکی تکلیف دینے کو ظاہر کرنا کہ
فلان شخص لوگون کو مارا کرتا ہے یا فلان شخص دو آدمیون مین چغلخوری کرکے فساد کرتا ہے
درست ہی اسیواسطے بایع کو لازم ہے کہ جب کوئی شخص اوس سے غلام یا لونڈی خریدے جو
عیب ہو اوسکو ظاہر کردے تا مشتری مطلع ہوجاے اور آخر الامر مین تکلیف نہ اوٹھاے
حکایت فاطمہ بنت قیس کو جب عمرو بن حفص نے طلاق دیا حضرت معاویہ بن ابی سفیان
اور ابو جہم نے پیغام نکاح کا بھیجا فاطمہ نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے
عرض کیا حضرت نے فرمایا معاویہ فقیر ہین اونکے ساتھ نکاح نکرو اور ابو جہم عورتونکو بہت مارتا
ہے چھڑی کو اپنے کندھے سے نہین اوتارتا ہے بلکہ تم اسامہ بن زید کے ساتھ نکاح کرو
یہ حکایت جواہر التفسیر مین مذکور ہے حکایت ایک شخص اپنے غلام کو کسی کے
ہاتھ بیچنے لگا اور وقت بیچنے کے خریدار سے کہدیا کہ اس غلام مین کچھ عیب نہین ہی مگر
کہ چغلخور ہے خریدار نے کہا کچھ مضائقہ نہین ہے جب خریدار نے اوس غلام کو خرید لیا اوس
غلام نے جال فساد کا پھیلایا اور اپنے مولی کی بی بی سے جاکے کہا کہ تیرا خاوند تجھسے محبت
نہین رکھتا ہے بلکہ چاہتا ہے کہ دوسری عورت کو لاوے اسکی دوا یہ ہے کہ جب تیرا خاوند
سووے تو اُسترا لے کے اوسکی گدّی کے بال مونڈنا اگر ایسا تو کریگی البتہ تیرا خاوند
دوست رکھیگا اور تجھسے محبت رکھیگا اور اپنے مولی سے جاکے کہا کہ تمہاری بی بی
کہ تمکو ذبح کر ڈالنے استرے سے تیری گردن کاٹ ڈالی ایک روز مولے نے
آنکھون کو بند کر لیا وہ عورت موافق غلام کے کہنے کے استرا لائی خاوند نے آنکھ کھولی اور دیکھا
کہ واقعی یہ عورت مجکو ذبح کرنے آئی ہے پس اوسنے ہاتھ عورت کا پکڑ کر مار ڈالا

خبر عورت کے وارثون کو پہونچی اونھون نے اوس شخص کو بھی مار ڈالا اور بسبب اوس غلام کی چغلخوری کے یہ فساد عظیم واقع ہو گیا یہ حکایت احیاء العلوم کی کتاب النمیمہ مین ہے **تیسری مثال** جب کوئی مقدمہ قاضی کے سامنے دائر ہووے اور مدعی اپنے دعوے کے اثبات کے واسطے گواہ لاوے اگر مدعی علیہ کو گواہون کے عیوب معلوم ہووین اور اونکا جھوٹا ہونا معلوم ہووے اون گواہون کے کذب کو ظاہر کردے تا مقدمہ خلاف واقع فیصل نہ ہو جاوے واللہ اعلم **دقیقہ** اگر کوئی شخص پوشیدہ پوشیدہ گناہون مین مبتلا ہے ہر طرح کا فسق و فجور کرتا ہے لیکن اوسکے گناہون سے کسی کو ضرر نہین ہوتا ہی پس اوسکی غیبت درست نہین ہے اور اوسکا عیب ظاہر کرنا اور لوگون کو اوسپر مطلع کرنا جائز نہین ہی بلکہ جو شخص کسیکے عیب کو مشہور کرتا ہے خدا تعالی بھی اوسکے عیوب پر لوگون کو مطلع کر دیتا ہی اسیواسطے جو شخص عادت عیب کھولنے کی رکھتا ہو ہمیشہ لوگون کی غیبت کرتا ہو اوس سے دوستی نہ کرنا چاہیے اور اوس سے مصاحبت نہ کرنا چاہیے ارشاد بعض اکابر کا قول ہی لاتصحب من الناس الا من یکتم سرك ویستر عیبك فان لم تجده فلا تصحب الا نفسك یعنی صحبت کر کسی کی ساتھ مگر اوس شخص کے ساتھ جو تیرا عیب چھپاوے اور تیرے اسرار کو ظاہر نہ کرے اور اگر ایسا شخص نہ ملے پس کسی سے صحبت نکر بلکہ اپنے نفس سے رفاقت کر نقل کیا ہی اسکو احیاء العلوم مین باب الصفات المشروطۃ للصحبۃ مین **ارشاد** زید بن اسلم فرماتے ہین انما الغیبۃ لمن لم یعلن بالمعاصی یعنی جو شخص عیوب آشکارا نکرتا ہو بلکہ پوشیدہ گناہون مین مبتلا رہتا ہو اوسکی البتہ غیبت ہو گی اور اگر آشکارا عیوب مین کوئی شخص ڈوبا رہتا ہو اوسکی غیبت غیبت نہو گی نقل کیا ہے اسکو درمنثور مین **حدیث** فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے من ستر عورۃ اخیہ المسلم ستر اللہ عورتہ یوم القیمۃ ومن کشف عورۃ اخیہ المؤمن کشف اللہ عورتہ حتی یفتضح بھا فی بیتہ یعنی جو شخص مسلمان بھائی کے عیوب کو چھپاویگا خداے تعالے قیامت کے روز اوسکے عیبونکو بھی چھپاویگا اور جو شخص مسلمان بھائی کے پوشیدہ گناہونکو ظاہر کریگا خدا تعالے اوسکے گناہون کو بھی کھولیگا نقل کیا ہے اسکو نزہۃ المجالس کے باب الاحسان

الی الیقیم مین حدیث فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے لا یستر عبد عبدا
لا یسترہ اللہ یوم القیامۃ یعنی نہین چھپاویگا کوئی بندہ اللہ کا کسی کا عیب
مگر اللہ تعالے اوسکے عیب کو بھی چھپا دیگا روایت کیا ہے اسکو مسلم نے ابو ہریرہ سے
مین آٹھوین صورت بے حیائی غیبت درست ہی یعنی جو شخص ظاہر مین ہر طرح کے
عیبون مین مبتلا رہتا ہے اور اگر اوسکو کوئی برا کہے کچھ التفات نہین کرتا ہی حیا اوسکے
پاس نہین آتی ہے شرم اوس سے کوسون بھاگتی ہے سہ کہتے ہین غیبت ہی اوسکی
ہان روا ہے گر کرے کوئی کبائر برملا ۔ اسیواسطے صحابہ قاتلان حسین علیہ السلام کے
غیبت کرتے تھے اور اونپر طعن کرتے تھے اس سبب سے کہ وہ بے حیا تھے اپنے عیب کو
ہنر سمجھتے تھے یہ صورت احیاء العلوم اور عین العلم اور سیرۃ احمدیہ اور رد المحتار اور
رد المحتار اور مطالب المومنین مین ہی حدیث من القی جلباب الحیاء فلا غیبۃ لہ یعنی جو
شخص حیا کے پردیکو ڈالدے نقاب شرم کو اپنے منہ سی اوٹھالے اوس کی غیبت درست ہی
روایت کیا ہی اسکو ابو الشیخ نے اور نقل کیا ہی اسکو ملا علی قاری نے شرح عین العلم مین
ارشاد سعدی فرماتے ہین تین شخصون کی غیبت درست ہی ایک بیحیا دوسرے سلطان
ظالم تیسرے وہ شخص جو پوشیدہ عیوب مین مبتلا رہتا ہی اور لوگونکو ضرر پہنچاتا ہی

سہ کس را شنیدم کہ غیبت رواست	چو زین در گذشتی چہارم خطاست
یکے پادشاہ و ملامت پسند	کزو بر دل خلق بینی گزند
حلال ست ازو نقل کردن خبر	مگر خلق باشند ازو بر حذر
دوم پردہ بیحیائے متن	کہ خود میدرد پردہ خویشتن
ز خوضش مدارای برادر گناہ	کہ اوے در افتد بگردن بچاہ
سوم کژ ترازوی ناراست خوے	ز فضل بدش ہر چہ دانی بگوے

حکایت بعد شہادت امام حسین کے ایک روز ایک شخص عراقی نے حضرت ابن عمر
رضی اللہ تعالے عنہما سے مچھر کے خون کا مسئلہ پوچھا یعنی اگر کپڑے مین مچھر کا خون
لگ جاوے نماز اوس کپڑے سے درست ہی یا نہین پس حضرت [illegible] نے

حسینؓ پر طعن کرکے فرمایا کہ اللہ اکبر یہ عراقی اسقدر متقی ہوگئے کہ خون مچھر سے احتیاط کرتے ہین اور امام کو انہین عراقیون نے شہید کیا اوسوقت احتیاط کو دخل نہ دیا روایت کیا ہے اسکو ترمذی نے مناقب حسینؓ مین **نوین صورت** غیبت کرنا نہ بہ نیت ذلت مسلمان کے بلکہ بطور افسوس کے درست ہے یہ صورت خزانۃ الروایات اور تنویر الابصار اور رد المحتار اور سیرۃ احمدیہ مین ہے مثلاً کہنا کہ فلان شخص نماز نہین پڑھتا ہے یا زنا مین مبتلا رہتا ہے ہمکو اسپر افسوس آتا ہے کیونکہ افسوس کرنا کسی کے افعال پر امر مستحسن ہے بلکہ مسلمانون کو لائق ہے کہ جب کسی مسلمان کو کسی گناہ مین مبتلا دیکھین شیطان سے اوسکی مغلوبیت پر ترحم کرین **ارشاد** شقیق فرماتے ہین اذا ذکرت الرجل بسوء ولم تہتم لہ ترحما فانت اسوء منہ واذا ذکرت الرجل الصالح فلم تجد فی قلبک حلاوۃ الطاعۃ ربک فانت رجل اسوء یعنی جب کسی شخص کو تو نے بدی سے یاد کیا اور ترحم نہ کیا پس اوس سے بھی تو بدتر ہوا اسی طرح جب کسی کی عبادات کا تو نے ذکر کیا اور تیرے نفس نے عبادت کرنے کو نہ چاہا پس تو بدتر ہوا نقل کیا ہے اسکو فقیہ سمرقندی نے تنبیہ الغافلین کے باب الشفقۃ والرحمۃ مین **ارشاد** بعض متکلمین کا قول ہے ذکر ما یستحیی الرجل منہ انما یکون غیبۃ اذا قصد الاضرار والشماتۃ واما اذا ذکرہ تاسفا فلا یکون غیبۃ یعنی ذکر کرنا کسی کے اوصاف بد کا اگر بہ نیت اوسکی ذلت کے ہے غیبت ہوگا اور اگر بہ نیت افسوس کے تذکرہ کیا غیبت مین اسکا شمار نہوگا نقل کیا ہے اسکو خزانۃ الروایات مین **دسوین صورت** مجہول کی غیبت کرنا اس طرح سے کہ کسی کے اوصاف بد بیان کرنا اور اوسکا نام نہ لینا درست ہے یہ صورت بزازیہ اور سیرۃ احمدیہ اور در مختار اور خزانۃ الروایات اور تنبیہ الغافلین مین ہے **گیارھوین صورت** اگر کوئی شخص کسی لقب سے مشہور ہو اور اوس لقب مین ایک عیب اوس شخص کا نکلتا ہو لیکن اوسکو اوس لقب سے یاد کرنا مضائقہ نہین رکھتا ہے کیونکہ اگر اوسکو اوس لقب سے مذکور نکرینگے لوگ اوسکو نہ پہچانینگے جسطرح لفظ اعرج کہ ایک شخص کا لقب ہے اور معنی اوسکے لنگڑہ کے ہین اور محدثین حدیثون کی روایتون مین عن الاعرج وغیرہ لکھتے ہین لیکن بہتر یہ ہے کہ حتی الوسع

لقب معیوب کو نہ بیان کرے یہ صورت احیاء العلوم اور نزہۃ المجالس اور عین العلم
اور سیرت احمدیہ اور خزانۃ الروایات اور رد المحتار اور مطالب المومنین اور شرح صحیح مسلم
امام نووی مین ہے بارھوین صورت رد المحتار مین ہے کہ غیبت کرنا دین کی خیر کے
واسطے درست ہی جسطرح محدثین ایک دوسرے کا عیب بیان کرتے ہین اور لکھتے ہین کہ فلانا
جھوٹ کی عادت رکھتا ہے حدیثون کی روایت مین جھوٹ بہت بولتا ہی یا فلان راوی
حدیثون کو اپنے دلسی بنا یا کرتا ہے وضع حدیث کی عادت رکھتا ہے یا فلان راوی
کا حافظہ کم ہے حدیثون کے یاد رکھنے مین اوس سے تفاوت ہو جاتا ہے اور اسی
طرح فقہا لکھتے ہین کہ فلان کتاب غیر معتبر ہے کیونکہ اوسکا مصنف فقیہ نہین ہے یا فلان
کتاب کا مؤلف معتزلی ہے اوسکا قول باطل ہے یا فلان شخص نے اپنی کتاب مین مسائل ضعیفہ
کو بھی درج کیا ہے عوام کو ہرج دیا ہی یا فلان فقیہ روایت موضوعہ کو اپنی تصنیف مین لاتا ہے
اپنی سند احادیث ضعیفہ کو بناتا ہی وعلی ہذا القیاس تیرھوین صورت راقم الحروف کہتا ہے
کہ غیبت کرنا کسی زندہ کی یا مردہ کی مع ذکر سزا لوگون کے ڈرانے کے واسطے درست ہے
مثلاً کہنا کہ فلان شخص قابل جہنم ہے کیونکہ وہ بخیل ہے اس نیت سے کہ لوگ صفت بخل سے
بچین یا کہنا کہ فلان شخص حالت زندگی مین نہایت گناہ کرتا تھا بعد مرگ عذاب مین
مبتلا ہوگا یا کہنا کہ فلان شخص عذاب قبر مین مبتلا ہے اس سبب سے کہ اوسنے فلان
گناہ کیا تھا یا کہنا کہ فلان شخص کا بعد مرنے کے روسیاہ ہو گیا تھا بسبب اسکے
کہ اُسنے فلان گناہ کیا تھا یا کہنا کہ فلان شخص کو مین نے خواب مین دیکھا کہ عذاب مین مبتلا ہی
اور غرض اس بیان سے اوس شخص کی ذلت مطلوب نہو بلکہ لوگون کی عبرت مرغوب ہو
حکایت جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گذر دو قبرون پر ہوا آپنے
لوگون کی عبرت کے واسطے فرمایا کہ ان دونون پر عذاب ہوتا ہے ایک میت پر اس سبب سے
کہ چغلخوری کرتا تھا دوسری میت پر اس سبب سے کہ جب پیشاب کرتا تھا لوگون سے پردہ نہ
کرتا تھا بلکہ لوگون کے سامنے ستر کھولتا تھا یہ روایت کیا ہے [illegible]
نے البول مین حکایت حضرت سلیمان بن عبدالملک سلطان [illegible]

اونکے دیوان ہوی سلیمان نے ارادہ کیا کہ یزید ابن اسلم کو کہ حجاج کا وزیر تھا اپنا
منشی بنا دین پس عمر بن عبد العزیز نے کہا یا سلیمان حجاج کے نام کو روان نہ کیجیے اور
اوسکے وزیر سے سروکار نرکھیے سلیمان نے کہا ای عمر میری نزدیک حجاج سی کچھ برائی
نہین ہوئی کسی طرح کی خیانت اوس سے نہین ہوی پس عمر بن عبد العزیز نے اس نیت سی
کہ حجاج کے وزیر کو سلیمان منشی نہ بناوی تار رعایا ظلم سے نجات پاوے کہا یا سلیمان حجاج
نے تمام مملکت مین ظلم کیا خلائق کو گمراہ کیا اوسکے وزیر کو منشی بنانا خالی از ضرر نہین
ہے جب سلیمان نے یہ کلام سنا یزید کو منشی نہ بنایا نقل کیا ہے اسکو دمیری نے
حیوۃ الحیوان مین سلیمان بن عبد الملک کے احوال کے بیان مین **حکایت** ایک روز
عمر بن عبد العزیز نے قیامت کی دہشت کو یاد کیا بہت روئے یہانتک کہ غش مین آگئے
اس بعد یکایک ہنسنے لگے لوگون نے اسکا سبب پوچھا آپنے فرمایا مین نے خواب مین دیکھا
کہ قیامت قائم ہوئی اور حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ کو حساب کے واسطے ندا ہوئی
ابو بکر حاضر کیے گئے اور حساب آسان ہو کے جنت مین داخل کیے گئے اسی طرح حضرت
عمر اور حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم اجمعین بھی آسان حساب دیکر جنت کی طرف
روانہ کیتے گئے پھر مجکو ایک شخص نے بلایا مین خدا کے سامنے نادم و شرمندہ آیا اللہ تعالے
نے بکمال احسان مجھپر بھی حساب سخت نہ کیا اس ما بین مین مین نے ایک مردہ دیکھا مین نے
اوسکا احوال پوچھا وہ مردہ بولا مین حجاج ہون نہایت عذاب مین گرفتار ہون لیکن
منتظر عفو جناب باری کا ہون جسکا انتظار مسلمان کرتے ہین مین بھی اوسیکا منتظر ہون
نقل کیا ہے اسکو صفوری نے نزہۃ المجالس کے باب العدل مین **دقیقہ** حجاج کے
کفر مین علما کا اختلاف ہی اوسکی جواز لعنت مین علما کا خلاف ہی لیکن اس نقل سی معلوم
ہوا کہ وہ مومن مرا کیونکہ اوسنے بیان کیا کہ جس امر کے مومن منتظر ہین مین بھی اوسی امر کا منتظر ہون
پس اگر کافر ہوتا اظہار انتظار کا نہ کرتا واللہ اعلم **حکایت** ایک انصاری کی بہن مرگئی
اوسنے تجہیز و تکفین سے فراغت پائی جب دفن کر کے گھر مین آیا اوسکو یاد آیا کہ مین اسکی قبر
مین ایک تھیلی چھوڑ آیا ہون ارادہ اوسکا یہ ہوا کہ قبر کو جاکے کھودی اور اپنی تھیلی لاوی جب

Marfat.com

وہان گیا اوپر تھیلی نکالنے کے واسطے قبر کا گوشہ کھولا دیکھا کہ قبر مین آگ [illegible]
نہایت تکلیف ہو رہی ہے فی الفور اوسنے قبر کو بند کیا اور اپنی ماں سے یہ قصہ بیان کیا اور بہن
کے عمل کو پوچھا اوسکی ماں نے کہا تیری بہن مین کوئی عیب نہ تھا مگر یہ کہ چلو سے [illegible]
رکھتی تھی اور نماز اخیر وقت پڑھتی تھی اور طہارت مین کمی کرتی تھی شاید اسی سبب سے [illegible]
یہ سختی ہوتی ہو نقل کیا ہے [illegible] سمرقندی نے تنبیہ الغافلین کے الباب عذاب القبر مین حکایت
جس وقت یزید نے اس دار فانی سے سفر کیا معاویہ بن یزید کو لوگون نے خلیفہ کیا معاویہ جو [illegible]
متقی تھے سلطنت اونکو پسند نہ آئی مملکت اونکو اچھی نہ معلوم ہوئی [illegible] مضمون سے ایک خطبہ
پڑھا اور بعد حمد و صلوۃ کے یہ مضمون ادا کیا کہ اے لوگو میرے جد امجد معاویہ نے نہایت بری
بات کی کہ حضرت حسن رضؓ سے خلافت چھینی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے لڑائی کی پھر
جب وقت مقرر آیا عزرائیل کا پیغام پہونچا قبر میں چلے گئے مال و متاع چھوڑ گئے
فقط اپنے اعمال کے ساتھ نادم رہے قبر مین اپنے افعال پر متحیر رہے من بعد حکومت میرے
باپ یزید کی طرف منتقل ہوئی میرے باپ نے حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ و علی آلہ وسلم
کے طریقے پر نیابت نہ کی نہایت اپنے نفس پر ظلم کیا اپنے نفس کے تابع ہو گیا رسول
مقبول صلے اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی اولاد کی خدمت مین بے ادبیان کین نہایت گستاخیان
کین آخرکار مدت حیوۃ میرے باپ کی کم ہوئی دنیا سے اونکی رحلت ہوئی پھر قبر مین بڑی
ساتھ ہوئی ندامت و حسرت اونکو حاصل ہوئی اب مجکو حال معلوم نہین ہو کہ اوپر عذاب
ہوا یا اللہ تعالے نے رحم فرمایا لیکن ظن کامل میرا یہ ہو کہ اونکو قبر مین عذاب ہوا ہوگا اور
اونکا خراب ہوا ہوگا معاویہ اس مضمون کو کہکے بہت روئے پھر کہنے لگے اب مین [illegible]
ہوا لیکن میرا دل اس ملک سے برخاستہ ہوا کیونکہ مجکو گناہون مین پڑنا منظور نہین ہے اب
تم کسیکو خلیفہ بنالو مجکو چھوڑ دو فقط یہ خطبہ پڑھکے حضرت معاویہ نے حکومت کو چھوڑ دیا
زمانہ حیات اپنا عبادات مین گذارا نقل کیا ہے اسکو فقیہ ابو اللیث نے حیوۃ الحیوان مین
عبد الواحد بن زید کہتے ہین کہ ایک سال مین حج کو جاتا تھا [illegible] مین ایک شخص [illegible]
اور وہ شخص ہر وقت درود شریف پڑھتا تھا [illegible] مین نے پوچھا کہ تم اسقدر [illegible]

Marfat.com

کیون رکھتے ہو تب اوسنے اپنا قصہ بیان کیا اور کہا کہ اول مرتبہ اپنے باپ کے ساتھ حج کے واسطے
چلا تھا جب حج سے فارغ ہو کے معاودت کی ایک منزل مین سو رہا تھا کہ خواب مین کسی نے
مجھ سے کہا ای شخص اوٹھ تیرا باپ مر گیا ہے جب مین اوٹھا دیکھا کہ میرا باپ مرا پڑا ہی
اور منہ اوسکا قہر آلہی سے بسبب اوسکی نافرمانی کے سیاہ ہو گیا ہے یہ حال دیکھ کے مین
غمگین ہو کے بیٹھا تھا کہ میری آنکھ لگ گئی اور خواب مین دیکھتا ہون کہ چار شخص
کالے صورت کے چار گرز لوہے کے لیے ہوے عذاب کے واسطے میرے باپ کے
سرھانے کھڑے ہین کہ ناگاہ ایک شخص نہایت جمیل وشکیل آئے اور میرے باپ کی منہ
پر ہاتھ پھیرا بعدہ مجھسے کہا کہ ای شخص تیرے باپکا منہ حسین ہو گیا اور سیاہی اوسکی چلی گئی
مین نے خواب ہی مین اونسے پوچھا آپ کون ہین فرمایا مین محمدؐ ہون جب مین اوٹھا دیکھا کہ میری
باپکے منہ کی سیاہی نیست و نابود ہو گئی اور سفیدی چھا گئی اوس دن سے مین نے درود
شریف کا التزام کیا اور ہر وقت درود پڑھنا لازم کیا نقل کیا ہے اسکو احیاء العلوم کے
باب مناہات الموتے مین اس نقل سے معلوم ہوا کہ اوصاف بد بیان کرنا کسی میت کے
لوگون کے ڈرانے کے واسطے درست ہے ورنہ عبد الواحد اوس شخص پر جب اوسنے اپنے
باپکی روسیاہی کا حال بیان کیا خفا ہوتے اور غیبت سے منع کرتے **نصیحت** ای بھائیون
اس نقل کو غور کرو درود شریف پر التزام کرو تا خوف آخرت سے نجات پاؤ اور
محبت شفیع المذنبین صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم کی دل مین پیدا کرو تا ہلاکت قیامت سے بچو اگر
ہر وقت درود شریف نہ پڑھ سکو وقت فرصت کو ضائع نہ کرو اور مفت اوقات کو خراب
نہ کرو اگر یہ بھی نہو سکے جسوقت نام پاک کسی مجلس مین لیا جاوے اوسوقت درود پڑھ لیا کرو
اور اپنی زبان کو شیرین کر لیا کرو بلاشک جو شخص ہمیشہ درود شریف پڑھیگا وقت مرنے کے روسیاہی
سے بچیگا اور دن قیامت کے ہنسیگا ورنہ جہنم کی آگ مین جلے گا اور اس زمانہ مین لوگ محبت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے خالی ہین پس محبت اللہ تعالی سے بھی عاری ہین کیونکہ بغیر محبت حبیب
کے محبت محب کی نہین ہوتی ہے اسیواسطے جب نام پاک محفل مین لیا جاتا ہے اکثر لوگ درود زبان پر نہین لاتے
ہین بلکہ چارپایون اور گدھون کے مانند منہ بناتے ہین مگر وہ شخص کہ لوگون کو دکھلاتا ہے

Marfat.com

البتہ درود کے ساتھ جہر کرتا ہی اور بعض لوگ درود پڑھنے [illegible]
اوسکو چڑھاتے ہین کہا اللہ اکبر فلان شخص اسقدر عابد ہے [illegible]
زاہد ہے کہ ہر وقت زبان کو ہلاتا ہے اسی ہنسی کے سبب [illegible]
ہوتا ہے راہ علم کا طالب ہوتا ہی پس وہ بسبب لوگون کو چڑھانے کے [illegible]
ہین اور صراط مستقیم کو بسبب لوگون کی ہنسی کے چھوڑ دیے ہین اللہم [illegible]
صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم بجوار نبیک مع الایمان یا ذا الاحسان حکایت
ایک صحابی جوان نام اون کا علقمہ قریب الانتقال ہوئے اونکی زوجہ نے حضرت بلال
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم کی خدمت مین کہلا بھیجا حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وعلی آلہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت سلمان
عنہ اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ جاؤ اور علقمہ کا حال دیکھو اصحاب اوسکے گئے اور
دیکھا کہ علقمہ قریب مرگ ہین لیکن اونکی زبان سے کلمہ نہین نکلتا ہے یہ حال حضرت رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم کی خدمت مین کہلا بھیجا حضرت صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم
اونکی ماں کو کہ وہ بوڑھی زندہ تھین بلوایا اور حال علقمہ کا پوچھا اونکی ماں نے بیان کیا
کہ وہ نماز بہت پڑھتے تھے اور روزے بہت رکھتے تھے اور [illegible]
لیکن اپنی بی بی کی تابعداری کر کے میرا نافرمانی کرتے تھے رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وعلے آلہ وسلم نے فرمایا اسی سبب سے اونکی زبان سے کلمہ نہین نکلتا ہے
خدا کی رضا باپ ماں کی رضا سے ہے خفگی سے اونکی خدا بھی خفا ہے پھر فرمایا [illegible]
تم اونکے قصور کو عفو کرو تا اونکی عاقبت بخیر ہو ماں نے کہا میرے دل مین [illegible]
معاف نہین کر سکتی پس فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم [illegible]
سے لکڑیون کو جمع کر کے علقمہ کو اوسمین جلا دو [illegible]
عفو تقصیر کیا پھر بھیجا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم [illegible]
کہ اب دیکھو کیا حال ہے علقمہ کا [illegible]
بعدہ علقمہ نے اوسی دن انتقال کیا اور [illegible]

حکایت ماں کی نافرمانی [illegible] ۱۲

علیہ وعلی آلہ وسلم نے تجہیز وتکفین اونکی کی بعد دفن کے اونکی قبر کے کنارے پر کھڑے ہوکے
فرمایا اے انصار اور مہاجرین جو شخص اپنی بی بی کو ماں پر فضیلت دے اوسپر خدا کی اور فرشتونکی
لعنت ہی اور اوسکی عبادت فرض اور نفل اوسکی درجہ قبولیت مین نہ پہونچیگی نقل کیا ہے
اسکو تنبیہ الغافلین مین اس حدیث مین حضرت صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے قبر پر کھڑے
ہو کے کنایۃً ایک وصف بد علقمہ کا بیان کیا لوگون کے ڈرانے کے واسطے کیونکہ مطلب حضرت کا
یہ تھا کہ جو شخص اپنی بی بی کو بزرگی دے اپنی ماں پر جسطرح علقمہ نے کیا اور توبہ
نہ کرے یا ماں اوسکی راضی نہو وے پس اوسپر لعنت ہے پس معلوم ہوا کہ یہ صورت
درست ہے ہدایت اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنت ماں کی قدم کی نیچے ہے ؎

کہہ گیا ہے مولوی اے نوجوان	زیر پاے مادران باشد جنان

اگر ماں کی اطاعت سے ذرا بھی قدم ہلایا سیدھا جہنم کا راستہ لیا اور جسنے خدمت والدہ مین خوب
کوشش کی اوسنے جنت خدائے تعالے سے خرید لی قطعہ سعدی پسرے را پدر
نصیحت کرد ؛ کاے جوانمرد یاد گیر این پند ٭ ہر کہ با اصل خود وفا نکند ٭ نشود
دوست روے دانشمند ؛ اور اس زمانے مین لوگ اپنی ازدواجات کو ماں سے بہتر
سمجھتے ہین بعض شقی بدبخت بی بی کی طرف سے ماں سے لڑتے ہین اور ماں کو گالیان
دیتے ہین اور اپنی بہنون کو برا کہتے ہین اور اگر بی بی کہے کہ فلان شخص یا تمہاری بہن یا تمہاری ماں
تم کو برا کہتی تھی اوسکو سچ سمجھ لیتے ہین اور اگر کوئی اونکی بی بی کو برا کہے خواہ ماں ہو
یا بہن ہو یا باپ ہو اوسکے دشمن جانی ہوجاتے ہین اگر کوئی کہے کہ تمہاری بی بی بدصورت ہے
برسون اوس سے ملاقات چھوڑ دیتے ہین اگر بی بی کہے کہ اس گھر مین ہمارا نباہ نہین
ہوتا ہے دوسرے گھر مین ہمکو رکھو اپنی ماں بہن خالہ وغیرہ کو چھوڑ کے رشتہ اطاعت
کو توڑ کے دوسرا گھر لے کے بی بی کے غلام ہو کے رہتے ہین اور دین و دنیا مین ملعون
ہوتے ہین نعوذ باللہ من ذلک ہدایت اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتون
کے کہنے پر خواہ بی بی ہو یا غیر بی بی ہو عمل نہ کرنا چاہیے کیونکہ عورتونکی عقل کم ہوتی ہے
اونکے مشورے سے خرابی ہوتی ہے اسی واسطے جو لوگ اپنی بیبیون سے مشورہ لیا کرتے ہین

اپنی خرابی کیا کرتے ہین اور سوا نقصان کے اونکو کچھ نہین ملتا ہے اور اللہ تعالے فرماتے ہین من اطاع زوجتہ فیما تھوی اکبہ اللہ علی النار یعنی جس نے موافق خواہش اپنی بی بی کے کیا یہ اطاعت اسکو دوزخ مین ڈالے گی اور جنت سے نقل کیا ہے عبد الرحمن صفوری شافعی نے اپنی کتاب نزہۃ المجالس ومنتخب النفائس کی کتاب القناعت مین اثر حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین خالفوا النساء فان فی خلافھن البرکۃ یعنی عورتون کی مخالفت کرو اور اونکے کہے کی موافقت نکرو کیونکہ اونکی مخالفت مین برکت ہوگی اور اونکی موافقت مین غربت ہوگی نقل کیا ہے نزہۃ المجالس مین باب سابق مین اصلاح حضرت آدم علے نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت شیث علے نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کو چند نصایح کیے اونمین سے ایک یہ ہے کہ ای شیث تم اپنی اولاد سے کہدینا کہ اپنی بی بیون کے کہنے پر عمل نکرنا اور اونکے کہنے کو بغیر سوچے ہوے نہ کرنا کسواسطے کہ مجھسے حضرت حوا نے بسبب ورغلانے شیطان کے گیہون کھانے کو کہا اور مین نے اونکے کہنے کے موافق کیا پس مین قہر الٰہی مین گرفتار ہوا نقل کیا ہے اسکو تنبیہ الغافلین کے باب الحرص مین تنبیہ اگرچہ ان سب نقولات سے بے عقل ہونا عورتونکا ثابت ہوا لیکن مردون کو چاہیے کہ عورتون پر نظر مہربانی رکھین اور اونکی خبرگیری ہر طرح سے کیا کرین اور کبھی اگر کسی بات کو عورت کہے اور اوسمین کچھ خرابی نہووے کرلیا کرین اور عورتون کو عار و ننگ نہ دلایا کرین کہ تم سب شیطان کے تابع ہو بیعقل ہو اس زمانے مین جو لوگ اپنے کو متقی سمجھتے ہین عورتونکو برا کہا کرتے ہین اور اونکو رنج دیا کرتے ہین لازم ہے اونپر کہ توبہ کرین اور اپنے کام سے باز آئین کیونکہ عاقبت کا حال معلوم نہین شاید وہ عورت جسکو برا کہتے ہین جنت مین جاوے اور یہ جہنم کو جاوین اللھم اغفر للمؤمنین والمؤمنات وتجاوز عن السیئات تتمہ جاننا چاہیے کہ معلوم ہوا کہ تیرہ صورتین غیبت کی جائز ہین چنانچہ بالتفصیل مذکور ہوئین لیکن جاننا چاہیے کہ غیبت جو شرع مین حرام ہے وہ یہ ہے کہ غیبت کرے کسی شخص کی جو کہ فسق وفجور مین مبتلا نہ رہتا ہو اور اوسکے گناہون سے لوگون کو ضرر نہ پہنچتا ہو

فصل بیان قول حسن بصری اور عمر کا

فصل ان نصیحت آدم بشیث

فصل ان اس امر کا

Marfat.com

بیجا بھی نہو بہ نیت ذلت اوس شخص کے نہ واسطے کسی فائدۂ دینیہ کے پس اگر غیبت مجہول کی درست ہی اور اسی طرح جو گنا ہون مین آشکارا مبتلا رہتا ہے اوسکی غیبت درست ہے اور جو شخص بیحیا ہو اوسکی بھی غیبت درست ہے اور جو شخص پوشیدہ گنا ہون مین مبتلا رہتا ہو اور اوسکے گناہون سے لوگون کو ضرر پہونچنے کا احتمال ہووے اوسکی بھی غیبت درست ہے اور اسی طرح کسی کی غیبت نہ بہ نیت اوسکی ذلت دینے کے بلکہ بہ نیت افسوس کے درست ہی اور اسی طرح کسیکی غیبت کسی فائدے کے سبب سے مثلاً اپنا حق پانے کے واسطے یا کوئی مسئلہ معلوم ہونے کے واسطے یا صورت فتوے کے بنانے کے واسطے یا لوگون کے ڈرانے کے واسطے بھی درست ہے چنانچہ تفصیل ہر ایک کی اپنے مقام مین مذکور رہیگی

چوتھی فرع غیبت کے حکم مین اور احادیث و آیات و نقول و حکایات جو مناسب مقام کے ہون اونکے بیان مین جاننا چاہیے کہ غیبت حرام قطعی ہے صاف نص قطعی سے ثابت ہے اور منکر اسکا کافر ہے یعنی جو شخص کہے کہ غیبت حلال ہے وہ کافر ہو جائیگا اور صراط مستقیم سے نکل جائیگا کیونکہ غیبت کی حرمت قرآن سے ثابت ہے چند آیات اس باب مین وارد ہوے ہین اور احادیث سے بھی ثابت ہے اور اجماع بھی اسکی حرمت پر ہے سعدی فرماتے ہین ع

رفیقے کہ غائب شد ای نیکنام	دو چیزست ازو بر رفیقان حرام
یکے آنکہ مالش بباطل خورند	دوم آنکہ نامش بزشتی برند

اور شمار اسکا صاحب روضہ نے صغائر مین کیا ہے چنانچہ صفوری نے نقل کیا ہے اور بعضون نے کہا ہو کہ غیبت صغائر مین سے ہے مگر علما اور حفاظ کے واسطے کبائر سے ہے لیکن قرطبی نے اجماع اس امر پر نقل کیا ہے کہ غیبت کبیرہ ہی چنانچہ شرح جامع صغیر فی احادیث البشیر النذیر مین علی بن احمد العزیزی نے تحریر کیا ہے اسیواسطے سلیمان جمل حاشیہ تفسیر جلالین مین رقم کرتے ہین کہ اسکے کبیرہ ہونے مین کسی کا خلاف نہین ہے وہو الحق واللہ اعلم اسیواسطے کیا سلف اور کیا خلف سب لوگ اسی سے پرہیز کرتے تھے اور ازحد اس سے اجتناب کرتے تھے لیکن جو لوگ اس زمانہ مین ہین دن رات لوگونکی غیبتین کیا کرتے ہین

اور ہر امیر و فقیر کو ستایا کرتے ہین اور ہر کس و ناکس کا گوشت کھایا کرتے ہین اور
عیوب بیان کیا کرتے ہین ظاہر مین یہ لوگ بہت عبادت کرتے ہین اور باطن مین ہمیشہ لوگون
شکایت کرتے ہین ظاہر مین علما کی صورت ہوتی ہے باطن مین جہلا کی سیرت ہوتی
صورتون مین ظاہرا سعادت معلوم ہوتی ہے سیرتون مین باطناً شقاوت [illegible] ہے زبان سے
کلمات ناشایستہ نکالتے ہین ہاتھ پیر سے حرکات ناشایستہ کرتے ہین لوگون کے سامنے
شیطان کو اپنا عدو بناتے ہین پوشیدہ اوسکی اطاعت کرتے ہین اپنے
عیوب کو چھوڑ دیتے ہین دوسرون کے عیوب کو غور سے دیکھتے ہین لوگون کی سامنے
خاصان خدا کو ذلیل کرتے ہین بندگان خدا کو حقیر کرتے ہین اللہ تعالی کو غصہ دلاتے ہین
اللہ تعالے کے غصہ کو خیال نہین کرتے ہین کسی سے بدگمانی رکھتے ہین کسی سی بدزبانی
کرتے ہین کسی کی صورت کو ملعون کرتے ہین کسی کی سیرت کو زبون کہتے ہین کسیکے نسب
کی برائی بیان کرتے ہین کسیکو بندۂ شیطان بناتے ہین کسی پر غیبت مین دوچار گالیان
سناتے ہین اور ہر طرح کے کبائر و صغائر مین مبتلا رہتے ہین اسی سبب سی اس زمانے مین
انواع و اقسام کے غضب نازل ہوتے ہین کسی شہر مین زمین دھستی ہے کوئی شہر خسف
ہوتا ہی کوئی شہر غارت ہوتا ہے کہین پانی بند ہوتا ہے کہین پانی [illegible] عدم ہوتا ہے کہین مینہ
زیادہ ہے کہین گرمی زیادہ ہے روز بروز کسی شہر مین شدت گرمی کی ہوتی
آدمیون کے مرنے کی کثرت ہوتی ہے کہین آندھی چلتی ہے کہین آگ لگتی ہے کہین
باد تند لوگونکو مارتی ہی پھلونکو درختونسی جھاڑتی ہی کہین سلطان ظالم ہوتا ہے تاکہ شہر
انگریز ہوتا ہے کہین ہیضہ برسون رہتا ہے کہین سمندر جوش کرتا ہے کہین مخلد کی بلا
ہوتی ہے کہین درد سر کی وبا ہوتی ہے کہین کوئی اور عذاب ہوتا ہے کسی اور طرح کا
عقاب ہوتا ہے سبب اسکے ہم لوگون کی گناہ ہین بسبب غیبت وغیرہ کے یہ سب امور
عیان ہین پس لازم ہی ہم لوگون کو کہ سب امور سے توبہ کرین اور تعجب ہے لوگون سی
کہ جب پانی نہین برستا ہے یا اور کوئی سامان شدت کا ہوتا ہے بہت گھبراتے ہین
دعاؤن کے واسطے ہاتھون کو اوٹھاتے ہین اور سب عذاب مین ہمیشہ مبتلا

بیان اس امر کا کہ اس زمانہ مین ہر طرح کی بلائین بسبب غیبت نازل ہوتی ہین

رہتے ہین یعنی غیبت ہمیشہ کیا کرتے ہین اسیواسطے ان لوگون کی دعا قبول نہین ہوتی ہے طبیعت
انکی ملول ہوتی ہے پھر بھی گناہونکا خیال نہین کرتے ہین غیبت کرنے کا ملال نہین کرتے ہین
اسی سبب سے ان لوگون کا دل سخت ہوگیا ہے ہرگز نصیحت قبول نہین کرتا ہے جب کبھی ذکر
جنت کا ہو جنت کی دعا مانگتے ہین جب کبھی کسی کی شہادت کا بیان ہو بہت سا رودیتے ہین
لیکن نصیحت وعظ کہنے والے کی نہین خیال کرتے ہین ایک کان مین لاکے دوسرے کان سے
نکال دیتے ہین پھر وہی طور رو ہی حال رکھتے ہین اپنے قدیم حال پر چلتے ہین اللّٰھم
یا اللہ یا حنان ارحمنی وارحم والدی واقاربی واساتذتی فانا عبادک المجرمون امرتنا
فترکنا ونھیتنا فارتکبنا فان ناقشتنا فی الحساب فمن یرحمنا فلا تخیبنا بحرمة سیدنا محمد
صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم آیت اللہ تعالی فرماتا ہے وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا أَيُحِبُّ
أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ یعنی نہ غیبت کرو کوئی کسی کی کیا کوئی شخص اسبات کو
دوست رکھتا ہی کہ اپنے بھائی مردیکا گوشت کھاوے اور گوشت مردار کا اپنے حلق مین اوتارے جس
طرح ہر شخص اپنے بھائی مردے کی گوشت کھانے کو مکروہ جانتا ہی اسی طرح لازم ہے کہ غیبت کو
بھی مکروہ جانے کیونکہ وہ بھی مانند آدمی مردار کے گوشت کھانے کے ہے اور مثل گوشت مردار
کے حلق مین اوتارنے کے ہی حکایت تفسیر معالم التنزیل مین اس آیت کی شان نزول مین
یون لکھا ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا معمول تھا کہ جس وقت کسی طرف
کو سفر کرتے ایک ایک محتاج کو دو دو امیر کے ساتھ کرتے تا وہ محتاج اون دونون کی خدمت کرے
اور ہر امیر اوس فقیر کی خبرگیری کرے چنانچہ ایک سفر مین حضرت سلمان فارسی رضی اللہ
عنہ کو کہ محتاج تھے ہمراہ دو امیر کے کیا اور رد[illegible] غنی کے اونکو سپرد کیا راہ مین ایک روز
جب منزل پر اوترے وہ دونون غنی کسی کام کو چلے گئے اور سلمان سو رہے
دونون شخص آئے پوچھا ای سلمان کیا سامان طعام کا مہیا کیا سلمان نے جواب دیا مجھکو نیند
آگئی اس سبب سی کچھ تیار نہین ہوا اون دونون نے کہا جاؤ حضرت رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وعلے آلہ وسلم کے پاس کچھ مانگ لاؤ سلمان نے حضرت سے جب سرگذشت
بیان کی حضرت نے فرمایا میرے خازن اسامہ کے پاس جاؤ اگر کچھ حاضر ہو تو لے آ

جب سلمان اسامہ کے پاس گئے اور کچھ طلب کیا اسامہ نے کہا میرے پاس کچھ نہیں جواب دونوں کے پاس پہونچا یا سارا قصہ کہہ سنایا دونوں شخصون نے آپس میں کی اور کچھ شکایت کی اور کہا کہ اسامہ کے پاس کھانا تھا لیکن انھون نے بخل کیا پھر سلمان سے کہا کہ صحابہ کے پاس جاؤ اگر کچھ ہو تو لے آؤ سلمان موافق ان کے کہنے کے جب ادھر روانہ ہوے ان دونوں نے سلمان کی کچھ شکایت کی جب سلمان وہان سے بھی جواب لائے اور ہاتھ خالی آئے تب دونون شخص خود حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے پاس گئے حضرت صلے اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے فرمایا مجھے رنگ گوشت کا تمھارے دانتون پر معلوم ہوتا ہے ان دونون نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم ہم دونون نے آج بالکل گوشت نہین کھایا جواب دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے تم دونون نے ابھی اسامہ اور سلمان کا گوشت کھایا کیونکہ ان دونون کی غیبت کی اوسیوقت اللہ تعالے نے جبرئیل کو بھیجا اور یہ آیت نازل کی دقیقہ آیت اور احادیث مین غیبت کی تشبیہ گوشت کھانے کے ساتھ واقع ہوئی ہے دو وجہ سے ایک یہ ہے کہ جسطرح کسی کے گوشت کھانے مین اوسکی نہایت ذلت ہوتی ہے اسی طرح اوسکی غیبت مین بھی اوسکی عزت ریزی ہوتی ہے پس جب کسیکی غیبت کی اوسکو اتنا ذلیل کیا کہ گویا اوسکا گوشت کھایا اسی سبب سے غیبت کو مثل گوشت کھانے کے بنایا اور اس تشبیہ کو خود اللہ تعالی نے فرمایا دوسری وجہ یہ ہے کہ جسطرح آدمی کا یا مردار کا گوشت کھانا نہایت طبیعت کے خلاف ہوتا ہے اور ہر شخص اس سے پرہیز کرتا ہے اسی طرح غیبت بھی بری چیز ہے پس لازم ہے ہر شخص کو کہ اس سے اپنی زبان کو بند کرے اور اپنے نفس کو روکے **حکایت** ایک روز حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں بیٹھے وعظ فرما رہے تھے اور حضار کو نصیحت کر رہے تھے کہ کسی جگہ سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم کی خدمت بابرکت مین گوشت ہدیہ آیا صحابہ نے حضرت زید سے کہا کہ تم سرور کائنات صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم کے پاس جاؤ اور ہمارے لیے بھی کچھ گوشت لے آؤ حضرت زید موافق انکے کہنے کے گئے بعد انکے جانے کے صحابہ نے زید کی غیبت کی اور کچھ انکی شکایت کی اور اونکا غیبت کرنا اور شکایت کرنا حضرت صلے اللہ علیہ

Marfat.com

بطور وحی یا الہام کے معلوم ہوگیا اور آپ پر پوشیدہ ظاہر ہوگیا پس جب زید نے حضرت کی صحابہ کے واسطے گوشت مانگا آپنے جواب دیا وہ لوگ ابھی گوشت کھا چکے اور منہ مین مزہ گوشت کا لے چکے زید نے یہ جواب صحابہ کو سنایا صحابہ نے کہا ہمنے چند روز سے گوشت نہین کھایا اور گوشت کو منہ مین نہین لگایا پھر حضرت زید حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی خدمت مین آئے اور عرض صحابہ کی کہہ سنائی پھر حضرت صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے وہی جواب دیا اور وہی ارشاد فرمایا بعد دو تین مرتبہ کے صحابہ جنھون نے گوشت منگوایا تھا خود حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم کی خدمت مین آئے اور اپنا مطلب بیان کیا اپنی مراد کو عیان کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا تم نے ابھی گوشت زید کا کھایا کیونکہ اونکی تم نے غیبت کی تم تھوکو دیکھو تمھارے منہ سے گوشت کا اثر معلوم ہوگا صحابہ نے جب تھوکا فی الحقیقۃ اپنے تھوک کو خون کی سرخی کے ساتھ ملا ہوا پایا نقل کیا ہے اسکو تنبیہ الغافلین مین **دقیقہ** حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم نے ان صحابہ کو بہت زجر فرمایا پہلے یہ کہا کہ تم نے گوشت زید کا کھایا دوسرے یہ کہ اونسے تھوکوایا تاکہ اونکو زیادہ آگہی ہو جاوے اور سزا غیبت کی معلوم ہوجاوے بسبب اسکے کہ اونسے دو گناہ صادر ہوے ایک غیبت کرنا دوسرے غیبت کرنا مسجد مین پس معلوم ہوا کہ غیبت کرنا مسجد مین نہایت گناہ ہے بلکہ مسجد مین دنیا کی باتین کرنا یا ہنسنا بھی حرام ہے پس غیبت کیون نہ حرام ہوگی **نصیحت** اس زمانے کے لوگون کے دلون مین تعظیم مسجد کی نہین رہی ہے اسی واسطے جب کسی مسجد مین جاؤ کوئی قہقہہ مارتا ہے کوئی لوگون کو پڑھاتا ہے کوئی دنیا کی باتین کرتا ہے کوئی قصہ کہانی پڑھتا ہے بلکہ جب کوئی ملاقات کو آتا ہے اس زمانے کے لوگ اوسکو مسجد مین بٹھاتے ہین اور اونسے لغویات شروع کرتے ہین اور جب پانچ وقت مین لوگ سب مجتمع ہوتے ہین باہم باتین کرتے ہین اور قہقہہ لگاتے ہین کسی کو ذکر خدا سے کچھ سروکار نہین ذکر رسول اونکا یار نہین اور تعجب ہے اونسے کہ جب کسی بادشاہ کے مکان مین کہ اوسکے قریب بادشاہ بیٹھا ہو اور اونکے افعال کو دیکھتا ہو جاتے ہین نہایت مودب ہوکے اپنی زبان کو

Marfat.com

بیٹھے نظر کو نیچے کر کے دو زانو ہو کے بیٹھتے ہین اور جب اللہ تعالے کی
ہر مکان مین آتے ہین خلاف مرضی خدا تعالی کی کرتے ہین اور جو باتین کہ
حرام کی ہین جیسے ٹھٹھہ مارنا غیبت کرنا وہ مسجد مین کرتے ہین بلکہ مسجد مین
عورتون کا نظارہ کرتے ہین اجنبیات سے اشارہ کرتے ہین باوجود یکہ حدیث
مین نہایت تاکید تعظیم مسجد کی آئی ہے اور ممنوعیت دنیا کے امور کی مسجد مین
کی وارد ہوئی ہے اور سلف مسجد کی نہایت تعظیم کرتے تھے اور جب مسجد
جاتے تھے نہایت ادب کرتے تھے یہ کس طرح کی مخالفتین جناب باری کی کرتے اپنا
کچھ تعظیم خدا تعالی کی نہین کرتے ہین اللھم یا من قلوب الخلائق بیدیہ
واعف عنا یوم المحشر ووفقنا للعمل الاکبر امین ثم امین **حکایت** ایک روز چند صحا
خدمت مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے حاضر تھے کہ ایک شخص مجلس سے اوٹھ کے اپنے
مکان کو گیا بعد اوسکے جانے کے حاضرین نے اوسکی غیبت کی اور کہا کہ اس شخص مین ضعف
ہے بالکل طاقت سے خالی ہے پس فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے
تم نے اوسکی غیبت کی اور اوسکا گوشت کھایا روایت کیا ہے اسکو ابو یعلی نے چنانچہ سیرت
مین مذکور ہے **حکایت** حضرت ماعز اسلمی رضی اللہ تعالے عنہ نے ایک عورت کیسا
زنا کیا بعد اس فعل کے حضرت صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم کی خدمت مین آکے
چنانچہ اسکی تفصیل کتب صحاح مین مشرح اور تشریح اسکی اخبار مین مصرح ہے پس حضرت
اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم نے حکم دیا کہ ماعز کو سنگسار کرو یعنی کنکریان مارکے
مرجوم ہوے اور روانہ دار النعیم ہوے دو شخصون نے اونکی غیبت کی اور کہا کہ
اسکے عیب کو اللہ تعالی نے چھپایا تھا لیکن خود اس شخص نے اپنے زنا کو ظاہر کیا اور
کنکریان مارا جاتا ہے اوسی طرح سنگسار ہوا یہ غیبت جناب رسول اللہ صلے اللہ
وعلے آلہ وسلم نے سنی بعد ایک گھڑی کے راہ مین گدھا مردار ملا
کہ اوسکی ٹانگ اوٹھ گئی تھی جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا
شخص کہان ہین دونون نے کہا یا رسول اللہ ہم موجود ہین پس

حکایات غیبت صحابہ کی اور خفا حضرت کی

حکایت غیبت کرنا لوگون کا ماعز کا اور تعریف کرنا حضرت کا ماعز کی

علیہ و علی آلہ وسلم نے اس گدھے کو کھاؤ اور منہ مین اس مردار کی گوشت کو لیجاؤ اون دونون
نے کہا یا رسول اللہ اسکو کون کھائیگا اور کون منہ مین لیجائیگا پس فرمایا رسول اللہ صلے اللہ
علیہ و علی آلہ وسلم نے تم نے جو ابھی غیبت ماعز کی کی وہ اس مردار کے گوشت کھانے
سے بڑھ کے ہے اور اوسمین نہایت گناہ ہے قسم ہے خدا کی ماعز جنت کی نہرون مین
غوطہ مارتا ہے اور باغات مین سیر کرتا ہے روایت کیا ہے اسکو ابوداؤد رح نے
ابواب الرجم مین و تحقیقہ علما نے اختلاف کیا ہے اس امر مین کہ حد مارنے سے گناہ مٹجاتا ہی
یا نہین مثلاً جسوقت کوئی زنا کرے اور پھر حد مارا جاوے پس اوسکا گناہ اس حد مارنے سے
معاف ہوتا ہے یا نہین حنفیہ کے نزدیک اصح یہ ہے کہ فقط حد مارنے سے گناہ معاف نہین
ہوتا ہی ہان اگر توبہ کری البتہ گناہ معاف ہو جائیگا اور نامۂ اعمال سے وہ گناہ مٹجائیگا
اور بعض لوگون کے نزدیک حد مارنے سے گناہ معاف ہو جاتا ہے اونکی دلیل حدیث
سابق ہے کیونکہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے ماعز کو جنتی فرمایا
اس سے معلوم ہوا کہ بسبب حد مارنے کے گناہ معاف ہو جاتا ہے لیکن حنفیہ اوسکا جواب دیتے ہین
کہ ماعز کا گناہ فقط حد مارنے سے نہین مٹا بلکہ وقت رجم کے انھون نے توبہ کر لی تھی اور
اونکو زنا پر نہایت ندامت ہوئی تھی اس سبب سے وہ مغفور ہوئے اور جنت مین داخل ہوئے
چنانچہ بعض احادیث مین اسکی تصریح بھی واقع ہو گئی ہے **حدیث** ایک روز
رسول اللہ صلے اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے خطبہ مین بلند آواز سے فرمایا یا معشر من
اسلم بلسانہ ولم یفض الایمان بقلبہ لا تؤذوا المسلمین ولا تعیروھم ولا تتبعوا
عوراتھم فانہ من تتبع عورۃ اخیہ المسلم تتبع اللہ عورتہ ومن یتبع اللہ
عورتہ یفضحہ ولو فی جوف رحلہ یعنی ای وہ لوگ جو زبان سے اسلام
لائے ہین اور دل ایمان سے خالی ہین یعنی منافقین نہ اذیت دو مسلمانون کو اور نہ اونکو
عیب دار کہو اور اونکی غیبت نہ کرو اونکے عیوب کو تلاش نکرو پس تحقیق کہ جو شخص کسی مسلمان
کے عیوب کھولیگا اللہ تعالے اوسکو فضیحت اور رسوا کریگا اگرچہ وہ شخص اپنے
مکان مین چھپا ہو روایت کیا ہی اسکو ترمذی نے باب تعظیم المومن مین **و تحقیقہ** جو نکہ

Marfat.com

اوس زمانہ مین منافقین مسلمانون کو بہت ستاتے تھے اور [illegible]
تھے اسواسطے آپنے خطاب فقط منافقین کی طرف فرمایا اور [illegible]
برائی لوگون کے عیب بیان کرنے کی معلوم ہو گئی اور کس طرح کی [illegible]
مین ہویدا ہو گئی اور اس زمانے مین جب لوگ ایک مجلس مین جمع ہو [illegible]
عیبون کو کھوسلتے ہین اور اس [illegible] کے بیان کرنے سے بہت خوش [illegible]
ہوگا انکا سہ ناگہان جب آئیگا دن حشر کا نیزے بھر پر آفتاب
جسوقت قیامت کے روز خدا یتعالیٰ کی خدمت مین حاضر ہونگے اور اوس روز ہر شخص
سے پسینے مین غرق ہوگا اور اپنے گناہون کو خیال کریگا اور کوئی شخص پرسان حال نہوگا
بلکہ بیٹی مان سے اور بیٹا باپ سے اور جورو خاوند سے ایک سے ایک بھاگیگا اور آواز نفسی
نفسی کی ہر زن ومرد سے بلند ہوگی اور ہر طرف سے آواز واویلا کی کان مین پڑیگی اور
دوزخ سامنے اوبال کھاتی ہوگی اور ہر حق والا تقاضا کریگا اور جناب باری کی خدمت
مین نالش کریگا کوئی کہتا ہے کہ اسنے ہماری غیبت کی کوئی کہتا ہے اسنے ہماری شکایت
کوئی کہتا ہے اسنے ہمپر ظلم کیا کوئی کہتا ہے اسنے ہمکو قتل کیا کوئی کہتا ہے اسنے ہم کو
ذلیل جانا کوئی کہتا ہے اسنے ہمکو حقیر جانا کوئی کہتا ہے اسنے ہمکو احمق سمجھا کوئی کہتا
اسنے ہمکو بیوقوف سمجھا اور ان لوگون کو فرشتے سامنے پروردگار کے حاضر کرینگے اور وہ لوگ
سر جھکائے ہوے نادم شرمندہ ہونگے اور جن لوگون کا انھون نے عیب کہا ہے وہ
ان کے دامنگیر ہونگے اور جناب باری بساط عدل وانصاف پر بیٹھیگا اور حق دار کے حوالے
کریگا پس ان لوگون کی نیکیان اونکو دیگا اور اونکی برائیان انکے نامے مین [illegible]
شامل ہو البتہ صورت نجات ہو ورنہ جہنم مین پڑینگے ایک مدت دراز تک [illegible]

قیامت کا [illegible]		یہ دنیا کا قصہ ہوا چند روز

اللھم اجرنی واجر والدی وواقاتی من النیران یا [illegible]
فی الجنان حدیث [illegible] رسول الله صلی [illegible]
الغیبۃ اشد من الزنا۔ یعنی غیبت گناہ [illegible]

Marfat.com

کے عیوب جانتے ہین اسیطرح چاہیے کہ غیبت کو بد سمجھین روایت کیا اسکو ابن ابی الدنیا نے چنانچہ
ابوہریرۃ احمد یہ بین ہی دقیقہ وجہ اسکی یہ ہے کہ زنا مین فقط مخالفت رحمن کی ہوتی ہی اور متابعت شیطان
کی ہوتی ہے اور غیبت مین دو امر ہین ایک مخالفت اللہ تعالی کی دوسرے تکلیف دینا اوس
شخص کو جسکی غیبت کی ہے اور حق اللہ تعالے کا توبہ سے معاف ہو جاتا ہی بخلاف بندون کے
حق کے یعنی جب کوئی گناہ کرے کہ اسمین بندے کا حق متعلق ہووے جیسے کسی کی غیبت کری
یا کسی کو گالی دیوے یا کسی پر تہمت لگادی اور پھر توبہ کرے پس اللہ تعالے اپنی مخالفت کو
اپنی عنایت سے معاف کرتا ہے لیکن بندے کا حق معاف نہوگا جب تک بندہ معاف نہ کرے
اسیواسطے بعضونکا مذہب یہ ہی کہ حج کرنے سے جتنے گناہ صغیرہ اور کبیرہ ہین معاف ہوجاتے ہین مگر
حق بندون کے کہ وہ بغیر بندون کے معاف کرنے کے عفو نہونگے اور قیامت مین وہ لوگ
دامنگیر ہونگے پس اس سے معلوم ہوا کہ غیبت مین گناہ زنا سے زیادہ ہے کیونکہ اگر زنا
کرنے والا اپنے گناہ سے ساتھ شرائط کے توبہ کری خدا تعالے اوسکو مقبول کرتا ہے اور
اوس شخص کو مغفور کرتا ہے اور غیبت کرنے والا اگر نادم ہو دے اور غیبت سے توبہ کری
اگرچہ خدا تعالے گناہ کو معاف کریگا لیکن اوس شخص کا ذمہ پاک نہوگا جب تک کہ وہ شخص جسکی
غیبت کی ہی معاف نکریگا ورنہ قیامت کے روز وہ شخص غیبت کرنے والے کا پیچھا کریگا اور سکا
دامن پکڑیگا اور اس غیبت کرنے والیکا کوئی حامی مددگار نہوگا پس باخشوع وخضوع اپنے مولے
کی طرف رجوع کریگا اللہ تعالے سے طلب مغفرت کریگا تب اللہ تعالے فرمائیگا اَلْیَوْمَ تُجْزٰی
کُلُّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ لَا ظُلْمَ الْیَوْمَ یعنی اس دن مین ہر شخص کو اپنے اعمال کے موافق جزا
ملیگی اور ہر شخص کو اپنے گناہ کی سزا ملیگی یہ ندا سنکے وہ شخص ناامید ہوگا نہایت نادم ہوگا
کہ کاش ہم دنیا مین اُن لوگون کی غیبت نکرتے اور اونکے عیوب کو نہ کھولتے اللّٰهم
نجنا من حسرة یوم القیمة یوم الحسرة والندامة **حکایت** میمون رحمہ اللہ تعالی
کی یہ شان تھی کہ غیبت نہین کرتے تھے اور کبھی کسی کی غیبت نہین سنتے تھے نقل کیا ہے
اسکو تفسیر معالم التنزیل مین **حکایت** ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ نے چند لوگونکی دعوت
کی جب لوگ دسترخوان پر کھانا کھانیکو واسطے بیٹھے ایک شخص کی غیبت کرنے لگے

ابراہیم نے کہا زمان سابق مین لوگ پہلے روٹی کھاتے تھے [illegible]
اور تم لوگ روٹی کھانے سے پہلے لوگون کا گوشت کھانے لگے [illegible]
کرنے لگے نقل کیا ہے اسکو تذکرۃ الاولیا مین حکایت ایک جوان [illegible]
کی خدمت مین آ کے کہنے لگا کہ مین نے ایک بڑا گناہ کیا [illegible] بیان [illegible]
کہا بیان کرو اوسنے کہا مین نے زنا کیا حضرت نے فرمایا خیر الحمد للہ [illegible]
غیبت زنا سے بڑھ کے گناہ ہے نقل کیا ہے اسکو تذکرۃ الاولیا مین حکایت گلستان
کے باب دوم مین سعدی علیہ الرحمۃ لکھتے ہین کہ مین ایام طفولیت مین شب و روز عبادت
مشغول رہتا تھا اور قرآن کو ہر وقت بغل مین رکھتا تھا ایک شب کو اپنے باپ کی خدمت مین جاگتا
تھا اور ایک گروہ لوگونکا سو رہا تھا مین نے باپ سے کہا ان لوگون کو کیا ہوا ہے کہ ایسے
سوئے ہین کہ گویا مرگئے ہین کاش یہ لوگ بھی جاگتے اور دو رکعت نماز ادا کرتے
باپ نے کہا ای جان پدر اگر تم بھی اوسوقت سوتے اور عبادت نہ کرتے بہتر تھا کہ
اس غیبت سے بچتے اور عیب بیان کرنے سے نجات پاتے حکایت مصنف روضہ
کہتے ہین کہ مین نے امام محمد رح سے سنا کہ وہ فرماتے تھے کہ ابو اللیث بخاری ایک سال
حج کے واسطے نکلے اور اپنی جیب مین دو درہم ڈال لیے پھر قسم کھائی اور کہا کہ اگر مین راہ
مین آتے وقت یا جاتے وقت کسی کی غیبت کردن یہ دو درہم [illegible] دیدون ابو محمد
کہتے ہین کہ پھر جب ابو اللیث حج سے پھرے اور اپنے گھر کو آئے لوگون نے دیکھا
وہی دو درہم کہ اپنے جیب مین ڈالے تھے موجود ہین پس لوگون نے اوسکے
وجہ پوچھی اونھون نے کہا مین نے راہ مین غیبت نہین کی کیونکہ [illegible]
کرنا بہتر ہے ایک غیبت کرنے سے نقل کیا ہے اسکو خزانۃ الروایات مین [illegible]
قسم کھانے کی وجہ یہ ہی کہ غیبت کرنا راہ حج مین نہایت عذاب رکھتا ہی اور [illegible]
تک پہونچاتا ہے اسیواسطے بعض احادیث مین وارد ہوا ہے کہ حج اور [illegible]
احرام مین کچھ گناہ نکرے نہ کسی کو گالی دیوے اور نہ کسی کی غیبت کرے اور [illegible]
مین جو لوگ حج کے واسطے جاتے ہین راہ مین جسقدر گناہ کہ [illegible] کرتے [illegible]

ف نقل ان ابراہیم کی [illegible]

ف نقل نصیحت والد سعدی کی سعدی کو

ف حکایت ابو اللیث کی غیبت کو نہ کرنا راہ حج مین

بیان [illegible] غیبت کو راہ حج مین [illegible] نہایت گناہ [illegible]

ورز مانہ احرام مین لوگون کی غیبت کرتی ہین اور جب حرمین شریفین مین جاتے ہین اہل مکہ اور
اہل مدینہ کی غیبتین کرتے ہین اور سب کے عیبون کو ڈھونڈا کرتے ہین نعوذ باللہ من شرور
انفسنا ومن سیئات اعمالنا **حکایت** ایک مدرسہ مین ایک عورت آئی اور شیخ مدرسہ
سے کہا کہ مین ایک مسئلہ پوچھنے کا ارادہ رکھتی ہون لیکن بسبب حیا کے کہ نہین سکتی
ہون شیخ نے کہا بیان کرو اور حیا نہ کرو عورت نے کہا مجھسے یہ گناہ صادر ہوا کہ مین نے زنا کیا
اور اوس سے مین حاملہ ہوگئی پھر جو میرے لڑکا پیدا ہوا اوسکو مین نے مار ڈالا اس بیان کو
سنکر حاضرین نے تعجب کیا شیخ نے کہا اے لوگو کیا تم اس گناہ سے تعجب کرتے ہو سمجھو غیبت
اس گناہ سے زائد ہے کیونکہ زنا کرنے والا جب اللہ تعالے سے توبہ کرے اللہ تعالی
اوسکو قبول کریگا اور غیبت کرنیوالا جب توبہ کرے اللہ تعالے اوسکا ذمہ پاک نہین
کرتا ہے جبتک وہ شخص جسکی غیبت کی ہے معاف نکرے نقل کیا ہے اسکو خزانۃ الروایات مین
روضہ سے ارشاد یحیی بن معاذ الرازی فرماتے ہین لکن حظ المومن منک ثلاث خصال
لتکون من المحسنین احدہا انک ان لم تنفعہ فلا تضرہ والثانی ان لم تسرہ
فلا تغمہ والثالث ان لم تمدحہ فلا تذمہ یعنی اے انسان چاہیے کہ تجھسے ہر مسلمان
تین بات پاوے تا تو احسان کرنے والون مین سے گنا جاوے ایک یہ کہ اگر تو کسیکو نفع نہ دے
پس ضرر بھی نہ دے یعنی بہتر تو یہ ہے کہ ہر شخص کو تو نفع دیا کر اور اوسکی ہر کام مین اعانت
و مدد کیا کر اگر وہ فقیر ہے اوسپر احسان کیا کر اگر وہ امیر ہے اوسکی خدمت کیا کر اگر تجھسے یہ نہین
ہوسکتا ہے پس کسیکو ضرر بھی نہ دیا کر اور کسی پر ظلم بھی نہ کیا کر دوسری یہ کہ اگر کسی کو خوش نہ کر
پس غمگین بھی نہ کر یعنی بہتر تو یہ ہے کہ ہر شخص کو خوش رکھا کر اوسکی خدمت کیا کر اوسکے حکم کے موافق
کیا کر کہ اگر وہ قریب ہے اوسکے ساتھ احسان کیا کر اور رحم کو جوڑا کر اگر وہ اجنبی ہو اوسکے
ساتھ نرمی کیا کر درشتی اور سختی سے باز رہا کر اگر یہ نہوسکے پس کسی کو غم بھی نہ دیا کر کسی کو ستایا
کر کسی طرح سے تکلیف نہ پہونچایا کر تیسرے یہ کہ اگر کسی کی تعریف نہ کر پس مذمت بھی نہ کر یعنی
اولی تو یہ ہے کہ سب کی تعریف کیا کر سب کے اچھے اچھے اوصاف بیان کیا کر اور جو اوسکے
اوصاف بد ہین اون کو چھپایا کر صفت ستاریت کی اپنے مین لایا کر لوگون کی عیب پوشیدہ کر

مکو کانکر اگر یہ نکرے پس کسی کو ستایا بھی نہ کر کیسکی برائی نہ کیا کر کیسکی غیبت نہ کیا کر کسی پر تہمت نہ
لوگون کے سامنے اوسکے عیوب کو آشکارا نہ کیا کر کسی کے ساتھ استہزار نہ کیا کر اگر یہ تین ؟
مین پائی جاوینگی البتہ تو احسان کرنے والون مین سے ہوگا تیرا شمار محسنین مین کیا جا
جو ثواب اللہ تعالے نے محسنین کے واسطے مقرر کیا ہے تجکو عنایت کریگا اور اگر تو ان تین
کو نہ کریگا بلکہ لوگو نپر ظلم کریگا لوگون کو ستاویگا لوگون کی حق تلفی کریگا اون کی کسی کار
مین کچھ سعی نہ کریگا لوگون کی غیبت کریگا اونکے بھید کو کھولیگا اونکے عیبون کو لوگونسے کہ
اون کو ذلیل کریگا اونپر تہمت لگاویگا اونکو غمگین کریگا ہر طرح سے اونکو تکلیف د
پس تیری گنتی ظلم کرنے والون سے ہوگی اور جو جزا اللہ تعالے نے ظالمین کے واسطے
ٹھیرائی ہے وہ تجکو نصیب ہوگی جہنم تیری اشتاق ہوگی جنت تجھسے کوسون بھاگے گی
وہ لوگ حشر مین تیرا دامن پکڑینگے تیری فریاد منصف حقیقی کے سامنے کرینگے تجکو ذلیل کرادینگے
لوگو نکو تجھپر ہنسوادینگے پس اگر تجکو اپنا ذلیل ہونا ایک مجمع خلائق مین قیامت کی روز پ
ہے دنیا مین لوگونکی غیبتین کیا کر اونکو حقیر کیا کر ورنہ اپنے افعال سے باز آ لوگون کو نہ ستا
کسی کے پوشیدہ عیب پر غل نہ مچا نقل کیا ہے ابن کو تنبیہ الغافلین مین حدیث فرمایا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے المسلم من سلم المسلمون من لسانہ و یدہ یعنی مسلمان
کامل وہ شخص ہے کہ اوسکے ہاتھ سے اور زبان سے لوگ بچلین یعنی زبانسے کسی کو گالی نہ دیو
کسیکو برا نہ کہے کسیکی غیبت نہ کرے کسیکو زبون نہ کہے کسیکو مجنون نہ کہے کسی کے عیب
نہ کھولے کسیکا بھید نہ کھولے اور ہاتھ سے کسیکو تکلیف نہ دیوے کسی کو نہ مارے کسی
نشانہ نہ بناوے کسی پر ہاتھ نہ اوٹھاوے اور جو شخص ایسا ہو لوگون کو اوس سے
ہر طرح سے تکلیف دی ہاتھ سے مارنے کا ارادہ کیا آنکھ سے کسی کی طرف اشارہ کیا شخص
اوس سے تنگ رہا پس وہ شخص مسلمان کامل نہین ہے ایمان اوسکے دلمین مضبوط نہین ہے
انتقال کے وقت احتمال قوی ہے کہ شیطان غالب ہو جاوے ہر طرحسے اپنے وسوسے دکھاوے
وہ شخص ایمان سے نکل جاوے قدم اوسکا صراط مستقیم سے پھسل جاوے جہنم کی راہ کو
اختیار کرے جنت سے فرار کرے بخلاف اسکے کہ جب ایمان کامل ہو اسلام کا نور دلمین حاصل

و ہ افعال ایمان کے پائے جاتے ہون بندون کے حقوق گردن پر نہون اوس وقت شیطان
وسوسہ وقت مرگ اثر نہ کریگا دریاے ایمان جوش کریگا فرشتہ نیک ابلیس کو ہکا دیگا
اوس کو دور کریگا پس خاتمہ بخیر ہوگا شیطان اپنا سر پیٹیگا اپنے سر پر خاک اڑاویگا
چیخیگا چلاویگا روایت کیا ہے اسکو بخاری نے کتاب الایمان مین اثر حضرت
کعب احبار رضی اللہ تعالے عنہ فرماتے ہین کہ مین نے انبیاء سابقین کی کتابون مین پڑھا ہے
غیبت کا حال اونمین لکھا ہوا ہے من مات تائبا من الغیبۃ کان اٰخر من یدخل الجنۃ
ومن مات مصرا علیھا کان اول من یدخل النار یعنی غیبت ایسی بد چیز ہے کہ جو
شخص اصرار کرکے مرے غیبت پر یعنی ہمیشہ غیبت کیا کرتا ہو اور توبہ اوس سے نہ کرتا ہو
اور بغیر توبہ کے مرجاوے سب سے پہلے دوزخ مین وہی جائیگا اور جو شخص توبہ کرکے مرے غیبت
یعنی غیبت اوسنے کی اور پھر توبہ کرکے مرا وہ شخص اگرچہ جنت مین جائیگا لیکن سب کے بعد
نقل کیا ہے اسکو کیمیاے سعادت مین الحاصل جو شخص غیبت کرتا ہے سوا اپنے نقصان
کے اور کچھ نہین پاتا ہے کیونکہ اگر توبہ کرکے مرا ہے دن قیامت کو اگرچہ اس غیبت پر معذب
نہوگا لیکن فی الجملہ معاتب ہوگا کہ جنت مین لوگون کے بعد جاویگا اور تا وقتیکہ سب لوگ جنت
مین نہ جالین جنت مین جانے نہ پائیگا پھر نہایت پچتائیگا ندامت اوٹھائیگا حسرت کریگا
ایک ہتیلی دوسری ہتیلی پر ماریگا شعر ؎ دیکھیے کیا حشر کو ہو میرا حال ؛ مجھکو رہتا ہی
یہی ہر دم ملال ؛ اور اگر بغیر توبہ کے غیبت سے جہان جاودانی کو گیا ہے دنیاے فانی کو چھوڑا
ہے قیامت مین جہنم مین پہلے سب کے جائیگا اگرچہ بہت غل مچائیگا چیخیگا چلائیگا لیکن کوئی وہان
رحم نہ آئیگا جب خود خدا تعالی غصے مین آجائیگا اثر حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین
علیک بذکر اللہ فانہ شفاء وایاک والغیبۃ واذکر الناس فانہ داء یعنی اے
انسان لازم کرلے تو اپنے اوپر خدا تعالی کے ذکر کو اور ہر وقت اللہ تعالے کو یاد کیا کر
کیونکہ ذکر شفا ہے ہر بیماری سے اور بچ تو غیبت سے اور ڈر تو لوگون کے عیب بیان کرنے سے
کیونکہ غیبت بیماری ہے نقل کیا ہے اسکو احیاء العلوم مین آیت اللہ تعالی فرماتا ہے لا تلمزوا
انفسکم یعنی نہ غیبت کرے کوئی شخص کسیکو اور طعن نہ کرے کسی پر اثر حضرت

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا من اکل لحم اخیہ فی الدنیا قرب الیہ لحمہ
کلہ میتا کما اکلتہ حیا فیاکلہ فیضج ویکلح یعنی جو شخص اپنے بھائی کا دنیا میں
کھاوے اور اوسکی غیبت کرے آخرت میں غیبت کرنے والے کے سامنے اوس شخص
گوشت پیش کیا جاویگا اور حکم ہوگا کہ جسطرح تونے دنیا میں اسکے گوشت کو کھایا
اوسکی غیبت کی پس اب بھی گوشت اسکا کہا غیبت کرنے والا جب منہ میں اوس گو
کو رکھیگا نہایت منہ بنا دیگا نقل کیا ہے اسکو کتاب الترغیب والترہیب میں بروایت

بیان قتادہ کی

ارشاد حضرت قتادہ فرماتے ہیں کما یمتنع احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا کذلک
ان یمتنع من غیبۃ حیا یعنی جسطرح انسان آدمی کا گوشت بعد مرنے کے کھانے
سے کراہت کرتا ہے اسی طرح واجب ہے کہ غیبت سے اپنے نفس کو روکے اور جہنم
اپنے کو دجہو کے نقل کیا ہے اسکو شیخ سلیمان جمل نے حاشیۂ جلالین میں ارشاد حضرت

بیان اس امر کا کہ تہائی عذاب قبر کی بسبب غیبت کے ہوتی ہے

قتادہ فرماتے ہیں عذاب القبر ثلث من الغیبۃ وثلث من النمیمۃ وثلث من البول
یعنی عذاب قبر تین سبب سے ہوتا ہے تہائی عذاب قبر کی بسبب چغلخوری کے اور تہائی
عذاب قبر کی بسبب پیشاب سے پرہیز نکرنے کے اور تہائی اوسکی بسبب غیبت کے نقل کیا
اسکو احیاء العلوم میں حدیث فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم نے حرم

بیان حرمت غیبت اور بدگمانی کا

من المسلم دمہ وعرضہ وان یظن بہ ظن السوء یعنی حرام ہے کسی مسلم کو خون
کو لینا یعنی اوسکو قتل کرنا بغیر حق کے اور حرام ہے ہر مسلمان کی عزت پس کسی کی عزت ریزی
نکرنا چاہیے اور کسیکی غیبت نہ کرنا چاہیے اور حرام ہے کسی سے بدگمانی رکھنا نقل کیا
اسکو سلیمان جمل نے حاشیۂ جلالین میں ہدایت اس حدیث سے حرام ہونا بدگمانی کا آشکار

بیان اس زمانہ والونکا جو بدگمانی رکھتے ہیں

ہوگیا اور اوسکا بد ہونا ہویدا ہوگیا بلکہ بعض آیات صاف صاف اس باب میں نازل
ہوگئی ہیں اور احادیث اسکی حرمت پر شاہد ہوگئی ہیں ابین زمانے میں یہ امر نہایت پراگندہ
ہوگیا ہے ہر شخص دوسرے سے بدگمانی رکھتا ہے کوئی سمجھتا ہے کہ فلان شخص میری غیبت
کیا کرتا ہے کوئی سمجھتا ہے کہ فلان شخص زنا کرتا ہے کوئی اپنے دل میں جانتا ہے کہ فلان شخص
شراب پیتا ہے کوئی پوچھتا ہے کہ فلان شخص مجھکو گالیان دیتا ہے اور مجھسے بغض رکھتا ہے کوئی

Marfat.com

کرتا ہے کہ فلان آدمی نماز نہین پڑھتا ہے کوئی گمان کرتا ہے کہ فلان شخص روزہ چھوڑتا ہے بغیر اسکے کہ کسی معتمد سے اوسکا حال معلوم ہو وے یا کسی علامت سے اوسکی چال مفہوم ہو وے اور اسی بدگمانی کے سبب سے فساد پیدا ہوتا ہے سامان جنگ باہم ہو پیدا ہوتا ہے شیطان جب دیکھتا ہے کہ اسکے دلمین بدگمانی فلان شخص کی طرف سے آئی ہے اپنا مطلب پاتا ہی ہر طرح کے وسوسے دلاتا ہے ہر طور کے خطرات پیدا کراتا ہے آخر نوبت شر کی پہونچاتا ہے **اثر** حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین اذا اردت ان تذکر عیوب صاحبك فاذکر عیوبك یعنی جب تیرے ارادے مین آوے کہ کسیکی غیبت کرین اور کسیکا عیب بیان کرین اوسوقت اپنے عیبون کو یاد کرلے اپنے گناہون کو سوچ لے تا غیبت سے نجات پائے جنت مین جائے وگرنہ عیبون کو نہ دیکھیگا لوگون کے عیبون کو پکڑیگا اللہ تعالی بھی دن قیامت مین تیرے عیوب کو کھولیگا لوگون کے سامنے ذلیل کریگا نقل کیا اسکو احیاء العلوم مین **حکایت** سفیان بن الحسین ایک روز ایاس بن معاویہ کے پاس بیٹھے تھے کہ اونھون نے کسیکی غیبت کی اور کسیکی شکایت کی ایاس نے کہا چپ رہو من بعد پوچھا ای سفیان تم نے ترک سے کبھی لڑائی کی ہے یا نہین اونھون نے کہا نہین پھر پوچھا تمنے کبھی روم سے مقابلہ کیا ہے یا نہین سفیان نے جواب دیا نہین پس کہا ایاس نے افسوس کہ تمھارے ہاتھ سے روم نے اور ترک نے کسی طرح کی تکلیف نہین پائی اور تمھاری ذات سے کسی نوع کی اذیت نہین اٹھائی اور اس مسلمانے کہ جسکی تم نے غیبت کی اذیت پائی اور محنت اوٹھائی نقل کیا ہے اسکو تنبیہ الغافلین مین **حکایت** حضرت زین العابدین علی بن الحسین رضی اللہ عنہما نے سنا ایک شخص کو کہ وہ کسی کی غیبت کررہا ہے اور پیچھے اوسکو اوسکی برائی بیان کررہا ہے پس فرمایا ایاك والغیبۃ فانها ادام کلاب الناس یعنی ای شخص بچ تو غیبت پس تحقیق کہ غیبت ادام ہے اون لوگونکا جو کتے ہین ادام کہتے ہین اوس چیز کو جو روٹی کی ساتھ کھائی جاوے جیسے نمک یا شوربہ وغیرہ نقل کیا ہی اسکو کیمیاے سعادت مین **دقیقہ** امام زین العابدین رح نے غیبت کرنے والون کو تشبیہ کتون کے ساتھہ دی اسوجہ سے کہ قرآن مجید مین اور احادیث مین غیبت مثل مردار کے گوشت کھانے کے بتائی گئی ہے

اور تشبیہ اسکی مردار کے گوشت کھانے کے ساتھ واقع ہوئی اور مردار کا گوشت کھانا اور
چبانا کتونکا کام ہے پس غیبت کرنے والے مثل کتون کی ہوئے اور اقسام آدمیون سے
خارج ہوئے کیونکہ اگر آدمی ہوتے بصفت آدمی کی اوثین ہوتی خصلت انسان کی اونمین پائی جاتی
کسیکی غیبت نکرتے کسیکا گوشت کتون کے مانند نہ چباتے کسی پر طعن نکرتے اور طعن کو
شوربۂ نان نہ بناتے **ارشاد** ابو عمران کا قول ہے الغیبۃ ضیافۃ الفساق
و مراتع النساء و ادام کلاب الناس و من ابل الاتقیاء یعنی غیبت
ضیافت ہے فاسقون کی اور جگہ چرنے عورتونکی ہے اور سالن آدمیونکا ہے جو مانند کتون کے
ہین اور مقام کوڑی پھینکنے کا ہے اتقیا کے یعنی غیبت مہمانی ہے فاسقونکی اسلیئے جب فساق جمع
ہوتے ہین غیبت بہت ہوتی ہے اور عوام یا خواص اس زمانے مین جب دسترخوان پر کھانا کھانے
کے واسطے بیٹھتے ہین قصص و حکایات دنیاوی بیان کرتے ہین اور پہلے بسم اللہ کرکے لوگونکا
گوشت کھاتے ہین باوجودیکہ بہتر ہے کہ وقت کھانیکے قصص دینیہ کا ذکر ہووے حکایات
صالحین کا بیان ہووے اور جب دو شخص ملاقات کرتے ہین ایک دوسرے کی مہمانی یہ
کرتے ہین کہ لوگون کی غیبت دوسرے کے سامنے کرتے ہین مسلمانون کے عیبون کو کھول کھولکے
ذلیل کرتے ہین ذکر دین سے اونکا دل خوش نہین ہوتا ہے نفس ملول ہوتا ہے غیبت سے
طبیعت اونکی خوش ہوتی ہے طبیعت کو نہایت فرحت ہوتی ہے پس غیبت مہمانی فاسقونکی ہوئی
اور ضیافت فاجرونکی ہوئی اور بھی غیبت جگہ چرنے عورتون کی ہے یعنی جس طرح جانور
جہان گھانس دیکھتے ہین نہایت خوش ہوکے اوس طرف [illegible] تے ہین اور ہر وقت اس
خیال مین رہتے ہین کہ گھانس کہان ملتی ہے خوراک کہان نصیب ہوتی ہے اور ہر وقت
ادھر اودھر دیکھا کرتے ہین کہ چراگاہ کہان ہی ہمارا مقام کہان ہو اسیطرح عورتین بھی جب
دیکھتے ہین کہ فلان محفل مین کسی کی غیبت ہوتی ہے اوسکی شکایت ہوتی ہے جھٹ پٹ
وہان جاتے ہین خود بھی شریک محفل ہوتے ہین قہقہہ مارتے ہین دو چار باتین اوسے
کہہ سناتی ہین اور جب عورتین جمع ہوتی ہین ایک جا سب بیٹھتے ہین ذکر لوگون کا پھیلتا ہے
پھر چالو گونکا ہوتا ہے آواز بلند ہوتی ہے خوغا ہوتا ہے ندا اوٹھتی ہے غل اور شور مچتا ہے ہر عورت

ایک کہانی بیان کرتی ہی ہر عورت کسیکا عیب عیان کرتی ہو اور سابق کے زمانے مین بعض عورتین
اس قسم کی تھین کہ نماز اشراق اور تہجد پر التزام رکھتی تھین اور ہنجوقتہ نماز کے بعد تسبیح پڑھتی
تھین لوگون کے عیبون سے حتی الامکان زبان کو روکتی تھین صراط مستقیم پر چلتی تھین
اگر کوئی کسی کی غیبت کرتا کسی کا عیب بیان کرتا اوسکو نصیحت کرتی تھین اور مردون
اور عورتون کو لوگون کے ذلیل کرنے سے روکتی تھین حیف ہے مردون پر کہ باوجودیکہ
عورتون پر بزرگی رکھتے ہین ہمیشہ غیبتین کیا کرتے ہین اور جو عورتین پرہیزگار ہین اونکو نصیحت
کرتے ہین سعدی نے کیا اچھا مضمون کہا ہی کیا خوب مطلب لکھا ہی ؎

ز نانے کہ طاعت برغبت برند ؛ ز مردان ناپارسا بگذرند ؛
ترا شرم ناید ز مردی خویش ؛ کہ باشد زنان را قبول از تو بیش ؛
زنان را بعذری معین کہ ہست ؛ ز طاعت بدارند گہ گاہ دست ؛
تو بے عذر یکسو نشینی چو زن ؛ شوی کم ز زن لاف مردی مزن

اور بھی غیبت سالن ہی آدمیونکا جو شل کتون کی ہین چنانچہ اسکی تفصیل گذر چکی اور یہی غیبت ہے
مقام [illegible] گوہ ہے کا متقین کے نزدیک یعنی جس طرح مقام خس و خاشاک نہایت برا ہے اور ہر شخص
اوس سے اجتناب کرتا ہے حتی الوسع اوس سے دور رہتا ہے اسی طرح اتقیا اور
پرہیزگارون کے نزدیک غیبت بھی نہایت برا ہے ہر وقت اوس سے بچتے ہین اپنی زبانکو
روکتے ہین نقل کیا ہے اسکو شیخ ابو المعالی [illegible] محمد بن المحمود العربی الخوارزمی
مسند امام اعظم مین لکھتے ہین کہ امام ابو حنیفہ کی عادت تھی کہ اونھون نے کبھی کسی کی غیبت
نہین کی اور کبھی کسیکی برائی بیان نہین کی حکایت جنھون نے دوزخیون کو خارش
از حد ہوگی اور بسبب خارش کے سب گوشت پوست اونکا فنا ہوجائیگا ہڈیان نکل جائینگی
اوسوقت ندا ہوگی اور خدا کی طرف سے صدا ہوگی اے لوگو کیا تم کو اس سے تکلیف ہوتی ہے
تب جواب دینگے ہمکو نہایت سختی ہوتی ہے پس جواب ہوگا کہ یہ تکلیف تم کو اس سبب سے
ہوئی کہ دنیا مین تم لوگون کو ذلیل کرتے تھے مسلمانون کو اذیت دیتے تھے نقل کیا ہے اسکو
احیاء العلوم کے باب حقوق المسلم علی المسلم مین مجاہد رحمہ اللہ تعالی سے آیت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ویل لکل ھمزۃ لمزۃ الذی جمع مالا وعددہ یعنی پھٹکار ہے واسطے ہر شخص
جو ہمزہ ہو اور جو لمزہ ہو اور مال جمع کرے۔ دقیقہ مفسرین نے پہلے اختلاف کیا ہے
اس امر مین کہ یہ آیت عام ہے یا خاص بعض مفسرین اسطرف گئے ہین کہ یہ آیت ایک شخص
خاص کی شان مین نازل ہوئی اور مراد اس آیت سے وہی شخص ہے تفسیر جلالین مین تحریر ہے
کہ یہ آیت اون لوگون کی شان مین نازل ہوئی جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم
اور مومنین کی غیبتین کیا کرتے تھے جیسے ولید بن المغیرہ وغیرہ اور کلبی نے حضرت ابن عباس
رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ یہ آیت اخنس بن شریق کی شان مین اتری
ہے کہ وہ ہمیشہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم کی غیبت کیا کرتا تھا
اور مومنین کی شکایت مین اپنی اوقات کو صرف کرتا تھا اور بعض مفسرین کا یہ قول ہے
کہ مراد ہمزہ اور لمزہ سے کوئی شخص خاص نہین ہے بلکہ جو شخص غیبت کرے اور یہ آیت کسی
شخص خاص کی شان مین نازل نہین ہوئی بلکہ ہر غیبت کرنے والے کی شان مین اتری
چنانچہ کرخی نے مجاہد علیہ الرحمۃ سے نقل کیا ہے اور محققین کا مذہب یہ ہے کہ یہ آیت اگرچہ خاص
لوگون کی شان مین جو حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم کی غیبتین کیا کرتے تھے
نازل ہوئی لیکن مطلب اس آیت سے ہر غیبت کرنے والا ہے مطلب یہ ہے
کہ جو شخص غیبت کرے خواہ اخنس بن شریق ہو یا ولید بن المغیرہ ہو یا اور کوئی
شخص ہو اوسپر پھٹکار ہے چنانچہ امام رازی کا تفسیر کبیر مین اسی طرف میل ہے اور مفسرین
ہمزہ اور لمزہ کے معنی مین اختلاف کرتے ہین بعض کہتے ہین کہ دونون سے مراد غیبت
کرنے والا ہے چنانچہ جواہر التفسیر مین نقل کیا ہے اور کلبی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
روایت کرتے ہین کہ مراد ہمزہ سے وہ شخص ہے جو لوگون کی غیبت اونکے پیچھے کیا کرے اور
مراد لمزہ سے وہ شخص ہے جو سامنے لوگون کو لعنت کیا کرے اونکا نشان دیا کرے
اور سلیمان جمل نے حاشیہ جلالین مین حضرت حسن بصری سے اسکا عکس نقل کیا ہے
یعنی مراد ہمزہ سے وہ شخص ہے جو لوگون کو اونکے سامنے برا کہا کرے اور لمزہ سے
وہ شخص مراد ہے جو غیبت کیا کرے اور امام رازی نے تفسیر کبیر مین امام ابوزید سے

نقل کیا ہے کہ مراد ہمزہ سے وہ شخص ہے جو لوگون کو ہاتھ سے تکلیف دیا کرے اور دکھ دیا کرے
اور لمزہ سے مراد وہ شخص ہے جو لوگونکو زبان سے تکلیف دیا کرے اسکا حاصل اس آیت
مین اللہ تعالی نے غیبت کرنے والے پر ویل فرمایا اور از حد زجر فرمایا پس تعجب
ہے لوگون سے کہ غیبتین کرتے ہین اور خدا کے غضب و قہر کے سزاوار ہوتے ہین
اور بلاشک اگر اللہ تعالی ہم لوگون کو نظر انصاف سے دیکھیگا ایک شخص بھی ہم لوگون
مین سے نجات نہ پاویگا ہان اگر عنایت سے نظر فرماوے تفضل اپنا پھیلاوے البتہ صورت
نجات کی ہو اللھم انا عبادک المجرمون ان لنا ذنوبا فیما بیننا وبینک وذنوبا فیما
بیننا وبین خلقک فما کان منھا لک فاغفر لنا بتفضلک واما ما کان منھا
لخلقک فارض عنا خصمائنا بمجرد احسانک **حکایت** چند درویش باہم بیٹھے
تھے اور باہم مذاکرے ہو رہے تھے کہ ایک شخص نے کسی کی غیبت شروع کی ایک
درویش نے اوس سے پوچھا اے شخص تو نے فرنگ سے کبھی جہاد کیا یا نہین اوسنے جواب دیا
مین کبھی اپنے گھر کی چاردیواری سے نہین نکلا پس درویش نے کہا ایسا بدبخت کوئی نہوگا
کہ اسکے ہاتھ سے کافرون نے اذیت نہ پائی اور ایک مسلمان نے جسکی تم نے غیبت
کی تکلیف اوٹھائی نقل کیا ہے اسکو سعدیؒ نے اور اسکو منظوم کرکے کہا ہے

طریقت شناسان ثابت قدم	بخلوت نشستند چندے بہم
یکے زان میان غیبت آغاز کرد	در ذکر بیچارۂ باز کرد
کسے گفتش اے یار شوریدہ رنگ	تو ہرگز غزا کردۂ در فرنگ
بگفت از پس چاردیوار خویش	ہمہ عمر ننہادہ ام پای پیش
چنین گفت درویش صادق نفس	ندیدم چنین بخت برگشتہ کس
کہ کافر ز پیکارش ایمن نشست	مسلمان ز جور زبانش نرست

حکایت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو سنا کہ وہ حجاج کی غیبت
کررہا ہے پوچھا اے شخص اگر حجاج یہان موجود ہوتے یہ عیب اونکے سامنے بیان
کرتے یا نہین اوسنے کہا نہین پس فرمایا صحابہ اس امر کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وعلی آلہ وسلم کے زمانے مین نفاق سمجھتے تھے کہ لوگون کی سامنے اونکی تعریف کریں
اونکی شکایت کرین نقل کیا ہی اسکو احیاء العلوم کے باب الخوف مین فصیحہ
اس زمانے مین عجب لوگون کی چال ہے اور عجب ہر شخص کا حال ہے کہ جب لوگون
ملاقات کرتے ہین تو نہایت تعظیم کی ساتھ پیش آتے ہین اور خیر وعافیت پوچھتے ہین
کی خاطر داری کرتے ہین ہر طور کی مہمانداری کرتے ہین کبھی پان الائچی سی
مال کرتے ہین کبھی اور طرح سے خوشحال کرتے ہین یہ سب امور ظاہر مین کر
ہین اور باطن مین بغض وعداوت رکھتے ہین اسی واسطے جب مجلس برخاست ہو جاتی
لوگون کی غیبتین کرنا شروع کرتے ہین اونکے عیوب بیان کر کی ہنستے ہین کہ فلان
شخص کیسا فاجر ہے کہ ڈاڑھی مونڈاتا ہے اور فلان شخص ڈاڑھی کترتا ہے اور فلان
شخص کو کیا ہوا کہ ہمیشہ گلبدن کا پائجامہ پہنتا ہے خلاف شرع باتین کرتا ہی اور فلان
شخص کی عجب چال ہی کہ ہمکو ہنسی آتی ہی اور فلان شخص کیا بیجا ہی کہ اوسکی بات تو نسی ہمکو شرم آتی ہی
اور فلان شخص متکبر معلوم ہوتا ہے لوگون سے باتین کم کرتا ہے اور فلان شخص بیوقوف ہی
لوگو نسی بات کرنیکا شعور نہین ہی اور فلان شخص عجب مسخرا ہے گویا کہ ہیجڑا ہے اور جب انسے
کوئی کہتا ہے کہ کسواسطے اونکی برائیان بیان کرتے ہو اونکے عیوب کو عیان کرتے ہو
جواب دیتے ہین کہ کیا مضائقہ ہے بادشاہ کو بھی ہر شخص غیبت مین برا کہتا ہی اور ایک روز
راقم الحروف عفی اللہ تعالیٰ الرؤف نے ایسے لوگون سی کہا کہ عجب آپ لوگ ہیں روبرو ہیں
کہ سامنے لوگونکی تعریف کرتے ہین اونکی چاپلوسی کرتے ہین اور اونکی غیبت مین اونکی
برائیان بیان کرتے ہین اونھون نے جواب دیا کہ اسی کا نام حسن خلق ہی یعنی
عادت کا اچھا ہونا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی تعریف مین فرمایا وانک لعلی
خلق عظیم یعنی او نبی تم ہر آئنہ نہایت خلق پر ہو بسبب اسکے حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وعلی آلہ وسلم لوگون کے سامنے اونکو برا نہین کہتے تھے اسیطرح ہم لوگ بھی کسی کی منہ پر
برا نہین کہتے ہین تا اوسکو رنج نہو راقم نے جواب دیا کہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ
وسلم جسطرح روبرو لوگون کو برا نہین کہتے تھے اسیطرح کسی کی غیبت بھی نہین کرتے تھے مگر یان

ب کوئی فائدہ ہو چنانچہ تفصیل فوائد کی گذر چکی بخلاف آپ لوگون کی کہ ظاہر مین تعریف کرتے
ہین اور باطن مین بغض رکھتے ہین اسکو حسن خلق نہین کہتے ہین بلکہ یہ نفاق ہے حمدکا یمیٰ
عدی کہتے ہین کہ ایک شخص پرہیزگار نے ایک مرتبہ ایک لڑکے سے کچھ دل لگی کی [illegible] نظر
بیعت کی نہ نیت بد کی اور پرہیزگارون نے جب سنا کہ فلان شخص نے ایک لڑکے [illegible] کی
ہم ہنسنے لگے اور اوسکی غیبت کرنے لگے رفتہ رفتہ جب یہ خبر اوس پارسا کو پہونچی کہ اور
رسا میرے فعل پر ہنستے ہین اونسے کہا ای لوگو خدا تعالےٰ نے طبیعت کی خوشی [illegible] واسطے
زاح کرنا لڑکے کے ساتھ حرام نہین کیا ہے البتہ غیبت حرام کی ہے پس تم لوگون کو
کسنے غیبت کرنے کی اجازت دی ہے

شنیدم کہ از پارسایان یکے ؛	بطیبت بخندید از کودکے
دگر پارسایان خلوت نشین ؛	بعیبش فتادند در پوستین ؛
بآخر شنا ند این حکایت نہفت	بصاحب نظر باز گفتند و گفت
مدر پردۂ یار شوریدہ حال	نہ طیبت حرام ست و غیبت حلال

حکایت ایک روز حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے دروازہ پر چند لوگ بیٹھے اور
نتظار حذیفہ کا کرنے لگے اس ما بین مین باہم کچھ حال حذیفہ کا بیان کرنے لگے جب
حذیفہ برآمد ہوئے وہ لوگ حیاسے چپ ہوگئے پس فرمایا حذیفہ نے جو کہتے تھے
وہ کہو کیونکہ اسکو ہم حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے زمانے مین نفاق
سمجھتے تھے کہ سامنے لوگون کے چپ رہنا اور پیچھے اوسکی اوصاف بیان کرنا نقل کیا ہے
اسکو احیاء العلوم کی کتاب الخوف مین حدیث فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ
وسلم نے کل المسلم علی المسلم حرام ماله وعرضه ودمه حسب امرء من الشر ان
یحقر اخاه المسلم یعنی تمام مسلمان دوسرے مسلمان پر حرام ہین مال [illegible] تمام [illegible]
ال کو چوری سے لے لینا یا چھین لینا یا خراب کر دینا یا کھو ڈالنا جائز نہین ہے اور عزت بھی حرام
ہے پس کسیکی عزت لینا کسی کی غیبت کرنا کسیکو ذلیل کرنا منع ہے اور خون بھی حرام ہے پس کسی کو
بلا وجہ مار ڈالنا درست نہین ہے اور کافی ہے بدی سے یہ امر کہ کوئی شخص کسی کو ذلیل کرے

Marfat.com

یعنی اگر ایک کو دوسری سی کچھ تکلیف نہین پہونچتی ہی مگر یہ کہ وہ شخص اسکو ذلیل کرتا ہے تکلیف کافی ہے روایت کیا ہی اسکو ابو داؤد رحمہ نے **نصیحت** لوگونکو لازم ہے کہ تکلیف دینے سے باز آئین اور توبہ کیواسطے ہاتھ اوٹھائین کیونکہ اس زمانے والون کا حال یہ ہے کہ جب کسی شخص پر اونسے احسان کرتے ہین یا اوسکے کسی معاملہ کی کارروائی کرتے ہین اپنا احسان بتلاتے ہین اور لوگون کے سامنے کہا کرتے ہین کہ دیکھو فلان شخص ہم نے یہ احسان کیا یہ امتنان کیا ہم نے اوسکو تکلیف نہین دی اور شام و صبح اوسکی غیبت مین مصروف رہتے ہین اور اوسکے ذلیل کرنے مین بسر اوقات کرتے ہین اور اسکو نہین سمجھتے ہین حال آنکہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم فرماتے ہین کہ ذلیل کرنا ہی تکلیف کافی ہے اللھم اجعلنا ممن تبع الصراط المستقیم وسلک علی طریق الدین القویم **حکایت** ایک روز مدرسۂ نظامیہ مین سعدی نے اپنے استاذ شمس الدین ابو الفرج ابن جوزی سی کہا کہ جب لوگون کو مین حدیث کا درس دیتا ہون فلان شخص حسد کرتا ہی اور دل اوسکا طیش مین آتا ہی اوستاذ نے فرمایا ای سعدی تعجب ہی کہ تم حسد کو ایسی بری چیز جانتے ہو کہ میرے سامنے اوسکا ذکر کرتے ہو اور اپنے مسلمان بھائی کی غیبت کرتے ہو تم سے کسنے کہا کہ حسد حرام ہے اور غیبت حلال ہے اگر وہ شخص جہنم مین بسبب حسد کی جائیگا تم بھی جہنم مین بسبب غیبت کے جاؤگے چنانچہ بوستان مین ہے

مرا در نظامیہ ادرار بود ۔۔۔ شب و روز تلقین و تکرار بود
مر اوستاذ را گفتم اے پُر خرد ۔۔۔ فلان یار بر من حسد می برد
چو من داد معنی دہم در حدیث ۔۔۔ برآید بہم اندرون خبیث
شنید این سخن پیشوای ادب ۔۔۔ بہ تندی برآشفت وگفت ای عجب
حسودی پسندت نیامد ز دوست ۔۔۔ ندانم کہ گفتت کہ غیبت نکوست
گر او راہ دوزخ گرفت از خسی ۔۔۔ ازین راہ دیگر تو در وی رسی

آیت فرمایا اللہ تعالیٰ نے ولا تطع کل حلاف مھین ھماز مشاء بنمیم مناع للخیر معتد اثیم یعنی ای محمد نہ اطاعت کرو اوسکی جو حلاف ہو یعنی قسم بہت کھانیوالا

فـ بیان اس امر کا کہ اہل زمانہ اونسے احسان اپنا بتلاتے ہین باوجودیکہ ہمیشہ غیبت کیا کرتے ہین

فـ سعدی کا ایک معاصر کی غیبت کرنا اور اوستاذ سعدی کا عجب طرح سی جواب دینا

آیت در مذمت غیبت کی

اور سچ جھوٹ مین خدا کو گواہ بنایا کرتا ہو اور مین ہو یعنی عقل اوسکی اچھی نہو اور ہماز ہو یعنی غیبت
کرتا ہو اس آیت سے معلوم ہوا کہ ہر بات مین قسم کھانا منع ہے اس زمانے کے لوگ قسم کو اپنا
تکیہ کلام کرتے ہین اور ہر بات مین جھٹ پٹ قسم کھا جاتے ہین اور نہین سمجھتے ہین کہ
یہ نام کس عظیم الشان کا ہے بلکہ جو بات جھوٹ ہو اور اوسکو سچ بنانا منظور ہو وہ اوسپر خدا کو
گواہ بناتے ہین اور کہتے ہین کہ خدا گواہ ہی اور خدا جانتا ہے اس بات کو حال آنکہ بعض کتب
فقہ مین مصرح ہے کہ ایسی صورت مین آدمی کافر ہو جاتا ہی کیونکہ اوسنے خدا کو جھوٹ بات پر گواہ
بنایا پس گویا خدا تعالے کے جھوٹا ہوا نعوذ باللہ تعالی منہ **حکایت** جب حضرت یوسف
اور حضرت یعقوب علے نبینا وعلیہما الصلوۃ والسلام مین ملاقات ہوئی حضرت یعقوب کے پاس
وہ بھیڑیا جسپر حضرت یوسف کے بھائیون نے اونکے کھا جانے کی تہمت کی تھی واسطے
مبارکبادی کے آیا اونھون نے بھیڑیے سے پوچھا اتنی مدت حضرت یوسف کا تجھکو حال
معلوم تھا یا نہین اوسنے کہا مجھکو حال یوسفؑ کا جو اونکے بھائیون نے اونکے ساتھ
کیا تھا اگرچہ سب معلوم تھا لیکن آپکے سامنے مین نے بیان نہین کیا ہے تا غیبت اور
چغلخوری نہو جاوے نقل کیا ہے اسکو نزہۃ المجالس مین **نصیحت** اس زمانے کے لوگونکا
عجب حال ہے کہ ہر وقت لوگون کی غیبتین کیا کرتے ہین اور اپنے بھائیون کا گوشت کھایا
کرتے ہین اور جانور جو بیعقل ہوتے ہین غیبت سے اور شکایت سے پرہیز کرتے ہین
پس یہ لوگ بھیڑیے سے بھی بدتر ہوے مقام افسوس ہی کہ اللہ تعالی نے مردونکو سب پر
حتے کہ عورتون پر بھی بزرگی دی اور یہ لوگ خود اپنا نقصان کرتے ہین اپنی کو عورتون
سے اور جانورون سے بدتر بناتے ہین **حدیث** حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ و
علے آلہ وسلم فرماتے ہین لما عرج بی مررت بقوم لھم اظفار من نحاس یخمشون
وجوھھم وصدورھم فقلت من ھؤلاء یا جبرئیل قال ھؤلاء الذین یاکلون
لحوم الناس ویقعون فی اعراضھم یعنی جب مین شب معراج مین جبرئیل کے ساتھ
گیا راہ مین عجائب وغرائب معاملات دیکھے اونمین سے ایک یہ ہی کہ چند لوگونکو مین نے دیکھا
کہ اونکے ناخن تانبے کے ہین اور وہ اپنے ناخونون سے اپنے بدن کو چھیل

Marfat.com

رہے ہین مین نے جبریل سے پوچھا یہ کون لوگ ہین کہ اس عذاب مین گرفتار ہین جبریل نے کہا یہ وہ لوگ ہین کہ دنیا مین لوگون کی عزت ریزی کرتے تھے روایت کیا ہے ابو داؤد رحمہ اللہ تعالے نے اس حدیث کو ارشاد حاتم اصم فرماتے ہین المغتاب والنمام قردا اھل النار والکذاب کلب اھل النار والحاسد خنزیر اھل النار یعنی غیبت کرنے والا اور چغلی کھانے والے دوزخیون مین بندر ہونگے اور جو لوگ بہت جھوٹ بولتے ہین وہ لوگ دوزخیون مین کتے ہونگے اور حسد کرنے والے سور جہنیون کے ہونگے نقل کیا ہے اسکو نزہۃ المجالس مین ه بندرون کی شکل یعنی اچھوان بوده او ٹھینگے عیب مین جو ہین یہان **نصیحت** اس زمانے مین یہ سب امور یعنی چغلخوری اور حسد اور جھوٹ منتشر ہوگئے ہین خصوصاً جھوٹ کہ ہر شخص کیا جاہل کیا عالم کیا شریف کیا رزیل جھوٹ بولا کرتا ہے اور سمجھتے ہین کہ جھوٹ گناہ صغیرہ ہے اسکے کرنے مین کچھ مضایقہ نہین ہے اور جب لوگ ایک محفل مین جمع ہوتے ہین جھوٹ جھوٹ باتین بول بول کے لوگون کو ہنساتے ہین اور اپنی جان پر کئی طرح کا دبال لیتے ہین اور روزے کے دنون مین بھی زبانون کو جھوٹ سے نہین روکتے ہین بلکہ زیادتی کرتے ہین اور نہین جانتے ہین کہ جو گناہ آدمی کے نزدیک حقیر معلوم ہو اللہ تعالے کے نزدیک وہ بڑا گناہ ہوتا ہے پس شاید اللہ تعالے اسی جھوٹ پر پکڑ کرے اور عتاب سخت فرمادے اور جہنم مین روانہ کرے نعوذ باللہ منہ اور متقدمین جھوٹ سے نہایت پرہیز کرتے تھے اور سمجھتے تھے کہ سچ مین نجات ہے اور جھوٹ مین نقصان ہے احادیث مین پھٹکار جھوٹ بولنے والون پر وارد ہوئی ہے اور انکی شان مین نہایت سختی نازل ہوئی ہے **حکایت** ایک شخص نے داؤد طائی کے سامنے ایک شخص کا عیب بیان کیا اور کہا کہ فلان صوفی مست پڑا ہوا تھا اور تمام بدن مین اسکے قے بھری ہوئی تھی اور گرداگرد اوسکے کتے بیٹھے ہوئے ہین طائی اس مضمون کو سنکے ذرا غور کرکے کہنے لگے ہو شخص اسی روز کی واسطے یار مہربان چاہیے تا اپنے دوست کی غیبت نہ کرے نقل کیا ہے اسکو سعدی نے بوستان مین اللہ فرمایا ہ

یکے پیش داؤد طائی نشست	کہ دیدم فلان صوفی افتادہ مست
قے آلودہ دستار و پیراہنش	گروہے سگان حلقہ پیرامنش
چو فرخندہ خوی این حکایت شنید	ز گوینده ابرو بہم برکشید
زمانے برآشفت وگفت ای رفیق	بکار آید امروز یار شفیق

حکایت زمانۂ سابق مین ایک نبی کو خواب مین اللہ تعالی کی طرف سے ایسا ارشاد ہوا کہ صبح کو جو چیز پہلے تمھاری نظر مین آوے اوسکو کھا جانا اور پھر جو چیز آوے اوسکو چھپا ڈالنا اور ظاہر نکرنا اور پھر جو چیز آوے اوسکو پناہ دینا اور پھر جو چیز آوے اوسکو نا امید نہ کرنا اوسکے کہنے کے موافق کرنا اور پھر جو چیز آوے اوس سے بھاگنا جب صبح ہوئی اول نظر نبی کی ایک پہاڑ عظیم الشان پر پڑی متحیر ہوئے کہ اللہ تعالے نے حکم کیا ہے کہ اول چیز کو کھا جانا اس پہاڑ کو کسطرح کھا جاؤن پھر خیال کیا کہ موافق حکم کی کرنا چاہیئے جب قصد کیا پہاڑ کے کھانے کا وہ پہاڑ کم ہونے لگا یہان تک کہ ایک لقمہ نہایت شیرین ہوگیا اور انھون نے اوسکو کھا لیا اور اللہ تعالے کا شکر کیا بعدہ انکی نظر مین ایک طشت سونے کا آیا چونکہ اللہ جل شانہ نے فرمایا تھا کہ دوسری چیز کو چھپا ڈالنا اونھون نے اوس طشت کو زمین کھود کے دفن کر دیا اور وہان سے روانہ ہوئے تھوڑی دیر کے بعد جب پیچھے دیکھا دیکھا کہ وہی طشت زمین کے اوپر پڑا ہے پھر اوسکو دفن کیا پھر اوسکو نکلا پایا دو تین مرتبہ ایسا ہی کیا جب ہمیشہ طشت باہر آنے لگا اوسکو چھوڑ کے آگے بڑھے کہ ایک چڑیا نہایت مضطرب آئی اور ایک باز اوسکے شکار کے واسطے دوڑا ہوا آیا چونکہ خدا یتعالے کا حکم تھا کہ تیسری چیز کو پناہ دینا اونھون نے اوس چڑیا کو پناہ دی اور اوسکو باز سے بچایا اس بات کو باز دیکھ کے کہنے لگا یا نبی اللہ تم نے میرے شکار کو پناہ دی اب میری بھوک کی کچھ تدبیر کیجیے نبی نے خیال کیا کہ اللہ تعالے نے حکم کیا کہ چوتھی چیز کو نا امید نکرنا اسواسطے مین اپنی ران کا ایک ٹکڑا کاٹ کے دیدیتا ہون چنانچہ انھون نے ایسا ہی کیا بعدہ اونکی نظر مین مردار آیا موافق حکم خدا یتعالے کے نبی اوس سے بھاگے جب شام ہوئی نبی نے کہا یا اللہ

Marfat.com

مین نے تیرے حکم کے موافق کیا اب اسکی حکمت بیان کر جب نبی سو کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے
ارشاد ہوا ای نبی پہلی چیز جو تمنے کھائی وہ مثال غصے کی ہے جسطرح وہ پہاڑ
بہت بڑا تھا جب تم نے کھانے کا ارادہ کیا تھا نہایت چھوٹا ہو گیا اور شیرینیت اوسمین
آگئی اسی طرح غصہ ہے کہ شروع مین جب آدمی کو غصہ آتا ہے نہایت جوش ہوتا
پھر اگر آدمی نے حلم کو دخل دیا اور غصے کو کھایا وہ کھانا نہایت مفید ہوتا ہی کہ دنیا مین
وہ شخص بردبار کہلاتا ہی اور آخرت مین اوسکا بدلا پاتا ہے پس غصہ کو پی جانا اور اپنے
نفس مین صفت بردباری کی پیدا کرنا اولاً نہایت شاق معلوم ہوتا ہے جیسے پہاڑ کا کھانا
پھر آدمی جب ارادہ مصمم حلم کا کرتا ہے غصے کو مثل شہد کے پاتا ہے کہ جسطرح شہد کے کھانے
مین نفس کو ایک فرحت حاصل ہوتی ہے اسی طرح غصے کے کھانے مین بھی آدمی کو دارین
مین خیریت ہوتی ہے چنانچہ اسی مضمون کی طرف بعض شعرا نے اشارہ کیا اور کہا
ع الحلم اوله مر مراقبة ٭ لكن آخره احلى من العسل ٭ یعنی حلم کا مزہ ابتدا
مین اگرچہ کڑوا ہوتا ہے اور نفس کو نہایت گران معلوم ہوتا ہے لیکن آخرالامر اوسکا مزہ شہد
سے بھی اچھا ہو جاتا ہی اور حلیم اپنے حلم سے درجات دینیہ و دنیاویہ پاتا ہی اور ای نبی دوسری
چیز جو تمنے چھپادی اور پھر وہ باہر نکل آئی وہ مانند اوس کام نیک کی ہی جو اخلاص سے ہووے
یعنی جسطرح وہ طشت باوجود دفن کرنے اور چھپانے کے ہر وقت باہر نکل آتا تھا اسیطرح
جب آدمی نیت خالص سے کوئی عبادت کرے اور منظور اوسمین ریا نہ ہووے
یہانتک کہ اوس کام کو چھپا دے تا لوگ مطلع نہو دین وہ عبادت خودبخود ظاہر ہو جاتی ہے
اور اللہ تعالیٰ چونکہ اوسکو مقبول کرتا ہے خود لوگون کو اوسپر مطلع کر دیتا ہی اور ای نبی تیسری چیز
کی مثال امانت کی ہے یعنی جب کوئی امانت رکھاوے اوسمین خیانت نہ کرنا چاہیے بلکہ اوسکی امانت
کو پناہ مین رکھنا چاہیئے اور ای نبی چوتھی چیز سے اشارہ اسطرف ہے کہ جسطرح تمنے اپنی ران کا
گوشت اوس باز کو دیدیا اور اوسکی حاجت کو روا کیا اسی طرح جب کوئی شخص اپنے کسی
کام کے واسطے تم سے کہے ضرور ہے کہ تم اوسکی حاجت روائی کرو اور اوسکو ناامید نہ کرو
کیونکہ انسان باز سے بدرجہا بہتر ہے اے محمد اور ای نبی پانچوین چیز جو مردار تھی اور ہم نے اوس سے

Marfat.com

بھاگنے کا حکم دیا تھا وہ مثل غیبت کے ہے پس جسطرح مردار سے بھاگتے ہو اسی طرح غیبت سے
بھی نفرت کرو اور اوس سے بھاگو نقل کیا ہے اسکو فقیہ ابو اللیث نے اپنے والد سے **حدیث**
ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے خطبہ مین ارشاد فرمایا ان الدرھم
یصیبہ من الربوا اعظم عند اللہ فی الخطیئۃ من ست وثلاثین زنیۃ یزنیھا
الرجل واربی الربا عرض الرجل المسلم یعنی اگر کوئی ایک روپیہ سود کا لیوے
اوسکا گناہ زائدتر ہے اس سے کہ چھتیس مرتبہ زنا کرے اور عزت مسلمان کی سود سے
زائد ہے نقل کیا ہے اسکو احیاء العلوم مین **نصیحت** اے غیبت کرنے والون ذرا
غور کرو حدیث سابق سے معلوم ہوا کہ غیبت زنا سے زائد ہے اور اس حدیث سے
مفہوم ہوا کہ غیبت سود سے زائدتر گناہ ہے اور سود لینا چھتیس زنا سے زائد ہے پس غیبت
کا گناہ چھتیس مرتبہ زنا کرنے سے زائد ہے پس تعجب لوگون سے کہ زنا سے اسقدر اجتناب
کرتے ہین کہ مرنے کو بعض شرفا زنا سے بہتر جانتے ہین اور پہر دن اور شام وسحر
لوگون کی غیبتین کیا کرتے ہین اور اوسکو اچھی سپیر سمجھتے ہین **حدیث** جسوقت اللہ تعالی
نے دین اسلام کو کمل کیا اور حجۃ الوداع مین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم
سے فرمایا اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ الآیۃ صحابہ
سمجھ گئے کہ اب انتقال جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم کا قریب ہوا کیونکہ
بعد مرتبہ کمال کے پھر مرتبہ نقصان کا ہے جب اللہ تعالے نے دین کو کامل کیا لابد اسکا
نقصان ہوگا اور باوجود زندگی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے نقصان کسطرح
ہوگا پس اس سے معلوم ہوا کہ زمان انتقال قریب پہونچا چنانچہ یہی امر وقوع مین آیا جسوقت
حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو مرض الموت کی شدت ہوگئی اور امید
حیات کم رہ گئی جمعرات کے روز جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم حجرے سے
مسجد مین تشریف لائے اور کہا اے بلال رض مدینے مین ندا کردو کہ آج رسول اللہ برآمد ہوئے ہین
اور کچھ نصائح کرتے ہین جسکو سننا منظور ہو وہ حاضر ہو کیونکہ یہ آخر وصیت ہے رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم کی اب زمانہ انتقال عنقریب ہے حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے

Marfat.com

موافق حکم سرور کائنات صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے نہایت غمگین ہوئے
نداسکے عشاق رسول اللہ اور مشتاقان نبی اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم مسجد
مین جمع ہوگئے اوسوقت جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم منبر پر چڑھے
امت مرحومہ کی جدائی پر روئے اور از حد حمد وثنا کی اور انبیا و سابقین پر صلوۃ بھیجی
نصیحتین کرنا شروع کین کہ ای لوگو یہ میری آخری وصیت ہی تم لوگون کو مین نصیحت
کرتا ہون ان امور کی کہ نماز مین قصور نکرنا اور لونڈی غلام کو تکلیف نہ دینا اسی
حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے بہت وصیتین کین منجملہ اون کے فرمایا
ان اللہ جامعکم یوم القیمۃ فی صعید واحد فی مقام عظیم وھول شدید
فی یوم لا ینفع مال ولا بنون الا من اتی اللہ بقلب سلیم احفظوا السنتکم
وابکوا عینکم ایھا الناس لا تظلموا فان اللہ ھو الطالب لمن جاز وعلیہ
حسابھم والیہ ایابھم یعنی ای امت میری اللہ تعالی تم کو جمع کریگا قیامت کے روز
ایک میدان مین کہ اوسدن نہایت ہول ودہشت ہوگی اور اولاد و مال کچھ کام
نہ آویگا چاہیے تم لوگون کو کہ اپنی زبانون کو روکے رہو اور ہمیشہ آنسو بہاتے رہو
اور کسی پر ظلم نہ کرو نقل کیا ہے اسکو تنبیہ الغافلین کے باب الرفوح مین حدیث فرمایا
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم نے من ستر علی مؤمن عورتہ ستر اللہ
عورتہ یوم القیمۃ یعنی جو شخص مسلمان کے عیب کو چھپاوی اور غیبت نکری اللہ تعالی قیامت
مین اوسکے عیبونکو بھی ڈھاپے گا اور اپنی رحمت سے سرفراز کریگا اور جو شخص دنیا مین لوگون کے
عیبون کو کھولیگا اور اونکی غیبتین کریگا اللہ تعالے اوسکو قیامت کے روز ہلاکت
مین ڈالیگا اور جہنم مین بھیجیگا نقل کیا ہے اسکو امام غزالی نے باب صفۃ المسائلۃ مین
حدیث فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم نے لا یغتب بعضکم
بعضا فتھلکوا یعنی نہ غیبت کرے کوئی شخص کسی کی دگرنہ پس غیبت کرنیوالا ہلاک
ہو جائیگا اور قیامت کے روز عذاب مین پڑیگا نقل کیا ہی اسکو تنبیہ الغافلین مین
حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم کی نصیحتونکے بیان مین حدیث

Marfat.com

فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم نے من کف لسانه عن اعراض
الناس اقال اللہ عثرته یوم القیمة یعنی جو شخص اپنی زبان کو روکے لوگونکی عزت
ریزی سے اور لوگون کی غیبت نہ کرے خدا یتعالے اوسکے گناہونکو قیامت کے
روز معاف کریگا اور اوسپر نہایت احسان کریگا بسبب اسکے کہ اوسنے ایک
مسلمان پر احسان کیا اور اوسکے عیبون سے تعرض نہ کیا نقل کیا ہے اسکو نزہتہ المجالس
اور منتخب النفائس مین **ارشاد** ایک شخص نے فضیل بن عیاض سے کہا کہ کچھ وصیت
کیجئے اونھون نے کہا احفظ عنی خمسا اولها ما اصابك من شئ فقل ذلك
بقضاء اللہ تعالی حتی ترفع الملامة عن الخلق والثانی احفظ لسانك وانت
تنجو من عذاب اللہ والثالث صدق ربك بما وعدك من الرزق حتی تکون
مؤمنا والرابع استعد للموت حتی لا تموت غافلا والخامس اذکر اللہ
کثیرا حیث ماکنت حتی تکون محصنا من جمیع السیئات یعنی اے سائل مین
تجکو پانچ چیزونکی نصیحت کرتا ہون **اول** یہ کہ جو مصیبت دنیوی ہو یا دینی ہو اوسکو
اللہ کی قضا و قدر کے ساتھ ملادے اور سمجھ لے کہ جو امر ہے موافق تقدیر کے ہوجاتا ہے
کسی آدمی کو ملامت نہ کر کیونکہ جو امر مقدر ہے وہ ہوتا ہے **تنبیہ** بعض ملحدین کا یہ قول ہے
کہ ہرگاہ اللہ تعالے نے لوح محفوظ مین جو کچھ ہوتا ہے قسم خیر سے ہو یا شر سے لکھدیا پس
اب اللہ تعالے کے عذاب دینے کے بدیون پر کوئی وجہ نہین ہے کیونکہ بندہ بے اختیار
محض مثل پتھر کے ہوگیا کسواسطے کہ اگر بندہ مختار ہووے اور اسکو خلاف امر مقدر کرنیکا
بھی اختیار ہووے جھوٹا ہونا تقدیر کا لازم ہوتا ہے اور اللہ تعالی کی طرف کذب منسوب
ہوجاتا ہے اور یہ شک بعض میرے سامعین کو جبکہ مین والد ماجد سے شرح عقائد نسفیہ
پڑھتا تھا عارض ہوا کہ خلاف تقدیر ہونے مین جھوٹا ہونا اللہ تعالی کا لازم آتا ہے پس اگر
آدمی مختار ہووے اور اوسکو خلاف امر مکتوب کی کرنے کا بھی اختیار ہووے تقدیر
جھوٹی ہوجائیگی مثلا اگر تقدیر مین زید کی لکھا ہے کہ فلان روز یہ زنا کریگا پس اگر یہ شخص
زنا کرنے مین مختار ہووے پس شاید اپنے اختیار سے زنا نہ کرے خلاف تقدیر کے

لازم آجاتا ہے اور اگر مختار نہین ہے تو یہ خلاف مذہب اہل سنت کے اور بہت طرح
سے سمجھایا لیکن وہ لوگ نہ سمجھے پھر بعد برخاست ہونے مجلس کے بھی بہت سمجھایا لیکن
خیال مین نہ آیا اور کہنے لگے کہ چونکہ یہ مسئلہ اعتقاد کا ہی اسواسطے ہم اعتقاد رکھتے ہین
امر کا کہ تقدیر مین لکھنے سے انسان کو اختیار باقی رہتا ہے لیکن اسکی وجہ خوب ہمارے
ذہن نشین نہین ہوتی ہی اور کچھ خوب سمجھ مین نہین آتی ہے اب تقریر حرج کو سن لینا چاہئے
وہ یہ ہے کہ اللہ تعالی نے لوح محفوظ مین یہ نہین لکھا کہ فلان شخص فلان کام بغیر اختیار کے
چار و ناچار کریگا بلکہ وہان یہ مضمون درج ہے کہ فلان شخص وہ کام باوجود اپنے اختیار کے
کریگا مثلاً تقدیر مین یہ نہین لکھا ہے کہ زید زنا کریگا اور اس فعل مین مجبور ہو جائیگا بلکہ لوح محفوظ
مین فقط جو بات ہونے والی ہے چونکہ اللہ تعالی اوسکو جانتا ہے خدا یتعالی نے لکھدیا ہی کہ زید سے
زنا ہوگا یعنی اگرچہ زید کو اختیار رہی خواہ زنا کرے یا نکرے لیکن ہم جانتے ہین اس امر کو کہ
طبیعت زید کی زنا کی طرف رغبت کریگی اور زنا اس سے ہو جائیگا پس معلوم ہوا کہ تقدیر مین لکھنے
سے اختیار نہین جاتا ہے اگر اسکی زیادہ شرح منظور ہووے تو اوسکو یون سمجھنا چاہیے
کہ مثلاً اگر ایک شخص کو قرینون وغیرہ سے یقین ہووے کہ زید سے کل زنا ہوگا اور وہ شخص
زید سے کہدیوے کہ کل تم سے زنا ہوگا جب کل آج ہوئی اتفاقاً زید سے زنا ہوا پس اوس
شخص کے پہلے سے خبر دینے سے اختیار زید کا چلا نہین گیا بلکہ بالفعل زید کو اختیار تھا
کہ چاہتا زنا نکرتا لیکن اوسکی طبیعت چونکہ اسطرف راغب ہو گئی اس سبب سے یہ امر
وقوع مین آیا اسی طرح اللہ تعالی کہ عالم الغیب ہی جانتا ہے کہ زید سے زنا ہوگا اور اوسکی
خواہش جوش کریگی موافق اپنے علم کے اوسنے لوح محفوظ مین لکھدیا پس اس سے اختیار
کا عل ہونا کہان سے لازم آتا ہے دوسرے یہ کہ اپنی زبان کو بند کرو اور کسیکی
غیبت اور شکایت نہ کرنا تجھ سے مخلوقات کو نجات ہو اور تجکو خدا یتعالی کے عذاب
سے نجات ہو اگر تو کسی کی غیبت کریگا تجکو بھی آخرت مین تکلیف ہوگی اور تیری غیبت
سے لوگون کو مشقت ہوگی سعدی کہتے ہین ؎ زبان آمد از بہر شکر و سپاس
بغیبت نگرداندش حق شناس ؛ الحاصل اگر تو زبان کو نہ روکیگا اور خوش کریگا

اوسکے موافق کریگا ہلاک ہوگا اور قیامت مین عذاب مین پڑیگا چنانچہ اسی مضمون کی طرف بعض شعرانے اشارہ کیا ہے احفظ لسانك واحترز من لفظة فالمرء یسلم باللسان ویعطب یعنی اے انسان اپنی زبانکی حفاظت کر اور اوسکے نقصان سے ڈر کیونکہ بسبب اسی زبان کے انسان سلامتی پاتا ہی اور ہلاکت مین پڑتا ہی اور بسبب غیبت کے جس شخص کی غیبت کی اوسکو رنج ہوگا دل مین اوسکے زبان کا زخم پیدا ہوگا اور زبان کا زخم ایسا ہوتا ہے کہ اوسکا اچھا ہونا نہین ہوسکتا ہی کیونکہ جب ایک بات زبان سے نکلی کسی کی حق مین گالی یا شکایت نکلی اوسکا زخم دوسرے کے دل مین جم گیا اوسکا زوال نہین ہوسکتا ہی بخلاف زخم تیر کے کہ دوا وغیرہ سے وہ اچھا ہوسکتا ہی پس زبان کا زخم کہ اسکے سبب سے لوگون کو تکلیف ہوتی ہے تیرون کے زخم سے بھی زائد تر ہے اسیواسطے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین ؎ جراحات السنان لها التیام ؛ ولا یلتام ما جرح اللسان ؛ اور اسیکا مضمون بعض شعراء عالی وقار بزبان ہندی نظم کرتے ہین ؎

بھرتے ہین زخم تبر و تیرون کے	جبکہ اُن کا علاج کرتے ہین
ان زبانون کے زخم اے عاجز	عمر بھر تک نہین یہ بھرتے ہین

تیسرے یہ کہ جو وعدہ اللہ تعالے نے رزق کا کیا ہے اوسکو سچ سمجھ یعنی اللہ تعالے پر توکل کر اور جمع مال کی فکر نہ کر کیونکہ خود اللہ تعالی اپنے بندونکے رزق کا کفیل ہو گیا اور قرآن مین فرماتا ہے وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا اور اگر تو نے فکر جمع کرنے مال کی کی اس دنیا ہی فانی مین اپنی اوقات کو تحصیل مال مین ضایع کیا گویا اللہ تعالے کو تو نے جھوٹا سمجھا اور اوسکے وعدے کا اعتبار نہ کیا پس لائق ہی کہ اپنی عمر کو عبادات مین صرف کر اور دنیا کے حاصل کرنے مین اوقات کو خراب نہ کر کیونکہ دنیا ایک سراے فانی اور وطن اصلی جہان جاودانی ہی پس دنیا مین مثل مسافر کے رہنا چاہیے اور مال کے ساتھ فریب نہ کھانا چاہیے بعض شعراء ذی وقار لکھتے ہین ؎

راحت دنیا ہی عاجز یاکہ خواب	باد صرصر یا کہ برق مضطرب
سیل ہے یا سایۂ دیوار ہے	کچھ نہین معلوم کیا اسرار ہے

چوتھے یہ کہ ہر وقت مرنے کی استعداد رکھتا تا انتقال تیرا غفلت مین نہووے اور عاقبت تیری خراب نہو جاوے کیونکہ یہ دنیا ایک جہان فانی ہے کسی روز ضروری یہان سے سفر کرنا ہی ~~ آخر اس دنیا سے ہے اوٹھنا تجھی ٭ ذائقہ اس موت کا چکھنا تجھی ٭ اور جو شخص جانتا ہی کہ عنقریب ہمارا اس شہر سے سفر ہو گا سامان سفر کا مہیا کرتا ہے کچھ توشہ اپنے ساتھ رکھتا ہی پس ہمکو معلوم ہے کہ یقیناً ایک روز سفر کرنا ہوگا اور ملک الموت اپنی صورت دکھا دیگا لاجرم سفر آخرت کا زاد اپنے ساتھ رکھ لینا چاہیے اور مرنے کی استعداد پیدا کر لینا چاہیے تا ایسا نہو کہ یکایک روح قبض ہو جاوے اور عزرائیل خبر موت کی سنائے اوسوقت ندامت عارض ہو اور حسرت لاحق ہو کہ ہمنے کیون زاد و توشہ سفر کا مہیا نکیا اسی مضمون کی طرف اشارہ کیا ہے بعض شعرا نے ~~

چو زین دار فنا قصد سفر سوی دگر داری		چرا غافل نشینی اے دل اسباب مہیا کن

اور عطار فرماتے ہین ~~

بہ غفلت میگذارے زندگانی		دریغا گر چنین غافل بمانی

نظیر اسکی یہ ہے کہ اگر کوئی شخص نہایت خوش اور ہر طرح کا اوسکو چین و آرام ہو لیکن اوسکو خیال اس امر کا ہو کہ فلان شخص اگر یکایک آ جاوے ہمکو قید کرکے لیجاویگا حجرے مین بند کریگا ہر طرح سے تکلیف دیگا ایسی صورت مین وہ شخص لذائذ کو چھوڑ کے عیش سے منہ موڑ کے اس سامان مین رہتا ہے کہ اگر وہ شخص آ دیوے ہم کو تکلیف نہ دے لوگون سے جا کے ہاتھ جوڑتا ہے اپنی نجات طلب کرتا ہے سفارش اپنی اوس شخص سے چاہتا ہے پس اسی طرح ہر شخص کو لازم ہے کہ دنیا پر نظر کرے ہر وقت موت کی استعداد کرے اپنی عمر کو طاعت مولی مین صرف کرے تا ایسا نہو کہ ملک الموت یکایک تشریف لا دین اپنی صورت ہیبت دار دکھا دین ~~ آکھڑا ہو سر پہ عزرائیل جب ٭ بھول جاوے کر و فر یک لخت سب ٭ اور با ہزار شدت و محنت روح کو کھینچین پھر قبر تنگ و تاریک مین بند کر دین ~~ قبر مین تنہا پڑیگا جبکہ تو ٭ پھر فرشتے آکھڑا ہو روبرو ٭ وہان ہر طرح کا عذاب نمودار ہووے نہ کوئی اپنا ہمسر کو مدد

ہووے ادھر سے زمین دباتی ہو اودھر سے وحشت آتی ہی سب ہڈی اور پسلی لگین سب ٹوٹنے؛ جسم سے اعضا لگین سب چھوٹنے؛ ادھر سانپ اور بچھو ڈنک مارتے ہین اودھر سے ملائک گرز مارتے ہین سب ادس گھڑی کیو نکر ادسے دونگے جواب؛ جس گھڑی ہونے لگے قبر عذاب؛ **پانچوین** یہ کہ ہر وقت اللہ تعالی کا ذکر کیا کرہر وقت خدا سے التجا کیا کر کیونکہ ذکر اللہ تعالے کا مانند قلعہ کے ہی جسطرح سی آدمی اپنے دشمنون سے بچتا ہے اسی طرح خدا تعالے کے ذکر سے انسان گنا ہون سے بچتا ہے نقل کیا ہے اسکو تنبیہ الغافلین کے باب ذکر اللہ مین **ارشاد** امام حجۃ الاسلام ابو حامد الغزالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہین کان الصحابۃ یتلاقون بالبشر ولا یغتابون عند الغیبۃ ویرون ذلک افضل الاعمال یعنی صحابہ کی یہ چال تھی کہ جب کسی شخص سے ملاقات کرتے تھی خندہ دہان کشادہ پیشانی رہتے تھے تا اوس شخص کو رنج نہو وے اور کسی کے پیچھے اوسکی غیبت نہین کرتے تھے نہ یہ کہ سامنے اوسکے تعریف کرین اور غیبت مین اوسکی برائی بیان کرین پس جو شخص صحابہ کے طریقے پر چلے گا البتہ اوسمین استحقاق جنت کا ہوگا اور جو اس طریقے سے پھریگا سیدھا دوزخ مین جائیگا **حکایت** ایک مرتبہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم کی زمانہ مین ہوا تند بدبودار تھی جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم نے فرمایا یہ ہوا بدبودار اس سبب سی چلی کہ منافقین نے بعض مسلمانونکی غیبت کی نقل کیا ہے اسکو خزانۃ الروایات مین **نصیحت** اگر فی الحقیقت دیکھو تو اس زمانے مین بھی بسبب غیبت کے انواع واقسام کی تکلیفین ہوتی ہین اور ہر طرح کی سختیان نمودار ہوتی ہین لیکن لوگ اسکا خیال نہین کرتے ہین تو بہ نہین کرتا ہین **حکایت** ایک شخص نے چند اشخاص کی غیبت بطور کتابت کے کی اور اونکی عیوب کو سنا مین لوگون کے پاس لکھ بھیجا اللہ تعالی کو یہ امر نہایت ناگوار ہوا کیونکہ ادس سے ایک فعل ناسزا سرزد ہوا اتفاقاً ایک روز ادس سے اور اوسکے شاگرد سی لڑائی ہوئی نوبت مارکی آئی شاگرد نے اوسکو خوب دبایا ہر طرف سے خون بہایا اور یہ معاملہ ایک جم غفیر کے سامنے واقع ہوا وہ شخص نہایت نادم ہوا لیکن اوسکو اوسکا خیال نہ آیا

کہ یہ سزا اوس غیبت کی ملی اور یہ جزا اوس شکایت کی ملی **حکایت** ایک شخص تھا اپنے [illegible] قریبون کی بہت غیبت کیا کرتا تھا اپنی اوقات کو اونکی شکایت مین صرف کرتا تھا خداے تعالے نے اوسپر بلا محتاجی کی ڈالی کہ وہ شخص نہایت تنگ ہوا اپنی زندگی سے تنگ ہوا حتی کہ لوگون سے سوال کرنے کی نوبت آئی سخت محنت اوٹھائی **حکایت** ایک عورت تھی کہ لوگون کی غیبت از حسد کیا کرتی تھی اور اپنے اعزا اکو بہت ستایا کرتی تھی منتقم حقیقی نے اوسکے باطن مین زخم پیدا کیا کہ بسبب اوسکے اوسکی جان الیم مین تہلکہ پڑگیا جب وہ دم کھینچتی بہت سختی اوٹھاتی آخر کار اسی مرض مین اوسکا انتقال ہوا اہل دنیا کو نہایت ملال ہوا **حکایت** ایک شخص تھا کہ اپنے اوستاد کی نافرمانی کیا کرتا تھا اوسکی غیبت و شکایت مین بسر اوقات کرتا تھا اتفاقاً ایک روز اوس سے اور استاد سے لڑائی ہوئی اوستاد نے برسر محفل اوسکو جوتیان مارین لوگون نے اوسکو تھوکا ہر شخص نے اوسکو برا کہا یہ سزا اوسکو غیبت کی ملی **دقیقہ** چونکہ جناب شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم کے عہد مین غیبت کم واقع ہوتی تھی اوسکی بدبو اور خباثت لوگونکو معلوم ہوجاتی تھی اور اس زمانہ مین چونکہ ہر عام و خاص کیا جاہل کیا فاضل کیا ظالم کیا عالم شام و پگاہ لوگون کے گوشت کو کھاتے ہین لوگون کے عیوب کو اظہار کرتے ہین اسی سبب سے لوگون کی نظرون مین غیبت کی برائی معلوم نہین ہوتی ہے پس اوسکی نجاست اور خباثت کی بھی تمیز نہین ہوتی ہے اور جسطرح خاکروب کو بدبو غلاظت کی تمیز نہین ہوتی بسبب اسکے کہ وہی اوسکا پیشہ ہوتا ہے اور جو شخص ایک مکان بدبودار مین رہے بسبب عادت ہوجانے کے اوسکی ناک مین بو نہین معلوم ہوتی ہے اسیطرح اس زمانے کے لوگون کو علما ہون یا جہلا بدبو غیبت کی معلوم نہین ہوتی ہے اور ناک مین کچھ بدبو غیبت کی نہین جاتی ہے اور بسبب پراگندہ ہوجانے غیبت کے جاہلون کا یہ حال ہے کہ جب کوئی عالم ناچ دیکھے یا زنا کرے اوسکو فاسق سمجھتے ہین اوس سے اعتقاد کم کردیتے ہین نہایت تعجب کرتے ہین اوسکو بدنام کرتے ہین اور علما ہمیشہ غیبت کیا کرتے ہین اس امر مین کوئی اونکو بدنام نہین کرتا ہے کوئی اونکو برا نہین کہتا ہے اور

المون کا یہ دستور ہے کہ جاہلون کو وعظ مین ہر طرح کی نصیحت کرتے ہین احکام نماز و حج کی تعلیم
یتے ہین زنا اور شراب اور سود کی حرمت کو بیان کرتے ہین جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی
وسلم کی احادیث کو عیان کرتے ہین لیکن غیبت کے مسائل سے لوگون کو واقف نہین کرتے
ین غیبت کا حرام ہونا بیان نہین کرتے ہین دو سبب سے ایک یہ کہ اونکی نظرون مین چندان
غیبت گناہ نہین ہی کیونکہ وہ خود ہمیشہ غیبت کیا کرتے ہین دوسرے یہ کہ جانتے ہین کہ اگر
لوگون کو غیبت کے نہ کرنے کی نصیحت کرینگے غیبت کرنے والون کو فضیحت کرینگے سننے والے
ہین کو بدنام کرینگے اور کہینگے کہ فلانا عالم لوگون کو غیبت نہ کرنے کی نصیحت
رتا ہے اور خود ہمیشہ مسجد مین بیٹھ کے لوگون کو ذلیل کیا کرتا ہے پس اس امر میں ہالانہ
عیب چلا جائیگا اللھم نجنا من وساوس الشیطان وارحم علینا یوم العرض علی الرحمان
حکایت ایک روز خالد ربعی جامع مسجد مین بیٹھے تھے لوگون نے کسی کی غیبت شروع کی
ور کسی کی شکایت کی خالد نے اونکو منع کیا تھوڑی عرصہ کے بعد پھر اون لوگون نے غیبت شروع کی
و سوقت باغوار شیطان خالد بھی شریک شکایت ہوے بعدہ جب اوس رات
سوئے ایک شخص کو خواب مین دیکھا کہ اوسکے ہاتھ مین سور کا گوشت ہے
اور وہ اوس سے کہتا ہے کہ کھاؤ اوسکو خالد نے خواب مین جواب دیا کہ یہ گوشت نجس اور
حرام ہے مین اسکو کسطرح کھاؤن اوس شخص نے کہا کہ تم نے اس سے بدتر چیز کھائی ہے یعنی
گوشت آدمی کہ جسکے تمنے غیبت کی تمنے کھایا بعدہ اوس شخص نے سور کے گوشت کو انکے
منہ مین زبردستی ڈالدیا خالد کہتے ہین کہ جب مین جگا چالیس یا تیس روز تک میرے
منہ سے بدبو آیا کی نقل کیا ہے اسکو تنبیہ الغافلین مین نصیحت اے بھائیو ذرا غور کرو اور
کسی پر جور نہ کرو اگر سور کا گوشت کھانا منظور ہووے لوگون کی شکایت کرو ور
غیبت سے باز آؤ تعجب ہے لوگون سے کہ سور کا گوشت اگر اونکو کھلایا ... نہایت
مکروہ جانتے ہین اور کھلانے والے کے دشمن ہو جاتے ہین اور مجلس غیبت مین نہایت
نشاط کے ساتھ بیٹھتے ہین اور اگر حکایات صالحین کا بیان ہو جاوے تو ... عیب ...
ہو اوس مجلس کو پسند نہین کرتے ہین بلا شک ان لوگون پر شیطان غالب ہی اگر مجلس خیر ...

Marfat.com

اوسمین نیند آتی ہی اگر مجلس غیبت ہو طبیعت خوش ہو جاتی ہی جو کلام ہو جو بیان ہو اوس
کسی کی بھی غیبت کرتی ہین اگر موقع نہین ملتا ہے صرف آنکھہ مٹکا دیتے ہین جب کسی
سے بر خاست کرتے ہین راہ مین اہل مجلس کی غیبت کرتے ہین کہ فلان شخص بخیل
ہے فلان شخص ذلیل ہے فلان شخص حقیر ہے فلان شخص شریر ہے اوراس بیان
قہقہے مارتے ہین لوگون کو ہنساتے ہین سبب ان سب امور کا انکی غفلت ہی اگرچہ او
نہایت مسرت ہے چونکہ یہ لوگ شیطان کی پیروی کرتے ہین شیطان انکو خراب کرتا ہی
طرفہ ماجرا یہ ہے کہ حقیقت مین شیطان کی اطاعت کرتے ہین اور جب شیطانکی عداوت
کا حال پڑھتے ہین اعوذ باللہ پڑھتے ہین شیطان سے پناہ مانگتے ہین لیکن اپنے افعال کو نہین
چھوڑتے ہین اور غیبت سے منہ نہین موڑتے ہین پس خود شیطان ان لوگون پر ہنستا ہی
مثل ان لوگون کے مثل ایک شخص کی ہے کہ اوسکے سامنے شیر آوے اب ڈر ہو کہ شاید
وہ شیر کچھ زخم پہونچاوے یا جان سے مار ڈالے اور اوس شخص کے سامنے ایک قلعہ
ہو وے کہ اگر وہ اوس قلعے مین جاوے البتہ شیر کے ضرر سے نجات پاوے لیکن وہ شخص
قلعے مین نہ جاتا ہووے اور کہتا ہو کہ اس قلعے کے ذریعہ سے مین شیر کے ضرر سے
پناہ مانگتا ہون بس فقط اسی پر کفایت کرے پس ایسے شخص کو سب بیوقوف
کہتے ہین یہی حال ہے ان لوگون کا کہ اپنے کو خدا کا دوست کہتے ہین اور حقیقت
مین شیطان کی پیروی کرتے ہین اور خدا کی اطاعت کو چھوڑتے ہین اثر حضرت
ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہین کہ جب جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم
معراج کو تشریف لیگئے چند اشخاص کو دیکھا کہ وہ مردار کا گوشت کھارہے ہین جناب
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے جبرئیلؑ سے پوچھا یہ کون لوگ ہین جبرئیلؑ نے
کہا یہ وہ لوگ ہین کہ دنیا مین لوگون کی غیبتین کرتے تھے اور لوگونکی شکایتین کرتے تھے
نقل کیا ہے اسکو سیرۃ احمدیہ مین لطیفہ جو شخص خواب مین دیکھے کہ مین مردار کا گوشت
کھارہا ہون پس وہ لوگون کی غیبت کریگا تصریح کیا ہے اسکو امام غزالی نے حق رابع
کے بیان تلیح حقوق الصحبۃ سے لطیفہ جو شخص خواب مین دیکھے کہ مین آدمی کا گوشت

Marfat.com

مارا ہون اوسکی تعبیر یہ ہے کہ وہ لوگون کی غیبت کریگا کیونکہ قرآن مین غیبت کی تشبیہ گوشت کہانے کے ساتھ وارد ہوئی تصریح کی اسکی ابن سیرین نے اپنے رسالہ تعبیر مین حدیث فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم نے ان اللہ قد حرم علے المؤمن من المؤمن دمہ ومالہ وعرضہ وان یظن بہ ظن السوء یعنی اللہ تعالی نے حرام کیا ہے ہر مؤمن پر دوسرے مؤمن کے خون کو اور مال کو اور عزت کو حتی کہ کسیکو بیوجہ مار ڈالنا حرام ہے بلکہ حضرت ابن عباس کے نزدیک جو شخص کسیکو بلاوجہ مار ڈالے وہ شخص کبھی جنت مین نہ جائیگا اگرچہ توبہ کرکے مرے اور کسی کے مال کی چوری کرنا یا چھین لینا جائز نہین ہے اور کسی کی عزت ریزی حرام ہے اور بھی حرام ہے کسی مسلمان کے ساتھ بدگمانی کرنا نقل کیا ہے اسکو احیاء العلوم مین باب حقوق الاخوۃ والصحبۃ کے حق ثالث کے بیان مین ارشاد وہیب کہ فرماتے ہین لان ادع الغیبۃ احب الی من الدنیا وما فیہا ولان اغض بصری احب الی من ان یکون لی الدنیا وما فیہا یعنی غیبت چھوڑنا میرے نزدیک بہتر ہے تمام دنیا کی چیزونسے اور کسی اجنبیہ کیطرف نظر نکرنا بھی بہتر ہے دنیا سے نقل کیا ہے اسکو تنبیہ الغافلین مین **دقیقہ** ترک غیبت کے بہتر ہونے کی تمام دنیاسے وجہ یہ ہے کہ دنیا ایک شی فانی ہے اوسکا ثبوت اور قرار نہین ہے پس امور دنیا کی آخرت مین نہ ملینگے بلکہ لوگ اوسپر کف حسرت ملینگے اور غیبت کا چھوڑنا اسکا ثواب آخرت مین آدمی کو ملیگا پھر وہ شخص نہایت فرحت کریگا پس دنیا کو لینا دین کو چھوڑکے سخت بیوقوفی ہے اسی واسطے وہیب نے فرمایا کہ تمام دنیا سے غیبت چھوڑنا بہتر ہے **نصیحت** قول وہیب سے معلوم ہوا کہ کسی چیز حرام کی طرف نہ دیکھنا دنیا وما فیہا سے بہتر ہے اور یہ امر یعنی نظر کرنا اس زمانے کی عورتون اور مردون مین نہایت پراگندہ ہوگیا مردون کا حال یہ ہے کہ راہ مین چارطرف نظر کرتے جاتے ہین اگر کسی عورت خوبصورت کی طرف نظر پڑگئی اوسکو خوب بغور دیکھتے ہین اگر سر فنی نہین پاتے ہین آنکھون کے کونون سے دیکھتے ہین ہر شخص کے گھر کی طرف نظر ڈالتے ہین کہ شاید کوئی عورت پردے کے اندر ہووے اوسکو بھی دیکھ لیوین جب عورتون کی محفل اپنے گھر مین

Marfat.com

جمع ہوتی ہے کوٹھون پر چڑھ چڑھ کے پردہ ڈال ڈال کے غیرون کی عورتون کو دیکھتے
ہین تعجب ہے ان لوگون سے کہ لوگون سے حیا کرکے آشکارا ہوکے نہین دیکھتے ہین بلکہ
پوشیدہ پوشیدہ نظارہ کرتے ہین اور خدا تعالی سے جو ہر وقت حاضر و ناظر
ہے ذرا حیا نہین کرتے ہین اپنے مولے سے حیا نہین کرتے ہین مولے کے غلامون سے
شرم کرتے ہین اگر کسی عورت سے آنکھین دوچار ہوئین آنکھ لڑاتے ہین اور نوبت
زنا کی لاتے ہین اگر خلوت مین کوئی عورت ملی اوس سے بوس وکنار کرتے ہین سامان زنا
آشکارا کرتے ہین خواہ وہ عورت بہن ہو یا پھوپھو خالہ ہو یا اجنبیہ ہو کچھ خیال نہین کرتے
ہین کہ اس عورت سے مباشرت جائز ہے یا نہین ان لوگون نے اپنے بزرگون کا نام
خراب کیا اپنے نسب کو برباد کیا سلف کا یہ حال تھا کہ اگر کبھی شیطان غلبہ کرتا اور کسی کی طرف
دیکھ لیتے اپنی آنکھ کو پھوڑ ڈالتے اپنے کو خدا کی راہ مین کانا کر لیتے ہین اور اس زمانے
کی عورتون کی یہ چال ہے کہ مردون کی طرف دیکھنے کو درست سمجھتے ہین جب کبھی محفل
دیوان خانے مین جمع ہووے پردہ مین مردون کو دیکھتے ہین اور اگر کوئی خوبصورت
جوان کو دیکھ لیا خوب مزے کے ساتھ دیکھتے ہین اور نہایت طبیعت کو لذت دلاتے
ہین جب کبھی مرد جوان سے ملاقات ہوئے اور موقع ہاتھ آوے اوسکی طرف بر دقت
دیکھتی ہین تا وہ شخص بھی التفات کرے ذرا کچھ بات کرے ظاہر مین کہتے ہین کہ دیکھنے
مین ہمارے مردون کو کیا مضایقہ ہے ہان اگر مرد دیکھین ہمکو البتہ مضائقہ ہے اور دلمین
خواہش کرتے ہین طبیعت اونکی بسبب نظر کے بے قرار ہوتی ہے ابلیس کے یار ہوتی ہے
باوجودیکہ دیکھنا مردون کا عورتون کو اور عورتون کا مردون کو شہوت سے نہایت
گناہ ہے اور احادیث و آیات مین حکم اسکے منع کا وارد ہے اسی واسطے حبیب الٰہی کا کہا
کسی شی حرام کی طرف نہ دیکھنا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے اور نظر کرنا تمام دنیا سے بدتر
ہے اثر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما چونکہ نہایت عاقل اور فاضل تھے حضرت عمر
رضی اللہ تعالے عنہ ان کو مجلس مین شیخون پر نہایت بزرگ رکھتے تھے اور جو صحابہ
سن رسیدہ تھے اونسے زائد انکی تعظیم کرتے تھے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے

Marfat.com

فرزند سے کہا کہ مین دیکھتا ہون کہ عمرؓ تمھاری تعظیم کرتے ہین پس مین تمکو وصیت کرتا ہون چند چیزون
کی اور نصیحت کرتا ہون چند باتون کی کہ اگر وہ باتین تم عمرؓ کے سامنے کروگے تمھاری
قدر جاتی رہیگی اونکی نظر مین تمھاری عزت گھٹ جائیگی اول یہ کہ کسی کے سامنے کوئی
بھید عمرؓ کا نہ کھولنا اور اونکا افشاءِ سر نہ کرنا کیونکہ اگر تم اونکا بھید کسی کے سامنے کھولوگے
عمرؓ تمکو بد سمجھینگے اور تمھاری قدر نہ کرینگے **نصیحت** عیب کھولنے اور بھید ظاہر کرنے
مین اول ضرر یہی ہوتا ہے کہ بھید کھولنے والا اوس شخص کے سامنے حقیر ہوجاتا ہے اور
اس زمانے مین یہ امر نہایت منتشر ہوگیا ہے ہر شخص دوسرے کا بھید کھول دیتا ہے
لوگون سے اوسکا مشورہ کہدیتا ہے اگر وہ شخص منع کرے کہ فلانی بات کسی سے نہ کہنا اوسکا
منع کرنا نہین سنتا ہے اور اوسکی پیچھے پوشیدہ بات کھولدیتا ہے خداتعالی ان لوگون کو ہدایت
کرے تا یہ لوگ اپنے فعل سے باز آئین جہنم کی راہ مین نہ جائین **دوسرے** یہ کہ کسیکی
غیبت نہ کرنا عمرؓ کے سامنے **تیسرے** یہ کہ اونکے سامنے جھوٹ نہ بولنا کسی مقدمہ مین
خلاف واقعہ بیان نہ کرنا **نصیحت** اس زمانے مین جھوٹ بولنا لوگون کی غذا ہے ہر شخص
ہر بات مین بلا فائدہ جھوٹ بولتا ہے اگر محفل مین خصوصاً مسجد مین لوگ جمع ہووین جھوٹ
باتین اپنے دل سے بناکے کہتے ہین تا لوگ ہنسین اور قہقہہ مارین حدیث مین ایسے شخص
پر لعنت وارد ہوئی ہے نہایت شدت آئی ہے طرفہ ماجرا یہ ہے کہ جب کوئی شخص جھوٹ
بولتا ہے اوسوقت حاضرین کے سامنے یہ بھی کہدیتا ہے کیا کرین جھوٹ بولنا ضرور ہوتا ہے
باوجودیکہ جانتے ہین کہ جھوٹ بولنا حرام قطعی ہے **چوتھے** یہ کہ لا یطلعن منك علی خیانة
یعنی کوئی امر خیانت کا مال مین ہووے یا مشورے مین تم سے ظاہر نہ ہووے
نقل کیا ہے اسکو احیاء العلوم کی کتاب الاخوۃ مین حق ثالث کے بحث مین ارشاد ہے
بعض حکما فرماتے ہین ان ضعفت عن ثلاث فعلیك بثلاث ان ضعفت عن الخیر
فامسك عن الشر وان کنت لا تستطیع ان لا تنفع الناس فامسك عنهم ضرك و
ان کنت لا تستطیع ان تصوم فلا تاکل لحوم الناس یعنی اگر تجھ سے نیکی نہوسکے
اور جناب باری کی اطاعت نہوسکے پس بدی سے بچ اور مخالفت اوسکی سے احتراز کر

اور اگر تو لوگون کو نفع نہین دیتا ہی پس ضرر بھی نہ دے اور اگر تو روزہ نہین رکھتا
پس غیبت نہ کریعنی بہتر تو یہ ہے کہ ہمیشہ روزہ رکھا کرتا روزے مین غیبت سی بچا کر ور
جتنے الوسع غیبت سی پرہیز کیا کر نقل کیا ہے اسکو تنبیہ الغافلین مین ارشاد مجاہد فرماتے ہین
لاتذکر اخاک فی غیبتہ الا کما تحب ان یذکر لک فی غیبتک یعنی نہ ذکر کر تو
اپنے بھائی کا مگر اوس طرح پر کہ دوست رکھتا ہے تو یہ کہ ذکر کیا جاوے تیرا پس جس طرح
اگر کوئی تیری غیبت مین ذکر بد کرے اور غیبت کرے تو نہایت اس امر کو برا جانتا ہی اسی طرح
چاہیے کہ دوسرے کی غیبت کو بھی برا جان کیونکہ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے
ارشاد مجاہد کہتے ہین ان لابن ادم جلساء من الملائکۃ فاذا ذکر احدھم بخیر
قالت الملائکۃ ولک مثلہ واذا ذکر احدھم اخاہ بسوء قالت یا ابن ادم
کشف المستور علیہ عورتہ ارجع الی نفسک واحمد اللہ الذی ستر علیک یعنی
ہر شخص کے واسطے اللہ تعالی کی طرف سے فرشتے مقرر ہین جب کوئی شخص کسی کی بدی کرتا
ہے اور عیب کھولتا ہے اوسوقت فرشتے کہتے ہین اسے عیب کھولنے والے تونے اپنے
بھائی کا عیب کھولا حالانکہ اللہ تعالے نے اوسکے عیب کو چھپایا تھا لائق ہی تجکو کہ شکر
بجا لاوے اس بات پر کہ اللہ تعالے نے تیرے عیب کو نہ کھولا کیونکہ تجھ مین بھی ہر طرح کے عیب ہین
اور اگر کوئی شخص کسی کی تعریف کرتا ہے فرشتے کہتے ہین اسے تعریف کرنے والے اللہ تعالی
تجکو بھی ایسی نیکی دیوے نقل کیا ہے اسکو تنبیہ الغافلین مین دقیقہ غیبت اور عیب
کھولنے مین فرق یہ ہے کہ غیبت کہتے ہین کسی کے عیب بیان کرنیکو اس طرح پر کہ اگر
وہ شخص سنے تو برا جانے واسطے ذلت دینے اوس شخص کی خواہ وہ عیب پہلے سی لوگون کو معلوم
ہو دی یا پہلے سے لوگ اوس عیب سی واقف نہون بلکہ اسکے کہنے سی خبردار ہو وین اور افشای
سر یعنی عیب کھولنے مین ضرور ہی کہ وہ عیب لوگون کو پہلے سے معلوم نہووے اور
عیب کو لوگون کے آگاہ کرنے کے واسطے بیان کرے مثلاً اگر کوئی شخص بے نمازی مشہور
ہے پس اگر اوسکی غیبت کی یعنی اوسکا بے نمازی ہونا واسطے ذلت اوس شخص کی بلافائدہ
بیان کیا یہ غیبت ہو گی لیکن عیب کھولنا اوسکو نہ کہینگے کیونکہ یہ عیب یعنی بے نمازی ہونا اوسکا

پہلے سے لوگون کو معلوم تھا **حدیث** سلیمان بن جابر رضی اللہ عنہما نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم سے کہا کہ کچھ نصیحت کیجیے اور کچھ تحفہ عنایت کیجیے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم نے فرمایا ان تلقی اخاک ببشر حسن وان ادبر فلا تغتابہ یعنی بہتر یہ ہے کہ جب کسی اپنے بھائی سے ملاقات کرو فرحت کے ساتھ ملاقات کرو خندہ دہانی سے پیش آؤ کشادہ پیشانی کے ساتھ باتین کرو اور اوسکے پیچھے اوسکی غیبت نکرو اور اوسکا عیب بیان نکرو نقل کیا ہی اسکو احیاء العلوم مین **دقیقہ** اسی کو حسن خلق کہتے ہین کہ جب کسی سے ملاقات کرے اوسکو خوش رکھے اور جب وہ شخص چلا جاوے اوسکی غیبت نکرے اسیواسطے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم کی تعریف مین خدای تعالی نے فرمایا ہے وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ کیونکہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم ہر شخص سے اگرچہ کافر ہو خندہ پیشانی سے ملتے اور کسی کے پیچھے اوسکی غیبت نکرتے مگر جب لوگون کو کسی شخص سے بسبب اوسکی شرارت کے ضرر پہونچنے کا احتمال ہوتا اوسوقت البتہ آپ ایسے شخص کا عیب بیان کرتے لیکن جب وہ ملاقات کرتا نہایت آداب سے پیش آتے چنانچہ منقول ہی **حکایت** ایک شخص نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے آنے کا اذن چاہا حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سی جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم نے کہا یہ شخص اپنے قبیلے مین نہایت بد ہے بعدہ جب اوس سے ملاقات ہوئی حضرت رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اوس سے نہایت نرمی کے ساتھ باتین کین جب وہ شخص چلا گیا حضرت عایشہ رضہ نے حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے کہا اوسکے قبل آپ نے اوسکو شریر فرمایا پھر کسواسطے اوس سے نرمی کی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم نے فرمایا وہ شخص اللہ تعالے کے نزدیک بہت برا ہی کہ جسکو لوگ بسبب اوسکی شرارت اور فحش کے چھوڑ دین پس اگر مین لوگون سے سختی کیا کرون لوگ میری پاس کیسے آوینگے اسکو روایت کیا ہے مسلم نے کتاب البر والصلۃ کے باب مداراۃ من یتقی فحشہ مین نووی رح لکھتے ہین کہ وہ شخص عیینہ بن حصین تھا

Marfat.com

کہ اوسوقت تک ایمان نہین لایا تھا بعدہ ایمان لایا لیکن پھر مرتد ہو گیا نعوذ باللہ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے عہد مین قید ہوا اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ مین قاضی عیاض سے نقل کرتے ہین کہ عیینہ کا مؤمن ہونا اوس زمانے مین ثابت نہین ہوا پس غیبت اوسکی درست تھی اور اگر وہ مؤمن تھا پس آپنے اوسکی شکایت لوگون کے ڈرانے کے واسطے اوسکی شرارتون سے کی اور یہ درست ہے چنانچہ ذکر اسکا بتفصیل ہو چکا **نصیحت** مقام غور ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم کی یہ شان تھی اور اس زمانے کے لوگ کہ اپنے کو امت مین شمار کرتے ہین خلاف اسکے کار کرتے ہین بعض لوگ اس قسم کے ہین کہ جب کسی سے ملاقات ہووے اوس سے بسبب بغض کے کشیدہ خاطر رہتے ہین اچھی طرح اوس سے بات نہین کرتے اور پیچھے اوسکے اوسکی غیبت کو اپنی غذا بناتے ہین اوسکی ہجو مین رات دن رہتے ہین اور بعض لوگ اس قسم کے ہین کہ جب کسی سے ملاقات ہووے نہایت تعظیم وتکریم کرتے ہین اور اوسکے ساتھ نہایت فرحت کی باتین کرتے ہین لیکن جب مجلس برخاست ہوتی ہے اوسکی غیبت کرنا بلا وجہ شرعی شروع کرتے ہین اوسکے عیبون کو کھولتے ہین اور پھر اپنے کو حسن خلق کے ساتھ متصف کرتے ہین حالانکہ سب کام ریا کے کرتے ہین اگرچہ یہ لوگ اول قسم کے لوگون سے فے الجملہ اچھے ہین لیکن فی نفسہ نہایت برے ہین پس افسوس ہے انکے حال پر کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی امت سے ہین اور سیرت نبی کو اور صحابہ کو چھوڑتے ہین لازم ہے کہ توبہ کرین اس فعل سے باز آئین **حدیث** جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالے عنہ سے فرمایا یا معاذ اقطع لسانك عن اخوانك ولكن ذنوبك عليك ولا تحملها على اخوانك ولا تزك نفسك بتذميم اخوانك ولا ترفع نفسك بوضع اخوانك ولا ترائي بعملك والناس یعنی ای معاذ بند کرو تم زبان کو اپنے بھائیون کے عیبون سے یعنی کسی کی غیبت نہ کرو اور کسی کا عیب نہ کھولو اور اپنے کو اچھا نہ کرو دوسرونکو برا کرکے اور اپنے نفس کو بلند نہ کرو دوسرون کو ذلیل کرکے اور

عبادت مین ریا نہ کیا کرو نقل کیا ہے اسکو تنبیہ الغافلین کے باب التفکر مین **نصیحت**
اس زمانے مین جو لوگ مقرب بارگاہ سلطانی ہوتے ہین اور دربار دار دیوانی ہوتے
ہین سلطان یا دیوان کے سامنے لوگون کی برائیان بیان کرتے ہین لوگون کے
عیبون کو عیان کرتے ہین اس نیت سے کہ سلطان فقط ہمین کو اپنا مقرب رکھے اور
دوسرے کی طرف التفات نہ کرے اسی طرح امراسے بھی جب ملاقات ہوتی ہے
کسی کی تعریف درمیان آتی ہے مقربین ڈرتے ہین کہ شاید یہ امیر اوس شخص کی اگر تعریف
سنے اوسکو نوکر رکھ لے ہمارے روزینے مین کچھ فتور کردے پس اوسکی برائی بیان
کرتے ہین اشارۃً یا کنایۃً اوسکا عیب آشکارا کر دیتے ہین کہ فلان شخص شہدا ہے قابل صحبت
حمقا ہے تا وہ امیر اوس سے منہ پھیرے اور اوسکی صحبت سے منہ موڑے ضرور ہے ان لوگون کو
کہ توبہ کرین کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اس امر کو نہایت
منع فرمایا اور اس کام کو حرام فرمایا **حدیث** فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ
وسلم نے لا یری المؤمن من اخیہ عورۃ فیسترھا علیہ الا دخل الجنۃ یعنی
جو شخص کسی کے عیب کو دیکھے اور اوسکو آشکارا نہ کرے بلاشک وہ شخص مستحق جنت کا
ہوگا نقل کیا ہے اسکو احیار کے باب حقوق المسلم مین **حدیث** فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ و علی آلہ وسلم نے ان من اربی الربوا الاستطالۃ فی عرض المسلم بغیر حق یعنی ربوا سے
زیادہ گناہ مین مسلمان کی عزت ریزی ہے بغیر حق کے روایت کیا ہے اسکو بیہقی نے وجہ
زیادتی گناہ کی یہ ہے کہ سود مین فقط قرض کے باب مین زیادتی ہوتی ہے اور غیبت مین انسان
کی عزت لی جاتی ہے اور مسلمان کی عزت ہر چیز سے بہتر ہے اسی سے کہ اہل سنت کا اعتقاد یہ ہے
کہ انسان بہتر ہے فرشتے سے **دقیقہ** جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و علی آلہ وسلم
نے بغیر حق کے لفظ سے اسطرف اشارہ فرمایا کہ غیبت کرنا اگر ناحق نہو تو درست ہے
خواہ حق دنیا کا ہو یا دین کا اسیواسطے ظالم کی غیبت درست ہے اور جو شخص جھوٹ
روایت حدیث کی کرے اوسکو جھوٹا کہنا بھی درست ہے جیسے محدثین نے جرح و تعدیل
کی ہے اور بعض راویون کی حقارت کی ہے کیونکہ اگر لوگ اون لوگون کے عیب سے واقف

نہونگے اوسکی روایت کو سچ جانینگے پس دین مین [illegible]
ایک تخلل واقع ہو جائیگا چنانچہ تصریح اسکی گذر چکی [illegible]
فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے الغیبۃ [illegible]
یعنی غیبت کرنا اور چغلخوری کرنا ایمان کو چھیلتا ہے جب [illegible]
کے سبب سے تھوڑا ایمان غیبت کرنے والے کا چھلتا ہے غیبت [illegible]
پہونچتی ہے کہ وقت مرگ ایمان نکل چلا جاتا ہے اور یہی حال ہے چغلخوری کا [illegible]
اسکو سیرت احمدیہ مین اصبہانی نے سے وقیقہ غیبت اور نمیمہ مین فرق یہ ہے کہ [illegible]
درمیان دو شخصون کے ایک کی بات کو دوسرے کے سامنے نقل کرنا کہ فلان شخص تمکو [illegible]
بہ نیت فساد کے تا اون دونون مین دشمنی ہو جاوے اور غیبت کہتے ہین کسی کے
عیب نقل کرنے کو خواہ بہ نیت فساد کے ہو یا نہو پس جس مقام پر چغلخوری ہو گی غیبت
بھی وہان موجود ہو گی چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین یہی تعریف لکھی ہے
اور بعضون کے نزدیک غیبت اور نمیمہ مین کچھ فرق نہین ہے جسکو غیبت کہتے ہین اوسیکو
نمیمہ بھی کہتے ہین اور بعضون کے نزدیک نمیمہ بھید کھولنے کو اور عیب ظاہر کرنے کو کہتے ہین
اور اوسی کو افشاے سر بھی کہتے ہین خواہ از راہ فساد ہو یا نہو چنانچہ امام غزالی نے [illegible]
مین اسی مذہب کو پسند کیا لیکن تتبع احادیث سے مذہب اول حق معلوم ہوتا ہے [illegible]
ارشاد بعض تابعین کا قول ہے ادرکنا السلف وھم لا یرون العبادۃ فی الصلوٰۃ
والصوم بل فی الکف عن اعراض الناس یعنی پہلے صحابہ کا یہ حال دیکھا [illegible]
اور روزے کو چندان عبادت نہین سمجھتے تھے جسقدر کہ غیبت سے رکنے کو [illegible]
تھے نقل کیا ہے اسکو احیاء العلوم مین [illegible]
عبادتون سے افضل ہے اور روزے [illegible]
لیکن صحابہ غیبت سے بچنے کو اس سے بڑھ کر عبادت [illegible]
وجہ نماز اور روزہ یہ عبادت اللہ تعالیٰ کی [illegible]
کا عتاب ہوگا لیکن کسی بندہ کا حق [illegible]

Marfat.com

اسمین سوائے نافرمانی اللہ تعالی کے آدمی کا حق بھی متعلق ہے اور نافرمانی اللہ کی توبہ سے
معاف ہوسکتی ہے کیونکہ خدا تعالی غفور رحیم ہے اپنے بندون پر نظر رحمت کی کرتا ہے
یہانتک کہ کافر کو بھی رزق دیتا ہے پس جب گنہگار اپنے دونون ہاتھون کو اوٹھا کر جناب
باری کے حضور مین آہ وزاری کریگا بلاشک اللہ تعالے اوسکی مغفرت کریگا اور جب
گنہگار اپنے گناہ پر ندامت اور حسرت کریگا خداے تعالے اوسپر رحم فرماویگا کیونکہ
جب غلام اپنے مولی کے نافرمانی کرے اور سوائے مولے کے اوس غلام کا کوئی دستگیر
ہووے پس جب وہ غلام اپنے مولی کے سامنے ہاتھ جوڑتا ہے مولی اوسکے قصور
معاف کرتا ہے بخلاف غیبت کے کہ ذمہ غیبت کرنے والے کا فقط اللہ تعالی سے توبہ کرنے
سے پاک نہین ہوتا ہے جب تک کہ غیبت کرنے والا اوس شخص سے کہ جسکی غیبت کی قصور
معاف نہ کراوے پس اس سبب سے غیبت کرنا بدتر ہے نماز اور روزہ کے چھوڑنے سے
اور غیبت کا چھوڑنا بہتر ہے نماز سے **دوسری** وجہ عبادت کرنے سے گناہ چھوڑنے مین
فضلیت ہے یعنی اگر کوئی شخص عبادت نہین کرتا ہے لیکن جو جو گناہ شرع مین مقرر
ہین اوس سے بچتا ہے پس وہ شخص بہتر ہے اوس شخص سے کہ ہمیشہ عبادت کرتا ہے اور جملہ صغائر
اور کبائر مین مبتلا رہتا ہے خصوصاً وہ گناہ کہ بدترین ہے مثل غیبت کے جب یہ کلیہ ہر گناہ مین ہے
پس غیبت مین بدرجۂ اولی یہ بات ہوگی کہ غیبت سے بچنا نماز اور روزے سے بہتر ہوگا
اسیواسطے صحابہ بہتر جانتے تھے **حکایت** حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
ایک شخص نے سوال کیا یا حضرت جو شخص عبادت بہت کرتا ہے اور گناہ بھی بہت کرتا ہے
وہ بہتر ہے یا وہ شخص جو عبادت کم کرتا ہے لیکن گناہ بھی کم کرتا ہے حضرت ابن عباس نے جواب دیا
ماعدل بالسلامۃ شیئا یعنی جو شخص عبادت کم کرتا ہے اور گناہ بھی کم کرتا ہے
وہ بہتر ہے اور سلامتی اوسی کو ہے کیونکہ گناہ چھوڑنے مین ثواب زیادہ ہے [illegible]
نے نقل کیا ہے اسکو تنبیہ الغافلین کے باب الذنوب مین **تیسری** وجہ یہ ہے کہ ہر گناہ گویا مرض
ہے اور جو مرض کہ اوسکی دوا معلوم نہوتی ہو اور اوسکی تشخیص بھی خوب نہوتی ہو اوس مرض
کی بچنا محال ہے اور اوس سے صحت پانے کا احتمال ہی اور غیبت ایک مرض اس قسم کا ہی کہ اسکی دوا

Marfat.com

لوگون سے نہین ہو سکتی ہے کیونکہ اسکی برائی کسی کے [illegible]
بخلاف نماز اور روزے کے چھوڑنے کے کہ اسکی برائی [illegible]
جو مرض کہ اوسکا کوئی طبیب نہو وہ مرض نہایت سخت ہو [illegible]
ہے یہان تک کہ مریض کی جان لے لیتا ہے اور غیبت ایسا ہی [illegible]
نہین کیونکہ گناہونکے طبیب علما ہین اور وہ خود اس غیبت مین [illegible]
اس بیماری مین مبتلا ہین دوسرے کو کیسے اچھا کرینگے بخلاف نماز اور روزہ [illegible]
کہ اسکو علما البتہ برا جانتے ہین اور لوگون کو اس سے [illegible]
اجتناب کرنیکو بہتر سمجھتے تھے **پانچوین وجہ** یہ کہ جو مرض کہ اوسکا اثر کبھی [illegible]
تک پہونچے اور اوسکا ضرر دوسرے شخص کو ہووے وہ مرض نہایت برا [illegible] لوگون
کے نزدیک جیسے خارشت کہ اسکو سب برا جانتے ہین کیونکہ یہ مرض دوسرے شخص کو
بھی کبھی پہنچ جاتا ہے اور غیبت ایسا ہی مرض ہے کہ اسکے سبب سے اوس شخص کو جسکی
غیبت کی ہے ضرر ہوتا ہے بخلاف نماز اور روزہ چھوڑنے کی کہ اوسکا وبال فقط گناہ
کرنے والے پر ہوتا ہے اسی سبب سے صحابہ غیبت کو نماز اور روزہ [illegible] نہایت
جانتے تھے **چھٹی وجہ** نماز اور روزہ چھوڑنا گناہ [illegible] اور غیبت
ہے زبان کا اور زبان کا گناہ نہایت ضرر ہوتا ہے [illegible]
صحابہ غیبت کو نماز اور روزہ چھوڑنے سے برا سمجھتے تھے **حدیث** [illegible]
ثقفی رضی اللہ عنہ نے ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ [illegible]
پوچھا یا رسول اللہ حدثنی بامر اعتصم بہ یعنی کوئی [illegible]
میری فلاح اور رستگاری ہووے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ [illegible]
قل ربی اللہ ثم استقم یعنی اللہ تعالی کی ربوبیت [illegible]
صراط مستقیم پر چلے جاؤ اور گناہون سے اجتناب کرو [illegible]
یا رسول اللہ ما اکثر ما تخاف علی [illegible]
ہے پس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ [illegible]

Marfat.com

ایسا ہی کہ اسکے سبب سے آدمی کو نہایت خوف رکھنا چاہیے روایت کیا ہے اسکو ابن ماجہ نے
باب کف اللسان عن الفتنة مین اسیواسطے مولانا روم فرماتے مین ؎

ای زبان تو بس زیانی مر مرا	چون توئی گویا چہ گویم مر ترا

حدیث ایک روز فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے من وقاه اللہ شر اثنین ولج الجنة یعنی جو شخص کہ اللہ تعالی اسکو دو چیز سے بچاوے وہ شخص مستحق جنت کا ہی صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ وہ کون چیزین ہین فرمایا ما بین لحییه وما بین رجلیه یعنی ایک وہ چیز کہ درمیان دونون پیرون کے ہی یعنی فرج کہ اگر آدمی نے اسکی بدی سے نجات پائی البتہ قابلیت جنت کی اوسمین ہوئی اور جو شخص اسکی بدی مین مبتلا ہوا کسی سے زنا کیا کسی کی طرف دیکھا کسی سے بوس وکنار کیا وہ شخص مستحق جہنم کا ہوا دوسرے وہ چیز کہ مابین دونون داڑھون کے ہی یعنی زبان روایت کیا اسکو امام مالک نے مؤطا مین حدیث جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا اذا اصبح ابن آدم فان الاعضاء کلہا تکفر اللسان فتقول اتق اللہ فینا فانا نحن بک فان استقمت استقمنا وان اعوججت اعوججنا یعنی جب صبح ہوتی ہے تمام اعضاء آدمی کے زبان سے کہتے ہین ای زبان ہماری خرابی اور بہتری تیرے سبب سے ہے اگر تو سیدھی رہی تو ہم سب سیدھے رہینگے اور جنت مین جاوینگے اور اگر تو کج ہو گئی جہنم کی طرف چلی ہم سب تیرے سبب سے جہنم مین پڑینگے بلا وجہ آگ مین جلینگے روایت کیا ہے اسکو ترمذی نے حدیث جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے لوگون نے پوچھا وہ کون چیز ہے کہ اکثر سبب سے انسان جہنم مین جاوے فرمایا الاجوفان الفم والفرج یعنی وہ دو چیزین کہ جنکے سبب ہین ایک منہ دوسری فرج کہ ان دونون کے گناہون کے سبب سے اکثر آدمی جہنم مین جاوینگے روایت کیا ہے اسکو ابن ماجہ نے باب الذنوب مین دقیقہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جہنم مین دو چیزین بہت لیجاینگی ایک منہ دوسرا فرج لیکن منہ کا گناہ فرج کے گناہ سے بدتر ہی کیونکہ فرج کے گناہ کا زیادہ وبال فقط گناہ کرنے والے پر ہوتا ہے اور منہ کے گناہ کا حق دوسرے کے ساتھ متعلق ہوتا ہی نصیحت اس زمانے مین متقی ہونے کا مدار عبادات ظاہرہ

Marfat.com

مثل نماز روزے کے ہوگیا ہے جو شخص نماز بہت پڑھتا ہو [illegible]
بہت رکھتا ہو یا صدقہ بہت دیتا ہو اوسکو لوگ کہتے ہین [illegible]
اگرچہ تمام دن لوگون کی غیبتین کیا کرتا ہو اور تنہائیون مین [illegible]
جو شخص ظاہر مین عبادات کم کرتا ہو اور غیبت وغیرہ سے بچتا ہو [illegible]
سبب اسکا یہی ہے کہ لوگون کی نظرون مین غیبت کی کچھ [illegible]
کچھ شوکت نہین اللھم اھدنا واسلکنا سبیل الھدایۃ والرشاد حدیث فرمایا رسول
صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم نے الغیبۃ اشد من ثلثین زنیۃ فی الاسلام [illegible]
زنا کرنے سے حالت اسلام مین زیادہ تر گناہ ہے نقل کیا ہے اسکو محمد بن عثمان بن عمر البلخی [illegible]
فقیر حقیر راقم الحروف کہتا ہے کہ زنا کرنا حالت اسلام مین زیادہ بدہے زنا کرنے سے حالت
کفر مین دو وجہ سے پہلی وجہ یہ کہ کافر کو فقط اللہ تعالے کی طرف سے ایمان کا حکم ہے
اور مسائل فرعیہ جیسے نماز اور روزیکا واجب ہونا یا زنا اور سود کا حرام ہونا کافر پر حکم
نہین ہے بعضون کے نزدیک اسی واسطے وہ لوگ کہتے ہین کہ قیامت مین اگر کسی مسلمان پر
عذاب ہوگا بسبب اوسکے گناہون کے عتاب ہوگا اور کافر کو فقط بسبب اوسکے کفر کے
سزا ہوگی اور نماز وغیرہ چھوڑنے کے یا زنا کرنے کے جزا نہوگی کیونکہ اول سبب احکام کی
شرط ایمان ہے پس جب کافر مین اصل ایمان نہین ہے احکام بھی اوسپر واجب نہونگے پس
معلوم ہوا کہ زنا کرنا ایمان کی حالت مین نہایت بد ہے زنا کرنے کافر سے کیونکہ کافر کو زنا کرنے
پر کچھ عذاب نہوگا اگرچہ ایمان نہ لانے کا عقاب ہوگا اور [illegible]
البتہ عذاب ہوگا سخت حساب ہوگا دوسری وجہ یہ کہ زنا کافر کا معاف
ہوجانا موقوف توبہ پر نہین اور اوسکے عفو مین ندامت واجب نہین [illegible]
اپنے کفر سے باز آویگا ایمان کو اپنے دل مین جاویگا جو جو کام [illegible]
مین کیے ہین زنا ہو یا دوسرا گناہ ہو معاف ہو جاوینگے اگرچہ [illegible]
کے دل مین زنا سے ندامت حاصل نہوئی ہو کیونکہ اسلام [illegible]
کو عفو کر دیتا ہے اللہ نامۂ اعمال سے سب گناہون کو [illegible]

Marfat.com

زنا کہ وہ بغیر توبہ کے معاف نہین ہوتی ہے اسکی ذات بغیر ندامت کے پاک نہین
ہوتی ہے کسی نیکی سے زنا کا عقاب نہین جاتا ہے اگرچہ نیک کام صغیرہ گناہ مٹادیتا
ہی لیکن کبیرہ معاف نہین ہوتے ہین جبتک کہ انسان توبہ نکرے پس معلوم ہوا کہ زنا مسلمان
کا نہایت بد ہے کافر کی زنا سے کس واسطے کہ کافر کا زنا ایک نیکی کے کرنے سی کہ سب
نیکیون سے عمدہ ہے یعنی (ایمان) معاف ہو جاتا ہے اور مسلمان کا زنا کسی نیکی کرتے
سے معاف نہین ہوتا ہے جبتک کہ وہ شخص توبہ نکرے ہان اگر فضل خدا شامل ہو خود اللہ تعالی
بغیر توبہ انسان کے معاف کریگا اور اوسکے گناہون سے درگذر کریگا المرام اسیواسطے
جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم نے فے الاسلام کا لفظ فرمایا
تا معلوم ہو کہ غیبت تیس مرتبہ زنا کرنے سے نہایت بد ہے وہ زنا جو حالت اسلام
مین انسان سے صادر ہو کہ وہ خود بھی نہایت بد ہے زنا کافر سے **نصیحت** اس زمانے
مین زنا کو لوگ غیبت سے زیادہ گناہ سمجھتے ہین اسیواسطے اگر کسی شریف سے یا کسی
عالم سے زنا صادر ہو جاوے تمام لوگ اس امر کو نہایت عیب سمجھتی ہین اوس عالم
کو اور شریف کو نہایت بدنام کرتے ہین اوسکو فاسق سمجھتے ہین تمام شہر مین اوسکی شہرت
دیتے ہین اوس سے ترک ملاقات کرتے ہین فاجر اوسکو بنا دیتے ہین اگرچہ وہ شخص پھر توبہ بھی
کرے زنا سے اوسکو ندامت بھی حاصل ہووے لیکن لوگون کے دل مین جو خیال اوسکی
بدی کا آجاتا ہے اوسکا مٹنا محال ہو جاتا ہے اور علما اور شرفا کہ شام دیگاہ لوگون کی غیبتین
کیا کرتے ہین اس فعل مین کوئی اونکو فاسق نہین کہتا ہے کوئی بدنام نہین کرتا ہے۔ بلکہ خود
لوگ بھی اوس غیبت کرنے والے کی مجلس مین جاکے مزہ اوٹھاتے ہین اپنی آخرت
خراب کرتے ہین اثر حاتم زاہد فرماتے ہین ثلاث اذاکن فی مجلس فالرحمۃ عنہم
مصروفۃ ذکر الدنیا والضحاک والوقیعۃ فی الناس نقل کیا ہے تنبیہ الغافلین مین
یعنی تین مجلس ہین کہ اون مجلسون مین رحمت اللہ کی نازل نہین ہوتی ہے خدا کی عنایت
اہل مجلس پر کم ہوتی ہے پہلی مجلس وہ جسمین ذکر دنیا ہو یعنی لوگ اوس مجلس مین
بیٹھے ہوئے امور دنیا کا ذکر کر رہے ہون اور دنیا کے امور کے ساتھ خوشی

Marfat.com

کرتے ہوں ایسی مجلس میں رحمت اللہ تعالیٰ کی [illegible]
اسکی کئی وجہ ہیں پہلی وجہ یہ کہ رحمت [illegible]
انسیت رکھتے ہیں اور غیر جنس سے وحشت رکھتے ہیں اور جب
دنیا کے امور سے خوشی کرنے لگے رحمت انکے [illegible] ہو گی

	ہم جنس خواہی رہم دنیا دون		[illegible]

دوسری وجہ یہ کہ دنیا ایک شہر فانی ہے [illegible]
اطلس عمرت بمقراض شہور [illegible] پارہ پارہ کر [illegible]
ہر شخص اپنی ماں کے پیٹ سے آتا ہے اور [illegible]
دوسرے شہر کو جاتا ہے [illegible]

	اے دل ترا اگر گفت بدنیا قرار گیر جائے مقام نیست قل خوبرو منہ بنگر کہ تا تو آمدہ چند کس برفت		[illegible]

پس انسیت دنیا کے ساتھ سخت بیوقوفی ہے اور [illegible]
جسطرح مولی اپنے غلاموں میں جو عاقل ہوتا ہے اوسکی طرف التفات کرتا ہے
احمق ہو اوس سے نظر پھیر لیتا ہے تیسری وجہ یہ کہ دنیا [illegible]
اللہ تعالے کے نزدیک نہایت بری ہے پس جو [illegible]
رحمت کو کہ عمدہ ترین سب چیزوں سے ہے [illegible]
ہو اور اوسپر سلطان نے موتی لگا دیے ہوں [illegible]
خوب معلوم ہوتا ہے اور حقیقت میں نہایت برا ہے [illegible]
نظر کریگا اور اوسپر اپنا دل لگا دیگا بلا شک [illegible]
نفقط اوس سے بات کرنا چھوڑ دیگا اپنی عنایت [illegible]
رضی مولی ہے کیونکہ اللہ تعالے نے ہم لوگوں کو [illegible]
کے ذکر کیواسطے [illegible]

Marfat.com

اور اللہ تعالے فرماتا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ یعنی نہین پیدا کیا
مین نے جن اور انس کو مگر واسطے عبادت کے نہ واسطے غوایت کے جسطرح جو شخص کہ خلاف مرضی
سلطان کے کرے اوسپر سلطان نظر عنایت کم کر دیتا ہے اوسکی طرف کشیدہ خاطر سے
رہتا ہے دوسری مجلس جس مین مضحکہ ہووے یعنی لوگ اوس مجلس مین ہنسی ہی ہون
اپنی طبیعتون کو خوش کر رہے ہون راقم الحروف کہتا ہے اسکی بھی کئی وجہ ہین پہلی وجہ
یہ کہ ہنسنا سبب غفلت کا ہے اور جو شخص کہ اللہ تعالی سے غافل ہو اللہ تعالی بھی اوس سے
غافل ہوا سو واسطے رحمت ایسی مجلس سے بند ہوتی ہے دوسری وجہ یہ کہ ہنسنے کے
سبب سے ہنسنے والے کا دل سخت ہو جاتا ہی اثر پتھر کا پیدا کر لیتا ہے چنانچہ یہ امر مجرب ہے
کہ جو لوگ بہت ہنستے ہین اونکے دلمین نہایت سختی آجاتی ہے رقت اونکے دل سی چلی جاتی ہی
اسیواسطے نصیحت اونکو اثر نہین کرتی توبہ کی طرف اونکی طبیعت میل نہین کرتی اور اونکو
بھی رونا نہین آتا ہی دل اونکا ذکر جہنم سے خوف نہین کھاتا ہے اگر کسی کی شہادت بیان
ہو یا کسی کی وفات کا حال عیان ہو مطلق اونکے دلمین ملال نہین ہوتا ہے بلکہ وفات جناب
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم کا کہ سب مصیبتون سے زائد تر یہ مصیبت ہے
خیال نہین ہوتا ہے اور سختی دل کو اللہ تعالے نہایت برا جانتا ہے اسیواسطے کفار کے
حالات مین اونکی سختی دل کا بھی بیان فرماتا ہے پس اسیواسطے جس مجلس مین ضحک ہو
اوس سے رحمت اوٹھ جاتی ہی **دقیقہ** ہنسی کی تین صورتین ہین **اول صورت** اسطرحسی
ہنسنا کہ نہ آواز نکلے اور نہ دانت کھلین اور نام اسکا تبسم ہے کہ جسکو ہندی مین مسکرانا کہتے ہین
دوسری صورت اسطرح سے ہنسنا کہ اگرچہ دانت کھل جاوین لیکن آواز نہ نکلی اور اوسکو
ضحک کہتے ہین **تیسری صورت** اس طرح سے ہنسنا کہ آواز بھی نکلی جسکو قہقہہ کہتے ہین
نصیحت اس زمانے مین مسکرانا نہایت کم ہے اور ضحک یعنی دانت کھول کر ہنسنا نہایت
شایع ہے اور قہقہو کا رواج بحساب ہی ہر مجلس مین لوگون مین قہقہے ہوتے ہین آواز بلند
ہوتی ہے ہر شخص ایسی بات کرتا ہے کہ لوگ قہقہہ ماریں پس وہ شخص اپنے سر پر
ایک گناہ اپنے قہقہو کا دوسرے گناہ لوگون کے ہنسانے کا لیتا ہے اور راہ جہنم کو

Marfat.com

اختیار کرتا ہے خصوصاً مسجدون مین اور مقبرون مین کہ پنج وقتہ نماز کے واسطے
مین جمع ہوتے ہین لوگون سے تذکرے شروع ہوتے ہین قہقہے اوڑتے ہین اگر کوئی منع
کہ ہنسنا مسجد مین حرام ہے اوسپر لوگ ہنسنے لگتے ہین اوسکے ساتھ ٹھٹھا کرنے لگتے ہین
مقابر مین جب ایام عرس مین لوگ جاتے ہین فاسقون اور ہنسنے والون کو اپنے ساتھ لیجا
ہین قبرون کے قریب ذکر خدا کو چھوڑکے رشتہ عبرت کو توڑکے تذکرے دنیا کے کرتے
ہین اور خوب ہنستے ہین لوگون کو ہنساتے ہین اپنے دین کو بگاڑتے ہین حالانکہ جناب
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم اکثر تبسم فرماتے تھے اور کبھی دانت بھی
آپکے کھل جاتے تھے لیکن کبھی آپ نے قہقہہ نہین مارا کیونکہ قہقہہ نہایت خراب ہے
اسیواسطے خدا تعالے نے قہقہے کو جب نماز مین واقع ہووے مفسد نماز اور
وضو کا مقرر کیا ہے اور اگر باعتبار عقل کے دیکھو تو عقل کہتی ہے کہ ہنسنا نہایت حماقت
ہے کیونکہ مدار ہنسنے کا خوشی پر ہے اور جو خوشی زائل ہو اوسپر کسی کو ہنسی نہین
آتی ہے خصوصاً جب ہر طرف سے غم لاحق ہو اور ہر طرح سے رنج عارض ہوا در اصل
ہے کہ جو بات خوشی کی دنیا مین ہے وہ جانے والی ہے پس خوشی کرنا اوسپر سخت
بیوقوفی ہے باوجودیکہ آدمی کو ہر طرف سے فکر عارض ہے کیونکہ جسوقت اللہ تعالی نے
حضرت آدم علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پشت سے ہم کو نکالا اور گروہ جنتی کو گروہ جہنمی
سے جدا کیا نہ معلوم کہ اوسوقت ہم کو کس فرقے مین شمار کیا اور جسوقت مان کے پیٹ مین
روح ہم مین پڑی نہین معلوم کہ اوسوقت ہماری تقدیر مین سعادت لکھی گئی یا شقاوت اور
جسوقت موت عارض ہوگی نہین معلوم کہ روح خوش خبری کے ساتھ نکلے گی یا بدخبری
سے جاویگی **سعدی** چہ سالہاے فراوان و عمرہاے دراز * کہ خلق بر سر ما بر زمین بخواہد
رفت * اور جسوقت قیامت قائم ہوگی ہر طرح کی دہشت ہوگی دھوپ کی شدت ہوگی
پسینے کی کثرت ہوگی باانہمہ ہر وقت ہنسنا خالی حماقت سے نہین **حدیث**
فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم نے لا تباغضوا ولا تدابروا ولا تنافسوا
وکونوا عباد اللہ اخوانا روایت کیا اسکو مسلم نے ...

بغض نہ کرو اور تدابر نہ کرو یعنی غیبت اور تنافس نہ کرو یعنی دنیا کی طرف غایت مرتبہ رغبت
یا یہ چاہنا کہ ہمارے مثل کوئی فلان وصف مین نہو اور ہو جاؤ تم سب باہم بھائی اور بعضون نے
تدابر کے معنی یون لکھے ہین کہ تدابر کہتے ہین باہم منہ پھیر لینے کو یعنی جب دو شخصون مین
ملاقات ہووے ہر شخص بسبب بغض کے دوسرے سے منہ پھیر لیوے اور اپنی
پیٹھ اوسکی طرف کر دیوے **نصیحت** جن جن امور کے ممانعت جناب رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم نے فرمائی اس زمانے مین وہ سب امور
شائع ہین کہ ہر شخص دوسرے شخص سے بغض رکھتا ہے حتی کہ بیٹا باپ اور
ماں سے لڑتا ہے اور اوسکی شکایتین کرتا ہے اور شاگرد اوستاد سے بغض رکھتا ہے اگر موقع
پڑ جاتا ہے کہتا ہے کہ مین فلان شخص کا شاگرد نہین ہون اور بھائی بھائی سے عداوت رکھتا ہے
اپنی اوقات کو اوسکی غیبت مین صرف کرتا ہے اور جب دو بغض والون مین ملاقات ہوتی
ہے نوبت تدابر کی آتی ہے ہر شخص دوسرے پر سلام نہین کرتا ہے اوسکی طرف رخ نہین
کرتا ہے اور یہ تباغض وغیرہ قرابت مین بہت ہوتا ہے ہر شخص چاہتا ہے کہ مین فلان عزیز
سے رتبے مین اوپر ہو جاؤن اور ہر شخص اپنے قریب کے ساتھ ایسی بات کرتا ہے تا
اوس سے دشمنی ہو جاوے اور باہم لڑائی ہو جاوے باوجودیکہ صلہ رحم کا کرنا اور قرابت
کا لحاظ رکھنا ہر شخص کو پر ضرور ہے اللہ تعالی جمیع مسلمانون کو ہدایت دیوے اور
راہ راست پر چلاوے **حکایت** ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و
علے آلہ وسلم کے پاس ایک شخص آئے اور عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ مین سوا
پنجوقتہ نماز کے نماز نہین پڑھتا ہون اور سوا فرض روزون کے روزہ نہین رکھتا ہون
اور مین فقیر ہون پس صدقہ بھی نہین دیتا ہون اور حج بھی نہین کرتا ہون جب مین مرونگا
کہان جاؤنگا کیونکہ کوئی کام میرا جنت کے جانے کے واسطے نہین ہے پس فرمایا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم نے تو میرے ہمراہ جنت مین جاویگا اگر اپنے دل کو دو چیزون سے
محفوظ رکھے گا ایک حسد دوسرا دغل یعنی کینہ اور اپنی زبان کو دو چیزون سے نگاہ رکھیگا
ایک جھوٹ دوسری غیبت اور اپنی آنکھ کو دو چیزون سے بچاویگا ایک کسی حرام چیز کی طرف دیکھنے سے

Marfat.com

دوسرے کسیکو ذلیل سمجھنے سے پیدا ہوتی ہے [illegible]
کیا ہے اسکو امام غزالی نے رجا کے ذکر کے بیان میں [illegible]
سے معلوم ہوا کہ غیبت کا چھوڑنا نماز سے اور روزے [illegible]
چنانچہ اوپر اسکا تذکرہ ہو چکا اور اوپر میں نے سات وجہیں بیان کی [illegible]
وجہ آٹھوین خیال مین آگئی وہ یہ ہے کہ غیبت کی تشبیہ مردار کے [illegible]
واقع ہو گئی ہے اور ہر شخص کی طبیعت نماز اور روزہ چھوڑ [illegible]
لیکن مردار کھانے کو جائز نہین رکھتی ہے پس اسی سبب سی معلوم ہوا [illegible]
غیبت کا چھوڑنا بہتر تھا نماز اور روزے سے واللہ اعلم اور ان [illegible]
بات ثابت ہوتی ہے کہ نماز فرض اور روزۂ فرض کے چھوڑ دینے سے غیبت [illegible]
ہے پس عبادت نفل کو کون پوچھتا ہے **پانچوین فرع** غیبت کی مضرتون کے بیان مین پوشیدہ
نہ ہے کہ غیبت سے بہت ضرر پیدا ہوتے ہین دنیا مین بھی اور دین مین بھی اور غیبت
کرنے والا خسر الدنیا والاٰخرۃ ہوتا ہے **پہلی مضرت** نہ قبول ہونا دعا کا جو شخص
بہت غیبتین کیا کرتا ہے اور کبھی ندامت نہین کرتا ہے اوسکی دعا قبول نہین ہوتی ہے
اور اوسپر عنایت نازل نہین ہوتی ہے ارشاد فقیہ ابو اللیث تنبیہ الغافلین کی باب الحسد مین
فرماتے ہین ثلاثۃ لا یستجاب دعوتھم اٰکل الحرام ومکثار الغیبۃ ومن کان
فی قلبہ بخل او حسد للمسلمین یعنی تین شخصون کی دعا قبول نہین ہوتی ہے اور اونکی
عاجزی منظور نہین ہوتی ہے ایک وہ شخص کہ مال حرام کھاتا ہو دوسرا وہ شخص کہ غیبت کیا
کرتا ہو تیسرا وہ شخص جو مسلمان سی حسد رکھتا ہو یا بخل کرتا ہو **حکایت** ابراہیم [illegible]
رحمہ اللہ تعالیٰ سے لوگون نے پوچھا حضرت اسکی کیا وجہ ہے کہ ہم لوگ دعا کرتے ہین [illegible]
دعا قبول نہین ہوتی ہے ابراہیم رحمہ نے جواب دیا اس سبب سی کہ تمہارے دل [illegible]
پوچھا کیا وجہ ہے مردہ ہونے کی ابراہیم رحمہ نے کہا تم لوگون مین [illegible]
سبب سی تم لوگون کے دلون مین تازگی نہین رہی ہے اسی سبب سی تمہاری دعا قبول [illegible]
پہلا عیب یہ کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت کو تم لوگ جانتے ہو [illegible]

تم لوگ پہچانتے ہو اور خدا کے حق مین قصور کرتے ہو اوسکی اطاعت مین فتور کرتے ہو دوسرا عیب یہ کہ تم لوگ قرآن کی تلاوت کرتے ہو اور اوسکے موافق عمل نہین کرتے ہو تیسرا عیب زبان سے تم لوگ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و علے آلہ وسلم کے ساتھ محبت کا اظہار کرتے ہو اور اونکی حدیث کے موافق عمل نہین کرتے ہو حال آنکہ محبت کے معنی یہی ہین کہ بحب موافق مرضی محبوب کے کرے اور اوسکی چال پر چلے چوتھا عیب یہ کہ زبان سے تم لوگ کہتے ہو کہ ہم موت سے ڈرتے ہین اور موت کی استعداد عبادات سے پیدا نہین کرتے ہو حالانکہ جو شخص کسی چیز سے ڈرتا ہے اپنی نجات کی فکر کرتا ہے پانچوان عیب یہ کہ اللہ تعالے فرماتا ہے اِنَّ الشَّیْطَانَ لَکُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا یعنی شیطان تم لوگونکا دشمن ہے اوس سے ڈرتے رہو ۵ بہ تحقیق شیطان انسان کا ۞ عدو ہے کھلا یہ خدا نے کہا ۞ اور تم لوگ گناہ مین صرف اوقات کرتے ہو شیطان کو اپنا دوست بناتے ہو سعدی نے کہا ہے بر آرید ازین عار و ننگ ۞ کہ با او بصلیم با حق بجنگ ۞ چھٹا عیب یہ کہ زبان سے کہتے ہو کہ ہم دوزخ سے ڈرتے ہین اور دوزخ مین اپنے بدنون کو ڈالتے ہو کیونکہ ہمیشہ گناہ کیا کرتے ہو ساتوان عیب یہ کہ زبان سے جنت کی محبت کو ظاہر کرتے ہو اور جنت مین جانیکا کام نہین کرتے ہو آٹھوان عیب یہ کہ جب تم سوکے اٹھتے ہو اپنے عیبون کو پیچھے پیٹھ کے ڈال دیتے ہو اوسکی طرف خیال نہین کرتے ہو اور لوگون کے عیبونکو اپنے سامنے رکھتے ہو لوگون کی شکایتین کرتے ہو اسی سبب سے تم پر رحمت نازل نہین ہوتی ہے دعا قبول نہین ہوتی ہے چنانچہ اسی مضمون کی طرف مثنوی مین اشارہ ہے ۵

غافل اند این قوم از خود سر بسر	لاجرم گویند عیب ہمدگر

نقل کیا ہے اسکو تذکرۃ الاولیا اور احیاء العلوم مین **دوسری حضرت** کم ہونا نیکیون کا نامۂ اعمال سے **اثر** حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہین ان العبد لیعطی کتابہ یوم القیٰمۃ فیریٰ فیہ حسنات لم یکن عملھا فیقول یا رب انی لی ھذا فیقال لہ ھذا بما اغتابک الناس و انت لا تشعر نقل کیا ہے اسکو تنبیہ الغافلین مین اور کتاب الترغیب و الترہیب مین یعنی قیامت کے روز جب

Marfat.com

ہر شخص کی کتاب ہر شخص کو ملیگی اور ہر شخص اپنی کتاب میں [illegible]
بدی پر نظر پڑیگی طبیعت مضطرب ہوگی اوسوقت اکثر لوگون کو [illegible]
مین ایسی نیکیان پائینگے کہ دنیا مین انھون نے وہ نیکیان نہ کی ہونگی تھین وہ لوگ [illegible]
سے پوچھینگے یا اللہ یہ نیکیان ہمسے دنیا مین نہین ہوئی ہین پس ہماری کتاب مین کس طرح
درج ہاین ارشاد ہوگا کہ اے شخص اگرچہ تجھسے یہ نیکیان نہین ہوئین لیکن جن لوگون نے
تیری غیبتین کی تھین اونکی نیکیان اونکے نامۂ اعمال سے محو ہوکے تیری کتاب مین لکھی
گئین **حکایت** حسن بصری رحمہ اللہ تعالے نے سنا کہ فلان شخص نے میری
غیبت کی پس اوسکے پاس کچھ ہدیہ بھیجا اور کہلا بھیجا کہ تو نے بسبب غیبت
کے اپنی نیکیان مجکو دین ہین اوسکے بدلے مین یہ ہدیہ بھیجتا ہون نقل کیا ہے
اسکو نزہۃ المجالس مین **حکایت** حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین
ان الرجل لیعطی کتابہ منشورا فیقول یا رب فاین حسنات کذا وکذا عملتہا لیست
فی صحیفتی فیقول لہ محیت باغتیابک الناس نقل کیا ہے اسکو منذری نے کتاب الترغیب
والترہیب مین یعنی بعض لوگون کو قیامت کے میدان مین کتاب اعمال کی ملیگی وہ لوگ
دیکھکے کہینگے یا اللہ مین نے فلان فلان نیکیان دنیا مین کی تھین وہ کیا ہوئین کہ میری
نامۂ اعمال مین نہین ہین پس اللہ تعالے جواب دیگا کہ چونکہ تمنے دنیا مین لوگونکی غیبتین
کی تھین اسواسطے وہ نیکیان تمھاری کتاب سے محو کرکے جنکی تمنے غیبت کی تھی اونکے
نامۂ اعمال مین درج کی گئین

صحیفہ جو ظالم کا ہوگا تمام	نہوگا کہین اوسمین نیکی کا نام
کہے گا الٰہی مری نیکیان	لکھی تھین جو ساری گئین اب کہان
یہ ہوگا حکم نامے مین مظلوم کے	ترے کام نیک اب دیئے سب ہین لکھ

اللہ تعالے فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ یعنی خدا تعالے قیامت کے روز کسی پر
ایک ذرہ برابر بھی ظلم نہ کریگا پس جسکا حق جسپر ہوگا وہ دلوادیگا اور اگر کسی [illegible]
غیبت کی ہوگی غیبت کرنے والے کی نیکیان اوس شخص کو جسکی [illegible]

حدیث ایک روز جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم نے صحابہ سے پوچھا کہ تم لوگ آیا جانتے ہو مفلس کو صحابہ نے جواب دیا یا رسول اللہ مفلس وہ شخص ہے جسکے پاس کچھ مال نہو آپ نے فرمایا یہ مفلس باعتبار مال کے ہے اصل مفلس وہ ہے کہ قیامت کے روز خدا کے حضور مین حاضر ہووے اور اوسکی عبادات مثل نماز اور روزہ اور زکوٰۃ کے بہت ہووین پھر اوسپر لوگونکے حق بھی ہووین کسیکو اوسنے گالی دی ہو کسیکی اوسنے غیبت کی ہو کسیکا مال اوسنے کھایا ہو کسی کی جان اوسنے ماری ہو یہ سب حق والے قیامت کے روز اوسکے دامنگیر ہووین جناب باری مین اوسکی فریاد کرین اللہ تعالے عدل پر بیٹھے ہر حق والے کو خوش کرے ہر مدعی کو اوسکا حق پہونچاوے ہر شخص پر بساط احسان پھیلاوے اوس شخص کی نیکیان حق والون کو دینا شروع کرے اوسکی عبادات مین کم کرنا شروع کرے جب نیکیان اوسکی فنا ہو جاوین اور حقوق باقی رہ جاوین حق والونکی بدیان اوسپر ڈالے اوسکے نامۂ اعمال کو مدعیون کے سیئات سے سیاہ کرے آخر الامر وہ لوگ اپنا اپنا حق لے کے جنت مین جاوین اور وہ شخص جہنم مین جاوے حقیقت مین وہ شخص مفلس ہے کیونکہ جو دنیا مین مال کا مفلس ہے اوسکو چندان تکلیف نہین ہوتی ہے کیونکہ اور اہل اسلام اوسکے خبر گیران ہو جاتے ہین بخلاف اوس شخص کے کہ قیامت کے دن ہر طرف آواز نفسی نفسی بلند ہو گی ہر طرف سے جہنم کی جوش وخروش کی صدا کان مین پڑیگی ہر شخص اپنے اپنے حال مین گرفتار ہو گا کوئی کسیکا یار نہ مددگار ہو گا یہانتک باپ مان سے بھائی بہن سے جورو خاوند سے لوگ بھاگینگے کسی کے قریب نہ جائینگے بلکہ لوگ تمنا کرینگے اگر ہمارا حق کچھ ہمارے باپ پر ہوتا تو اوس سے آج لے لیتے اوسکی نیکیون کو اپنی کتاب مین بھر لیتے اوسدن عوام کو کون پوچھتا ہے انبیا نفسی نفسی کہینگے شفاعت سے ہاتھ اوٹھا لینگے اپنی لغزشون پر ندامت کرینگے کیونکہ اوس روز جناب باری کا دریاے غضب جوش کریگا ہر کس وناکس کو مدہوش کریگا عجب ایک کیفیت عالم کو طاری ہو گی کہ ہر شخص کو اپنی جان بھاری ہو گی پھر جب اعمال تلینگے لوگون کے چہرون کے رنگ اوڑینگے کہ دیکھا چاہیے کون پلہ بھاری ہوتا ہے کون پلہ ہلکا ہوتا ہے ۹

Marfat.com

پھر جب ہر شخص کو حساب کے واسطے کھڑا ہونا ہوگی ہر شخص [illegible]
کو سخت کلفت ہوگی لوگون کے [illegible]
حق والون کو بلاویگا نہایت انصاف کریگا [illegible]
ہم لوگونکی دنیا مین غیبت بکرتے کسی کو تکلیف نہ [illegible]
کہ میری بدیان دوسرے کو دی جاویں اور دوسرون کی نیکیان [illegible]
اوس روز جو حساب وکتاب مین گرفتار ہوا نہایت [illegible]
حدیث کو بغوی رحمہ اللہ نے تفسیر معالم التنزیل مین حکایت عبداللہ [illegible]
کہ مین ایک روز سفیان ثوری کی مجلس مین بیٹھا تھا [illegible] امام ابو حنیفہ [illegible]
کی مین نے سفیان سے کہا عجب شان ہے امام کی کہ وہ کسی کی غیبت نہین [illegible]
ہین کسی کی شکایت نہین کرتے ہین سفیان نے کہا [illegible]
نیکیون پر دوسرون کو مسلط نہ کرین کہ کسی کی غیبت کرین [illegible]
نے مسند ابو حنیفہ مین اور ابن خلکان نے اپنی تاریخ مین [illegible]
بدیون کا نامۂ اعمال مین حدیث فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ [illegible]
والغیبۃ فان فیھا ثلاث آفات لا یستجاب لہ الا [illegible]
علیہ السیئات نقل کیا ہو اسکو جزء الروایات [illegible]
تین آفتین ہین ایک یہ کہ غیبت کرنے والے کی دعا قبول [illegible]
کرنے والے کی نیکیان قبول نہین ہوتی [illegible]
ہوتی ہین اثر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ [illegible]
ہوگی اور دنیا تمام ہوگی اللہ تعالے تمام خلق [illegible]
ایک جا نفسی نفسی کی بلند ہوگی صدا [illegible]
حق کسی پر ہووے وہ آوے پس ہر شخص [illegible]
جو روسے حق کا طالب ہوگا [illegible]

Marfat.com

اسی مضمون کی طرف اللہ تعالے اشارہ کرکے فرماتا ہے فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ
بَیْنَھُمْ یَوْمَئِذٍ وَّلَا یَتَسَآءَلُوْنَ یعنی جب صور پھونکا جاویگا اور حساب سامنے آویگا اوسوقت
لوگون کی قرابتین مٹ جائینگی اور محبتین فنا ہو جائینگی پھر ہر شخص ہر شخص سے حق کا مدعی ہوگا کوئی کسیکی
رعایت نکریگا اور اس میدان مین دو قسم کے لوگ ہونگے جو شخص نیک ہوگا اور اللہ تعالے
کو اوسکو جنت مین داخل کرنا منظور ہویگا اوسپر اللہ تعالے اپنی عنایت اسطرح کریگا
کہ جب اوسکی نیکیان حق والے لیجائینگے مگر ایک ذرہ برابر نیکی بچیگی فرشتے خدای تعالے
سے کہینگے یارب اس شخص کی نیکیان سب ہوگئین مگر ایک ذرہ برابر نیکی باقی رہی ہے
پس اللہ تعالی فرمادیگا اس ذرہ برابر نیکی کو بڑھادو اور میری عنایت سے اس بندے کو جنت
مین داخل کردو اور جو بد ہوگا جہنم کا مستحق ہوگا اوسکا حال یہ ہوگا کہ جب اوسکی نیکیان بٹ جائینگی
اور حق والون پر تقسیم ہو جائینگی فرشتے کہینگے یارب ایک ذرہ برابر نیکی اس بندے کی باقی نہین
رہی اور حق والے ابھی تک باقی ہین پس اللہ تعالی فرمائیگا حق والون کے گناہ اسکے نامۂ
اعمال مین ڈالو اور اسکو جہنم مین لیجاؤ پس فرشتے لوگون کی بدیان اسکے نامۂ اعمال مین
زیادہ کرینگے اور جہنم کی طرف اسکو لے جائینگے ـــــــہ

اور نیکی ظالمون کی کردگار — دیگا مظلومون کو تا ہون رستگار
اور جو اوسکے نامۂ اعمال مینا — کچھ نہونگی نیکیان اوس حال مین
تو اوسی مظلوم کے اعمال زشت — جو کہ ہونگے درمیان سرنوشت
دیگا اوس ظالم کو حق بے اشتباہ — تا کہ وہ مظلوم ہو پاک از گناہ

نقل کیا ہے اسکو بغوی نے معالم التنزیل مین **نصیحت** انسان کو لازم ہے کہ اپنی عبادت پر
غرہ نکرے اور اپنی کثرت عبادات سے خوش نہووے کیونکہ قیامت کے روز یہ
عبادتین دوسرے کی کتاب مین چلی جائینگی اور اونکی بدیان اپنے نامۂ اعمال مین آئینگی
اسواسطے کہ جس قدر آدمی عبادت کرتا ہے اوس سے زائد اپنی گردن پر حقوق لیتا ہے مثلاً جب
انسان روزہ رکھتا ہے شیطان اوسپر سوار ہوتا ہے لوگونکو مارتا ہے لوگون کا سر کاٹتا ہے
غیبت کرتا ہے کسی کو گالی دیتا ہے کسی پر خفا ہوتا ہے کسی کے دل کو پژمردہ کرتا ہے پس یہ سبب

Marfat.com

بیان ایک روز حضرت ابو ہریرہ ... نے فرمایا
کو حاسبت نفسک ... انہ ...
انہ لا ینقضی عنک شیء ... علیک من غیبۃ ...
یعنی اگر تم ہمیشہ دن کو روزہ رکھا کرو اور رات کو عبادت کیا کرو اسپر خیال کرو تو تمام
غیبت مسلمان کی تم سے ہوئی ہوگی وہ نیکیوں سے بڑھ جاویگی اور تمام نیکیوں کو برباد
کر دیگی پس انسان کو لازم ہے کہ بندونکے حقوق سے ہٹے اور اپنے نفس کو بچائے رکھے
اور اپنی ذات کو بندون کے گناہوں سے محفوظ رکھے اگرچہ عبادت کم کرے اور نیکیوں
کی تحصیل کم کرے کیونکہ بندونکا گناہ زیادہ تر ہے اللہ تعالی کی نافرمانی سے اور تکلیف
بندون کی بدتر ہے اللہ کے عصیان سے اسی واسطے سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالی
فرماتے ہیں الکبائر ما کان فیہ المظالم بینک وبین عباد اللہ تعالے لان اللہ
تعالی کثیر العفو یعنی جو گناہ بندون کے درمیان ہووے وہ کبیرہ ہے اگرچہ
اونکو بھی تکلیف ہووے اور جو گناہ اللہ تعالے کا ہووے وہ صغیرہ ہے اگرچہ
زنا بھی ہووے کیونکہ اللہ تعالی بخشش کر دیگا اور بندہ حق کا طالب ہوگا نقل کیا ہے
اسکو بغوی نے آیت اِنْ تَجْتَنِبُوْا کَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ کی تفسیر میں اور آخرت میں
اونکی چیز کا جب حساب ہوگا پس غیبت اور نمیمہ کبائر میں انکا شمار ہے یہ ہر دو اونچی چیز
میں بیجا نیکے ارشاد حسن بصری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ان الرجل لیتعلق بالرجل یوم
القیامۃ فیقول بینی وبینک اللہ فیقول واللہ ما اعرفک فیقول بلی انت اخذت
لبنۃ من حائطی واخذت خیطا من ثوبی نقل کیا ہے اسکو امام غزالی نے کتاب [illegible]
میں یعنی قیامت میں ایک شخص دوسرے کا ہاتھ پکڑ کے کہیگا ہمارے اور تیرے درمیان
میں خدا حاکم ہے وہ شخص کہیگا میں تجھکو نہیں پہچانتا ہوں تو کون ہے [illegible]
میری دیوار سے ایک اینٹ نکالی تھی اور تو نے میرے کپڑے سے ایک دھاگا نکالا تھا
سبب سے میں بیان دعوی کرتا ہوں **حکایت** کمس بن المنہال بن بشر [illegible]
ایک گناہ کیا ہے کہ اوسکی ندامت مجکو چالیس برس [illegible]

لوگون نے پوچھا یا حضرت وہ کون گناہ ہے آپنے فرمایا مین نے ایک مرتبہ ایک مچھلی ایک شخص کی مہانداری کے واسطے لی تھی اوسکے کھانے کے بعد اپنے ہمسایہ کی دیوار سے بلا اجازت اوسکی مینے مٹی لیکے ہاتھ دھویا تھا اوسی گناہ پر مین روتا ہون نقل کیا ہے اسکو فقیہ ابو اللیث نے باب الذنوب مین پس لازم ہے ہر انسان کو کہ اس مقام کو دیکھ کے نصیحت پکڑے اور اپنے نفس کو قیامت کے روز فضیحت نہ کرے اگر لوگون کے حقوق اوسپر ہو دین اونسے معاف کرا لیوے تا قیامت مین پاک صاف ہووے ورنہ اسکی عبادت میدان حشر مین کچھ کام نہ آئیگی جب ہر طرف سے غل حقوق والون کے اوٹھینگے اور ہر گوشے سے اس کی فریاد اوٹھیگی اللھم یا رحمن لا تناقشنا فی الحساب واجعلنا من الآمنین یوم یعرض الکتاب یا وھاب بحق سل النبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم چوتھی مضرت نہ قبول ہونا نیکیون کا حدیث فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم فرما النار فی الیبس باسرع من الغیبۃ فی حسنات العبد نقل کیا اسکو احیاء العلوم کے باب علاج الغیبۃ مین یعنی نہین ہے آگ سوکھی چیز مین جلدی اثر کرنے والی غیبت کے اثر سے نیکیون مین یعنی جب سوکھی لکڑی آگ مین ڈالو کیسی آگ اوس مین جلدی لگتی اور وہ لکڑی جلدی جل جاتی ہے لیکن غیبت کا اثر نیکیون مین اس سے بھی جلدی ہوتا ہے کہ جب کسی نے غیبت کی اوسکی نیکیون مین فتور ہو جاتا ہے اور عبادات قبول نہین ہوتی ہین حدیث خالد بن معدان نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالے عنہ سے کہا اے معاذ مجھے حدیث بیان کرو وہ حدیث جو آپنے خود جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم کی زبان سے سنی ہو پس حضرت معاذ بہت روئے اور ایک حدیث نہایت طویل بیان کی اوس مین یہ بھی بیان کیا کہ ایک روز جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا اے معاذ جو لوگ حافظ عمل ہوتے ہین اور جو فرشتے اعمال کو لکھتے ہین کبھی ایسا ہوتا ہے کہ صبح سے شام تک کے ایک شخص کے اعمال نیک آسمان پر لیجاتے ہین اور وہ اعمال مثل آفتاب کے چمکتے ہوتے ہین جب اول آسمان پر

Marfat.com

پہونچتے ہیں اور روز جمعہ آسمان پر جانے کو چلا جاتا ہے [illegible]

اول آسمان پر مقرر کر رکھا ہے کہتا ہے کہ ان اعمال کو [illegible]

او سکو عدم مغفرت کی خبر دیدیجیو کیونکہ وہ شخص مسلمانوں کی غیبت کیا کرتا تھا [illegible]

قبول نہیں ہوگا [illegible] ابو اللیث [illegible]

حسن بصری فرماتے ہیں واللہ الغیبۃ اسرع فی دین الرجل المؤمن من الآکلۃ

فی الجسد یعنی قسم ہے خدا کی ہر آئینہ غیبت جلدی اثر کر جاتی ہے غیبت کرنیوالے کے دین

میں زخم کے اثر کرنے سے بدن میں جس وقت غیبت انسان نے کی اوسی وقت اوسکے دین میں

نقصان ہوگیا نیکیوں کی قبولیت میں فتور ہوگیا نقل کیا ہے اسکو امام غزالی نے باب الغیبۃ

میں پانچویں مضرت قیامت کے روز لوگوں کا دعوی کرنا اور جنکی

غیبت کی ہے اونکا فریاد کرنا **قطعہ**

اے یار جو کوئی کسیکو گلا دیوے گا		بیاد رکھ کہ وہ بھی نہ کل پاوے گا
اس دار مکافات میں سن اے غافل		جیسا کرے آج تو کل پاوے گا

حکایت ایک روز ایک شخص زاہد کے سامنے حجاج کی غیبت کرنے لگے

اور اوسکا ظلم بیان کرنے لگے پس زاہد نے کہا خدا تعالیٰ منصف حقیقی ہے جسطرح حجاج

سے مظلوموں کے حقوق کو لیگا اسی طرح حجاج کی طرف سے اوسکی غیبت کرنے والوں سے بدلا لیگا

جب حجاج دعوی کریگا چنانچہ سعدی علیہ الرحمۃ اسی حکایت کو منظوم کرکے فرماتے ہیں

کسے گفت حجاج خونخوارہ ایست		دلش ہمچو سنگ سیہ پارہ ایست
نترسد ہمی را او فریاد خلق		خدایا تو بستان ازو داد خلق
جہان دیدہ پیر دیرینہ زاد		[illegible]
گروہ داد مظلوم مسکین داد		[illegible]

حکایت ایک زاہد نے اپنی بی بی سے [illegible]

[illegible] کہا جھوٹوں کی [illegible]

سنکے فوراً اوس زاہد نے طلاق دیدی [illegible]

Marfat.com

طلاق دیدیا اونھون نے کہا اس عورت نے روٹی بیچنے والون کی غیبت کی قیامت کے روز وہ سب اسپر دعویٰ کرینگے اور اسکے دامنگیر ہونگے حاضرین کہینگے کہ یہ لوگ فلان کی بی بی پر دعوے کرتے ہین اس کہنے مین مجکو ندامت ہو گی اسواسطے مین نے طلاق دیدیا تا لوگ یہ امر زبان زد نکرین اور میری طرف اوس بی بی کو منسوب نکرین نقل کیا ہے اسکو تنبیہ الغافلین کے باب الغیبۃ مین **دقیقہ** اگر واقع مین دیکھو تو عیب بیان کرنا اوس عورت کا روٹی بیچنے والون کا غیبت نہین ہے کیونکہ غیبت مین یہ امر معتبر ہی کہ عیب بیان کرنا معین کا ہووے اسیواسطے مجہول کی غیبت درست ہی اور اس عورت نے روٹی بیچنے والون کا عیب بیان کیا تھا اور وہ مجہول تھے کیونکہ اوسنے کسیکا نام نہین لیا تھا لیکن زاہد اپنے کمال زہد سے اسکو بھی غیبت سمجھا اور بی بی کو چھوڑ دیا **راقم الحروف** کہتا ہی شاید اوس زاہد نے بیان کیا ہو گا کہ فلان شخص سے روٹی خرید کر لایا ہون پس جب بی بی نے عیب جو لگا بیان کیا یہ غیبت معلوم کی ہو گئی اسواسطے اوسنے طلاق دیا **نصیحت** اس حکایت سے معلوم ہوا کہ بد بی بی سے صحبت رکھنا اور اوسکے ساتھ معاشرت کرنا بد ہے بلکہ اوسکو چھوڑ دینا بہتر ہے کیونکہ بد شخص سے صحبت ضرر پیدا کرتی ہی اور زیادہ ملاقات کچھ اثر پیدا کرتی ہی جب بی بی بد سے صحبت ہوگی خاوند مین بھی اوسکی برائی آجائیگی کیونکہ صحبت کا اثر مشہور ہی اور یار بد کا بد ہونا سانپ سے بھی بڑھکر ہے **سو**

دور شو از اختلاط یار بد	یار بد بدتر بود از مار بد
مار بد تنہا ہمین بر جان زند	یار بد بر جان و بر ایمان کند
صحبت صالح ترا صالح کند	صحبت طالح ترا طالح کند

اور اس زمانے کا عجیب حال ہے کہ لوگون کی بی بیان فاسقہ ہوتی ہین لیکن اون کو نہین چھوڑتے ہین طلاق دینا عار سمجھتے ہین امر شرعی مین حیا کرتے ہین بے حیائی کو حیا سمجھتے ہین نہ ایسی بی بیون کو چھوڑتے ہین نہ اون کو نصیحت کرتے ہین اگر بی بی نماز نہ پڑھے کچھ التفات نہین رکھتے ہین اگر بی بی روزہ نہ رکھے کچھ خفا نہین ہوتے ہین اور باوجود دیکھنے جاننے کہ بی بی بعد جماع کے ناپاک رہتی ہو غسل نہین کرتی ہی لیکن اوسکو کبھی غسل کی تنبیہ نہین کرتے ہین

Marfat.com

راقم الحروف کہتا ہے اسکا موجب مین جماع کرنا بی بی کے ساتھ [illegible]
جو شخص ایک شر کو پیدا کرے گویا کہ وہ فاعل شر ہوتا ہے پس ناپاک رہنا [illegible]
اسکا سبب جماع ہے مردون کے پس لائق ہے مردون کو کہ بعد جماع غسل کیا کرین اور
ساتھ مجامعت مین کمی کیا کرین تا عورتین جو نہین آگاہ ہو جاوین اپنے قصور پر نادم ہو
غسل کرنے لگین پاک صاف رہنے لگین اور چونکہ مرد عورتون کو تعلیم نہین کرتے ہین
عورتین مردون پر شیر ہو جاتی ہین اپنی حکومت جتاتی ہین پھر مرد ایسا ڈرتے ہین جیسے
آدمی شیر سے اور بلی بھیڑیے سے اور عورتون کے تابع ہو جاتے ہین کہ بی بی کہتی ہے
جو تمھاری معاش ہے سب بہن کو دو ہار ازیور بناؤ مان کو اور بہن کو یا قریب کو نہ دو
ویسا ہی کرتے ہین اپنے عزیزون سے بی بیون کی طرف سے لڑتے ہین اگر بی بی نے کہے
تم اس وقت مسجد مین نہ جاؤ یا نماز نہ پڑھو اتباع اسکا واجب سمجھتے ہین خدا کے حکم کو
طاق پر رکھ دیتے ہین باوجودیکہ اگر مان منع کرے بیٹے کو کہ عشا کے وقت اندھیرے مین نماز
کو نہ جاؤ فرزند کو لازم ہے کہ مانکا کہنا نہ مانے اور مسجد کو چلا جاوے چنانچہ بخاری نے حسن بصری
سے نقل کیا ہے اور ایسے ماننے والے ایسا کرتے ہین کہ اگر مان منع کرے کہ آج مسجد مین
نماز کے واسطے نہ جاؤ تو مان کی ضد کرتے ہین مسجد مین چلے جاتے ہین اور جب بی بی کہے کہ
مسجد مین نہ جاؤ فی الفور حکم مان لیتے ہین تابعداری کو جب جان لیتے ہین مسجد [illegible]
فرماتے ہین سعدی کے گفت کس را زنے بد مباد دگر گفت زن در جہان خود مباد
پس لازم ہے ان لوگون کو کہ توبہ کرین اور ایسی بی بی سے صحبت کم کرین یا نصیحت
کرین کیونکہ گنہگار سے صحبت رکھنا اچھا نہین اور ہر مخلوق گنہگار کو بد کہتی ہے جیسا منقول
ہے جس وقت جنت مین حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے گناہ صادر ہوا اور
ان کو زمین پر آنیکا حکم ہوا جنت کی ہر چیز رونے لگی اور انکی جدائی پر حسرت کرنے لگی مگر
سونا چاندی خدا تعالیٰ نے ان دونون سے پوچھا تم ہمارے رفیق پر کیون نہین روتے ہو
اور چاندی نے عرض کیا یا رب جس شخص نے تیری مخالفت کی اسکی جدائی پر ہم
کس طرح روئین پس اللہ تعالیٰ نے کہا اے سونا اور چاندی سبب اسکے تمھاری عزت [illegible]

اس زمانے میں کسی کی اولاد اطاعت [illegible]

سونا چاندی کی عزت [illegible]

تمکو مین نے ایسی عزت دی کہ ہر چیز کی تمکو قیمت بنایا اور ہر شخص کا تمکو محبوب کیا نقل کیا ہے
اسکو نزہۃ المجالس کے باب التوبہ مین اللھم نجنا من البلاء العام یاذا الجلال والاکرام
آمین چھٹی حضرت قیامت کے روز حساب کی سختی ہونا اور باب غیبت مین شدت
سوال کا ہونا اسی واسطے زہاد حساب محشر سے نہایت ڈرتے تھے اور عذاب محشر سے بیہوش
ہوجاتے تھے اثر حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ میدان حشر مین خدایتعالی کے سامنے
بارہ موقف ہونگے ہر موقف مین ایک ایک چیز کا سوال ہوگا اونمین سے چوتھے موقف مین
غیبت سے سوال ہوگا اگر اوس شخص سے غیبت نہوئی ہوگی آگے بڑھایا جائیگا ورنہ اوسی
مقام مین ہزار برس کھڑا کیا جائیگا نقل کیا ہے اسکو عبدالوہاب شعرانی نے کشف الغمۃ عن الاحوال الامۃ
مین حکایت ایک روز عوف نے ابن سیرین کے سامنے حجاج کی غیبت شروع کی ابن سیرین
نے کہا اے عوف اگرچہ حجاج ظالم ہے پس اللہ تعالے مظلومونکا حق حجاج سے لیگا اور اوسکا حساب
حجاج سے کریگا لیکن غیبت کرنا حجاج کی بیجا ہے کیونکہ اللہ تعالی غیبت کرنے والے سے حجاج کی طرف
سے حساب کریگا نقل کیا ہے اسکو امام غزالی نے کتاب الغیبۃ مین دقیقہ
راقم الحروف کہتا ہے جبکہ زندگی حجاج مین اوسکی غیبت کا یہ حال ہوا کہ ابن سیرین نے اوسکو
نا جائز کیا پس اب بدرجۂ اولی غیبت حجاج کی جائز نہوگی اس وجہ سے کہ ہر مردے کی غیبت بعد مرنے
کے جائز نہین ہے چنانچہ تفصیل اسکی سابقاً گذر چکی پس حجاج کی بھی غیبت اسی طرح ہوگی اور
حجاج سے وقت موت کے کلمات مغفرت کے منقول ہوتے ہین پس شاید اللہ تعالے نے
انکے گناہون کو اپنی عنایت سے معاف کیا ہو کیونکہ وہ غفور رحیم ہے منقول ہے کہ وقت موت
کے حجاج کہتے تھے یارب اغفرلی فان الناس یقولون انک لاتغفرلی یعنی اے رب بخشدے
مجکو اور مرحوم کر مجکو کیونکہ لوگ ایسا گمان کرتے ہین کہ تو مجکو نہ بخشیگا بعد مرنے حجاج کے اس کلمہ
کی خبر جب حسن بصری کو پہونچی اونھون نے تعجب کیا نقل کیا ہے اسکو امام غزالی نے باب کلام
المتعمقین مین اللہ نووی لکھتے ہین لایجوز لعن الحجاج یعنی حجاج پر لعنت کرنا درست نہین
نقل کیا ہے اسکو نزہۃ المجالس کے باب فضل الدعا مین اور منقول ہے کہ حجاج وقت مرنے کے
کہتے تھے یارب لوگ میرے باب مین قسم کھاتے ہین کہ اللہ تعالے حجاج کو نہ بخشیگا

Marfat.com

لیکن تو بڑا غفور رحیم ہے میرے گناہون کو بخشدے [illegible]

یارب قد حلف الاعداء واجتهدوا	بانهم انني من خوفكم [illegible]
ایحلفون علی عمیاء ویحهم	ما ظنهم بعظیم [illegible]

جیساکہ حیوٰۃ الحیوان مین مذکور ہے **حکایت** ایک روز داؤد طائی کسیطرف ایک [illegible] مین گذر کیا اور اونکو وہان غش آگیا جب مدہوشی اونکی گئی لوگون نے پوچھا کہ اس مقام مین اپکی بیہوشی کا کیا سبب ہے داؤد نے جواب دیا مجکو یاد آیا کہ [illegible] مین مین نے ایک شخص کی غیبت کی تھی پس مجکو اللہ تعالےٰ کے حساب کا خیال آگیا کہ اس غیبت مین اللہ تعالےٰ کسطرح مجکو پکڑیگا پس مین بیہوش ہو گیا نقل کیا ہی اسکو [illegible] باب الغیبۃ مین **نصیحت** اللہ تعالےٰ کا حساب نہایت سخت ہی کیون نہو اگر کوئی بادشاہ اپنے کسی نوکر کو پکڑلے اور پوچھنا شروع کرے کہ تمنے یہ کام کیون کیا وہ شخص اس حساب سے نہایت تنگ ہو جاتا ہے پس خدا ہی تعالیٰ کہ علام الغیوب ہی جب ایک ایک فعل کا سوال کریگا ہر ہر شخص کا بدن لرز یگا قول سعدی ہے بجائیکہ دہشت خورد انبیا ۔ تو عذر گنہ را چہ داری بیا ۔ اور اسیواسطے عباد حساب الٰہی سے نہایت خوف کرتے تھے اور عذاب الٰہی سے ڈرتے تھے **حکایت** ایکمرتبہ ایک جماعت عباد کی کہ انمین بھی موجود تھے سفر کے واسطے نکلی اور وہ لوگ اسطرح کی عبادت کرتے تھے بسبب کثرت عبادت کے اونکی آنکھین گڑھے مین گھس گئی تھین اور اونکے پیر پھول گئے تھے اور [illegible] کے لاغر ہوگئے تھے گویا خربزہ کے چھلکے تھے اور گویا ابھی قبرون سے [illegible] تھے راہ مین ایک مقام پر ایک عابد بیہوش ہوگیا اور باوجودیکہ وہ ایام [illegible] کے تھے اونکے سر سے بسبب دہشت کے پسینہ ٹپکنے لگا جب اونکو ہوش [illegible] لوگون نے پوچھا اوسنے کہا جب مین اس مقام پر [illegible] مین مین نے گناہ کیا تھا یہ خیال آگیا میرے دل مین دہشت حساب کی آگئی [illegible] طاری ہو گئی نقل کیا ہی اسکو امام غزالی نے اپنی [illegible] مین **حکایت** ایک روز امام ابو حنیفہ رحمہ راہ مین چلے جاتے تھے [illegible] ایک [illegible]

Marfat.com

لٹک گیا اوس لڑکی نے کہا ری شخص تو نے مجکو تکلیف دے کیا تو قیامت کے حساب کو خیال
نہین کرتا ہے اور خدا تعالےٰ کے قصاص سے خوف نہین کرتا ہے پس یہ سنکے امام جعفر تاروکہ
اور حساب کے نام کو سنکے نہایت دہشت مین آگئے نقل کیا ہے اسکو زہتہ المجالس و منتخب
النفائس کے باب اجتناب الظلم مین الحق حساب الٰہی مقام دہشت ہے اور قصاص الٰہی مقام
وحشت ہے دیکھو اگر کوئی شخص کسی کے افعال بد کو پوچھنا شروع کرے کس طرح طبیعت اوسکی
گھبراتی ہے اور روح جانے کو چاہتی ہے پس بید ان حشر کے حساب کو نہ پوچھنا
چاہیے کہ اوسکا حد و پایان نہین ہے؎ دران روز کز فعل پرسند و قول ٭ اولوا العزم
راتن بلرزد ز ہول ٭ ساتوین مضرت حشر مین ندامت کا عارض ہونا اور نشر مین حسرت
کا لاحق ہونا سعدی کہتے ہین؎ سر از جیب غفلت بر آور کنون ٭ کہ فردا نماند بحسرت
نگون ٭ کیونکہ دنیا مین اگر کوئی کسیکو گالی دیوے اور وہ شخص اپنا دعوی گالی دینے
والے پر عدالت فوجداری مین پیش کرے پس اوس گالی دینے والی کو کسطرح ندامت ہوتی
ہے اور گالی دینے پر کیسی حسرت ہوتی ہے کیونکہ اگر عدالت مین اقرار گالی دینے کا
کریگا سزا پائیگا اور اگر انکار کریگا مدعی گواہ پیش کریگا آخر گالی دینا اسکا ثابت ہوجائیگا
اور وبال اوسکی جان پر آئیگا اسیطرح قیامت کے روز جب لوگ کسی شخص پر دعویٰ
کرینگے کہ اسنے ہماری غیبت کی ہے اور اللہ تعالیٰ کہ عالم الغیب ہے اس سے سوال کریگا پس اگر یہ اقرار
کریگا مجمع عام مین رسوا ہوگا اور اگر انکار کریگا اللہ تعالیٰ اسکے اعضا کو حکم کریگا اور زبانکو گویائی
عنایت کریگا اور ہر عضو اوس شخص کا حال کھولیگا لوگون کے سامنے رسوا کریگا مگر ہان جو لوگ
ابرار ہین یا جن پر فضل خدا ہو وہ لوگ نجات والے ہونگے ندامت سے بیخوف
ہونگے سعدی؎

قیامت کہ نیکان بر اعلیٰ رسند	ز قعر ثریٰ بر ثریا رسند
ترا خود بماند سر از ننگ پیش	کہ گردت بر آید عملہاے خویش
برادر ز کار بدان شرم دار	کہ در روی نیکان شوی شرمسار

مولانا مخدوم فرماتے ہین؎

روز محشر ہر نہان پیدا شود	ہم ز خود ہر عضو [illegible]
دست و پا بدہند گواہی با بیان	بر فساد او بہ پیش مستعان
دست گوید من چنین دزدیدہ ام	لب بگوید من چنین بوسیدہ ام
پاے گوید من شدستم تا منے	فرج گوید من بکردستم زنے
چشم گوید کردہ ام غمزہ حرام	گوش گوید چیدہ ام سوء الکلام

اسیواسطے زہاد از حد قیامت کی ندامت سے ڈرتے تھے اور حساب قیامت سے خوف کرتے

حکایت جب ابو سلیمان دارانی رح قریب انتقال ہوئے اہل مجلس اون سے کہنے لگے اے سلیمان مقام فرحت ہے کہ آپ غفور رحیم کے پاس تشریف لیجاتے ہین آپکو کچھ اندیشہ نہین ہے کیونکہ وہ سب گنہ بخشدیتا ہے پس ابو سلیمان نے کہا کیا وہ اللہ تعالے ایسا نہین ہے کہ گناہ صغیرہ پر حساب کرتا ہے اور گناہ کبیرہ پر عقاب کرتا ہی پس جس طرح اوسکی رحمت کے امیدوار رہنا چاہیے اسی طرح اوسکے غضب سی بھی ڈرنا چاہیے نقل کیا ہے اسکو امام غزالی نے باب کلام المتغفرین مین **نصیحت** اہل زمانہ جب کوئی گناہ کرتے ہین اور کوئی اونکو نصیحت کرتا ہے کہتے ہین کہ اللہ ہمارا غفار ہے وہ ہمارے گناہون کو بخشدیگا اور کسی گنہ کی حقیقت نہین سمجھتے ہین اور بیباک ہوکے گناہ کرتے ہین اور نہین سمجھتے ہین کہ اگر خدا تعالے ایک ادنی گنہ پر سوال کرے انسان سے کچھ جواب بن نہ پڑے اور اگر دریاے غضب الہی جوش کرے کسیکا ہوش نہ رہے اور میدان حشر مین اسطرح غضب الہی کا سامان نمودار ہوگا کہ ہر شخص حتی کہ انبیاے سابقین نفسی نفسی کہینگے اور کوئی کسی کی شفاعت نہ کریگا حتی کہ جب تمام لوگ تنگ ہوکر حضرت آدم اور ابراہیم اور موسی اور نوح اور عیسی علی نبینا وعلیہم الصلوۃ والسلام کے پاس بامید شفاعت جاوینگے سب عذر کرینگے مگر جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم کمربستہ ہوکے شفاعت کا اقرار کرینگے اور آپ امتی امتی پکارینگے پس اہل زمانہ غضب الہی کو کچھ خیال نہین کرتے ہین اور بیباک ہوکے گناہون کو خوش ہو ہوکر کرتے ہین حال آنکہ بعد گناہ کے چھوٹا سمجھنا گناہ کو اور خوش ہونا نہایت [illegible]

نیک کاموں سے رہا مین دور دور | عمر بھر کرتا رہا فسق و فجور
ہو گی پرسش حشر مین مجھسے ضرور | پیش جائیگا نہ وان کچھ مکر و زور

آٹھوین مضرت قیامت مین گوشت اوس شخص کا جسکی غیبت کی ہے پیش کیا جانا اور مردار کے کھانے کا حکم کیا جانا چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت گذر چکی کہ جو شخص کسی کی غیبت کریگا قیامت مین اوسکے سامنے وہ شخص جسکی غیبت کی ہے مردہ پیش کیا جائیگا اور حکم ہوگا کہ جسطرح تونے اسکے گوشت کو زندگی مین کھایا تھا بعد مرنے بھی کھا پس وہ مردار کا گوشت کھاویگا اور نہایت منہ بناویگا نقل کیا ہے اسکو سیرۃ احمدیہ مین طبرانی سے **نوین مضرت** قیامت کے روز اپنا گوشت کھانا اور اسطرح کا عذاب اوسپر ہونا **حدیث** جسوقت جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم معراج سے تشریف لائے آپنے فرمایا مررت بقوم یقطع اللحم من جنوبہم ثم یلقمون ثم یقال لہم کلوا ما کنتم تاکلون من لحوم اخوانکم فقلت یا جبریل من ھؤلاء قال ھؤلاء من امتک الھمازون واللمازون یعنی المغتابین روایت کیا ہے اسکو فقیہ ابو اللیث نے باب الغیبۃ مین یعنی جسوقت مین معراج کو گیا دیکھا مینے چند لوگون کو کہ اونکی پسلیون سے گوشت کاٹا جاتا ہے اور اونکے منہ مین ڈالا جاتا ہے اور فرشتے کہتے ہین جسطرح تم لوگ دنیا مین اپنے بھائیون کا گوشت کھاتے تھے اب اپنا گوشت کھاؤ اور اپنے عضو کو اپنا لقمہ بناؤ پس مینے کہا اے جبرئیل یہ کون لوگ ہین اونھون نے جواب دیا وہ لوگ ہین کہ لوگون کی غیبتین کرتے ہین اونکے واسطے یہ عذاب مقرر ہوا **دسوین مضرت** قیامت کے روز اپنے بدنون کو ناخونون سے نوچنا چنانچہ حدیث معراجی مین ابو داؤد سے سابقا حدیث گذر چکی کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آلہ وسلم نے شب معراج مین جو لوگ غیبت کرتے ہین اونکو دیکھا کہ وہ اپنے ناخونون سے اپنے بدنون کو نوچ رہے ہین اور عذاب سخت مین گرفتار ہین **گیارھوین مضرت** جہنم مین مرض خارشت مین مبتلا ہونا چنانچہ سابقا مجاہد سے نقل گذر چکی کہ جو لوگ مسلمانون کی غیبت کرتے ہین وہ لوگ بسبب ذلیل کرنے مسلمانونکے

جہنم مین خارشت مین مبتلا ہونگے بارھوین مضرت جنت مین سب [illegible]
مین سب سے اول جانا یعنی اگر غیبت کرنے والا غیبت سے توبہ کرے اگرچہ وہ جنت
مین جائیگا لیکن بعد لوگون کے جائیگا اور اگر بغیر توبہ کے مرا ہے پس [illegible]
دوزخ مین جائیگا چنانچہ یہی مضمون سابقا قول کعب احبار سے نقل ہوچکا حکایت
روضۃ الواعظین مین ملا مسکین ہروی تحریر کرتے ہین کہ حضرت ابراہیم کے صحیفون مین
نصیحت لکھی تھی کہ ای ابن آدم غیبت کو تو چھوڑ دے تا بہشت تیری مشتاق ہو و
تیرھوین مضرت آخرت مین بندر ہونا چنانچہ نزہۃ المجالس سے حاتم اصم
کا قول منقول ہوچکا کہ غیبت کرنے والے دوزخ مین بندر ہونگے چودھوین مضرت
عذاب قبر کا زیادہ ہونا چنانچہ سابقا یہ مطلب قتادہ سے ہوچکا کہ ایک تہائی عذاب
قبر کی بسبب غیبت کے ہوتی ہے پندرھوین مضرت صفت
نفاق کے آجاتا اور مثل منافقین کے ہوجانا چنانچہ سابقا ہوچکا کہ ایک شخص نے حجاج
کی غیبت کی ابن عمرؓ نے اوس سے پوچھا اگر یہان حجاج موجود ہوتے تم اونکو برا کہتے
یا نہین اوسنے کہا نہین پس ابن عمرؓ نے کہا اسکو ہم نفاق سمجھتے تھے کہ جب کسی سے
ملاقات ہووے نہایت مہربانی کرین اور پیچھے اوسکے برائی کرین سولھوین
مضرت اعتماد کا چلا جانا یعنی جو شخص لوگون کے سامنے کسی کی غیبت کرتا ہے لوگون
کے نزدیک اوس شخص کا اعتماد چلا جاتا ہے اور وہ لوگ سمجھتے ہین کہ اسکا اعتبار نہین
ہے جیسا اسنے آج ہمارے سامنے فلان شخص کو برا کہا ایسا ہی ہمکو بھی لوگون کے سامنے برا کہیگا
سعدی ؎ ہر آنکس برد نام مردم بعار * تو چشم نکوگوئی از وی مدار * کہ اندر
قفای تو گوید ہمان * کہ پیش تو گفت از پس مردمان * حکایت ایک شخص نے
ایک زاہد کے سامنے کسی کی غیبت کی پس اوس زاہد نے کہا اے شخص تو میرے سامنے
کسی کی غیبت مت کر اور اپنی [illegible] سعدی [illegible]

زبان کرد شخصی بہ غیبت دراز	[illegible]	[illegible]	[illegible]
کہ یاد کسان پیش من [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

سترھوین مضرت ظلم کرنا مسلمان پر اور ضرر پہونچانا اہل ایمان پر ارشاد ایک حکیم سے کسی نے کہا کچھ نصیحت کرو پس اونھون نے کہا لا تجحف ربك ولا تجحف الخلق ولا تجحف نفسك یعنی تین بات کو لازم لو ایک یہ کہ اللہ پر ظلم نکرو باین طور کہ سوا اللہ کے کسی کی خدمت نکرو اور ریا کو دخل نہ دو دوسری یہ کہ مخلوقات پر ظلم نہ کرو باین طور کہ کسی کی غیبت نہ کرو تیسرے یہ کہ اپنے نفس پر ظلم نہ کرو باین طور کہ فرائض مین اور عبادت مین کمی کرو نقل کیا ہے اسکو فقیہ ابو اللیث نے باب الذنوب مین حدیث فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم نے خصلتان لیس فوقهما من الشر الشرك بالله والضرر لعباد الله خصلتان لیس فوقهما من خیر الایمان بالله والنفع لعباد الله یعنی دو صفت سے بہتر کوئی نہین ہے ایک ایمان لانا اور دوسرے نفع دینا اور دو صفت مین کہ اونسے بد کوئی صفت نہین ایک شرک کرنا دوسرے اللہ کی بندون کو ضرر دینا نقل کیا ہے اسکو امام غزالی نے باب حقوق المسلم علے المسلم مین اٹھارھوین مضرت اللہ تعالے کے عدو کو یعنی ابلیس کا خوش کرنا کیونکہ ابلیس غیبت سی نہایت خوش ہوتا ہے حکایت حضرت عیسی علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے ایک روز شیطان کو دیکھا کہ اوسکے ایک ہاتھ مین شہد ہے اور دوسرے ہاتھ مین راکھ ہی پس حضرت عیسیٰ نے شیطان سے پوچھا اوس ملعون الرحمن نے کہا یہ راکھ مین یتیمون کے مونھون مین ڈالتا ہون تا اونکے منہ خراب ہو جائین اور اونکی صورتین بد ہو جائین پس لوگ اونسے اجتناب کرین یتیمون کی خبر گیری نکرین اور یہ شہد غیبت کرنے والون کے منہ مین ڈالتا ہون کیونکہ مین اونسے نہایت خوش ہوتا ہون نقل کیا ہے اسکو نزہۃ المجالس منتخب النفائس کو باب لغو مین اور شیطان کا خوش ہونا نہایت ضرر کرتا ہے دو وجہ سے ایک وجہ یہ کہ شیطان خداے تعالے کا نافرمان ہے اور اوسپر غضب رحمن ہی پس موجب خوشنودی شیطان باعث غضب رحمن ہی کیونکہ جو شخص اپنے مولے کے دشمن کی اطاعت کریگا بلاشک ہے کہ اوس سے رنجیدہ ہوگا دوسری وجہ یہ کہ شیطان انسان کا بھی دشمن جانی ہی مولانا روم فرماتے ہین ؎ زانکہ این شیطان عدو جان تست ✤ داشما در غارت ایمان تست ✤

ایسا کہ ظاہر مین دوست معلوم ہو [illegible] کیونکہ نفس کو [illegible]
شعلہ لگاتا ہی نفس کو بیوقوف بنا کے اپنے دام مین لاتے [illegible]
نہایت سخت ہوتا ہے اور اوسکا دفع نہایت مشکل ہوتا [illegible]
لوگ اوسکو کبھی جان لیتے ہین اوسکی شیطنت سے واقف ہوتے [illegible]
جو دشمن مخفی ہو کیونکہ ظاہر مین اوسکی باتین اچھی معلوم ہوتی ہین اور [illegible]
انگیز ہوتی ہین اسیواسطے کیا عوام کیا خواص ظاہر مین شیطان کو گالیان دیتے ہین [illegible]
اوسکی اطاعت کرتے ہین اسیواسطے وہب بن منبہ کہتے ہین ارشاد [illegible]
ولاتسب الشیطان فی العلانیۃ وانت صدیقہ فی السر یعنی اے ابن آدم [illegible]
سے طرف کر اور نہ گالی دی تو شیطان کو ظاہر مین حال یہ کہ باطن مین اوسکی تابعداری کرتا ہے
کیونکہ اس گالی دینے سے کچھ فائدہ نہین نقل کیا ہے اسکو امام غزالی نے باب تفصیل مداخل
الشیطان الی القلب مین ہان جو لوگ خدا تعالی کی طرف سے ہدایت کی راہ مین چلتے ہین
شیطان کو اپنا عدو ظاہر مین اور باطن مین بناتے ہین اور از حد اوس سے اجتناب کرتے ہین

حکایت فقیہ ابو اللیث باب المتوکل مین ایک قصہ عجیبہ قابل استماع لکھتے ہین کہ ایک روز
شقیق نے حاتم اصم سے پوچھا یا حاتم تم میری خدمت مین تیس سال سے رہتے ہو اس مدت
مین تم نے کیا مجھسے سیکھا حاتم نے جواب دیا اس مدت مین مین نے چھ چیزین سیکھین اور چھ امر
نصیحت کے مین نے سمجھے پہلا امر یہ کہ مین نے دیکھا کہ اللہ تعالی فرماتے ہے وما من دابۃ فی
الارض الا علی اللہ رزقہا یعنی کوئی چلنے والا زمین پر نہین ہے مگر اوسکا رزق خدا کی
ذمہ پر ہے اور مین بھی ایک چلنے والون مین سے ہون پس مین نے توکل کو اختیار
کیا اور عبادت کو اپنا طریقہ کیا کیونکہ خدا تعالے نے میرے رزق کا ضامن ہو میری [illegible]
حاجت نہین ہی جب کہ اللہ تعالی مجھکو رزق پہونچاتا ہے [illegible]
اور اپنی عنایت سے قوت مرحمت کریگا دوسرا امر یہ کہ اللہ تعالی [illegible]
اخوۃ یعنی سب مسلمان باہم بھائی ہین اور بھائی کو لائق ہے کہ [illegible]
ہمیشہ اوسکے ساتھ [illegible] کیا کرے اور باہم عداوت [illegible]

اور سبب بغض کا حسد ہوتا ہی پس مین نے اپنے نفس کو خوب صاف کیا بالکل حسد سے پاک کیا اب میرا نفس ایسا ہو گیا ہے کہ اگر کسی مسلمان کو مشرق مین رنج ہووے اور مجکو اوسکی خبر ہووے میرا بھی دل رنج کرتا ہی میرا نفس بھی بسبب بھائی کی تکلیف کے مغموم ہوتا ہے اور اگر کسی مسلمان کو مغرب مین خوشی پہونچی اور مجکو خبر اوسکی پہونچی میرا دل خوش ہو جاتا ہی بسبب بھائی کی خوشی کے میرا دل فرحت کرتا ہے **تیسرا امر** یہ کہ مین نے دیکھا کہ ہر شخص کسی چیز سے دوستی پیدا کرتا ہے لیکن پھر بعد مرنے کے دوست سے جدا ہو جاتا ہے پس ایسے دوست سے کیا فائدہ ہے اسواسطے مین نے عبادت کو لازم لیا اور طاعت مولی کو اپنا دوست بنایا کیونکہ یہ دوست میرے ہمراہ قبر مین رہیگا اور محشر مین بھی ہمراہی کریگا اور صراط پر بھی خبر گیری کرے گا پس مینے اپنے دل سے تمام چیزون کی دوستی نکال ڈالی ہے اور عبادت سے دوستی پیدا کی ایک شاعر کہتا ہے ع

کچھ نہ تو نے اپنے رب کی یاد کی	عمر اپنی مفت مین برباد کی
کچھ نہ کی اعمال پر اپنے نظر	آخرت کا آئیگا آخر سفر

چوتھا امر یہ کہ مین نے دیکھا کہ ہر شخص کسی چیز کو برا جانتا ہے کسی شخص سے عداوت رکھتا ہے لیکن سواے ضرر کے عداوت سے کچھ فائدہ نہین ملتا ہے پس مین نے کافرون اور شیطان سے از حد عداوت کی کیونکہ کافر کو اگر مین قتل کرونگا ثواب پاؤنگا اور اگر وہ مجکو قتل کریگا شہید ہونگا پس اس دشمنی مین ہر طرح کا فائدہ ہے اور شیطان کو مین نہین دیکھتا ہون تا اوس سے کسی طرح کا انتقام کرون اور وہ ہر وقت مجکو دیکھتا ہی جہنم مین مجکو پھینکتا ہی ع

ہے شیطان دشمن اولاد آدم	سکھاتا ہے وہی راہ جہنم

پس مین نے اس امر کو لازم لیا کہ جب تک مین زندہ ہون خدا کا بندہ ہون شیطان سے عداوت رکھونگا اوسکے وسواس سے بچونگا **پانچوان** امر یہ کہ دیکھا مین نے کہ ہر شخص دنیا مین گھر بناتا ہے نہایت اوسکو آراستہ کرتا ہی تا اوسمین کسیطرح تکلیف نہووے کسی طرح کی مصیبت نپڑے لیکن جب آدمی مرجاتا ہی سب خانمان کو چھوڑ جاتا ہے تاریکی مین سوتا ہی اپنے اعمال پر روتا ہی پس مین نے دنیا کی زینت کو چھوڑا اور اشیاء دنیویہ سے منہ موڑا مین نے اپنا گھر قبر کو سمجھا ہی اوسکی آراستگی کی طرف

Marfat.com

مترجم ہوا ابیات

	یہ دنیا ہے تحقیق دار فنا نہ آیا کوئی جو کہ باقی رہا		تو ہرگز کبھی اسمین دل مت لگا نہ سا غنی رہا اور نہ ساقی رہا

چھٹا امر یہ کہ مین نے دیکھا کہ میرا طالب ملک الموت ہے اور میرا راغب ملک الموت ہے پس مین ملک الموت کے آنے کے واسطے جیسا ہو بیٹھا جیسے دولھن نوشہ کے واسطے زینت کرکے بیٹھتی ہے جب نوشہ آتا ہے دولھن کو لیجاتا ہے اور اوسوقت دولھن کچھ عذر نہین کرتی ہی اسی طرح مین بھی ملک الموت کے آنے کے واسطے تیار ہو رہا اپنے نفس کو دنیا سے جدا کر رکھا تا جب ملک الموت آوے میری روح کو لیجاوے مجکو مہلت مانگنے کی احتیاج نہووے

پہلے تو بہ کر گنہ سے ای جوان کچھ بھروسا اپنی ہستی کا نہ کر		تا تجھے بخشے خدا سے دوجہان موت کو تو جان لے بالای سر	

جب یہ سب باتین شقیق سن چکے کہنے لگے اے حاتم جو تمنے سمجھا خوب سمجھا اگر تم اسکے موافق کرتے جاؤگے بلا ریب راہ راست کو پاؤگے ا نیسوین مضرت خدا کی نافرمانی کرنا اور خوف خدا کو چھوڑ دینا اور یہ امر موجب ہلاکت کا ہے اور یہی امر باعث خباثت ہے کیونکہ اللہ تعالے دانا بینا ہے اوسکی نافرمانی کرنا سامنے اوسکے نہایت زبون ہے اور کہتے ہین ہرکہ او عصیان کند شیطان شود ؛ کو حسود دولت نیکان نشود ؛ اسیواسطے حاتم اصم فرماتے ہین ارشاد اذا اردت ان تعصی مولاک فاعص فی موضع لا یراک یعنی جبکہ تیرا ارادہ گنہ کرنے کا ہووے پس ایسے مقام مین گنہ کر کہ اللہ تعالی نہ تجھے دیکھے گنہ نہ کر نقل کیا ہے اسکو مولانا جامی نے نفحات الانس مین اور حضرت لقمان نے اپنے پسر کو چند نصیحتین کین منجملہ اونکے یہ ہے ارشاد یا بنی اذا اردت ان تعصی اللہ فاطلب مکانا لا یراک اللہ وملائکتہ یعنی جب تیرا ارادہ کسی گنہ کا ہووے پس تو اوس گنہ کے واسطے ایسا مقام کو تلاش کر کہ وہان اللہ اور فرشتے نہ دیکھتے ہون اگر ایسا کوئی مکان نہ ملے تو پس گنہ سے بچ نقل کیا ہے اسکو تنبیہ الغافلین کے باب التوکل مین

چنان شرم دار از خداوند خویش	کہ شرمت ز بیگانگانست و خویش

اور خوف خدا اونسے اونٹے جانور کرتے تھے پس انسان کو کیون خوف بچاہیے فیفم ع

خوف سے تیرے خدای ذوالمنن	بید کے مانند لرزان ہی ہرن

حکایت ایک مرتبہ حضرت داؤد علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام دریا کے کنارے تمام سال عبادت کے بعد کہنے لگے اے رب میری پیٹھ عبادت کرتے کرتے جھک گئی اور آنسو میرے بہت بہے لیکن معلوم نہین کہ میرا مقر جنت ہے یا دوزخ پس ایک مینڈک دریا سے بحکم خدا بولا کہ اے داؤد تم ایک سال کی عبادت مین خدا پر احسان جتلانے لگے قسم ہے خدا کی مین تیس برس سے اس مقام مین خدا کی عبادت مین مشغول ہون پھر بھی میرا بدن خوف خدا سے لرزتا ہے یہ سنکے حضرت داؤدؑ بہت روئے نقل کیا ہی اسکو فقیہ ابو اللیث نے باب العجب مین اور انبیا کہ یقینی جنتی تھے اونسے زلت سے کیسی آہ وزاری کرتے تھے چنانچہ منقول ہی **حکایت** کہ جب حضرت داؤدؑ سے ایک زلت ہو گئی یعنی ایک شخص کی بی بی حسینہ کو دیکھکے چاہا کہ وہ میری بی بی ہو جاوے باوجودیکہ ایک کم سو بی بیان رکھتے تھے اور بعد اوسکے نادم ہوے چالیس روز تک سجدے مین رو یا کیے ایسا روئے کہ اونکے آنسوون سے زمین پر گھانس اوگی نقل کیا اسکو امام غزالی نے باب احوال الانبیاء الخائفین مین ہر گاہ ایک ادنے گنہ پر اسقدر حضرت داؤدؑ روے پس ہم لوگون کو لازم ہے کہ ہر روز رو یا کرین کیونکہ شام و پگاہ غیبت مین مبتلا رہتے ہین اور اپنی اوقات کو کبائر مین صرف کرتے ہین سعدی فرماتے ہین ع بترس از گناہان خویش ای نفس ؛ کہ روز قیامت نترسی ز کس ؛ ؛ لیکن ہم لوگ پردۂ غفلت مین چھپے ہوے ہین اور عقلون پر ہم لوگون کی پردے پڑے ہوے ہین رومی مثنوی مین فرماتے ہین ع حملہ بر خود می کنی ای ساده مرد ؛ ہمچو آن شیرے کہ بر خود حملہ کرد ؛ اسی سبب سے عوام و خواص کا یہ حال ہے [illegible] کی برائیان سنتے ہین اور اوسکے کرنے والون کی سزا دیکھتے ہین نہایت [illegible] مجلس برخاست ہو جاتی ہے خوف انکے دل سے چلا جاتا ہے [illegible] کے مانند ہے [illegible] جب کوئی امر [illegible]

Marfat.com

ایک گھڑی کے اونکے دلمین مطلقاً خیال بھی نہین رہتا ہے اسطرح یہ لوگ ہین اللھم اجعلنا

من الابرار الناجین یا رب العالمین **بلیسوین حضرت** جناب رسول اللہ صلے اللہ

علیہ وعلے آلہ وسلم کی مخالفت کرنا کیونکہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم نہایت

غیبت سے لوگون کو منع فرماتے تھے اور اس باب مین صحابہ کو بہت زجر فرماتی تھی یہان

تک کہ انتقال کے قریب جب آپنے خطبۃ الوداع پڑھا اوسمین بھی غیبت سے ہر شخص کو منع

کیا اور غیبت کو موجب ہلاکت کا فرمایا **اکیسوین حضرت** روزہ مکروہ ہو نا اگر غیبت کرنیوالا

روزہ دار ہووے بلکہ اشعۃ اللمعات مین ہے کہ غیبت سفیان ثوری کے نزدیک مفسد صوم ہے

چنانچہ یہ مضمون بعض احادیث سے نکلتا ہے ارشاد مجاہد کہتے ہین خصلتان تفسدان

الصوم الغیبۃ والکذب یعنی دو صفت ہین کہ اونسے روزہ ٹوٹ جاتا ہے ایک

غیبت کرنا دوسرے جھوٹ بولنا حالت صوم مین نقل کیا ہے اسکو احیاء العلوم کی کتاب اسرار

الصوم مین **حکایت** دو شخص روزہ دار تھے اور جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی

آلہ وسلم کی نماز ظہر اور عصر مین ہمراہ تھے بعد نماز عصر کے جناب رسول اللہ صلے اللہ

علیہ وعلے آلہ وسلم نے اون دونون سے فرمایا تم دونون پھر وضو کرو اور ظہر اور عصر کی نماز کا اعادہ

کرو اور اس روزہ کی قضا کرو اون دونون نے پوچھا یا رسول اللہ کسواسطے ہم پر یہ حکم فرماتی

ہین آپ نے فرمایا اس سبب سے کہ حالت روزے مین تم نے غیبت کی ہے روایت

کیا ہے اسکو بیہقی نے شعب الایمان مین نقل کیا ہے اسکو باب الغیبۃ کی فصل ثالث مشکوٰۃ

المصابیح مین **حکایت** ایک روز جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم نے

حکم فرمایا کہ آج کوئی شخص بغیر میرے حکم کے روزہ افطار نکرے جب شام ہوئی ہر شخص آتا تھا

اور افطار کا اذن لے کے افطار کرتا جاتا تھا یہانتک ایک شخص نے آکے کہا یا رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم دو جوان عورتین میرے گھر مین روزہ دار ہین اور وہ آپکی

پاس آنے سے حیا کرتی ہین اور افطار کا اذن چاہتی ہین یہ سنکے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ

وسلم نے منہ پھیر لیا پھر اوس شخص نے عرض کیا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے

اعراض کیا جب تیسری مرتبہ اوس شخص نے افطار کا اذن چاہا آپنے فرمایا اون دونون

عورتونکا روزہ نہین ہوا کیونکہ جو شخص تمام دن لوگونکا گوشت کھایا کرے اور مسلمانون کی غیبت کیا کرے اوسکا روزہ کیونکر ہوگا اون دونون سے کہو کہ یہان آوین اور قے کرین وہ دونون عورتین جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم کی خدمت مین آئین جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے ایک پیالہ منگوایا اور اون دونون کے سامنے رکھوایا اور اونکو قے کرنے کا حکم فرمایا ہر ایک کی قے مین خون نکلا اور پیپ بھی اوسمین ملا ہوا تھا پس فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم نے یہ دونون عورتین تمام دن ایک جگہ بیٹھ کے لوگونکا گوشت کھایا کین نقل کیا ہے اسکو امام غزالی نے باب الغیبۃ مین حدیث فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم نے اربع یفطرن الصائم وینقضن الوضوء ویھدمن العمل الغیبۃ والکذب والنمیمۃ والنظر الی محاسن المرأۃ التی لا یحل النظر الیھا وھن یسقین اصول الشر کما یسقی الماء اصول الشجر یعنی چار چیزین ہین کہ اونکے سبب سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور نیک کام خراب ہو جاتا ہے اور روزہ فاسد ہو جاتا ہے ایک غیبت دوسرے چغلخوری تیسرے جھوٹ چوتھے اجنبیات عورتونکو دیکھنا اور حرام نظر عورتون کی طرف کرنا اور یہ چار چیزین بدی کی جڑ مین پانی ڈالتی ہین جس طرح پانی درختون کی جڑ مین ڈالا جاتا ہے یعنی جس طرح پانی کے ڈالنے سے جڑین درختون کی تر وتازہ ہوتی ہین اسی طرح ان چار چیزون سے بدی کی بیخ تر وتازہ ہوتی ہے نقل کیا ہے اسکو تنبیہ الغافلین کے باب الغیبۃ مین حدیث فرمایا حضرت رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم نے خمس یفطرن الصائم الکذب والنمیمۃ والغیبۃ والیمین الکاذبۃ والنظر بشھوۃ یعنی پانچ چیزین ہین کہ اونسے روزہ فاسد ہو جاتا ہے اور روزے مین فساد آجاتا ہے ایک جھوٹ بولنا دوسرے غیبت کرنا تیسرے چغلی کرنا چوتھے جھوٹی قسم کھانا پانچوین کسی کو شہوت سے دیکھنا نقل کیا ہے امام غزالی نے کتاب الصوم مین حدیث حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم فرماتے ہین من لم یدع قول الزور والعمل بہ فلیس للہ حاجۃ فی ان یدع طعامہ وشرابہ روایت کیا ہے اسکو بخاری نے کتاب الصوم مین یعنی جو شخص قول زور حالت روزے مین نہ چھوڑے کچھ پروا نہین ہے اللہ کو اوسکی کھانا اور پانی چھوڑنے کی

Marfat.com

یعنی اللہ تعالیٰ اوسکے روزے کی طرف التفات نہین کرتا ہے اور اوسکے روزے کو قبول نہین کرتا
ہے اور ملا علی قاری رحمہ مرقاۃ مین لکھتے ہین کہ مراد قول زور سے قول باطل ہے خواہ جھوٹ بات
یا غیبت ہو چغلخوری ہو جو چیزکہ انسان کو اوس سے رکنا چاہیے حدیث فرمایا جناب شفیع المذنبین
صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم نے کہ من صائم لیس لہ من صومہ الا الجوع والعطش
یعنی بہت روزے دار ہین کہ ان کو روزے مین سوا بھوک اور پیاس کے کچھ فائدہ نہین ہوتا ہے
کیونکہ وہ شخص تمام دن لوگون کی غیبتین کیا کرتا ہے نقل کیا ہے اسکو احیاء العلوم کے کتاب الصوم
مین و تتمہ روزہ تین طرح پر ہوتا ہے ایک روزہ وہ کہ اوس مین روزہ رکھنے والا
فقط کھانا اور پانی اور جماع کو چھوڑ دے اور غیبت وغیرہ جو امور حرام ہین جس طرح
خالی دنون مین کرتا تھا کیا کرے اور یہ روزہ عوام کا ہے دوسرا روزہ وہ کہ اوسمین روزہ رکھنے
والا غیبت وغیرہ سے بھی بچے اور ہر حرام سے اجتناب کرے اور یہ روزہ خواص کا ہے
تیسرا روزہ وہ کہ روزہ رکھنے والا بالکل امور دنیویہ سے علاقہ چھوڑے اور اپنے دل کو خدمت
مولے مین صرف کرے اور یہ روزہ کاملین کا ہے اور غیبت وغیرہ سے روزہ ٹوٹ نہین
جاتا ہے لیکن روزہ مین کراہت آجاتی ہے اور روزے مین خرابی آجاتی ہے پس غیبت سے
روزہ کاملین کا اور خواص کا باقی نہین رہتا ہے اگرچہ فی نفسہ روزہ باقی رہتا ہے اسیواسطے
حنفیہ وغیرہ احادیث کی تاویل کرتے ہین اور کہتے ہین کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم
نے غیبت کو مفسد روزہ فرمایا خفگی اور سختی کے واسطے فرمایا اور اشارہ اسطرف فرمایا
کہ بسبب غیبت وغیرہ کے روزہ مرتبۂ کمال مین نہین رہتا ہے بلکہ ناقص ہو جاتا ہے واللہ اعلم
تنبیہ مشاہدہ اہل زمانہ ہمیشہ لوگون کی غیبتین کیا کرتے ہین لوگون کو تکلیف دیا کرتے ہین خصوصا
جب روزہ رکھتے ہین کہ حالت صوم مین بسبب غلبۂ بھوک کے شیطان اون پر غالب
ہوتا ہے راہ دوزخ کا طالب ہوتا ہے اسی سبب سے روزہ دارونکو اس زمانہ مین غصہ
بہت آتا ہے شیطان اونکو بہت ستاتا ہے لوگون کو گالیان دیتے ہین مسلمانونکی غیبتین کرتے ہین
مساجد مین تلاوت قرآن کے بدلے لہو ولعب مین مصروف ہوتے ہین طرفہ ماجرا یہ ہے کہ جب
رمضان کا مہینہ ہوتا ہے بعض لوگ اپنا بستر مسجد مین بچھاتے ہین لوگون کو اپنی عبادت دکھاتے ہین

Marfat.com

اور سوا لوگونکی غیبت کے اور دنیا کے تذکرے کے کوئی اور کار در میان نہین لاتے ہین الغرض
جو امور منع ہین حالت صوم مین اونکی کثرت کرتے ہین تلاوت قرآن سے انکو کار نہین
ذکر خدا سے اونکو سروکار نہین صحبت فساق اونکے یار غار ہے انجام کار اونکا نار ہے اسد تعالے
اونکو ہدایت اس بات کی کرے کہ جب روزہ رکھا کرین زبان کو بند کیا کرین ذکر خدا سے شغل
رکھا کرین نعت مصطفے پڑھا کرین لغویات سے اجتناب کیا کرین واہیات سے بچا کرین آمین
یارب العالمین **بائیسوین مضرت** لوگون کے دلون مین بغض پیدا ہونا اور برائی مسلمان
کے دل مین آنا سعدی فرماتے ہین ؎ میان دو تن جنگ چون آتش ست ؁ سخن چین
بدبخت ہیزم کش ست ؂ کیونکہ جب لوگون کے سامنے کسی کی غیبت کوئی کریگا لوگون کو اوسکی
طرف سے خیال بد آویگا اوسکو برا جانینگے اوس سے بغض رکھینگے اوسکے عیوب کی فکر مین
رہینگے جب ایک مرتبہ عیب او سکا سنینگے دل اونکا اسی کے عیب کے ساتھ متعلق ہو جائیگا
بغیر بیان اوسکے عیب کے دل اونکا گھبرائیگا **حکایت** ایک عاقل کے
سامنے کسی شخص نے ایک مسلمان کی شکایت کی اوس عاقل نے کہا اے شخص پہلے میرا
دل فارغ تھا اب تو نے اس غیبت سے دل میرا اوس مسلمان کے عیب کی ساتھ مشغول کیا
اور میرے دل مین اوس شخص کی طرف سے بغض پیدا ہوا اور تو بھی میرے نزدیک متہم ہوا کیونکہ
پہلے مین سمجھتا تھا کہ تو اپنے بات کو خوب چھپاتا ہے اب جب تونے اوسکا عیب کھولا معلوم ہوا
کہ تو امین نہین ہے تیرے دل مین بات رکتی نہین نقل کیا ہے اسکو فقیہ ابو اللیث نے باب الغیبۃ
مین **تیئیسوین مضرت** بھید کھولنا اور ایک بھائی مسلمان کے عیب کو لوگون کے
سامنے بیان کرنا حال آنکہ افشاے سر یعنی پوشیدہ عیب کو ظاہر کرنا نہایت منع ہے اور کسیکے
عیوب پر لوگون کو مطلع کرنا بہت گناہ ہے لیکن اس زمانے مین یہ امر نہایت شایع ہو گیا ہے بلکہ
بہت پراگندہ ہو گیا ہے اسیواسطے اس زمانے مین بہتر ہے کہ لوگون سے صحبت کم کرے اور
لوگون کی تکالیف سے پرہیز کرے **ارشاد** امام غزالی باب حقوق المسلم مین فرماتے ہین
واحذر صحبۃ اکثر الناس فانہم لا یقبلون عثرۃ ولا یغفرون زلۃ ولا یستورون
عورۃ یحاسبون علے النقیر والقطمیر ویحسدون علی القلیل والکثیر ۔۔۔ الے

لوگون سے صحبت نہ کرکہ عذر کو قبول نہین کرتے ہین کسی قصور کو معاف نہین کرتے ہین
چیز پر سے ہے حسد کرتے ہین ادسنے ادنے چیز پر کد کرتے ہین لوگون کے عیبون کو پوشیدہ نہین
رکھتے ہین جنھون سے لوگون کے عیوب کہدیتے ہین ہان جو شخص کہ ظاہرا عیوب کرتا ہے
اور ہمیشہ اعلانیہ فسق و فجور مین مبتلا رہتا ہو اوسکی غیبت درست ہے چنانچہ تفصیل اسکی سابقا گذر چکی
اثر حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین لیس بفاجر حرمة یعنی جو شخص فاجر ہو علانیہ
اوسکی کچھ عزت نہین ہے اوسکی اہانت درست ہے نقل کیا ہے اسکو امام غزالی نے باب الاعذار
المرخصة للغیبة مین چوبیسوین مضرت وضو کا بوجہ غیبت کے ناقص ہوجانا جیساکہ تفصیل
اسکی عنقریب آویگی چھٹی فرع غیبت کے چھوڑنے کے فائدون کے بیان مین مخفی نرہی
کہ غیبت کے چھوڑنے سے اور زبان کو لوگون کی شکایت سے روکنے سے بڑے بڑے
فوائد ہوتے ہین اور غیبت چھوڑنے والے کو کیسے کیسے مرتبے ملتے ہین پہلا فائدہ
مسلمانون کے گوشت کھانے سے بچنا کیونکہ غیبت کرنا مثل مسلمان کے گوشت کھانے کے
ہے چنانچہ اس باب مین تفصیل مرقوم ہوچکی ہے اور بقیہ تحریر ہوتا ہے حکایت
جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم نے چند اشخاص سے خلال کرنے کا حکم فرمایا اونھون
نے کہا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم ہم لوگون نے آج کھانا نہین کھایا پس خلال
کیون کرین پس جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم نے فرمایا قسم ہے خدا کی مین تمھارے
دانتون مین اوس شخص کے گوشت کی سرخی جسکی تمنے غیبت کی ہے دیکھتا ہون نقل کیا ہے اسکو
جلال الدین سیوطی نے تفسیر دُر منثور مین حکایت ایک شخص نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے
غیبت کا حال پوچھا انھون نے ایک قصہ بیان کیا کہ ایک دفعہ مجھے کے روز ایک ہمسائی کی عورت
میرے پاس آئی اور ایک شخص کی غیبت کرنے لگی مین بھی غیبت مین شریک ہوئی اور ہنسنے لگی
جب جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم صبح کی نماز ادا کرکے تشریف لائے ہم دونون
چپ ہوگئے پس آپنے فرمایا جاؤ تم دونون قے کرو پس حضرت ام سلمہؓ نے قے کی اونکے
منہ سے بہت گوشت نکلا اور اسی طرح دوسری عورت نے بھی قے کی ام سلمہؓ نے جناب
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم سے پوچھا کہ گوشت نکلنے کی کیا وجہ ہے جناب

Marfat.com

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم نے فرمایا یہ گوشت اوس شخص کا ہے جسکی تمنے غیبت کی ہے
روایت کیا ہے اسکو ابن مردویہ رحمہ نے نقل کیا ہے اسکو درمنثور مین دوسرا فائدہ زنا کے
گناہ سے بچنا کیونکہ غیبت زنا سے زائد ہے اور گویا کہ غیبت کرنے والا زنا کرتا ہے چنانچہ
اس باب مین احادیث وغیرہ گذر چکین اور تتمہ یہ ہے **حکایت** فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وعلے آلہ وسلم نے الربوا نیف وسبعون بابا اھونھن بابا مثل من اتی امہ فی
الاسلام ودرھم الربوا اشد من خمس وثلاثین زنیۃ واشد الربوا واربا الربوا
واخبث الربوا انتہاک عرض المسلم وانتہاک حرمتہ یعنی سود کھانے کے ستر سے زائد دروازے
مین جو دروازہ بہت آسان ہے وہ مانند اپنی مان کے ساتھ نکاح کرنے کے ہے اور سود کا ایک درہم
لینا پینتیس ۳۵ زنا سے زائد ہے گناہ مین لیکن سود سے زائد تر مسلمان کی عزت ریزی
ہے روایت کیا ہے اسکو بیہقی نے شعب الایمان مین **تیسرا فائدہ** روزہ کا صحیح رہنا
اور روزہ کا خراب نہونا کیونکہ غیبت مفطرات صوم سے ہے چنانچہ تصریح اسکی گذر چکی اور
شمار اسکا یہ ہے **حکایت** ماہ رمضان مین ایک شخص پچھنے لگاتا تھا اور پچھنے لگانے والے کے
ساتھ شریک ہوکے حالت صوم مین غیبت کر رہا تھا کہ ادھر سے جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وعلے آلہ وسلم کا گذر ہوا آپنے فرمایا افطر الحاجم والمحجوم یعنی پچھنے لگانے والے
کا روزہ ٹوٹ گیا اور محجوم کا بھی روزہ فاسد ہو گیا روایت کیا ہے اسکو بیہقی نے وقیقہ
راقم الحروف کہتا ہے بعضون کے نزدیک یہ ہے کہ پچھنے لگانے سے روزہ پچھنے لگانے
والے کا ٹوٹ جاتا ہے اور اونکی دلیل یہی حدیث ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا افطر الحاجم والمحجوم لیکن اگر اس حدیث کا موقع یہ
ہووے جیسا کہ بیہقی نے روایت کیا ہے کہ پچھنے لگانیوالا اور پچھنے لگوانیوالا دونون روزہ مین غیبت کرتے
تھے اسواسطے آپنے یہ قول فرمایا پس یہ حدیث اون لوگون کی دلیل نہ ہوگی واللہ اعلم
بما ھو الحق فانہ الحق وعندہ الحق ومنہ الحق والیہ الحق **چوتھا فائدہ** وضو کا
باقی رہنا اور وضو کا مکروہ نہوجانا کیونکہ غیبت سے وضو مین نقصان آجاتا ہے اسی سبب سے
حنفیہ کے نزدیک بعد وضو کے اگر کوئی شخص غیبت کرے یا جھوٹ بولے اوسکو بہتر ہے

Marfat.com

کہ وضو کا اعادہ کرلے اور وضو کو تازہ کرلے ارشاد ابراہیم تابعی کا
الحدث اذی المسلم یعنی وضو کا اعادہ دو چیز سے ہوتا ہے ایک حدث دوسرے
مسلمان کی اذیت سے بھی لائق ہے اوس شخص کو جو کسی مسلمان کو بعد وضو کے اذیت دے
سمجھے کہ میرا وضو ٹوٹ گیا اور پھر وضو کرلے روایت کیا ہے اسکو بیہقی نے **حکایت**
دو شخص ایک مسجد کے دروازہ پر بیٹھے تھے اودھر سے ایک مخنث نے گذر کیا
اون دونون نے اوسکی غیبت کی بعدہ فرض نماز ادا کی اور پھر انکے دلمین ندامت ہوئی
عطا سے جا کے یہ کیفیت بیان کی عطا نے کہا کہ تم دونون پھر وضو کرو اور اعادہ نماز
کا کرو اور اگر روزہ دار ہو تو روزہ کی قضا کرو نقل کیا ہے اسکو امام غزالی نے باب الغیبت مین
اثر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین الحدث حدثان حدث من فیك وحدث
من نومك وحدث الفم اشد الکذب والغیبة یعنی حقیقت مین جیسا کہ وضو سونے
سے جاتا ہے ایسی ہی غیبت اور جھوٹ بھی حدث ناقض ہے نقل کیا ہے اسکو درمنثور مین **پانچوان**
فائدہ حرام سے بچنا کیونکہ غیبت کی حرمت باجماع آیات و حدیث ثابت ہوئی ہے چنانچہ
ثبوت اسکا حدیث اور آثار سے مسطور ہو چکا اور بعض احادیث مرقوم ہوتی ہین **حدیث**
فرمایا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم نے المومن حرام علی المومن لحمه علیه
حرام ان یاکله ویغتاب علیه بالغیب وعرضه علیه حرام ان یخرقه ووجهه علیه
حرام ان یلطمه یعنی ہر مسلمان پر دوسرے کا گوشت حرام ہے پس نہین درست ہے غیبت کرنا
کسی کی اور بھی عزت حرام ہے پس نہین جائز ہے کسی کو یہ کہ پھاڑے کسی کی عزت کو اور بھی حرام ہے
مونھ اوسکا کسی کو طمانچہ مارنا درست نہین ہے روایت کیا ہے اسکو ابن مردویہ نے نقل کیا ہے
اسکو درمنثور مین **نصیحت** اس زمانے کے لوگون کی نظرون سے غیبت کی حرمت مخفی ہو گئی
اسیواسطے اگر کسی سے کہو کہ تم نے حرام کیا بہت خفا ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ تم ہم پر
زنا کا بہتان کرتے ہو اور یہ نہین سمجھتا ہے کہ جسطرح زنا حرام ہے غیبت بھی حرام ہے اور حرمت
منحصر زنا پر نہین ہے چنانچہ تفصیل اسکی سابقا گذر چکی اور اسیواسطے لوگ ہمیشہ زنا سے
بچتے ہین اور دعا مین زنا کرنے کی مانگتے ہین اور ہمیشہ غیبت سے آلودہ رہتے ہین اللہ تعالے

Marfat.com

ان لوگونکو ہدایت کرے اور شقاوت سی سعادت کی طرف لاوے آمین چھٹا فائدہ مسلمانون کا زبان کے تیرسے اور مومنون کا لسان کے زخم سے بچنا ارشاد سفیان ثوری کا فرماتے ہین لان ارمی رجلا بسہم احب الی من ان ارمیہ بلسانی لان رمی اللسان لا یخطی یعنی اگر مین کسیکو تیر سے زخمی کرون میری نزدیک بہتر ہی اس سے کہ کسیکو زخمی کرون اپنی زبان سے اور کسیکی غیبت کرون کیونکہ تیر مارنی مین احتمال ہے کہ شاید اوس شخص کو نہ لگے بخلاف زبان کی باتون کے کہ جب کسی کی شکایت زبان سی نکلے وہ شخص زخمی ہوگیا نقل کیا ہے اسکو فقیہ ابو اللیث نے باب حفظ اللسان مین ساتوان فائدہ ندامت سی بچنا کیونکہ جو شخص زبان کو نہین روکتا ہے لوگونکی غیبتین کرتا ہی آخر کو نادم بھی بہت ہوتا ہی لیکن ندامت کچھ فائدہ نہین کرتی ہے کیونکہ جو بات زبان سی نکلی وہ پھر نہین سکتی ہی اسیواسطی اہل زہد زبان کو لغویات سی بہت روکتے تھے اور سوا امور ضروریہ کی کبھی بات نہین کرتے تھی تا ندامت سی بچین اور آخرت مین ہنسین حکایت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ صفا پر ایام حج مین لبیک پڑھتی تھی اور اپنے نفس کو نصیحت کرتے تھے کہ ای نفس قل خیرا تغنم و اسکت عن شر تسلم من قبل ان تندم یعنی کہ تو زبانسی خیر بات تا بہرہ مند ہو اور کوئی بات شر مثل غیبت اور گالی وغیرہ کے زبان سے نہ نکال تا تجکو سلامتی ہووے قبل اسکے کہ ندامت ہووے نقل کیا ہے اسکو امام غزالی نے باب فضیلۃ الصمت مین حکایت ایک مرتبہ راہ مین حضرت عیسے سی اور سور سی ملاقات ہوئی عیسے نے کہا ای خنزیر سلامت سے چل حضار نے کہا اپنی اس سور کو آپ ایسا کلمہ فرماتے ہین حضرت عیسے نے جواب دیا انی اخاف ان اعود لسانی المنطق بالسوء یعنی مین نہین دوست رکھتا ہون اس امر کو کہ کسی کے حق مین بری بات زبان سے نکالون اگرچہ سور بھی ہو روایت ہے اسکو مالک نے موطا کے باب مایکرہ من الکلام مین حدیث فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے من سرہ ان یسلم فلیلزم الصمت یعنی جس شخص کو سلامت ندامت وغیرہ سے منظور ہووے پس چاہیے کہ سکوت کرے امور ضروریات سے نقل کیا اسکو امام غزالی نے باب فضیلۃ الصمت مین حکایت حضرت لقمان

... شخص کے ... تم ... ایک ... روایت ... اس ...

... حریص ... عضو ہو اسکو باز رکھے ... طلب ...

کو ... یعنی ... روز ... سینے کہا آج ...

... ہے ... ذبح کی ... دونون عضو ...

... اسکا ... جو ... ہے کہ ... عضو ...

... تم بھی دونون عضو ... ان ... کہا ...

... ہے اور اگر ان دو فعلون مین فساد ...

... سے بھی ... نقل کیا ہے اسکو ...

فرمایا رسول ... علیہ و آلہ و سلم نے ...

... وقی الشر ... یعنی جو شخص ... مین ... ہو ...

... ایک ... اگر آدمی اسکی بدی ...

وہ شخص مرتبہ علیا مین پہونچے گا دوسرے ... یعنی ...

کا ارادہ کریگا بلا شک نجات پائیگا تیسرے نقل یعنی ... نقل کیا ...

فضیلت صمت مین ارشاد حضرت لقمان نے ...

صاحب السوء لا یسلم و من ید خل ...

یعنی اے فرزند جو شخص بد صحبت رکھیگا نجات ...

فاسق ہو جائیگا اور جو شخص بد مقام میں ...

لوگونکی نظرون مین ذلیل ہوگا اور جو شخص ...

مین حسرت کریگا نقل کیا ہے اسکو تنبیہ الغافلین ...

نجات پانا زبان سے گناہ کبیرہ سے اور ...

جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و علی آلہ و سلم سے ...

کون فعل ہے کہ موجب نجات ہو ...

وابک علی خطیئتک یعنی ... زبان ...

Marfat.com

بیٹھ رہ ماسوا ء اللہ سے منقطع ہو کے خدا کی عبادت کی طرف متوجہ اور اپنے گناہون پر رو یا کر
روایت کیا ہے اسکو احمد بن حنبل نے نقل کیا ہے اسکو مشکوۃ المصابیح مین اسیواسطے
بعض زہادنے یہ شیوہ اختیار کیا تھا کہ مطلق کلام کو موقوف کر دیا تھا کیونکہ اگر کلام کرین
شاید کسیکی غیبت ہو جاوے کسیکو مضرت پہونچ جاوے چنانچہ منقول ہے **حکایت** ربیع بن خثیم
نے زبان کو بند کیا اور ایک گوشہ اختیار کیا بیس برس تک دنیا کی بات نہ بولے اور کبھی لوگون
سے بات نہین کی یہانتک کہ جس روز امام حسین کی شہادت ہوئی لوگون نے کہا اگر یہ خبر ہم
اونکو پہونچاوینگے البتہ وہ کچھ بولینگے پس لوگون نے یہ خبر ربیع تک پہونچائی ربیع نے اس خبر
کو سنکے اپنا سر آسمان کی طرف اوٹھایا اور یہ فرمایا اللھم فاطر السموات والارض عالم
الغیب والشہادۃ انت تحکم بین عبادک فی ما کانوا فیہ یختلفون یعنی اے پروردگار
خالق آسمان اور زمین عالم الغیب تو انصاف کرنے والا ہے اپنے بندونکے درمیان مین اور
سوا اسکے کوئی کلام کسی سے نہ کیا اور اپنا دل عبادت کی طرف مشغول کیا نقل کیا ہے اسکو
تنبیہ الغافلین کے باب حفظ اللسان مین **حدیث** فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم
من صمت نجا یعنی جو شخص چپ رہا اپنی زبان کو حتی الوسع روکا اوس شخص نے نجات پائی روایت
کیا ہے اسکو دارمی نے نقل کیا اسکو مشکوۃ المصابیح مین **ارشاد** طاؤس فرماتے ہین لسانی
سبع ان ارسلتہ اکلنی یعنی زبان میری مثل درندے کے ہے جسطرح درندے کو جبتک قید
مین رکھو کسیکو اوس سے اذیت نہین ہوتی ہے اور جب چھوڑ دو ہر شخص کی جان جاتی ہے اسیطرح
زبانکو جب روکے رہتا ہون البتہ بہتری ہوتی ہے ورنہ وہ زبان مجکو کھا جاتی ہے مجکو ... الٹی ...
نقل کیا ہے اسکو امام غزالی نے باب فضیلۃ الصمت مین **اثر** حضرت عمر رضی اللہ عنہ ...
جوانمردے ... تقیت شر ثلاث فقد وقیت شر الشباب ان وقیت ... لقلقہ
... وقبقبہ یعنی اے جوان اگر تو فرج اور زبان اور پیٹ کی شرارت سے
بچیگا البتہ تو شرارت سے بچیگا ورنہ شباب سے تجکو نہایت ضرر ہوگا نقل کیا ہے اسکو ... اللیث
... حفظ اللسان مین **نصیحت** انسان کی عمر تین حالت کی ہوتی ہے ایک زمانہ صبا کا
... آدمی بالغ نہین ہوتا ہے مرتبہ عقل کامل کو نہین پاتا ہے دوسرا زمانہ جوانی کا

زیادہ بڑھاپے کا اور ظاہر ہے کہ عبادت خدا کی [illegible]

کہ قوت شہوانیہ غالب ہوتی ہو کیونکہ پیری کی حالت [illegible]

مٹ جاتی ہے زبان کی طراوت بھی چلی جاتی ہے [illegible]

آتی ہے اور ضعف ہوتا ہے کہ وہ مانع عبادت سے ہوتا ہے اور [illegible]

اس سبب سے عبادت بھی نہیں ہو سکتی ہے اور زمانہ صغر کا قابل عبادت [illegible]

ایک یہ کہ لڑکا بیعقل ہوتا ہے عبادت کی طرف رغبت نہیں کرتا ہے [illegible]

فرض نہیں کیونکہ وہ مکلف نہیں باقی رہا زمانہ جوانی کا یہ زمانہ قابل عبادت کے ہے [illegible]

بھی ہے ہر کام کی طاقت بھی ہے لیکن اس زمانے میں شیطان غالب ہوتا ہے آدمی [illegible]

ہوتا ہے اگر زنا ہو جاوے کچھ خیال نہیں کرتا ہے اگر غیبت ہو جاوے کچھ التفات نہیں کرتا ہے اگر [illegible]

آجاوے اوسکو نہیں چھوڑتا ہے اسیواسطے سعدی فرماتے ہیں ۔ [illegible]

وسے پیش دانا بہ از عابدی ست ۔ اسیواسطے بعض حکمانے کہا عمدہ مضمون فرمایا [illegible]

مطلب کہا ہے ارشاد فقیہ ابو اللیث باب [illegible] میں ایک حکیم کا [illegible]

اوسنے زبان فارسی میں [illegible] مضمون کہا ہے کہ [illegible]

پس اگر لڑکا عبادت کرے کچھ کمال نہیں ہے کیونکہ وہ لڑکا [illegible]

عبادت کرنے لگا کیونکہ اوسکو اللہ تعالے نے قوت نفس کی [illegible]

عبادت کرے محل تعجب نہیں ہے کیونکہ جب پیر نے سمجھا [illegible]

آئے ہیں لاچار ہو کے عبادت کرنے لگا ہاں جو شخص جوان [illegible]

عیاں ہو باوجود غلبہ شیطان کے اگر عبادت کی [illegible]

وہ قابل مدح ثنا ہے اور وہی شخص [illegible]

جہنم میں چلا جائیگا اسیواسطے سعدی فرماتے [illegible]

جوانی بیاید نہ پیر ۔ مگر جوان عبادت ظاہر بہت کرتا ہو [illegible]

سے منہ کو تر رکھتا ہو پھر [illegible]

ہوا جنبیات سے [illegible] کرتا ہو [illegible]

شرارت نہین گئی ہے جب تک کہ اون امور کو نہ چھوڑدے گناہون سے منہ نہ موڑدے کیون کہ
گنہ چھوڑنا بہتر ہے عبادت کرنے سے **ارشاد** بعض حکما فرماتے ہین کل سفلة یعمل بالطاعة
ولکن الکریم من یترک المعصیة یعنی ہر شخص عبادت کرلیتا ہے اگرچہ رذیل بھی ہو پس عبادت
کرنے مین کچھ کمال نہین ہے لیکن بہتر ہے وہ شخص جو حتی الوسع گناہ سے بچے اگرچہ عبادت
کم کرے نقل کیا ہے اسکو فقیہ ابو اللیث نے باب الذنوب مین اور وجہ اسکی یہ ہے کہ گنہ کرنے سے
آدمی کے دل مین ایک نقطہ سیاہ پڑ جاتا ہے پھر جسقدر آدمی گناہ کرتا جائیگا دل سیاہ ہوتا جائیگا
حدیث فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم نے ان المؤمن اذا
اذنب کانت نقطة سوداء فی قلبه فان تاب ونزع صقل قلبه فان زاد
زادت یعنی جب مسلمان کوئی گنہ کرتا ہے اوسکے دل مین تھوڑی سیاہی آجاتی ہے پس اگر اوس شخص
نے توبہ کی اوسکا دل صاف ہوجاتا ہے اور وہ نقطہ سیاہی کا اوسکے دل سے مٹ جاتا ہے اور اگر اوسنے
دوسرا گناہ کیا وہ سیاہی زیادہ ہوجاتی ہے روایت کیا ہے اسکو ابن ماجہ نے باب الذنوب مین سری سقطی
سری سقطی فرماتے ہین **ارشاد** انی لانظر الی انفی فی کل یوم مرات مخافة ان یکون
قد اسود وجهی یعنی مین ہردن اپنی ناک کو چند مرتبہ دیکھ لیتا ہون اس خیال سے کہ شاید
سیاہ نہوگئی ہو اور بسبب گناہون کے میرے منہ پر سیاہی نہ آگئی ہو نقل کیا ہے اسکو
امام غزالی نے باب احوال الخائفین مین راقم الحروف کہتا ہے اکثر لڑکے اول زمانہ مین نہایت
خوبصورت ہوتے ہین اور بعد بلوغ کے اونکی شکل سیاہ ہوجاتی ہے سبب اسکا گناہ ہین اون
لوگون کے بعد بلوغ کے جب اونھون نے ایک گناہ کیا اونکے چہرے کی رونق چلی گئی اسی طرح
بعضون کا رنگ سفید سے گندمی کی طرف ہوجاتا ہے واللہ اعلم اللهم انی منبع السیئات
ظلمت نفسی بالظلمات فاغفرلی ولوالدی ولخالتی ولاقاربی ولاساتذتی ولاسیاتی
لاحیاء والاموات فانک ربطردنا فبهیہات ونحن عباد لک المجرمون وقد غلبت رحمتک
علی غضبک فارحم من هو عواد بالمغفرة علی العوادین بالذنوب یوم الحسرات **آٹھوان فائدہ** مردار کے گوشت کھانے سے سلامت رہنا کیونکہ غیبت کرنا مثل مردار کے
گوشت کے ہے جیسا کہ گذر چکا اور ایک حکایت یہ ہے **حکایت** ایک مرتبہ جناب بہلول

Marfat.com

صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم کا گذر ایک مردار [illegible]

یاکل احدکم من هذا احق ایملاء بطنہ خیر من ان [illegible]

اس مردار کے گوشت کو سیر ہو کے کھانا بہتر ہے انسان کی غیبت [illegible]

اسکو ابن ابی شیبہ نے نقل کیا ہے [illegible] تفسیر درمنثور [illegible]

میدان مین کف افسوس سے نجات پانا اور روز حشر مین حسرت [illegible]

کرنے والی کا دامن لوگ پکڑینگے اسکو نہایت ملال ہوگا دہشت وحشت [illegible]

ہوگا لوگون کی بدیون کا اسکی گردن پر وبال ہوگا بسبب [illegible] اوسدن [illegible] ملال ہو

ایسا خدای تعالی غضبناک ہوگا کہ ہر شخص خوفناک ہوگا علاوہ یہ ہوگا کہ [illegible] لوگوں

کھلینگے صحائف لوگون کے پھیلینگے ارشاد ادرا عی فرماتے ہین کہ قیامت [illegible]

ہر شخص حساب کے واسطے بلایا جاویگا لوگون کو ارشاد ہوگا جسکا حق اس شخص پر ہو وہ آوے اور

اپنا بدلا لیوے لوگ کہینگے کچھ ہمارا حق اسپر نہین ہے تب خدا تعالی [illegible]

اس شخص نے غیبت کی تھی فلان روز تمکو گالی دی تھی پس [illegible]

اور اپنے حقوق کی فریاد کرینگے نقل کیا ہے اسکو سیوطی نے تفسیر درمنثور [illegible]

امام غزالی باب صفۃ المسایلۃ مین فرماتے ہین [illegible]

عیوبھم واحتمل فی حق نفسہ تقصیرھم ولم یحرک لسانہ [illegible]

فی غیبتھم بما یکرھون لو سمعوہ یعنی [illegible]

کے واسطے ہوگا جس نے لوگونکا عیب چھپایا ہو [illegible]

نہ کی ہوگی اور جو شخص یہ سب گناہ کرتا ہے [illegible]

شدت عذاب کی ہوگی اللھم یا رحمن [illegible]

تحت ظل عرشک یوم الدین [illegible]

کیارھوان فائدہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ [illegible]

مین جب آپکو خبر پہونچتی ہے کہ فلان شخص [illegible]

کے واسطے کرتے ہین مغفرت کی دعا مانگتے ہین

Marfat.com

نہایت خوش ہوتی ہے پس جب کسی کی غیبت کرنے کی آپکو خبر پہونچتی ہے طبیعت آپکی سنے الجملہ ملال کرتی ہے اور اگر لوگون کی غیبت چھوڑنے کو آپ سنتے ہین نہایت خوش ہوتے ہین اللھم اجعل النبی صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم منا راضیا واجعلنا معہ یوم یحشر المتقون یا ارحم الراحمین آمین **ساتوین فرع** غیبت کی اسباب ہین ور اوسکے چھوڑنے کے علاج مین جاننا چاہیے کہ انسان سے جو غیبت ہوتی ہین اوسکے کئی سبب ہین کہ جب وہ سبب پائے جاتے ہین اکثر غیبت ہو جاتی ہے پس لازم ہے انسان کو کہ اون سببون سے بچے تا غیبت سے نجات پائے اسواسطے مین اسباب غیبت کے لکھتا ہون اور ہر ہر سبب کے ذکر کے بعد اوس سبب کے دفع کی تدبیر اور اوسکے رفع کا علاج بھی رقم کرتا ہون **پہلا سبب** غصہ ہونا اور غضب کرنا جب آدمی کسی شخص پر خفا ہوتا ہے اوسکی غیبت کرتا ہے اور اوسکی کئی صورت ہین **پہلی صورت** غصہ کرنا امر دنیا مین جیسے جب کوئی شخص سنتا ہے کہ فلان شخص ہم کو گالی دیتا ہے یا ہماری غیبت کرتا ہے نہایت دل طیش مین آتا ہے شیطان جوش دلاتا ہے پس خود بھی اوس گالی دینے والے کی غیبت شروع کرتا ہے بغیر تحقیق اس امر کے کہ فی الواقع اوس شخص نے گالی دی یا نہین **حدیث** فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے من خزن لسانہ ستر اللہ عورتہ ومن کف غضبہ کف اللہ عنہ عذابہ ومن اعتذر الی اللہ قبل معذرتہ یعنی جو شخص اپنی زبان کو روکے گا خدا تعالی اوسکے عیوب کو قیامت کے روز چھپا دیگا اور روز محشر اوسکو ذلیل نہ کریگا اور جو شخص اپنے غضب کو روکیگا اور موافق غصے کے نہ کریگا اللہ تعالے اوس سے اسپنے عذاب کو رد کریگا اور جو شخص جناب باری کی خدمت مین گناہون سے معذرت کریگا اللہ تعالے اوسکی توبہ قبول کریگا روایت کیا ہے اسکو بیہقی نے علاج اس صورت کا کئی طرح پر ہے **پہلی طرح** یہ کہ اوس نقل کرنے والے کو جھوٹا سمجھے اور جس شخص نے نقل کیا ہے کہ فلان شخص نے تمکو گالی دی ہے وہ چغلخور ہے اوسکے قول کا اعتبار نہین ہے **ارشاد** فقیہ ابو اللیث کہتے ہین کہ جب کوئی شخص تیرے سامنے کسی کی بات نقل کرے کہ فلان نے تیرے حق مین ایسی بات کہی ہے پس تمکو لازم ہے چھ چیزین **اول** یہ کہ اوس چغلخور کے قول کو

دوسرے کی طرف نقل نہ کر یعنی کسی سے اوسکی چغلخوری [illegible]

دوسرے یہ کہ جس شخص کی بات اوسنے تیرے سامنے نقل کی [illegible]

اوسکے عیب کو تجسس نہ کر کیونکہ قرآن مین عیب جوئی سے [illegible]

یہ کہ جس شخص کی بات اوسنے نقل کی ہے اوسکے حق مین بدگمانی نہ کر [illegible]

بد ہے چوتھے اوس چغلخور سے فی اللہ بغض رکھ کیونکہ [illegible]

اور اوسکی صحبت سے کنارہ کرنا ضرور ہے پانچوین نقل کرنے والے کو اس چغلی [illegible]

بار دیگر ایسا کام نہ کر چھٹے یہ کہ اوس چغلخور کو جھوٹا سمجھ کیونکہ فاسق کی خبر [illegible]

حکایت سلیمان بن عبد الملک کی مجلس مین ایک روز زہری بیٹھے تھے کہ ایک شخص [illegible]

آیا سلیمان نے اوس شخص سے کہا مین نے سنا ہے کہ تو نے میری شکایت کی ہے اوس شخص نے

انکار کیا سلیمان نے کہا مین نے ایک معتمد سے سنا ہے زہری بولے [illegible] جس نے

تمہارے سامنے کہا کہ فلان شخص نے تمہاری شکایت کی ہے چغلخور ہے اور [illegible] سچا

نہین ہوتا ہے نقل کیا ہے اسکو احیاء العلوم کے باب النصیحۃ مین

نصیحت

عجب لوگون کا حال ہے اگر کوئی شخص جو جھوٹا مشہور ہے کہتا ہے کہ [illegible]

اوسکی بات کو سچ سمجھ لیتے ہین اور مسلمان بھائی سے بغض رکھتے ہین اور [illegible] سے

پیدا کرتے ہین تا پھر یہ شخص اوسکی باتین نقل کرے بلکہ اوس چغلخور کو [illegible]

سمجھتے ہین اور مسلمان بھائی کی غیبت مین غیبت کرتے ہین اور اگر وہ [illegible] میان کسی کی

خبر نہین رکھتا ہے اوس سے کہتے ہین کہو کیا خبر ہے اور [illegible]

بی بی سے پوچھتے ہین کہ کوئی ہماری آج تعریف کرتا تھا یعنی اگر [illegible]

نے یا مردون نے اسکی تعریف کی ہے نہایت خوش ہوتے ہین [illegible]

ہین کہ فلان نے آج برا کہا ہے بی بی کی بات مثل وحی [illegible]

دی ہوتی ہین اوسکی غیبت مین مبتلا ہوتی ہین اللہ تعالیٰ [illegible]

صراط مستقیم پر چلاوے آمین ثم [illegible]

Marfat.com

وگر از ہر دو جانب جاہلانند		اگر زنجیر باشد بگسلانند

دوسری طرح یہ کہ جب کسی سے سنے کہ فلان شخص تمکو براکہتاہے سمجھے کہ ہم مین کچھ عیب ہوگا پس اپنے کو ہر عیب سے پاک کرے ہر گناہ سے صاف کرے اور سمجھے کہ اوس شخص کا ہم کو کہنا بجا ہے پس اوسکا بدلا کیا ہے **تیسری طرح** یہ کہ انسان سمجھے اس بات کو کہ فلان بھائی نے اگر ہمکو براکہا ہے شاید ہمسے اوسکو تکلیف پہونچی ہوگی پس اوسکے ساتھ احسان کرے ملاقات خاطر داری کرے تا اوسکا دل بحال ہووے ملال کا زوال ہووے نہ یہ کہ اوسکو زائد تکلیف پاہونچاوے اور اوسکی غیبت و شکایت کرے **چوتھی طرح** یہ کہ سمجھے کہ اگر اوس شخص نے ہمکو براکہا ہے بلا وجہ گناہ کیا ہے خدا تعالی اوسکے گناہ کو معاف کرے اگر ہم بھی اوسکی غیبت کرینگے ویسی ہی سزا پاوینگے **حکایت** امام ابو حنیفہ رح کو جب خبر پہونچی تھی کہ فلان شخص نے ہمکو براکہا ہے اوسکے ساتھ نہایت نرمی کرتے تھے اور اوسکی غیبت نہین کرتے تھے نقل کیا ہے اسکو محمد خوارزمی نے مسند امام اعظم مین **دوسری صورت** خفا ہونا اوسپر جور و برو گالی دیوے اور اوسکے پیچھے اوسکی غیبت کرنا **علاج** ایسی صورت مین انسان کو ضرور ہے کہ اپنے نفس کو روکے اور اوسکی گالی سے درگذر کرے اور رحم کو دخل دیکے جوانمردی کرے

حکایت ایک روز جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم کی حضور مین صحابہ حاضر تھے کہ ایک شخص نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو گالی دی حضرت ابو بکر رض چپ رہے پھر اوسنے گالی دی پھر آپ خاموش رہے جب اوسنے تیسری مرتبہ گالی دی حضرت ابو بکر رض نے بھی گالی دینے کا ارادہ کیا پس جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم مجلس سے اوٹھنے لگے حضرت ابو بکر رض نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ مجھسے ناراض ہوگئے حالانکہ مین نے زیادتی نہین کی جب اوس شخص نے تین مرتبہ گالی دی مین نے بھی بدلے کا ارادہ کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا جب تک تم چپ تھے تمھاری طرف سے ایک فرشتہ گالی دینے والے کو جواب دیتا تھا اور جب تم نے بدلے کا ارادہ کیا شیطان بیچ مین کود آیا اسی واسطے مین اوٹھا روایت کیا ہے اسکو ابو داؤد نے کتاب الادب والصلۃ کے باب الانتصار مین **حکایت** ایک روز امام ابو حنیفہ رح منی مین مسجد خیف مین بیٹھے تھے کہ ایک شخص آیا اور اوسنے امام سے کہا اے حرامزادے تجھ مین فی نفسہ

مسئلہ پوچھا تھا اور تونے اوسکا جواب خلاف جواب حسن بصری کے دیا امام نے فرمایا حسن بصری
خطا کی حقیقت مین وہی فتوی ہر جو مین نے کہا پس اوسنے چند گالیان امام کو دین عنبار حب اوس
شخص کے مارنے کے ارادے سے اوٹھے امام نے سبھون کو منع کیا اور لوگون کو اوسکی تکلیف
سے روکا پھر امام نے کہا ای شخص تونے مجکو جو کافر وغیرہ کہا اسد تعالے خوب
جانتا ہے کہ مین نے کسی کو اوسکا شریک نہین کیا اور مین نے کسی سے امید نہ رکھی
اوس ذات وحدہ لاشریک کے اور مین نہین ڈرا مگر اوسیکے عذاب سی جب ذکر عقاب کا آیا امام
کو ایک خوف ہوا اور نہایت رونے لگے زار زار آنسو ونکو بہانے لگے جب اوس شخص نے یہ کیفیت دیکھی
خود بخود نادم ہوا اور امام سے قصور معاف کرایا امام نے کہا تیرے قصور کو مین نے معاف
کیا اور جو مجکو گالی دی اوس گالی سے مین درگذرا نقل کیا ہے اسکو محمد خوارزمی نے عبدالرزاق
ابن ہمام سے مسند امام اعظم مین **دقیقہ** امام نے اگرچہ حسن بصری کی غیبت کی اور اون کی خطا
بیان کی لیکن یہ غیبت جائز ہے چنانچہ سابقا اوسکی تشریح ہوچکی کہ جو غیبت واسطے
امر دین کے ہووے درست ہے جیسے محدثین جرح و تعدیل کیا کرتے ہین **حدیث** فرمایا
رسول اسد صلے اسد علیہ وعلے آلہ وسلم نے لیس الشدید بالصرعۃ انما الشدید الذی
یملک نفسہ عند الغضب یعنی جوانمردی کا مدار کشتی پر نہین ہی اصل جوانمرد وہ ہی جو غصہ کے
وقت اپنے نفس کو روکے روایت کیا ہی اسکو مؤطا کے باب الغضب مین امام مالک رح نے **دقیقہ**
راقم الحروف کہتا ہے اسکی دو وجہ ہین **اول وجہ** کہ نفس کشی کرنا نہایت مشکل ہی کیونکہ نفس
عجب طرح کا عدو ہے کہ آدمی کو ہلاک کر دیتا ہے پس اوس سی کشتی کرنیوالا بلاشک جوانمرد ہوگا
اوس شخص سی جو آدمیون سے کشتی کرتا ہی **دوسری وجہ** یہ کہ کشتی کرنا ظاہر اعضا کا کام ہی اور
غصہ کو روکنا دل کا کام ہی اور باطن کی عمدگی نہایت عمدہ ہے ظاہر کی عمدگی سے **ارشاد**
ابوبکر وراق فرماتے ہین کہ اسد جلشانہ نے بندونسے چھ چیزین طلب کی ہین لازم ہے بندون کو
کہ اوسکو بجا لاوین دو چیز دل سے ایک خدا کے حکم کی تعظیم کو دوسرے خلق اسد کی تکریم
زبانسے دو چیز ایک اقرار کرنا توحید جناب باری کی دوسرے نرمی کرنا مخلوقات کے ساتھ
اور خلق سے دو چیز ایک صبر کرنا وا امر خدا یتعالے پر دوسرے حلم کرنا خلق پر نقل کیا ہے

Marfat.com

سکو تذکرۃ الاولیا مین **حکایت** بنی اسرائیل مین ایک شخص نے تین سو اور ساٹھ کتابین
علمت مین تصنیف کین اور اس تصنیف کو اللہ تعالے کی طرف پہونچنے کا وسیلہ گردانا اوس
زمانے کے نبی کی طرف وحی آئی کہ اس شخص نے تمام زمین مین بسبب ان کتب حکمت کے نفاق پھیلا دیا
اور کوئی تصنیف اسکو مفید نہین ہوگی جب اوس شخص نے یہ خبر سنی دنیا و مافیہا کو چھوڑ کے
سبھون سے منہ موڑ کے ایک گوشے مین ہوکے نہایت عبادت کی اور محبت اللہ تعالے
کی اپنے دل مین پیدا کی پھر اللہ تعالے نے وحی بھیجی کہ ابتک مین اوس سے راضی نہین ہوا ہان
اگر یہ شخص لوگون سے موانست رکھے لوگون سے معاملات جاری رکھے اور باوجود اسکے
لوگون کی تکالیف پر صبر کرے کسی سے بدلا نلیوے اوسوقت مین راضی ہونگا اوس شخص نے
جب یہ خبر سنی ایسی ہی کیا پس اللہ تعالے نے کہلا بھیجا اب مین اوس سے راضی ہوا نقل کیا ہی اسکو
امام غزالی نے کتاب العزلۃ مین چھٹے فائدے مخالطت کے بیان مین **تیسرے صورت**
خفا ہونا اوسپر جسنے کسی طرح کی تکلیف دی ہو یا اور کسی طرح کی اذیت پہونچائی ہو اس سبب
سے اوسکی غیبت کرنا لوگون کے سامنے اوسکے عیبون کو کھولنا کیونکہ جب اوسنے ہمکو تکلیف دی ہے
ہم بھی اوسکو اذیت دینگے اوسکی غیبت کرینگے **علاج** ایسے وقت مین اگرچہ آدمی کا دل طیش
کرتا ہے نفس چاہتا ہی کہ اگر اوسنے ہمکو ایک طرح تکلیف دی ہی ہم سو طرح کی تکلیف دین لیکن لازم ہے
کہ اوسکی اذیت کو عفو کرے اور اوسکی غیبت نکرے اور سمجھے کہ اگر اوسپر احسان کرینگے قیامت کے
روز ہم کو اوسکی نیکیان ملینگی اور اگر ہم اوسکی غیبت کرینگے اوسکی بدیان ہماری کتاب مین
آئینگی **ع** بدی را بدی سہل باشد جزا ۞ اگر مردی احسن الی من اساء **حکایت** حضرت
ابراہیم کے صحیفون مین منجملہ نصایح کے یہ مضمون بھی لکھا تھا کہ ای ابن آدم جو تجھپر ظلم کرے
اوسکے ساتھ عفو کر اور جو تیرے ساتھ بدی کرے اوسکے ساتھ نیکی کرتا تو بہشت مین بزرگی پاوے
اور میری رحمت پاوے نقل کیا ہے اسکو روضۃ الواعظین مین **حدیث** فرمایا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم لا تکونوا امعۃ تقولون ان احسن الناس احسنا وان
ظلموا ظلمنا ولکن وطنوا انفسکم ان احسن الناس ان تحسنوا وان اساؤا فلا تظلموا
یعنی نہو تم لوگ ساتھ ہوجانیوالے ایسے کہ کہنے لگو کہ اگر لوگ احسان کرینگے ہم بھی احسان کرینگے

اور اگر لوگ ہم کو تکلیف دینگے ہم بھی انکو ستا دینگے بلکہ تم لوگ اپنے نفسون کو درست کرو
کہ اگر لوگ احسان کرین تم بھی احسان کرو اور اگر لوگ ظلم کرین کچھ تمکو اذیت دین تم ان
عوض نہ لو روایت کیا ہے اسکو ترمذی نے باب الاحسان والعفو مین **نصیحت**
اِس زمانہ کی عجب چال ہو گئی کہ اگر لوگ انکو اذیت پہونچاوین بخشش کا نام نہین لیتے ہین بلکہ
کہتے ہین کہ اگر کوئی ہم کو کسی طرح تکلیف دیگا ہم اوسکے باپ کو اذیت دینگے اگر کوئی ہم کو
گالی دیگا ہم اوسکی سو پشت کو گالی دینگے ہان اگر کوئی احسان کریگا البتہ ہم بھی اوسکے ساتھ
احسان کرینگے اور یہ نہین سمجھتے ہین کہ احسان کے بدلے مین احسان کرنا کچھ کمال نہین ہے کمال
وہ ہے کہ تکلیف کے بدلے مین احسان کرے **اصلاح** حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ
والسلام فرماتے ہین لیس الاحسان ان تحسن الی من احسن الیک ذلک مکافاۃ
انما الاحسان ان تحسن الی من اساء الیک یعنی نہین ہے احسان یہ کہ خیر پہونچاوے تو اپنے محسن
کو کیونکہ وہ بدلا ہے احسان وہ ہے کہ اپنے تکلیف دینے والے کے ساتھ آدمی احسان کرے نقل کیا
ہے اسکو امام رازی نے والعافین عن الناس کی تفسیر مین **حکایت** ایک شخص جناب
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم کی زیارت سے خواب مین مشرف ہوے انھون نے
پوچھا یا رسول اللہ لوگون کے ساتھ معاشرت کیا کرون یا یہ کہ اکیلے ہو کے عبادت کیا کرون
جناب رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم نے فرمایا لوگون سے الگ ہو کے موانع چھوڑ کے
عبادت کرنا کمال نہین ہے کمال وہ ہے کہ لوگون سے مخالطت رکھو اور اونکی تکلیف اوٹھا
لیا کرو نقل کیا ہے اسکو نزہۃ المجالس ومنتخب النفائس کے باب الحلم مین **چوتھی صورت**
خفا ہونا اوس شخص پر جو اپنا کہنا نہ مانتا ہو حکم بجا نہ لاتا ہو اور اوسکی غیبت کرنا جسطرح اہل زمانہ
کا دستور ہے کہ لونڈی ہو یا غلام ماما ہو جب وہ کوئی امر خلاف مرضی کے کرتے ہین مولے اونسے خفا
ہوتے ہین اور لوگون کے سامنے اونکی شکایتین کرتے ہین اور لونڈی اور غلام کو نہایت تکلیف
دیتے ہین کبھی انکو مارتے ہین ایسا کہ خون بہاتے ہین کبھی اونکی شکایت کرتے ہین ہر طرح سے
اون کو ستاتے ہین علاج اسکا کئی طرح پر ہے ایک یہ ہے کہ آدمی کو لازم ہے کہ کسی کی مخالفت
سے خفا نہووے کسیکو اُف نہ کہے خواہ لونڈی ہو یا غلام ہو ماما ہو یا غیر ہو کسی کو نہ جھڑکے

اور سمجھو کہ جس طرح ہمکو اسقدر غصہ اسکی مخالفت سے آیا اللہ تعالی کو بھی ہماری مخالفت سے
کسقدر غصہ آتا ہے پس اگر ہم ان لوگون کو تکلیف دینگے لوگون کو ستاوینگے جبار ہم سے
بہت خفا ہوگا نہایت سختی ہم پر کریگا **اثر** حضرت انس رضی اللہ تعالے عنہ فرماتے ہین
واللہ لقد خدمت النبی صلے اللہ علیہ وعلی الہ وسلم سبع سنین او تسع سنین
ما علمت قال لشیء صنعت لم فعلت کذا ولا لشیء ترکت ھلا فعلت یعنی مین نے سات برس
حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی خدمت کی اگر کوئی کام مجھسے جو کرنا چاہیے
تھا ہو گیا کبھی حضرت نے مجکو خفا ہوکے نہ کہا کہ یہ کام کیون تو نے کیا اور کوئی کام مجھسے
جسکا کرنا ضرور تھا چھوٹ گیا کبھی آپ نے نہین فرمایا کہ یہ کام تو نے کیون نہ کیا روایت
کیا ہے اسکو ابوداؤد نے کتاب الآداب مین **حدیث** فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وعلی آلہ وسلم نے اخوانکم جعلھم اللہ تحت ایدیکم فاطعموھم مما تاکلون والبسوھم
مما تلبسون ولا تکلفوھم ما یغلبھم فان کلفتموھم فاعینوھم یعنی لونڈی اور غلام سب
تمھارے بھائی ہین کہ اللہ تعالے نے تمکو اونپر قادر کیا اور اون لوگون کو تمھارے تابع
بنایا پس جیسا تم لوگ کھاتے ہو ویسے ہی اونکو کھلاؤ اور کپڑا بھی بہتر پہناؤ اور کسی کام مین
اونکو سخت تکلیف نہ دو اگر کبھی اونکو کسی مشکل کام کا حکم کرو پس تم بھی اونکی مدد کرو
روایت کیا ہے اس کو ابن ماجہ نے باب الاحسان الی الممالیک مین **حکایت**
ایک شخص نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم کی خدمت مین آ کے عرض
کیا یا رسول اللہ میرے دو غلام ہین اور وہ میرے نافرمان ہین اسی سبب سے مین اونکو
مارتا ہون گالی بھی دیتا ہون قیامت کے روز میرا کیا حال ہوگا جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وعلے آلہ وسلم نے فرمایا میدان حشر مین ذری ذری سا حساب اونکی [illegible]
اگر تیری مار اور گالی اونکے گناہونکے برابر ہو جائیگی پس نہ تجکو کچھ جزا [illegible] کیونکہ تو نے
موافق اونکے نافرمانی کی اونکو زدوکوب کیا حد سے تجاوز نہ کیا اور نہ اونکو کچھ سزا
ملیگی کیونکہ بدلے مین اونکے نافرمانی کے تو نے اونکو تکلیف بھی دی اور اگر تیری مار اور
گالی اونکی نافرمانی سے کم ہوگی اللہ تعالی تیری طرف سے اونسے بدلا لیگا اور [illegible]

اسد اگر تیری مار اور گالی اونکی نافرمانی سے زائد ہوگئی اسد تعالے تجہسے انکا حساب کریگا اور اونکو تجھسے اس ظلم کا قصاص کریگا جب یہ کلام اوس سائل نے سنا نہایت رویا اور بہت ڈرا کہ شاید میری مار اور گالی اونکی نافرمانی سے بڑہ جاوے پس کہنے لگا یا رسول اسد میں نے ان دونون غلامون کو آزاد کیا اپنا ذمہ پاک کیا روایت کیا ہے اسکو ترمذی نے ابواب الحساب مین **دوسرا علاج** جب کسی غلام یا نوکر یا فرزند سے کوئی قصور ہوجائے سمجھے کہ یہ مقام کرم ہے موضع رحم ہے کسی طرح سے اوسکی شکایت بلکہ اوس قصور کو معاف کرے کیونکہ از خردان عصیان و از بزرگان احسان اور اسد تعالی احسان کرنے والون کو نہایت دوست رکھتا ہے اور اجر جزیل عنایت کرتا ہے **حکایت** میمون بن مہران کی لونڈی ایک روز شوربا پیالے مین لائی اتفاقاً وہ شوربا میمون پر گر پڑا میمون نے ارادہ مارنے کا کیا پس اوس لونڈی نے کہا اے مولے اسد تعالے غصہ کھا جانے والون کی مدح کرتا ہے موافق اوسکے تمکو عمل لازم ہے میمون نے کہا موافق اسد تعالے کے اچھے لوگون کی تعریف مین والکاظمین الغیظ- مین نے غصہ پی لیا پھر لونڈی نے کہا اسد تعالی اچھے لوگون کی تعریف مین یہ بھی فرماتا ہے کہ اچھے لوگ وہ ہوتے ہین جو قصورون کو معاف کرتے ہین میمون نے کہا مین نے تیرے قصور کو معاف کیا پھر اوس لونڈی نے کہا کہ خدا تعالی احسان کرنیوالون کو دوست رکھتا ہے میمون نے کہا مین تجھپر احسان بھی کرتا ہون کہ مین تجکو آزاد کرتا ہون نقل کیا اسکو تنبیہ الغافلین کے باب کظم الغیض مین **نصیحت** اہل زمانہ عجب چال رکھتے ہین کہ ہرگز رحم کو دخل نہین دیتے ہین اگر کسی کا غلام یا کسی کی لونڈی نافرمانی کرے اوسکو مارتے ہین اوسکی ذلت کرتے ہین خصوصاً یہ امر عورتون مین بہت شائع ہے کہ اگر لونڈی خلاف مرضی کوئی کام کرے بہت اوسپر خفا ہوتے ہین اوسکے سامنے بہت گالیان دیتے ہین قحبہ حرامزادی کہہ سناتے ہین اوسکی ذلت کرتے ہین اوس کی غیبت کرتے ہین تمام عمر کی عیب اوسکے بیان کرتے ہین کبھی کہتے ہین اس لونڈی سے ہم کو کبھی فائدہ نہین ہوا کبھی کہتے ہین اس لونڈی سے ہمیشہ ہم کو ضرر ہوا اور لونڈیون کو از حد مارتے ہین یہانتک کہ خون بہتا ہے ہر طرف سے فوارہ نکلتا ہے اسد جو لوگ عورتون سے صحبت بہت رکھتے ہین

Marfat.com

خاصیت عورتون کی پیدا کرتے ہین لونڈیون غلامون کو گالیان دیتی ہین اپنی بی بیون کی تابعداری
کرتے ہین سعدی رح فرماتے ہین **شعر** زنے را کہ جہل ست و نا راستی ٭ بلاے سر خود نہ زن
خواستی ٭ اگر کوئی اپنی بی بی کے خلاف مرضی کرے نہایت اوس سے ناراض ہوتے ہین
اسیواسطے عورت کی تابعداری نہایت منع ہے چنانچہ شمہ اوسکا رقم ہو چکا دوسرا
سبب تکبر اور غرور اور اوسکی بھی کئی صورتین ہین پہلی **صورت** تکبر کرنا نسب مین اور
اپنے نسب کو سب سے بہتر سمجھنا اور دوسرون کے نسب کے باب مین غیبت کرنا لوگون کے نسب
کی برائیان بیان کرنا **اثر** حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین لا یحقرن احد
احد امن المسلمین یعنی نہ ذلیل جانے کوئی مسلمان کسی مسلمان کو اور ذلیل جاننا حرام ہے
نقل کیا ہے اسکو امام غزالی نے باب ذم الکبر مین **علاج** انسان کو لازم ہے کہ سمجھے اس امر کو کہ اللہ
تعالے نے ہم سبھون کو حضرت آدم اور حضرت حوا علے نبینا وعلیہما الصلوۃ والسلام سے پیدا
کیا اگرچہ بیچ مین کسی کا باپ اچھا بنا یا کسیکا دادا بد کیا پس اگر ہم نسب مین عمدہ ہوئے
اور دوسرے لوگ نسب مین خراب ہوئے اس سے ہمکو فضیلت ان لوگون پر نہین
ہو جاتی ہے کیونکہ اگر اعتبار بنیاد کے دیکھو تو اصل ہم سبھون کی ایک ہی اور اگر باعتبار
عاقبت کے دیکھو پس مدار اوسکا تقوی پر ہے جو شخص متقی ہووے اگرچہ بد نسب ہو وہی
وہی صراط مستقیم کو جاویگا اور جو شخص اللہ تعالے کی عبادت مین قصور کرتا ہو اگرچہ
اشراف زادہ ہو وہ آخرت مین پچتائیگا پس غیبت کرنا بے نسب والون کی اور اون کی
حقارت کرنا محض حماقت ہے **سعدی** تکبر بود عادت جاہلان ٭ تکبر نیاید
ز صاحبدلان ٭ **حدیث** جس وقت جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم
نے حجۃ الوداع مین گیارھوین تاریخ ذی الحجہ کو مقام منی مین خطبہ فرمایا تھا اوس مین
آپ نے فرمایا یا ایھا الناس ان ربکم واحد الا لا فضل لعربی علی عجمی ولا لعجمی
علے عربی ولا لاسود علی احمر ولا لاحمر علی اسود الا بالتقوی ان اکرمکم عند اللہ
اتقاکم یعنی اے لوگو تم سبھونکا معبود یکتا ہے لا شریک لہ ہے اور اگر حقیقت مین دیکھو تو کسی کو کسی
پر بزرگی نہین ہے مگر باعتبار زہد کے نہین لازم ہے عربی کو فخر کرے نسب مین عجمی پر یا عجمی

Marfat.com

فخر کرے عربی پر یا سیاہ شخص فخر کرے سرخ رنگ والے پر یا سرخ
رنگ والے پر ہان مگر جسمین تقوی ہو اور وہ بہتر ہے پرہیزگار ہے کیونکہ خدا تعالے
فرماتا ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم یعنی بزرگتر تم سے وہ شخص ہے جو متقی ہو وہ
ہو نقل کیا ہے اسکو جلال الدین سیوطی نے تفسیر در منثور مین طبرانی سے **سوال** اگر کوئی
شخص پوچھے وہ کون چیز ہے کہ حضرت آدم کے جسم سے پیدا ہوئی ہو بغیر علاقہ حضرت حوا
جواب وہ کتا ہے کہ جب حضرت کا کالبد اللہ تعالے نے مٹی سے بناکے تیار کیا
فرشتون کو اوسکے دیکھنے کا حکم ہوا سب فرشتون نے دیکھا جب نوبت شیخ نجد
یعنی ابلیس کی آئی شیطان نے اوس کالبد کو حقیر سمجھا اوس پر تھوک دیا اللہ تعالے نے جس جگہ
پر شیطان نے تھوکا تھا اوس مقام سے ایک ٹکڑا جدا کر لیا اور اوس سے کتے کو بنایا
اور وہ مقام خالی رہا چنانچہ ناف کے مقام مین خلو ہے گوشت نہین ہے یہ وہی مقام ہے
کہ اللہ نے اوس جگہ سے ایک ٹکڑا کاٹ کے کتا بنایا اسیواسطے کتے کو آدمیون سے
انسیت بہت ہوتی ہے پس کتا ایسی چیز ہے کہ اسکی پیدائش حضرت آدم کے بدن سے
ہوئی اور حضرت حوا سے کچھ علاقہ نہین ہے نقل کیا ہے اسکو نزہۃ المجالس اور منتخب النفائس
مین **نصیحت** اہل زمانہ کو نہ عاقبت کا پاس ہے نہ آخرت کا لحاظ ہے تقوی کو طاق پر رکھدیا
زہد کو ہاتھ سے پھینکدیا ہے ہر شخص اپنے نسب کو اچھا کہتا ہے وہ سیدون کی ذات کا ہو کر
کہتا ہے میرا نسب بہت عمدہ ہے کہ تا بہ غوث اعظم بلکہ تا برسول اوسکا سلسلہ ہے کوئی
کہتا ہے میرا نسب سب سے بہتر ہے کیونکہ میرے آباء و اجداد مین ہر شخص متقی ہے کوئی کہتا
نسب بہت اچھا ہے کیونکہ میرے آبار مین ہر شخص عالم ہوا ہے کوئی کہتا ہے ہم لوگ کہ
دین حسب و نسب مین عقل و دانش مین نہایت بہتر ہین اور اہل دکھن لحسب نسب مین نہایت
ہین کیونکہ دکھنی کے نسب کا اعتبار نہین اونکے خصائل سے صداقت عیان ہوتی ہے
سمجھتے ہین کہ نسب و حسب آخرت مین کام نہ آئیگا جب کوئی حامی و مددگار نہ ہوگا
گمراہ ہوگا البتہ صورت نجات ہوگی جبکہ ہر طرف آواز جوش جہنم کی آویگی
یا ارحم الراحمین ارحمنا یوم لا ینفعہم [illegible] یعنی [illegible]

Marfat.com

دوسری **صورت** پر تکبر کرنا حسن و جمال مین فضل و کمال مین اور دوسرونکی حقارت کرنا صورت
خلقت مین اعتقاد و ملت مین **پہلا علاج** سمجھے اس بات کو کہ سب صورتین اللہ تعالے نے
بنائی ہین کیسکی صورت اچھی بنائی کسی کی خلقت بری بنائی پس صورت بری ہونا محل طعن نہین ہے
اور خلقت کی بری مین کچھ نقصان نہین ہے **سعدی** تکبر زدا نابود ناپسند ؛
غریب آید این معنی از ہوشمند ؛ مدار فلاح دارین کا زہد و عبادت احسان و مروت
پر ہے اسیواسطے انسان کو لازم ہے کہ خدا تعالے کی کسی مخلوق کو بد نہ سمجھے اور کسی مخلوق خدا کو
برا نہ کہے **حکایت** ایک مقام پر ایک کتا مردار بدبودار پڑا تھا کہ حضرت نوح علی نبینا و علیہ
الصلوٰۃ والسلام کا اودھر سے گذر ہوا انھون نے اوس سے کراہت کی طبیعت نے اون کی اوس سے
نفرت کی فی الفور اللہ تعالے نے حکم بھیجا کہ ای نوح؊ اس چیز کو ہمنے اسی طرح بنایا اگر تمکو
یہ کتا مردار برا معلوم ہوتا ہے تم اس سے عمدہ بنالو حال آنکہ تم اسکی شل بنانے پر بھی قادر نہین ہو
پس کیون اسکو برا سمجھتے ہو جب یہ حکم نازل ہوا حضرت نوح؊ کا دل نہایت زار زار نوحہ
کرنے لگے اور گریہ و زاری کرنے لگے اسیوقت نام انکا نوح؊ مقرر ہوا نقل کیا ہے اسکو نزہۃ المجالس
منتخب النفائس کے باب الادب مین **دوسرا علاج** یہ کہ آدمی خیال کرے کہ کوئی
شخص جمیع عیوب سے خالی نہین حتی کہ خود بھی تمام عیبون سے مبرا نہین ہے پس جب تک اپنی
ذات مین عیب موجود ہے دوسرونکا عیب بیان کرنا اور اپنے جمال پر یا حسن صورت پر فخر کرنا
بیوقوفی ہے **حدیث** ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے خطبے مین
فرمایا طوبے لمن شغلہ عیبہ عن عیوب الناس یعنی بڑی خوشی اوس شخص کے واسطے
ہے جو ہروقت اپنے عیب کو دیکھے اور غیرونکے عیب سے نظر پھیرے نقل کیا ہے اسکو امام غزالی
نے ابواب العلم مین **تیسرا علاج** سمجھے کہ مدار بہتری کا صورت کی عمدگی پر نہین ہے بلکہ تقوے
پر ہے **حدیث** جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم فرماتے ہین المسلمون اخوۃ
لا فضل لاحد کم علی احد الا بالتقویٰ یعنی باعتبار اصل کے سب مسلمان بھائی ہین
کسیکو کسی پر بزرگی نہین ہے کسی طرح سے مگر بسبب پرہیزگاری کے روایت کیا ہے اسکو
طبرانی نے نقل کیا ہے اسکو در منثور مین پس کسی کی غیبت کرنا صورت مین اور بیان اوسکو

اچھی جاننا دوسردن کی صورتون کو برا سمجھنا کا ... [illegible]
پوست ہو بعد مرگ خاک مین ملیگی مٹی او سکو کھا جائیگی ❁ ... [illegible]
است ❁ میکند خاک برائے ہمہ کس جا خالی ❁ جب آدمی قبر مین جاویگا ... [illegible]
دنیا کا رہ جائیگا ❁ باپ بیٹا بھائی کام آتا نہین ❁ ساتھ بیکس سے کوئی جا ... [illegible]

حکایت ایک فقیہ ایک روز عمر بن عبد العزیز کے پاس آئے انکی صورت کو دیکھ کر
کثرت عبادت کے نہایت مضمحل ہو گئی ہے اونھون نے تعجب کیا عمر بن عبد العزیز نے کہا
آپ کیا اس صورت سے تعجب کرتے ہین جب آدمی مرتا ہے اوسکی صورت البتہ قابل
ہوتی ہے جب مین قبر مین جاؤنگا ہر طرح کی تکلیف اوٹھاؤنگا اگر تم اسوقت میری
صورت دیکھوگے ہر آئینہ وحشت کروگے نقل کیا ہے اسکو امام غزالی نے باب زیارت
مین **حکایت** مہلب بن ابی سفر سالار قافلہ حجاج کا گذر ہوا مطرف بن عبد اللہ کے سامنے
دیکھا مطرف نے کہ مہلب عمدہ لباس پہنے ہوئے تکبر کرتے ہوئے چلتے ہین پس
مطرف نے کہا اے عبد اللہ یہ چال تکبر کی اللہ تعالے کے نزدیک پسند نہین ہے
بطور غرور کے کہا اے مطرف کیا تم نصیحت کرتے ہو مجھکو کیا نہین جانتے ہو کہ مین
ہون مین سالار قافلہ ہون مطرف نے کہا ہان مین تجھکو خوب جانتا ہون کہ اول مین نطفہ
تھا اوسوقت نہ یہ چال تھی نہ اس تکبر کا گمان تھا اور آخر جب تو قبر مین جائیگا بدن
بدبو دار ہو جائیگا پھر یہ تکبر کچھ کام آئیگا **نظامی** ❁ چو کار کالبد گیرد تباہی
درویشی بکار آید نہ شاہی ❁ اور ما بین اول اور آخر کے حالت زندگی مین
بطن مین بھرا ہے باطن تیرا سڑا ہے پس جب کہ تیرا مبدا اور منتہا اور وسط یون ہو
تجھکو تکبر لائق نہین ہے اور کپڑے کی عمدگی پر یا صورت کی خوبصورتی پر تکبر کرنا بہتر
جب یہ قول مہلب نے سنا اوس چال کبر کو چھوڑ دیا اسی کی طرف شیخ ... [illegible] اشارہ

حد خود بشناس دور باش ای پسر ❁ تا نیفتی در ... [illegible]

اور محمود بن الوراق نے مطرف کی نصائح کو منظوم کر کے کہا ہے

[illegible]		عجبت من معجب بصورته	

وفی غد بعد حسن هیئته	یصبح فی اللحد جیفة قذرة
وهو علی تیهه ونخوته	ما بین ثوبیه یحمل العذرة

ارشاد حسن بصری اوپر کے مطلب کی
ل کیا ہے اسکو امام ابو اللیث نے باب الکبر مین
افق فرماتے ہین العجب من ابن آدم یغسل الخرأ بیدہ کل یوم مرة
مر تین ثم یعارض جبار السموات یعنی تعجب ہے آدمی سے کہ تکبر کرتا ہی باوجودیکہ
نہین دو ایک مرتبہ اپنے ہاتھ سے پائخانہ دھوتا ہے نقل کیا ہے اسکو امام غزالی نے باب
م الکبر مین تیسری صورت تکبر کرنا حرکات وسکنات مین عقل تمیز مین یعنی اپنے افعال
واچھا سمجھنا اور دوسرونکے افعال کی غیبت کرنا کہ فلان شخص دیوانون کی طرح چلتا ہے
مجنونون کے طور پر رہتا ہے فلان شخص سخت بیوقوف ہی نہایت بیوقوف ہی فلان شخص ازحد
بدتمیز ہے علاج اسبات کو جاننا چاہیے کہ عاقبت کا حال معلوم نہین شاید وہ شخص جسکو مجنون
سمجھتے ہین خدا کے نزدیک اچھا ہووے اور سیدھا جنت مین جاوے کیونکہ مدار فلاح کا
عبادت پر بلکہ عنایت باری پر ہے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جو لوگ ظاہر مین دیوانے
ہوتے ہین حقیقت مین وہی جنت کے سزاوار ہوتے ہین اور جو لوگ ظاہر مین بہت ممتاز ہوتے
ہین خدا کے علم مین بدترین خلائق ہوتے ہین اگرچہ ظاہر مین یہ لوگ اچھے معلوم ہوتے
ہین اور وہ لوگ برے معلوم ہوتے ہین پس غیبت کرنا کسیکے افعال واعمال مین اور
تکبر کرنا اپنی تمیز وعقل مین موجب حماقت ہے کیونکہ ظاہر کی برائی کا اعتبار نہین اسواسطے کہ
دنیا کو زوال ہے اصل برائی عاقبت کی ہے اور وہ یقیناً معلوم نہین کہ اوس شخص مین موجود
ہے کیونکہ اکثر معاملہ قضا وقدر کا الٹ جاتا ہے طالع بدبخت ظاہری کا سعید ہو جاتا ہی اور
اکثر ایسا ہوتا ہے اور تجربے مین بھی آیا ہے کہ اولیاء اللہ ظاہر مین بد معلوم ہوتے ہین اور
خاصان خدا ظاہر مین بے وقار معلوم ہوتے ہین لیکن خدا کے نزدیک بڑی اونکی عزت
ہوتی ہے دعا اونکی قبول ہو جایا کرتی ہے حکایت ایک سال مدینہ منورہ زادہا اللہ
العود ایسا مین قحط ہوا لوگون کو ازحد غم ہوا ایک روز اہل مدینہ نماز استسقا کے واسطے
نکلے اور [illegible] المبارک بھی نکلے سب لوگ دعا مانگنے لگے آہ وزاری کرنے لگے کسی کی

دعا قبولیت مین نہین پہونچی تھی کہ ناگاہ ایک شخص حبشی بدصورت آیا اور وہ تہمد باندھے تھا اور ایک چادر مونڈھے پر ڈالے ہوے تھا اور وہ کہنے لگا الٰہی ہم لوگ گنہگار اور تونے پانی روک لیا ہے ہمین لوگون کے ادب دینے کے واسطے یا اللہ اسیوقت پانی برسا اور پانی سے ہم کو نہ ترسا جب اوس شخص نے یہ دعا کی فی الفور رحمت خدا نازل ہوئی سارا آسمان بدلی سے چھپ گیا پانی بھی خوب برس گیا نقل کیا ہے اسکو امام غزالی نے ابن المبارک سے باب آداب الدعاء مین اور اس زمانے مین جب ایسی شخص کو اہل زمانہ دیکھتے ہین دیوانہ اوسکو سمجھتے ہین بسبب اوسکی بدصورتی کے اوس سے بھاگتے ہین کبھی اوسکو ذلیل کرتے ہین کبھی اوس سے استہزا کرتے ہین اور نہین سمجھتے ہین کہ شاید یہی شخص کاملین سے ہووے مرتبہ اسکا علیین مین ہووے جیسا کہ ابھی ذکر ہوا ارشاد یونس سے فقیہ ابو اللیث نے باب الضحک مین نقل کیا ہے کہ مین نے حسن بصری کو نہین دیکھا مگر ہمیشہ غمگین و حزین کبھی مین نے اونکو ہنستا نہ دیکھا کبھی اونکو خوش نہ دیکھا فقط اور اس زمانیوالے اگر کسی شخص کو ایسا دیکھتے ہین کہ وہ لوگونسے باتین نہین کرتا ہے اوسکو دیوانہ سمجھتے ہین اوسکو متکبر جانتے ہین نعوذ باللہ منہ حکایت اویس قرنی جب وعظ سنتے تھے اگر اوسمین ذکر جنت کا آتا خوش ہوتے اگر کبھی واعظ جہنم کا ذکر کرتا بہت خوف کرتے تھے کہ اویس چیخ مار کے بھاگتے اور تاب سننے کی نہ لاتے اس فعل پر لوگ اونکو دیوانہ کہتے اور سب اون کو مجنون بناتے نقل کیا اسکو احیاء العلوم کے باب احوال الخائفین مین الحاصل مدار حسن انجام اور قبح مرام کا ظاہر حرکات پر نہین ہے بلکہ اوسکا مدار نیت اور اعمال پر ہے پس کسی کی غیبت کرنا حرکات و سکنات مین یا اعمال مین بیجا ہے واللہ اعلم تیسرا سبب عجب یعنی اپنی نیکیون پر فخر کرنا اور بسبب کثرت عبادت کے اپنے نفس کو بڑا و متقی ہے جاننا اور جو لوگ عبادت نہیں کرتے ہین یا اپنی عبادت سی کم کرتے ہین اونکو اہل دوزخ سے سمجھنا اور اون کی اس باب میں غیبت کرنا کہ فلان شخص عبادت نہین کرتا ہے بہت برا کرتا ہے فلان شخص بہت بد ہے بسبب اسکے کہ اوسمین حسد از حد ہے فلان شخص بڑا اچھا ہے کیونکہ نہایت متکبر ہے فلان شخص دوزخ کا سزاوار ہے کیونکہ وہ بڑا گنہگار ہے فلان شخص ...

Marfat.com

ان سب عیبون کا یہی ہوتا ہے کہ آدمی اپنی ذات کو عیبون سے مبرا سمجھتا ہے دوسرون کے
عیبون کی طرف دیکھتا ہے اپنی کثرت عبادت سے اپنے کو اہل جنت سے گنتا ہی دوسرونکو
بسبب اونکی عبادت کم ہونے کے ذلیل سمجھتا ہے **علاج** پہلا اسکا یہ ہی کہ عبادتکی زیادتی
سے پاکی نفس کی خوب دریافت نہین ہوتی ہی اگرچہ ظاہر مین انسان مین عمدگی ہوجاتی ہے
لیکن باطن کی بہتری نمایان نہین ہوتی ہے شاید مقلب القلوب دل کو پھیر دے آخر
مین عبادت سے منہ موڑدے اور عبادت کی کمی سے برائی اوس شخص کی یقینی نہین ہے
کیونکہ شاید وہی شخص نجات پائے سیدھا جنت مین جائے اسواسطے کہ بہت لوگ
تمام عمر عبادت کیا کرتے ہین وقت مرگ ایمان سے پھر جاتے ہین اور بہت لوگ تمام عمر فسق و
فجور مین مبتلا رہتے ہین وقت انتقال ہدایت ازلی جوش کرتی ہے تو وہ لوگ توبہ کرتے ہین خداکو ساتھ
پاک جاتے ہین **حکایت** ایک شخص مفسد مرگیا کوئی شخص بسبب اوسکے تکلیف و فساد کے
اوسکے جنازے کے واسطے نہین آیا اوسکی بی بی دو آدمیون کو کرایہ دے کے عیدگاہ
مین اوسکا جنازہ لے گئی کسی شخص نے اوسپر نماز نہ پڑھی پس وہ عورت دفن کے واسطے
جنگل مین لی گئی اوس مقام کے قریب ایک پہاڑ تھا کہ اوسپر ایک زاہد رہتا تھا وہ زاہد
پہاڑ سے اوترا اور ارادہ نماز کا اوس مفسد کے جنازے پر کیا یہ خبر شہر مین مشتہر ہوئی ساری
خلقت نماز کے واسطے جمع ہوئی جب نماز ہوچکی لوگون نے زاہد کی نماز سے تعجب کیا
کہ باوجودیکہ یہ شخص ایسا مفسد تھا زاہد نے اوسکے جنازے پر نماز ادا کی پس زاہد نے
کہا مجکو الہام ہوا کہ ایک جنازہ آتا ہے اوسکو ہمنے مغفور کیا ہے اسواسطے مین نے
نماز ادا کی یہ سنکے لوگون کو زائد تعجب ہوا کہ یہ شخص مفسد کیونکر بخشا گیا پس اوس...
اوس مفسد کی بی بی سے پوچھا کہ اسکا کیا حال تھا اوسنے کہا یہ شخص ہمیشہ شراب پیا تھا ہر طرح کا
گناہ کرتا تھا لیکن تین باتین خیر کی اسمین تھین ایک یہ کہ جب صبح کو بیہوشی جاتی غسل کرتا وضو
کرکے صبح کی نماز جماعت سے پڑھتا دوسرے یہ کہ ہمیشہ دو ایک یتیم کو اپنے گھر مین کھتا
اور ہمیشہ احسان کرتا تیسرے یہ کہ جب شراب کے نشے سے اوسکو افاقہ ہوتا خدا تعالے
سے ڈرتا اور کہتا یا باری معلوم نہین کس کونے مین جہنم کے کون سی بلا مجکو ڈالیگا

Marfat.com

جب عابد نے یہ بیان سنا کہا کہ وجہ اوسکی بخشش کی یہی ہے ...
غزالی نے باب کلام المتقین مین حکایت ایک صالح جوان نے خواب
دیکھا کہ وہ جہنم مین داخل ہوا اور ایک بادشاہ کو دیکھا کہ جنت مین ...
جوان نے خواب مین لوگون سے اسکا سبب پوچھا لوگون نے کہا اگرچہ عابد بہت عبادت
کرتا تھا لیکن ایک عیب رکھتا تھا وہ یہ کہ بادشاہون سے ملاقات بہت کرتا تھا ...
بھی کرتا تھا اسواسطے وہ جہنم مین گیا اور بادشاہ اگرچہ ظالم تھا لیکن ...
بہت اچھا تھا کہ درویشون سے نہایت خلوص رکھتا تھا فقط یہ امر اوسکا ...
پسند آیا ہے اسی سبب سے اللہ تعالے نے اوسکو مغفور کیا نقل کیا ہے اسکو سعدی نے
گلستان مین خلاصہ کلام یہ ہے کہ مدار نجات کا عبادات ظاہر پر نہین کیونکہ کبھی حال ...
ہو جاتا ہے معاملہ بد ہو جاتا ہے اگر کوئی شخص ہاتھ مین ہمیشہ تسبیح رکھتا ہے جامہ ...
ہوا پہنتا ہے اوسکا جنتی ہونا معلوم نہین ہان اگر جمیع اعمال بد سے بچتا ہے ہر معصیت ...
پرہیز کرتا ہے البتہ اوسمین استحقاق جنت کا ہوتا ہے سعدی ... بچہ کار آید و تسبیح
مرقع ۔ خود را ز عملہای نکوهیده بری دار ۔ اسی طرح جو شخص ہمیشہ گنہ کیا کرتا ہو اوسکا
ہونا یقینی نہین کیونکہ شاید خدا تعالے اوسکی کسی ادنے عبادت کو پسند کرے ...
گناہون سے درگذر کرے پس اپنی عبادت کے سبب سے اپنی ذات کو بہتر سمجھنا اور دوسرونکو ...
اونکی غیبت کرنا از حد برا ہے علاج دوسرا اگر کوئی شخص عبادت ...
سے اوسکو کہ اپنی عبادات پر فخر نہ کرے اور خوش نہ ہوئے اور ... گنہگار کی
غیبت نہ کرے اونکو رسوا نہ کرے اور سمجھے کہ ہر شخص گنہ سے خالی ...
نہین پس ہر گاہ خود بھی کبھی کبھی گنہ کر لیتا ہے دوسرونکو ...
کیون بد سمجھتا ہو حکایت عمر بن ذر کا ایک ہمسایہ گنہگار ...
اور سکو ذلیل سمجھا اور بسبب کثرت اوسکے گناہون کے اوسکی ...
عمر بن ذر نے نماز ادا کی اور تجہیز و تکفین بھی کی جب دفن سے فارغ ہوئے
ہو کے کہنے لگے اے شخص مین جانتا ہون کہ تو ...

Marfat.com

نماز بھی ادا کی بس رہی پیچکی بس ہی اگرچہ لوگ تجھکو کہتے ہین کہ فلان شخص بڑا گنہگار تھا لیکن مین کہتا ہون کہ کون شخص گنہگار نہین ہے نقل کیا ہے اسکو احیاء العلوم کے باب کلام المحتضرین مین

چوتھا سبب اپنے ہمنشینون کی موافقت کرنا اور حسب دلخواہ دوستون کے کرنا کیونکہ جب آدمی دیکھتا ہے کہ دو چار دوست ہم عمر ہمسم مجلس بیٹھے ہوے ذکر دنیا کر رہے ہین لوگون کی غیبتین کر کرکے طبیعت کو خوش کر رہے ہاین اوسکی بھی طبیعت چاہتی ہے کہ ہم بھی اس مجلس مین جاوین دو چار قصے کہہ سناوین جو آدمی محض تابع شیطان ہوتا ہے بمجرد اس خیال کے شیطان اوسکو اوس مجلس مین لیجاتا ہی غیبتین اوس سے کراتا ہے اور جو آدمی ذرا متشرع ناقص ہوتا ہے شیطان اوسکے نفس سے لڑائی کرتا ہی اس طرح پر کہ جب شیطان اوسکو یہ وسوسہ دلاتا ہے فرشتہ اوسکو کہہ سناتا ہے کہ گوشہ نشین لوگونسی کنارہ کشی کرکے رہنا بہتر ہے شیطان اوسکے کان مین پھونکتا ہے کہ کیون اس طرح کی اپنی جان پر تکلیف لیتا ہے تیرے ہمجنسون مین کوئی ایسا نہین کرتا ہے فرشتہ اوسکو جواب سکھاتا ہے کہ لوگون کی صحبت کرنے سے ہمنشینون کی مجالس مین جانے سے سراسر ضرر ہے ہر طرح سے آخرت مین ضرر ہے اگر تو ایک ساعت اپنے نفس کو روکیگا اپنی ذات کو جہنم مین نہ جھونکیگا غیبت کی مجلس مین نہ جائیگا البتہ آخرت مین نہایت مزہ پائیگا اور اگر تو اس گھڑی مین نفس کی متابعت کریگا دوستونکی موافقت کریگا قیامت مین نہایت سزا پائیگا پس اگر وہ مرد ہوشیار ہے عابد کردگار ہے فرشتے کے قول کو شیطان کے قول پر ترجیح دیتا ہے مجلس غیبت مین نہین جاتا ہے اور اگر وہ شخص گنہگار ہوتا ہے [illegible] شیطان کی اطاعت کرتا ہے اوسکا نفس شیطان کی بات کو مانتا ہے اچھی بات [illegible] کیونکہ شیطان مثل کتے کے ہے اگر کسی مقام مین کھانا وغیرہ نہو اور کتا [illegible] مرتبہ ہکانے سے بھاگ جاتا ہے اور اگر کہین سامنے کتے کے روٹی رکھی ہو [illegible] اک مرتبہ کے بھگانے سے دفع نہین ہوتا ہے بلکہ روٹی کی طرف دیکھتا ہے البتہ جب چند مرتبہ ہکایا جاوے تب جاتا ہے اسی طرح جو نفس گناہ ہونسے پاک ہوتا ہے فرشتہ کے دو ایک جواب سے شیطان بھاگ جاتا ہے اور اگر نفس گنہگار ہے شیطان

Marfat.com

غالب آجاتا ہے انسان کو نہایت ستاتا ہے اور اگر بھاگتا ہے نہایت کو نفس کی
سخت محنت ہوتی ہے **علاج** جب آدمی دیکھے کہ ہمنشین مجلس کو کہ ہر
لوگون کی غیبتین کر رہے ہین اور دل مین آوے کہ ہم بھی اوس مجلس مین چلین اپنا دل بہلا
اوسوقت لازم ہے آدمی کو یہ سمجھ لینا کہ دوستون کی موافقت سے کچھ فائدہ نہین ہی بلکہ آخر
مین ضرر ہے **نظامی** زن و فرزند و مال و دولت و زور ٭ ہمہ ہستند تا تو طالب گور
روندا این ہمرہان غمناک با تو ٭ نیاید ہیچکس در خاک با تو ٭ اگر دل مین یہ خیال آوے کہ
اگر ہم علٰحدہ رہینگے عبادات مین مشغول ہونگے کوئی دوست ہمکو متکبر کہیگا کوئی ہم عمر ہم کو
دیوانہ سمجھیگا کوئی شخص ہم کو احمق بناویگا کوئی ہمکو بیعقل کہہ سناویگا پس بہتر ہے کہ ہم بھی شریک
محفل ہوویں تاان باتون سے بچین اوسکو یون دفع کرے کہ یہ لذت ایک ساعت کی ہی **سعدی**

	گذشتند بر خاک بسیار کس		تفرج کنان در ہوا و ہوس

اوسکے بدلے مین تکلیف مدت دراز کی قیامت مین ہے لائق ہی کہ ہم ایک ساعت اپنے نفس
کو روکین تامحشر مین ثواب پاوین کیونکہ ایک گھڑی کی لذت کو مدت مدید کی محنت اوٹھانا
سخت بیوقوفی ہے **سعدی** فرماتے ہین **ع** بناز و طرب نفس پرورده گیر ٭ با یام
دشمن قوی کرده گیر ٭ یکے بچۂ گرگ می پرورید ٭ چو پرورده شد خواجہ برہم درید ٭
دیکھو اگر طبیب بیمار سے کہتا ہے کہ اگر تم تین روز تک کھانا نہ کھاؤگے اس بیماری سے
صحت پاؤگے ورنہ سخت بیمار ہوگے پھر پچتاؤگے بجز داہی قول کے وہ مریض تین روز
کی تکلیف پسند کرتا ہے تا اوس بیماری سے صحت جلد ہوجاوی اور بیماری زیادہ نہو
باوجودیکہ اوس طبیب کے قول کا سچ ہوجانا اور موافق اوسکے کہے کے واقع ہوجانا یقینی
نہین ہے شاید ایسا ہو کہ باوجود کھانا چھوڑنے کے وہ مریض صحت نہ پاوی جب
طبیب دنیوی کا یہ حال ہے پس ہم گنہگار دن کے طبیب صادق رحم فرماے گنہگاران
کرمفرماے بیکسان حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے قول کا کیو
نہ اعتبار ہو جب وہ خود فرماگئے ہین کہ جو شخص لوگون کے عیبون سے زبان کو روکے
اللہ تعالٰی روز قیامت مین اوسکے عیبون کو بھی پوشیدہ کردیگا مجمع عام مین اوسکو ذلیل نہ

Marfat.com

پس ایک گھڑی کی موافقت دوستون کی کرنا اور اوسکے معاوضہ مین تکلیف آخرت کو لینا شان عقلا نہین ہے اسی واسطے انبیا اور صلحا ہم نشینون کی بات کو نہین مانتے تھے حکایت حضرت یحییٰ علےٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام جب آٹھ برس کے ہوکر بیت المقدس مین تشریف لائے وہان کے عابدون کو دیکھا کہ نہایت عبادت کرتے ہین یہان تک کہ بعض لوگ نفس کشی کے واسطے اپنے کو رسیون سے باندھتے ہین یہ حال دیکھ کر ان کا بھی جوش ہوا اپنے وطن کو روانہ ہوئے راہ مین انکے ہمسن چند لڑکے لہو و لعب مین مشغول تھے ان کو بھی انھون نے بلایا یحییٰؑ نے کمال فطانت سے ہمسنون کی موافقت سے کنارہ کر کے کہا اے لڑکو مجھکو خدا تعالےٰ نے عبادت کے واسطے پیدا کیا نہ لہو و لعب کے واسطے بعدہ حضرت یحییٰؑ اپنے والدین سے اجازت طلب کر کے بیت المقدس مین مقیم ہوئے نقل کیا ہے امام غزالی نے باب احوال الانبیاء الخائفین مین نسال اللہ العظیم ان یجعل قلوبنا مشتغلین بہ لا بغیرہ آمین چھٹا سبب جو علما غیبت مین مصروف رہتے ہین اونکی موافقت کرنا کیونکہ جب لوگ دیکھتے ہین کہ علما لوگونکی غیبتون سے پاک نہین کرتے ہین بخوف ہوکر شک یقین کرتے ہین خود بھی شریک محفل غیبت ہوتے ہین اگر اونسے کوئی کہتا ہے کہ غیبت نہ کر جواب دیتے ہین فلان عالم فلان بزرگ ایسے لوگون کے ذکر سے خوف نہین کرتے ہین پس ہم کیون خوف کرین کیونکہ اگر یہ امر منع ہوتا علما اسکو کیون کرتے علاج پہلا یہ لوگ غیبت کرتے ہین شکایت سے توبہ نہین کرتے ہین سمجھنا چاہئے کہ فی الواقع وہ عالم نہین ہین کتابون کے پڑھنے سے علم نہین آتا ہے ہان جب موافق علم کے عمل ہو البتہ عالم بزرگ ہوتا ہے چنانچہ سعدیؒ فرماتے ہین سعہ علم چندانکہ بیشتر خوانی ؛ چون عمل در تو نیست نادانی ؛ نہ محقق بود نہ دانشمند ؛ چارپائے برو کتابے چند ؛ اور حضرت سفیان بن عیینہ فرماتے ہین من عمل بما یعلم فہو من اعلم الناس ومن ترک العمل بما یعلم فہو الجاہل یعنی جو شخص موافق علم کے عمل کرے سبکو بڑا عالم ہے اور جو موافق علم کے عمل نہ کرے وہ جاہل ہے نقل کیا ہے اسکو فقیہ ابو اللیث نے باب العمل بالعلم مین پس لازم ہے انسان کو کہ جب کسی عالم کو غیبت کرتے ہوئے دیکھے ضرور اوسکو جاہل سمجھے اور اسکی تابعداری نکرے

Marfat.com

کیونکہ ایسا عالم تکلیف دہندۂ مومنین مثل مکھی سے شہد کے ہے بلکہ اوس سے بدتر ہے
کہدیوے اور اوسکو نصیحت اس قول کے ساتھ کردیوے مصرع بادے چو عسل نیستی
نیش مزن علاج دوسرا جو عالم موافق علم کے عمل نہ کرتا ہو مثلا ہمیشہ لوگون کی
غیبتین کیا کرتا ہو وہ مغضوب الٰہی ہے قیامت کے روز اللہ تعالی کا وہ معاتب ہوگا
اور اوسپر نہایت زجر ہوگا چنانچہ احادیث و آیات مین و اقوال و آثار مین عالم بے عمل کے
کیسی کیسی مذمتین وارد ہوئی ہین اثر حضرت ابو الدرداء فرماتے ہین ویل لمن لا یعلم
مرۃ و ویل لمن یعلم و لا یعمل سبع مرات یعنی لعنت اوس شخص پر ہے ایک مرتبہ جو علم نہین
رکھتا ہے اور جو شخص عالم ہوکے عمل نہین کرتا ہے اوسپر سات مرتبہ لعنت ہی نقل کیا ہے اسکو
امام غزالی نے باب آفات العلم مین حکایت کسی شخص نے بصری کے آگے ایک مسئلے
کو کہا کہ اس زمانے کے فقہا ایسا فتوے دیتے ہین پس حسن بصری خفا ہوئے اور کہنے لگے
کہ اس زمانے مین کوئی فقیہ نہین کیونکہ اصل فقیہ وہ شخص ہے جو دنیا سے کنارہ کشی
کرے آخرت کی طرف خواہش کرے ہمیشہ عبادت رب کی کرے اور اس زمانے مین
کوئی ایسا شخص نہین ہے نقل کیا ہے اسکو ابو اللیث نے باب العمل بالعلم مین حدیث
فرماتے ہین رسول اللہ صلے اللہ علیہ و علی آلہ وسلم اشد الناس عذابا یوم القیمۃ لم ینفعہ
یعنی قیامت کے روز اوس شخص کو سخت عذاب ہوگا جسکو علم سے نفع نہین ہوا اور اوس
موافق اپنے علم کے عمل نہین کیا روایت کیا ہے اسکو بیہقی وغیرہ نے اور نقل کیا
ہے اسکو عبد الوہاب شعرانی نے کشف الغمۃ عن احوال الامۃ مین اصلاح حضرت عیسی
علے نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہین مثل الذی یتعلم العلم و لا یعمل بہ کمثل
امرأۃ زنت فی السر فحملت فظھر حملھا فافتضحت یعنی مثل اوس عالم کے کہ موافق
علم کے عمل نہ کرتا ہو مانند اوس عورت کے ہے جو پوشیدہ زنا کرے اور جب حاملہ ہو جاوے
لوگون پر اوسکا عیب آشکارا ہو جاوے پس اس عورت کو کسقدر بڑی ندامت ہوتی ہے
جبکہ لوگون کے سامنے اوسکی فضیحت ہوتی ہے اسی طرح جو عالم بے عمل ہو ظاہر مین
لوگون کے نزدیک بڑا متقی ہوتا ہے باطن مین عامل نہین ہوتا ہے قیامت کے روز

عالم نہایت نادم ہوگا نقل کیا ہے اسکو احیاء العلوم کے باب آفات العلم مین **حدیث**
فرماتے ہین حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم مثل العالم الذی یعلم الناس و
ینسی نفسہ مثل الفتیلۃ تضئ علی الناس وتحرق نفسہ یعنی مثل عالم بیعمل کی جو لوگون کو نصیحت
کرتا ہو اور خود اپنے نفس کو بھولتا ہو مانند مشعل کے ہے کہ لوگون کو اوسکے سبب سے روشنی
پہونچتی ہے اور خود وہ جلتی ہے اور فنا ہوتی ہے روایت کیا ہے اسکو بزار نے نقل کیا ہے
اسکو ترغیب والترہیب مین منذری نے **ارشاد** سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہین عالم
ناپرہیزگار کور مشعلہ دارست ع بے فائدہ ہر کہ عمر درباخت ؛ چیزے نخرید و زر بنیداخت
ہرگاہ اسطرحکی برائیان عالم بےعمل کی شان مین آئی ہین پس لازم ہے انسان کو کہ جب
عالم کو کسی گناہ مثلاً غیبت مین مبتلا دیکھے اوسکی متابعت نکرے ورنہ ایسی ہی سزا پاوے گا
نہایت پچھتائیگا **علاج تیسرا** جب کسی عالم کو بےعمل دیکھے اوسکے افعال کی طرف
خیال نکرے بلکہ اوسکی نصایح اور اقوال کو دیکھے کیونکہ جب کوئی شخص اوس عالم سے پوچھیگا
کہ غیبت درست نہین ہے یا درست ہے لاجرم وہ عالم کہیگا کہ غیبت حرام قطعی ہے اسی واسطے
مشہور ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہین **اثر** انظر الی ما قال ولا تنظر الی من قال
یعنی جب کوئی شخص تجکو نصیحت کرے پس تو نصیحت کرنے والے کے افعال کو نہ دیکھ بلکہ اوسکے
اقوال کو تسلیم کر اور اوسکے مطابق عمل کر **نصیحت** اس زمانے بعض علما کا یہ حال ہے کہ اپنے کو عالم
کہتے ہین حقیقت مین ظالم ہوتے ہین ع کار شیطان میکند نامش ولی ؛ گر
ولی این است لعنت بر ولی ؛ اپنی اوقات کو غیبت و شکایت مین صرف کرتے ہین لوگونسے
حسد رکھتے ہین ظاہر مین لوگون کو پند و نصیحت کرتے ہین باطن مین صفائی کے واسطے
شفقت نہین کرتے ہین بلکہ بعضے لوگ اس قسم کے ہین کہ علما مین اون کا شمار ہے
عبادات سے کسل کرتے ہین جمعہ کا خطبہ پڑھنے کو شاق جانتے ہین نماز مین التفات
جانب دنیا کرتے ہین الحق جو انبیا اور صلحا علما سو سے ڈراتے تھے وہ یہی ہین کہ خدا سے
خوف نہین کرتے ہین بیباک ہوکر کبائر کرتے ہین اور سلاطین دنیا سے اسقدر ڈرتے ہین کہ اونکی
علامتے خوف سے پیشاب کرتے ہین اگر کسی سلطان کا شقہ اپنے نام پر آوے

Marfat.com

اوسکو نہایت آداب سے پڑھتے ہین اسمین اپنی عزت سمجھتے ہین اور خدا کے کلام کو
ہین تلاوت قرآن کے وقت کچھ ادب نہین کرتے ہین پس گویا یہ لوگ اللہ تعالے کے کلام
کا رتبہ سلطان کے کلام کے رتبے سے کم سمجھتے ہین فرماتا ہے اللہ تعالے کریم
یا عبدی اما تستحی منی یاتیک کتاب من بعض اخوانک وانت فی الطریق
تمشی فتعدل عن الطریق وتقعد لاجله وتقرء ولا تتدبره حرفا حرفا
حتی لا یفوتک شیٔ منه وهذا کتابی انظر کم فصلت لک من القول وکم کررت
علیک لتتامل طوله وعرضه ثم انت متعرض عنه افکنت اهون علیک من بعض
اخوانک یا عبدی یقعد الیک بعض اخوانک فتقبل علیه بکل وجهک وتصغی الیه
بکل قلبک فان تکلم متکلم او شغلک شاغل عن حدیثه اومات الیه ان کف وها انا
مقبل علیک ومحدث لک وانت معرض لقلبک عنی افجعلتنی اهون من بعض اخوانک
یعنی اے بندے میرے تجھکو کیا مجھسے حیا نہین آتی ہے کہ جب تیرے دوست کے یہان سے
خط آوے اور تو راہ مین چلتا ہو راہ سے تو الگ ہوکے بیٹھتا ہے اور بغور
اوس خط کو پڑھتا ہے تا کوئی مضمون فوت نہو جاوے اور کوئی مطلب رہ نجاوے
اور یہ تورات میری کتاب ہے دیکھ کیا مین نے اسمین لطف کیا ہے اور تو اوسکو
پڑھتا ہے زبان سے اور دل سے خیال نہین کرتا ہو کیا مین تیرے دوست سے ذلیل ہو گیا
اے بندے میرے اگر کوئی دوست تجھ سے کلام کرے تو کس طرح سے اوس سے تو
کرتا ہے یہانتک کہ اگر کوئی اثنائے کلام مین بولے تو اوسکو چپ کراتا ہے اور مین تجھسے
اس کتاب مین خطاب کرتا ہون لیکن تو التفات نہین کرتا ہو کیا مین تیرے دوست سے
بھی بدتر ہو گیا نقل کیا ہے اسکو امام غزالی نے باب ذم تلاوۃ الغافلین مین اور بسبب بے
ہونے ان علما کے اونکی نصیحت مین اثر نہین ہے اگرچہ یہ وعظ بہت بیان کرتے ہین لیکن
کسیکو انکے بیان سے اثر نہین ہوتا ہے کیونکہ جو عالم خائف ہوتا ہے اور بدکردارسے بچتا ہے
اوسکی نصیحت مین تاثیر ہوتی ہے ارشاد مالک بن دینار فرماتے ہین اذا لم یعمل العالم بعلمه
زلت موعظته عن القلوب یعنی جب عالم مطابق علم کے عمل نکرے اوسکی نصیحت دلون

دلون مین نہین [illegible] ہے نقل کیا ہے اسکو امام غزالی نے باب آفات العلم مین پس لازم ہے لوگون کو کہ جب ایسے عالمون کو وعظ کہتے ہوے دیکھین اونسے کہدین کہ پہلے تم اپنے نفس کو بتاؤ بعدہ دوسرون کو سکھاؤ نہ یہ کہ خود ہر طرح کے گناہ مثل غیبت وغیرہ کرتے ہین اور دوسرون کو نصیحت کرتے ہین چنانچہ اسی مضمون کی طرف خواجہ حافظ نے رمز کیا ہے **ع** واعظان کاین جلوہ در محراب و منبر میکنند ٭ چون بخلوت میروند آن کار دیگر میکنند **ارشاد** یحییٰ بن معاذ رازی سے تذکرۃ الاولیا مین نقل کیا ہے کہ تین شخصون سے صحبت نہ کیا کرو ایک صوفی جاہل دوسرے قاری ریا کرنے والے تیسرے عالم غافل اور اس زمانے کے عوام کا یہ حال کہ مسجد مین تذکرۂ دنیا کرنے سے یا لوگون کے عیوب پر ہنسنے سے جب کوئی منع کرتا ہے کہتے ہین کہ دیکھو فلان فلان عالم اس امر کے مرتکب ہین ہم کیون نہ کرین اور نہین سمجھتے ہین کہ یہ قول سخت بیعقلی ہے کیونکہ اگر کوئی شخص قصداً جہنم کو جاتا ہو کوئی عاقل اوسکے ساتھ نہوگا اللہ تعالے ان لوگون کو ہدایت دیوے اور ہم کو ابرار مین داخل کرے **ساتوان سبب** حسد کسی شخص سے رکھنا کیونکہ جب انسان لوگون سے حسد رکھتا ہے ہر وقت اوسکی غیبت و شکایت مین اوقات بسر کرتا ہے **علاج** اگر دل مین کسی سے حسد پیدا ہو لازم ہے کہ حسد کو دل سے نکالے اور زبان کو روکے اپنی اوقات کو برباد نہ کرے اور سمجھے کہ حسد ایک گناہ کبیرہ ہے اس سے دل کو صاف رکھنا چاہیے **ع**

گوش دل سے سن کلام اولیا	کہہ گئے عطار اے مرد خدا
از حسد اے دل تو دل را پاک دار	خویشتن را بعد ازان مومن شمار

اگر صاف نہو سکے حتی الوسع زبان کو روکے تا زبان کو گناہ سے بچے کیونکہ ایک گناہ اگر کسی شخص سے ہو وہ بہتر ہے اوس سے جو دو گناہ کرے **آٹھوان سبب** خدا کے فضل و کرم پر اعتماد کرنا کیونکہ غیبت کرنے والے کہتے ہین اگر کوئی منع کرتا ہے کہ خدا غفور رحیم ہے ہمارے گناہون سے درگذر کریگا ہم پر احسان کریگا **علاج پہلا** سمجھنا چاہیے کہ اگرچہ خدا غفور رحیم ہے لیکن اوسکی صفت قہاریت بھی ہے کیا معلوم ہے کہ اللہ تعالے [illegible] احسان کریگا شاید ہمکو اگر اوسی گنہ مین پکڑے کوئی حامی ہمارا نہوگا

Marfat.com

پس غیبت کو کون پوچھتا ہے کہ یہ گناہ کبیرہ ہے اور خدا تعالی کسی طرح عذر
فقط محشر مین حساب کرے اوسوقت اپنا کیا حال ہوگا اسی واسطے انبیا کسقدر خوف کرتے تھے
اور اونے اونے زلات پر کسقدر روتے تھے جب انبیا کا یہ حال تھا باوجودیکہ خوف جہنم سے اونکو
اطمینان تھا پس ہم لوگون [illegible] حال ہو کہ از سرتا پا گنا ہون سے پُر ہین ایک دن حضرت داؤد
علے نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنی لغزش کو یاد کیا اور نہایت انکو دہشت ہوئی
با آہ و زاری جنگلون اور پہاڑون مین چلے گئے نقل کیا ہے اسکو غزالی نے باب الانبیاء علی النفین
مین **علاج دوسرا** سمجھو اس امر کو کہ خدا تعالے حق ذات مین غفار ہے لیکن غیبت کہ حق عبد ہے
بندہ اس مین مختار ہے بندہ قیامت مین استغاثہ کریگا لاجرم اوسکو جناب باری بنظر عدل کے
خوش کریگا **نوان سبب** لوگون سے بغض رکھنا کسواسطے کہ جب آدمی کو کسی سے
بغض ہوتا ہے ہر طرح کی اوسکی شکایتین کرتا ہے ہر وقت اوسکی غیبت کرتا ہے **علاج**
لازم ہے انسان کو کہ جب کسی سے تکلیف پاوے اوسکے ساتھ بغض نرکھے اور اوسکی شکایت
نہ کرے اگرچہ شیطان ایسے مقامات مین نہایت وسوسہ دلاتا ہے ہر طرح کی خرابیان پیدا کرتا ہے
ہدایت اس زمانے والے لوگون سے بلا فائدہ بغض رکھتے ہین اور اونکی شکایتین
کرتے ہین اگرچہ جب ملاقات ہوتی ہے نہایت ملایمت کرتے ہین ظاہر مین لوگون سے محبت
کرتے ہین باطن مین دشمنی کرتے ہین سامنے لوگون کے قسم کھاتے ہین کہ ہم تمھارے نہایت
دوست ہین اور باطن مین وہ مانند بچھو کے ڈنک مارتے ہین ایسے لوگ قابل دوستی کے نہین
ہین بلکہ خدا کے ملعون ہین ~~

لا خیر فی ود امرء متملق	حلو اللسان وقلبہ یتلہب
یلقاک یحلف انہ بک واثق	واذا توارى عنک فہو العقرب

یعنی نہین بہتری ہے اوس شخص کی دوستی سے کہ جب تجھ سے ملاقات کرے قسم کھاوے
کہ مین تیرا دوست ہون اور جب مجلس سے جاوے تیرے حق مین خصلت نیش زن کے
پیدا کرے **حدیث** فرماتے ہین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم [illegible]
[illegible] ولا تحاسدوا ولا تباغضوا القلوب وتقاطعوا [illegible]

فاصمهم واعمى ابصارهم یعنی جب لوگ علم سیکھین اور عمل نکرین اور زبان سی محبت کرین لیکن دل سے بغض رکھین اور قطع قرابت کرین بسبب ان اعمال کے اللہ تعالی اون پر لعنت کرتا ہی اور اونکو اپنی رحمت سے دور کرتا ہے پھر اونکو اندھا اور بہرا کر دیتا ہے اسی سبب سے دل اونکا کسی نصیحت کو قبول نہین کرتا ہے نقل کیا ہے اسکو امام غزالی نے باب ۴ آفاۃ المناظرہ مین ابواب العلم سے ہدایت اس زمانے مین جو لوگ بغض رکھنے والے ہین اونسے راقم الحروف سے چند تقریرین ہوئی ہین اور وہ لوگ بعض مسلمانون سی خصوصًا اپنے اہل قرابت سے نہایت بغض کرتے تھے یہانتک کہ اگر وہ شخص بیمار ہووے اوسکی عیادت کے واسطے نہین جاتے تھے پس راقم الحروف اون تقریرون کو درج کتاب کرتا ہے اگرچہ یہ مقام مقام بیان بغض کا نہین لیکن چونکہ بغض سبب غیبت کا ہے اس سبب سے بغض کے ذکر کرنے مین اور تقریرون کے لکھنے مین البتہ فائدہ ہوگا بعض بغض رکھنے والون سے مینے کہا یا حضرت آپ فلان شخص سے کیون بغض رکھتے ہین اور اوسسے کیون کلام چھوڑتے ہین اور اگر وہ بیمار ہو اوسکی عیادت کی واسطے نہین جاتے ہین اونھون جواب دیا کہ ہم کو اوس شخص نے از حد تکلیف دی ہے ہماری طبیعت اوس سی نہایت ناراض ہے ہمارا دل اوسسے خوش نہین ہوتا ہے مین نے کہا آپ نفس کے تابع ہین یا نفس کے مطیع ہین لازم ہے آپکو کہ تکلیف لوگون پر نظر نہ کرین اور اونکے ساتھ بغض نہ رکھین حکایت بعض زہاد نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو خواب مین دیکھا عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم مین لوگون سے کنارہ کشی اختیار کرون یا کیا کرون جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا بہتر یہ ہے کہ تم لوگون کے ساتھ معاشرت رکھو اور اونکی تکالیف کو اوٹھاؤ نقل کیا ہے اسکو صفوری نے نزہۃ المجالس منتخب النفائس کے باب الحلم مین جب وہ لوگ تقریر سے ساکت ہوئے کہنے لگے کہ تم ہمارے دشمن کی طرفداری کرتے ہو اور بعض متباغضین سے مین نے جب مطلب مذکور کہا کہنے لگے ہم کو مطلقًا بغض نہین ہے مین نے کہا پھر کیون ترک ملاقات کرتے ہین کہنے لگے تا پھر فساد نہ ہو مین نے کہا عیادت کہ سنت ہے چھوڑنا کب درست ہے پس ساکت ہوئے ازانجملہ سبب لوگون کے ساتھ استہزا کرنا اور اونکی غیبت بہ نیت استہزا اسکے کرنا

علاج لازم ہے اس امر کو سمجھنا کہ دنیا میں استہزا جو شخص کرتا ہے
ہے اگر لوگون کے ہنسانے کے واسطے کسی شخص کے ساتھ استہزا کیا روز محشر میں
مجمع عام کے وہ شخص اسپر استہزا کریگا **گیارھوان سبب** بدگمانی رکھنا کیونکہ جب
کسی سے بدگمانی رکھتا ہے اوسکے عیوب بیان کرتا ہے ہر طرح کی شکایت کرتا ہے
علاج سمجھنا چاہیے کہ مسلمان سے بدگمانی رکھنا اور اوسکی غیبت کرنا منع ہے کیونکہ بدگمانی
اگر بغیر کسی کے کہنے کے ہے پس ایسی بدگمانی لائق حماقت ہے کیونکہ واقع کا حال معلوم نہین
شاید جس بات کو ہم گمان کرتے ہین وہ اوس مسلمان مین نہو **حدیث** فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وعلے آلہ وسلم نے الظن یخطی ویصیب یعنی گمان کبھی سچا ہوتا ہے کبھی جھوٹا ہوتا ہے
پس فقط گمان پر اعتماد کرنا نہ چاہیے روایت کیا ہے اسکو ابن مردویہ نے نقل کیا ہے
اسکو سیوطی نے تفسیر در منثور میں اور اگر کسی شخص نے اوس مسلمان کا کچھ عیب بیان کیا
اس سبب سے ہم کو بدگمانی ہوئی پس سمجھنا چاہیے کہ بیان کرنے والے کی سچائی کہان سے معلوم
ہوئی کیونکہ اوسپر وحی نہین آئی شاید وہ بھی جھوٹ کہتا ہو علاوہ یہ ہے کہ جس نے اوس مسلمان
کی کسی صفت کو نقل کیا اوسنے غیبت کی اور غیبت کرنے والا فاسق ہوتا ہے
اور فاسق کے قول کا اعتبار نہین ہے اور اگر خود کسی کو کسی کام مین مبتلا دیکھا مثلاً
کسی کو دیکھا کہ وہ زنا کرتا ہے اس سبب سے بدگمانی ہوئی کہ وہ شخص زانی ہو الپس اوسکے
دفع یون کرنا چاہیے کہ شاید اوسنے بعد ایک مرتبہ کے توبہ کر لی ہو اور ایک مرتبہ اوسپر
شیطان غالب ہو گیا ہو بعدہ وہ ابلیس پر غالب ہو گیا ہو اور اگر کسی مسلمان سے کوئی کلمہ
ایسا صادر ہوا ہو کہ اوس سبب سے بدگمانی ہوئی پس اسکا رفع یہ ہے کہ شاید اوس
مسلمان کی اوس قول سے امر آخر مراد ہو دوسرے کیونکہ جب تک کہ کلام کا ایک مطلب
صحیح بھی نکلتا ہو اوسکو مطلب باطل پر محمول کرنا باطل ہے **حدیث** فرمایا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم نے لا تظنن بکلمۃ خرجت من اخیک سوءا وانت تجد
لہا فی الخیر محملا یعنی جو بات تیرے بھائی کی زبان سے نکلے جبتک اوسکا مطلب
نیک نکل سکتا ہے محمل باطل پر اوسکو محمول نہ کرنا چاہیے نقل کیا ہے در منثور میں احمد بن حنبل

روایت ہو گیا اور حاصل سبب سلاطین دنیا کے نزدیک اپنی عزت بڑھانا اور دوسرون
غیبت کرکے شاہ کو خوش کرتے تا روض کرتا تا دربار اپنا گرم ہو اور دوسرون پر سلطان
رحم ہو حاصل یہ جملہ بات کو کہ اگر ایک مسلمان کی ذلت سلطان یا کسی امیر کے سامنے
ہوئی اور اپنی عزت ہوئی کچھ فائدہ نہین ہوا آخر کہ یہ عزت دنیا کی ہے اور دنیا اور
دولت سے جو آرام ہے دنیا کا اگرچہ بہت دن تک ہو ہے ایک روز فنا ہو جائیگا پھر جب جناب
باری سے ملازمت ہوگی شرمندہ حساب کی ہوگی چنانچہ اسی مضمون کی طرف امیر نے
اشارہ کرکے کہا ہے

شعر

كل عيش وان تطاول دهرا	صائر مرة الى ان يزولا
ان يوم الحساب يوم عظيم	شاب فيه الوليد يوم ثقيلا

نقل کیا ہے اسکو علی بن احمد بن نور الدین محمد بن ابراهیم العزیزی نے شرح کتاب سیوطی
مین کہ جسکا نام جامع صغیر فی حدیث البشیر النذیر ہے اور ان دونون شعرون کا
مطلب یہ ہے عاجز فریدون یا سکندر یا کہ دارا ؛ نہ تھا جز موت کچھ اونکو چارا ؛ نہ اونکے
کام آیا نہ دولت ؛ رہی سب دل کی اُنکے دل مین حسرت ؛ اور سمجھے کہ بسبب
غیبت اوس مسلمان کی اگرچہ سلطان دنیا کے نزدیک اوسکی ذلت اور اپنی عزت
ہوئی لیکن سلطان السلاطین کے نزدیک معاملہ بالعکس ہو گیا مرتبہ اوسکا فوق الفوق
اور مرتبہ اپنا تحت التحت ہو گیا اسیواسطے زبان کا روکنا اور دوسرون کی شکایت وغیرہ سے
بچنا ضرور ہے حدیث فرماتے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم من کان
یؤمن باللہ والیوم الآخر ویشہد انی رسول اللہ فلیسعہ بیتہ ولیبک علی
خطیئتہ ومن کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلیقل خیرا لیغنم او لیسکت عن شر
یعنی جو شخص ایمان لایا ہے اللہ پر اور اوسکے رسول پر لائق ہے اوسکو کہ لوگون سے
خلوت مین عبادت کیا کرے اور اپنے گناہون پر رویا کرے اور جو شخص مومن ہے اللہ
اور قیامت کو حق سمجھتا ہے لائق ہے اوسکو ہمیشہ نیک بات کہا کرے تا فائدہ مند ہووے
اور اپنی زبان کو بری سے روکا کرے تا عذاب سے نجات پائے روایت کیا ہے اسکو طبرانی نے

Marfat.com

نقل کیا ہے اسکو منذری نے کتاب الترغیب والترہیب مین حدیث
صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے من اکل برجل مسلم اکلة فان اللہ یطعمها مثلها من جہنم ومن
کسی ثوبا برجل مسلم فان اللہ یکسوه مثله من جہنم یعنی جو شخص بسبب غیبت کسی
کے کوئی لقمہ کھاوے یا کوئی کپڑا پہنے اللہ تعالی اوسکو دوزخ کی آگ کا کھانا کھلاویگا
لباس آگ کا پہناویگا روایت کیا ہے اسکو ابو داؤد نے **نصیحت** اس زمانے
لوگون کی عجب چال ہے کہ جو لوگ مقربین سلاطین ہوتے ہین وہ مردون کو براکہا کرتے
ہین اگر کبھی کوئی امیر کسی کی تعریف کرے یا اوسکا حال پوچھے دو ایک عیب اوسکو بیان کردیتے
تا امیر اوسکی طرف التفات نکرے اور نہین سمجھتے ہین کہ یہ امیر غلام ہے جناب بار
کا پس ایسا کام کرنا کہ اوس سے غلام خوش ہووے اور مولے ناراض ہو کب عقل
تیرھوان سبب مسلمان کی ذلت کی نیت رکھنا تا وہ اپنے ہمنشینون مین ذلیل ہوجاوے
لوگون کے نزدیک اوسکی توقیر کم ہوجاوے دوستون مین وہ بدنام ہوجاوے
علاج سمجھے کہ ذلت دنیا کی عزت آخرت کی ہے اور عزت دنیا کی ذلت آخرت کی ہو اگر دنیا
مین وہ شخص ذلیل ہوا ہے محشر مین وہ شخص معزز ہوگا اور غیبت کرنے والا خراب ہوگا جب
اسکی نیکیان اوس شخص کی کتاب مین جا لکھینگی اور اوسکی بدیان اسکے صحیفے مین آوینگی ارشاد
امام غزالی فرماتے ہین ما اشد ضحکک الیوم بمضمضتک باعراض
الناس وتناولک لحومهم وما اشد حسراتک فی ذلک الیوم اذا وقف ربک
علی بساط العدل وشوفهت بخطاب السیاسة وانت مفلس فقیر عاجز
لا تقدر ان ترد حقا او تظهر عذرا فعند ذلک توخذ حسناتک التی تعبت فیها
عمرک وتنقل الی خصمائک عوضا عن حقوقهم یعنی دنیا مین تو لوگون کی آبرو
ریزی سے اور ذلت دہی سے خوش ہوتا ہے ذرا تجھ مین کیسی تیری خرابی ہوگی کس
طرح کی تجھکو ندامت ہوگی جب جناب باری تجھکو نا عدل کا پھیلاویگا اور تجھسے ... خطاب
کریگا اور تو اوس وقت مفلس فقیر و ذلیل وحقیر ہوگا نہ کوئی ہمدم نہ رفیق ہوگا ابھی وہ وقت
تیرے خیال مین آویگا ؎ نہ مونسے نہ رفیقے نہ ہمدمی دارم * حدیث دل بکہ گویم عجب غمی دارم *

Marfat.com

اوس وقت تیری نیکیان جائینگی اور حق والون کی بدیان آوینگی **چودھوان سبب** صفائی چاہنا اپنی ذات کی اوس عیب سے جو کسی نے منسوب کیا ہے مثلاً اگر کسی نے ہم کو کسی عیب سے ساتھ یاد کیا اب ہمکو منظور ہے کہ ہم اس عیب سے بری ہو جاوین پس اوس عیب کو اوس شخص کی طرف اگر اوسمین ہو منسوب کردین اور لوگون کے سامنے اوس شخص کو معیوب کردین تا لوگ سمجھین کہ یہ شخص عیوب سے مبرا ہے **علاج** سمجھنا چاہیے کہ اگر اوس شخص نے ہماری طرف خلاف واقع عیب بیان کیا ہے پس یہ بہتان ہوا اللہ تعالی اوسکو سزا دیگا اور یوم الجزا میں اسکی جزا دیگا اور اگر اوسنے سچ سچ نقل کیا ہے پس برا ماننا کیا ہی بلکہ لائق ہے کہ اوس عیب کو اپنی ذات سے نکال ڈالین تا لوگ معیوب نہ کرین **پندرھوان سبب** نفس کی خوشی اور لوگون کے ہنسنے کے واسطے اور عورتون کی دل لگی انکے واسطے غیبت کرنا **ضیعفہ**

خود پرست ہو گیا ہے اک عالم		نفس کو اپنے جانتا ہے صنم	

کیونکہ جب مجلس ہمنشینون کی گرم ہوتی ہے البتہ طبیعت ہنسنے کو چاہتی ہے دنیا کے قصے نکلتے ہین لوگون کے عیوب بیان کر کر کے لوگ ہنستے ہین کہ دیکھو فلان شخص عجب دیوانہ ہے عجب مستانہ ہے فلان شخص واہی ہے پاجی ہے فلان شخص بدصورت ہی خراب سیرت ہی اسی طرح ہر ہر شخص کے عیوب بیان کر کر کے لوگ ہنستے ہین لا رحمت خدا کو مجلس سے معدوم کرتے ہین اور ایسی مجلس مین طبیعت خواہ مخواہ چاہتی ہے عبادت سے گھبراتی ہے اور اگر کسی نے طبیعت پر جبر کیا اور اوس مجلس مین نہ گیا اہل مجلس اوسپر طعن کرتے ہین کہ فلان شخص نہایت عبادت مین مشغول ہو سیدھا جنت مین جائیگا اسی طرح کے کلمات کہہ کہہ کے قہقہہ مارتے ہین **علاج** سمجھنا چاہیے کہ لوگونکی خوشی ان امور مین جن مین اپنا ضرر ہوتا ہو حماقت ہے مثلاً اگر لوگ کسی کے کنوین مین گرنے سے خوش ہوتے ہون وہ شخص کبھی کنوین مین نہین گرتا ہے خوشی کے واسطے یہ حرکت نہین کرتا ہے اسیطرح اگر دھوپ سخت ہووے آفتاب تیز ہووے اور لوگ اوسی گرمی مین کھڑے ہووین اور ایک شخص کے واسطے ایک مقام سایہ دار ملتا ہو پس وہ شخص آیا اپنی راحت کو پسند کرتا ہے یا لوگون کی موافقت کو پسند کرتا ہے پس سمجھے آدمی اس امکو کہ غیبت کرنے مین سراسر اپنا ضرر ہے اور لوگون کی موافقت مین ہر طرح کا نقصان ہے

Marfat.com

پس ایسی تنا بعث لسی اور ایسی خوشی اور ہنسی سے باز رہنا چاہیے سبب چھوان
دفع کرنا اپنے عیوب کا دوسری کو معیوب کرنے سے اس طرح سے کہ جب سمجھے کہ فلان شخص
ہماری غیبت کریگا سلطان کے سامنے ہماری شکایت کریگا پہلے تو وس شخص کا عیب بیان کر
کہ وہ مجھسے دشمنی رکھتا ہے بہت جھوٹ بولتا ہے تا سلطان اوس شخص کی غیبت بیان
کرنے کو نہ مانے اور اوس شخص کو برا جانے علاج لازم ہے اس امر کو سمجھنا کہ اوسکے
عیب بیان کرنے سے ہم کو کچھ ضرر نہین ہے نہ دین مین نہ دنیا مین پھر اوسکی غیبت کی کیا
ضرورت ہے کیونکہ جب وہ غیبت ہماری کریگا اپنا نامۂ اعمال سیاہ کریگا ہم کو اپنی نیکیان عنایت
کریگا اور دنیا مین اگر خدا ہمارا ناصر و مددگار ہے تو بیڑا پار ہے جسطرح وہ ہماری غیبت کریگا
ہماری غیبت کریگا اللہ تعالی اوسکے بھی عیوب کو آشکارا کردیگا لوگون کے سامنے اوسکو
ذلیل کرادیگا اسواسطے کہ جب آدمی کسی کے عیب کو ظاہر کرتا ہے خدا بھی اوسکے عیب کو کھولتا
تنبیہ اسباب غیبت کے اگرچہ بہت ہین لیکن اس مقام مین جو اسباب اس زمانے مین
زیادہ پائے جاتے تھے وہ لکھے گئے اور باقی چونکہ زیادہ مفید نہ تھے چھوڑ دیے گئے
اور عین العلم اور احیاء العلوم وغیرہ مین تھوڑا اسباب بیان ہوئے اس کتاب مین عین سے
بہت اسباب جمع کیے **آٹھوین فرع** غیبت کے کفارے مین انسان کو لازم ہے
زبان کو روکنا اور حتی الوسع غیبت سے بچنا تا ایسا نہو کہ غیبت صادر ہو جاوے اور خرابی دنیا اور آخرت
کی ہو جاوے لیکن اگر شیطان غالب ہوا کسی سے کوئی گناہ صادر ہوا اگر وہ فقط حق اللہ کا
ہے جیسے نماز وغیرہ چھوڑنا علاج اوسکا یہ ہے کہ جناب باری کی خدمت مین توبہ کرے
سعدی مخسپ ای گنہ کردہ خفتہ خیز و بعذر گناہ آنچہ پیشی بر ... لیکن توبہ مین ضرور
ہے کہ دل مین گناہ سے ندامت ہووے زبان سے استغفار ہووے اور ارادہ
اس بات کا ہووے کہ پھر کبھی ایسا گناہ نہووے جب پندرہ توبہ شرائط سے کریگا اللہ
تعالی اپنی عنایت کریگا رباعی

بازآ بازآ ہر آنچہ ہستی بازآ	گر کافر و گبر و بت پرستی بازآ		
این درگہ ما درگہ نومیدی نیست	صد بار اگر توبہ شکستی بازآ		

Marfat.com

اور اگر اوس گناہ میں حق بندے کا ہے فقط توبہ سے اوسکا دفع نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ قیامت میں وہ شخص پکڑ سکتا ہے بلکہ اوس میں ضرور ہے کہ جس بندے کا حق اپنے اوپر ہوا ہے اوس سے بھی معاف کرا دے اور چونکہ غیبت بھی حق بندہ کا ہے اوسکا بھی رفع فقط توبہ سے ممکن نہیں ہے بلکہ جس شخص کی غیبت کی ہے اوسکی بھی خوشنودی ضرور ہے اسیواسطے بیان کرنا کفارۂ غیبت کا بھی ضرور ہے پس جاننا چاہیے کہ غیبت میں دو حق ہیں ایک حق اللہ کا کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہے غیبت نہ کرو اور رسول بھی فرماتا ہے کہ آدمی کا گوشت نہ کھاؤ اور غیبت کرنے والا اللہ اور رسول کی مخالفت کرتا ہے اور شیطان کی تابعداری کرتا ہے کفارہ اوسکا یہ ہے کہ غیبت کی سزا کو یاد کرے اور آنکھ سے آنسو بہاوے اور زبان سے استغفار کرے

سعدی گفت کہ چشم ست اشک ببار		زبان ور دہان ست عذر تو بیار	

اور دل سے ندامت کرے اور ارادہ اس امر کا رکھے کہ پھر کبھی غیبت نہ کرونگا اگرچہ جلایا جاؤنگا جب بندہ اسطرح کی توبہ کرتا ہے دریای رحمت خدا کا جوش کرتا ہے **ضیقسم**

برق مضطر کی طرح ہوں بیقرار		دیدہ گریان ہی دائم اشکبار	
دیکھیے کیا حال ہو اے کردگار		حرف توبہ ہے زبان پہ بار بار	

اثر حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں من ذکر خطیئتہ فوجل منہا قلبہ محیت عنہ فی ام الکتاب - یعنی جو شخص گنہ کو یاد کرے اللہ تعالے سے دل میں خوف کرے گناہ اوسکے نامۂ اعمال سے مٹجاتا ہے نقل کیا ہے اسکو امام غزالی نے ابواب التوبہ میں **ص**

بیا ای دیدہ تا یکدم بگریم		شنم چون خوشدل و خرم بگریم	
دمے بر جان پر حسرت بنالم		زمانے بر دل پر غم بگریم	

دوسرا حق بندہ کا جسکی غیبت کی ہے اور اوس حق کا کفارہ [illegible] نہیں ہے کئی فرقے اور گروہ اس باب میں **مختلف** ہوگئے ہیں ایک **فرقہ** اسطرف گیا ہے کہ غیبت کا گناہ فقط توبہ سے معاف ہوجاتا ہے جسکی غیبت کی ہے اوس سے معاف کرانے کی ضرورت نہیں **ارشاد** حسن بصری فرماتے ہیں یکفیہ الاستغفار دون الاستحلال یعنی کافی ہے

کرنے والے کو فقط توبہ کرنا کافی ہو اور استحلال کی یعنی جسکی غیبت کی ہے اوس سے معافی مانگنے
کی حاجت نہین ہے نقل کیا ہے اسکو امام غزالی نے باب کفارۃ الغیبۃ مین اور اوس
مذہب پر بعض احادیث اور آثار بھی دلالت کرتے ہین ارشاد عبد اللہ ابن مبارک
فرماتے ہین اذا اغتاب رجل رجلا فلا یخبرہ ولکن یستغفر اللہ
یعنی جب کوئی کسی شخص غیبت کرے پس اوسکو خبر اپنے غیبت کرنے کی نہ کرے بلکہ اللہ تعالی
سے مغفرت چاہے نقل کیا ہے اسکو سیوطی نے تفسیر در منثور مین دوسرا
فرقہ کہتا ہے کہ سوا توبہ کے غیبت مین ضرور ہے کہ جس شخص کی غیبت کی ہو اوسکی تعریف
کر دینا اور جناب باری مین اوسکے واسطے مغفرت چاہنا اور اوسکے واسطے دعاے خیر
کرنا جب غیبت کرنے والا سب امور کو کریگا غیبت کے گناہ سے نکل جائیگا چنانچہ
بعض احادیث اور آثار سے بھی یہی مطلب معلوم ہوتا ہے ارشاد مجاہد فرماتے ہین
کفارۃ اکلک لحم اخیک ان تثنی علیہ بخیر وتدعو لہ یعنی کفارہ بھائی کے
گوشت کھانے کا اور کسی کی غیبت کرنے کا یہ ہے کہ تو اوسکی تعریف کر دے اور اوسکی
واسطے دعاے خیر کر دے نقل کیا ہے اسکو امام غزالی نے باب کفارۃ الغیبۃ مین حدیث
فرماتے ہین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم کفارۃ الغیبۃ ان تستغفر لمن
اغتبتہ یعنی غیبت کا کفارہ یہ ہے کہ طلب مغفرت کی کرے تو اوس شخص کے واسطے جسکی تو نے
غیبت کی ہے نقل کیا ہے اسکو در منثور مین بیہقی سے تیسرا فرقہ کہتا ہے کہ غیبت کی توبہ
کے واسطے سوا توبہ کے اوس شخص سے جسکی غیبت کی ہے معاف بھی کرانا ضرور ہے
خواہ اوس شخص کو غیبت کی خبر پہونچی ہو یا نہ پہونچی چوتھا فرقہ کہتا ہو کہ اگر اوس شخص
کو غیبت کی خبر پہونچی ہو ضرور ہے کہ اوس سے معاف کرا دے ورنہ فقط استغفار ہی کفا
کافی ہے تحقیق راقم الحروف کہتا ہے کہ کوئی مذہب عمدہ نہین ہے بلکہ اسمین تفصیل ہے
یہ کہ جسکی غیبت کی ہے وہ زندہ ہے اور نزدیک ہی یا مر گیا ہو یا دور ہو اول صورت مین اوسکو
غیبت کی خبر پہونچی ہے کہ فلان شخص نے ہماری غیبت کی ہے یا نہین پہونچی ہے اگر اوسکو خبر
پہونچ گئی ہے پس یا یہ کہ اوسکو تفصیل معلوم ہے کہ فلان نے ہماری غیبت [illegible]

Marfat.com

کی ہے یا تفصیل معلوم نہین ہی اور ہر صورت کا حکم علحدہ علحدہ ہی پس اگر اوس شخص کو جسکی غیبت کی ہی
خبر ہماری غیبت کی بالتفصیل معلوم ہو گئی ہو ضرور ہی کہ اوس سے قصور معاف کراوے
اگر اوس سے ملاقات ہو سکتی ہو اسطرح پر کہ صدق دل سے اوسکے پاس جاوے
اور اوس سے کہے یا حضرت ہمنے فلان فلان امور مین آپ کی غیبت کی ہے جیسا کہ آپ کو
معلوم ہے اب ہم اوس سے نادم ہوئے امیدوار ہین کہ آپ ہمارے قصور کو معاف
کیجیے آیندہ کبھی ہم آپکی غیبت نہ کرینگے اور کسی کے سامنے آپکی شکایت نہ کرینگے لیکن
شرط اس معاف کرانے مین یہ ہے کہ صدق دل سے ہووے کیونکہ اگر ظاہر مین اوس
سے معاف کرا لیا اور دل مین نادم نہین ہوا کچھ فائدہ نہوگا بلکہ شمار ایسے شخص کا منافقین
مین ہوگا اور اگر اوس شخص کو جسکی غیبت کی ہے خبر غیبت کی بالاجمال معلوم ہے
اور تفصیل غیبت سے وہ شخص واقف نہین ہے پس اوس سے تفصیل غیبت کی کہ ہمنے تمہاری
فلان فلان عیوب بیان کیے ہین بیان نہ کرے تا اوس شخص کی طبیعت ملول نہ ہو جاوے
بلکہ فقط اسقدر اوس سے کہے کہ ہمنے آپ کی غیبت کی آپ اوس سے درگذر کیجیے اور قصور
معاف کیجیے اور اگر اوس شخص کو جسکی غیبت کی ہے خبر غیبت کی معلوم ہوئی ہو لیکن
وہ شخص مر گیا ہے یا کسی دور شہر مین گیا ہو کہ اوس سے ملاقات ہو تا اور معاف کرانا
نہین ہو سکتا ہے پس لازم ہے کہ اوس شخص کے واسطے استغفار کرے اور لوگونکے
سامنے اوسکی تعریف کرے کہ شاید اللہ تعالی اوسی تعریف کے بدلے ہمکو نہ پکڑے
اور وہ شخص ہمسے نہ جھگڑے اور اسی صورت کے واسطے مجاہد نے کہا ہے کہ کفارہ گوشت
کھانے کا دعای خیر ہے چنانچہ قول اوسکا احیاء العلوم سے منقول ہو چکا اور یہی مطلب ہے
حدیث کا جو در منثور سے منقول ہوئی اور اگر اوس شخص کو جسکی غیبت کی ہے خبر غیبت کی نہ ہو
تو فقط استغفار جناب باری کے حضور مین کافی ہے اور ارادہ اوس بات کا رکھنا کہ پھر کبھی
ہم اوسکی غیبت نہ کرینگے وافی ہے کیونکہ اوس شخص کو غیبت کی خبر کرنا موجب عداوت
کا ہوگا اور رنجش پیدا ہوگا اور یہی مطلب ہے عبد اللہ ابن مبارک کے قول کا جو در منثور
سے مرقوم ہوا اور اسی واسطے ابن سیرین نے جب ایک شخص کی غیبت کی اور

Marfat.com

اوسکے بدن کی سیاہی عیان کی کہ وہ شخص کا اثر سے فقط تو ہو کر کہ
بھی سابقاً عین العلم کی شرح ملا علی قاری سے نقل ہو چکی انکا حاصل غیبت
محو ہونے کے واسطے دو امر ضرور ہین ایک عذر سے توبہ کرنا چنانچہ امام جمل جاشیہ
جمل مین فرماتے ہین کہ اس امر مین کسیکا خلاف نہین ہے دوسرا امر مقابلہ سے یعنی
جسکی غیبت کی ہے قصور معاف کرانا اگر ممکن ہو سے کیونکہ اگر غیبت کرنے والا اوس
شخص سے قصور نہ معاف کراویگا لاجرم وہ شخص روز حشر مین دامنگیر ہوگا کیونکہ اوس روز
اونسے اونکے ظلم پر لوگ جھگڑینگے اور خدا تعالے کے سامنے فریاد کرینگے **حدیث** خرائطی
مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم یقتص الخلق بعضھم من بعض حتی للجلجاء
من القرناء وحتی للذرۃ من الذرۃ یعنی قیامت کے روز ایک مخلوق سے
دوسری مخلوق کے واسطے بدلا لیا جاویگا یہانتک کہ جس بکری سینگ والی نے
دنیا مین بے سینگ کی بکری کو مارا ہوگا اللہ تعالی روز حشر مین بے سینگ کی بکری کو سینگ
عطا کریگا اور حکم اوسکو مارنے کا کریگا ۵

ہو ویگا آپس مین بندونکا قصاص		اسمین انسان کو نہین ہو اختصاص		
گر کوئی حیوان حیوان پر ستم		کر گیا دنیا مین اوسپر بس ہو غم		

بلکہ ایک ذرہ کو دوسرے ذرہ سے حساب ہوگا پس انسان کو کون پوچھتا ہے روایت کیا ہے
اسکو احمد نے نقل کیا ہے اسکو منذری نے ترغیب و ترہیب مین **حکایت** حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا نے ایک عورت کو کہا کہ وہ دراز زبان ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے
فرمایا اے عائشہ تمنے اوسکی غیبت کی لازم ہے تمکو کہ اوس سے عفو قصور کراؤ نقل کیا ہے اسکو غزالی نے
کیمیاے سعادت مین **حدیث** فرماتے ہین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم الغیبۃ
اشد من الزنا یعنی غیبت کا گناہ زنا کے گناہ سے زیادہ ہے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ
کس سبب سے آپنے جواب دیا ان الرجل لیزنی فیتوب فیتوب اللہ علیہ وان صاحب
الغیبۃ لایغفر لہ حتی یغفر لہ صاحبہ یعنی کوئی آدمی جب زنا کرکے خدا کے حضور مین توبہ کرتا ہے
اللہ تعالی توبہ اوسکی قبول کرتا ہے اور غیبت کرنیوالے کا گناہ نہین بخشا جاتا جبتک کہ معاف نہ کرے

معاف نہ کرے روایت کیا ہے اسکو ابن مردویہ نے نقل کیا ہے اسکو درمنثور بین حدیث فرماتے ہین
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ من کانت لہ مظلمۃ لاخیہ من عرضہ او شیٔ فلیتحللہ
منہ الیوم قبل ان لایکون دینار ولا درھم ان کان لہ عمل صالح اخذ من مظلمتہ وان لم
تکن لہ حسنات اخذ من سیئات صاحبہ فحمل علیہ یعنی جس شخص نے کسی پر کسی طرحکا ظلم کیا ہو
خواہ عزت ریزی کی ہو یا مال مین چوری کی ہو چاہیے او سکو معاف کرالے قبل اسکے کہ دن قیامت
کا آوے کہ اگر اوس شخص کی نیکیان ہونگی اسکے اعمال لوگون کو ملینگے جب لوگ فریاد
کرینگے اور اگر اسکے پاس نیکیان نہونگی بدیان لوگون کی اسکو ملینگی اور اوسدن کسیکے پاس
نہ دراہم ہونگے نہ دنانیر ہونگے سب لوگ مفلس و محتاج ہونگے روایت کیا ہے اسکو
بخاری نے ابواب القصاص مین **سعدی** بعذر آوری خواہش امروز کن ؛ کہ
فردا نماند مجال سخن ؛ **لطیفہ** چونکہ غیبت مین دوحق ہین ابو عاصم کہتے ہین
جبسے مین نے سنا ہے کہ غیبت حرام ہے تب سے مین نے کسیکی غیبت نہین کی نقل کیا ہی اسکو دمیری
نے حیوۃ الحیوان مین ذکر فیل کی ذیل مین **لطیفہ** چونکہ زبان سے نہایت گناہ ہوتے
ہین اسیواسطے قطا کہ ایک پرندہ ہے جب بولتا ہے کہتا ہے من سکت سلم یعنی جو شخص
مضرات اور گناہون سے سکوت کرے وہی سلامتی پائیگا نقل کیا ہے اسکو صفوری نے
نزہۃ المجالس اور منتخب النفائس مین باب زکوۃ الاعضا مین **نصیحت** اہل زمانہ اپنی زبان
کو نہین روکتے ہین سلامت کو چھوڑتے ہین سعدی فرماتے ہین **شعر** کمال است
در نفس انسان سخن ؛ تو خود را بگفتار ناقص مکن ؛ لوگونکی غیبت کرتے ہین پھر جنکی
غیبت کرتے ہین اونسے معاف بھی نہین کراتے ہین بلکہ معاف کرانے کو عار جانتے ہین قیامت کی دشتونکو
غور نہین کرتے ہین اپنے نفس پر جور کرتے ہین احوال سرت سے غم نہین کرتے ہین ذات
پرستم کرتے ہین اور زہاد زمانہ سابق کے حساب قیامت سے اور عذاب ممات سے
اسقدر ڈرتے تھے کہ ابدان اونکے لرزتے تھے **حکایت** حضرت سلیمان علی نبینا وعلیہ الصلوۃ
والسلام کے سینے پر ایک روز چیونٹی چل رہی تھی حضرت سلیمان نے زمین پر اوسکو
پھینک دیا چیونٹی نے کہا ای سلیمان کسواسطے اسقدر سلطنت کرتے ہوگیا مالک زبردست کہ

حضور مین قیامت کے روز کھڑے ہونگے جب یہ قول خدا کا سنا

جب ہوش مین آئے کہنے لگے اے بھائی میرے قصور کو معاف کرو سو کہا تین شرط سے

قصور تمہارا معاف کرونگی پہلی شرط یہ کہ سائل کو جواب نہ دینا دوسرے یہ کہ فخر کی راہ سے

نہ ہنسنا تیسرے یہ کہ فریادی کی فریاد رسی کرنا اور بنظر اپنے مرتبے کے فریاد رسی مین فرق

نہ کرنا جب حضرت سلیمانؑ نے یہ تینون شرطین قبول کین چیونٹی نے قصور معاف کیا نقل کیا ہے

اسکو صفوری نے باب اجتناب الظلم مین اپنی کتاب نزہۃ المجالس و منتخب النفائس مین

پس لازم ہے اہل زمانہ کو کہ اپنے افعال سے توبہ کرین اور لوگون کی غیبتون سے باز آئین اور

اگر کسی کی غیبت کرین اوسنے معاف کرا وین تا محشر مین عذاب سے بچین

	ہے صالح جو قرآن مین قول خدا وہ صالح ہے جو کوئی توبہ کری نہو اوسکو اس خوف سی پھر گناہ	٭	سے تجھے اوسکے معنے ہیچ اب دون بتا گناہون سے پھر اپنے ایسا ڈری رہے عمر بھر اپنے وہ دور راہ

نوین فرع غیبت کے معاف کرنے کے بیان مین معلوم کرنا چاہیے کہ جس شخص کے کسی نے غیبت کی اوسکا حق غیبت کرنے والے پر ہوگیا اور اسکا دعوی شکایت کرنے والے پر لگ گیا لیکن اگر غیبت کرنے والا اپنے فعل پر نادم ہوکے قصور معاف کراوے لایق ہی اس شخص کو کہ اوسکے قصور سے درگذرے اگرچہ معاف کرنا ضرور نہین ہے کیونکہ اپنا حق چھوڑنا کسی پر واجب نہین ہے اسیواسطے سعید ابن المسیب فرماتے ہین ارشاد لا احلل من ظلمنی یعنی جو شخص مجھپر ظلم کرے اوسکو مین کبھی اوسکو واسطے حلال نہ کرونگا اور اوسکا قصور معاف نہ کرونگا کیونکہ حق باقی رہنے مین میرا فائدہ ہے نقل کیا ہی اسکو احیاء العلوم مین لیکن محسنین اور متقین کی شان یہ ہے کہ لوگون کے قصورون سے درگذرین اور قیامت مین اوسکا حساب نکرین اور اسمین معاف کرنے مین خدا تعالی کی خوشنودی ہوتی ہے کیونکہ شان جناب باری کی یہی ہے کہ جب کوئی اوسکے سامنے عاجزی کرتا ہی اللہ تعالے اوسکو پاک صاف گناہون سے کر دیتا ہے اسی واسطے منقول ہے حکایت حضرت زین العابدین بن الحسین رضی اللہ عنہما جب گھر کو مکان سے نکلتے تو کہتے

اللهم انی اتصدق الیوم لمن یغتابنی یعنی آج جو میری غیبت کرے اوسکو مین نے اپنی عزت
کو دیدیا اور تصدق کر دیا اوسکی غیبت سے مین ناراض نہونگا اور اوسپر دعوی نکرونگا نقل کیاہے
اسکو میری نے حیوۃ الحیوان مین خچر کے احوال کے بیان مین حدیث فرماتے ہین رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وعلی آلہ وسلم ایعجز احدکم ان یکون کابی ضمضم کان اذا خرج من بیتہ قال
اللھم انی قد تصدقت بعرضی علی الناس یعنی کیا عاجز ہے کوئی شخص اس امر سے کہ ہووے
مثل ابوضمضم کے یعنی لائق ہے ہر شخص کو کہ مانند ابوضمضم کے ہو جاوے اوسکا حال یہ تھا کہ جب اپنے
گھر سے نکلتا تھا کہتا تھا یا اللہ آج مین نے اپنی عزت کو لوگون پر تصدق کیا اگر کوئی میری
غیبت کریگا مین اوس سے دامنگیر نہونگا کیونکہ مین نے اوسکو غیبت کرنا حلال کر دیا نقل کیا ہی
اسکو امام غزالی نے حدیث فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے ان للجنۃ بابا لا
یدخلھا الا من عفا عن ظلمہ یعنی جنت مین ایک دروازہ عظیم الشان ہے کوئی شخص اوس دروازے
نہ جائیگا مگر وہ شخص کہ اپنے ظالم سے عفو کریگا نقل کیاہے اسکو صفوری نے نزہۃ المجالس و
منتخب النفائس کے باب الاحسان الے الیتیم مین حدیث فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وعلے آلہ وسلم نے ثلاث من کن فیہ حاسبہ اللہ حسابا یسیرا و ادخلہ الجنۃ برحمتہ قالوا
وماھی یا رسول اللہ بابی انت وامی قال تعطی من حرمک وتصل من قطعک وتعفو
عمن ظلمک یعنی تین خصلتین ہین کہ جو شخص اونکو کریگا اللہ تعالی اوسسے حساب مین سختی نہ کریگا اور جنت
مین لیجاویگا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون خصلتین ہین فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وعلے آلہ وسلم نے عطا کرو اوس شخص کو جو تم کو محروم رکھے اور وصل کرو اون اقارب سے جو تمسے
قطع کرین اور عفو کرو اوسکے قصور کو جو تمپر ظلم کرے روایت کیاہے اسکو طبرانی نے
نقل کیاہے اسکو کتاب الترغیب والترہیب مین منذری نے اور نزہۃ المجالس مین صفوری نے
دوسری اصل غیبت کے سننے کی بیان مین سمجھنا چاہیے کہ جسطرح غیبت کا کرنا حرام ہی اسیطرح سننا بھی حرام
ہے اور جب کوئی غیبت کرے اوسکی غیبت کو سن لینا اور اوسکو منع نہ کرنا اور مسلمانکی عزت ریزی پر خوش
ہونا بڑا گناہ ہے اثر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما فرماتے ہین نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وعلی آلہ وسلم عن الغیبۃ وعن استماع الغیبۃ یعنی جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے

Marfat.com

منع کیا ہے غیبت کرنے سے اور غیبت کے سننے سے نقل کیا ہے [illegible]
آفات الاذن مین بلکہ جب غیبت سنے چھ افعال اوس پر ضرور ہین **پہلا فصل** [illegible]
اوس شخص کے ساتھ جسکی غیبت ہوئی ہے بدگمانی نہ کرے اور جو اوصاف [illegible]
اوسکو سچ نہ سمجھے اور اوسکی برائی دوسرون کے سامنے نقل کرے اور سمجھے کہ جس شخص نے غیبت کی
ہے اوسنے ایک گناہ کبیرہ کیا ہے اوسکے قول کا اعتبار نہین ہے شاید اوس [illegible]
ہوگی اس سبب سے بد احوال اوسکی نقل کرتا ہے پس سچا ہونا ناقل کا یقینی نہین ہے **دوسرا فصل**
کہ جب کسی کی غیبت سنے لازم ہے کہ خود غیبت مین شریک نہووے اور مسلمان بھائی کی [illegible]
نہ کھولے بلکہ سمجھے کہ غیبت کرنے والا خدا کا معاتب ہے اسکی موافقت سے ہم پر بھی خدا تعالیٰ خفا ہوگا
اور روز محشر مین عذاب کریگا **حکایت** ایک روز حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام
نے اپنے مددگارون سے پوچھا اگر کوئی شخص سوتا ہو اور اوسکا تھوڑا ستر کھلا ہو پس آیا تم اوس ستر
چھپا دوگے یا باقی ستر کو بھی کھول دوگے لوگون نے کہا ہم مسلمان کے ستر کو جب کھلا ہوا دیکھینگے اوسکو
چھپا دینگے پس حضرت عیسیٰ نے کہا جب تمھارے سامنے کوئی شخص کسی مسلمان کے عیوب کو آشکارا
کرتا ہے تم لوگ کیون اوسکے شریک ہو جاتے ہو اور باقی عیبون کو بھی کھولدیتے ہو لازم ہے کہ
کوئی شخص کسی مسلمان کی غیبت کرے اوسکے عیبون کو ڈھانپ دیوے اور باقی عیبون کو نہ کھولے [illegible]
والے کے شریک ہوکے تم بھی غیبت نہ کرو نقل کیا ہے اسکو فقیہ ابو اللیث نے [illegible]
خالد ربعی کے سامنے لوگون نے کسیکی غیبت کی انھون نے انکو منع کیا باز رہے مگر جب [illegible]
پھر غیبت شروع کی خالد بھی شریک غیبت ہوئے پس خواب مین انکو کسی نے [illegible]
چنانچہ یہ حکایت سابق مین گذر چکی **تیسرا فصل** یہ کہ جب کسی بھائی مسلمان کی غیبت سنے لازم
مسلمان کی تعریف کرنا شروع کرے اور اوسکی مدد کرے تا غیبت کرنے والا [illegible]
اور مسلمان کی ذلت نہ کرے ورنہ قیامت کے روز اوسکی ذلت ہوگی [illegible]
حکایت عبد اللہ بن المبارک کی مجلس مین ایک شخص [illegible] امام [illegible]
نے کہا ای شخص تو امام کے عیوب بیان کرتا ہے [illegible] شان [illegible]
نماز پڑھتے تھے اور یہی حالی دن کا تھا پس [illegible]

Marfat.com

فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم نے من ذب عن عرض اخیہ رد اللہ عنہ عذاب النار یوم القیامۃ یعنی جو شخص دفع کرے کسی مسلمان کی عزت ریزی سے اللہ تعالیٰ اس دفع کو بدلے مین اپنا عذاب اوس سے دفع کریگا اور اپنی رحمت سے اونکو جنت مین لیجاویگا روایت کیا ہے اسکو ابو الشیخ نے نقل کیا ہے منذری نے کتاب الترغیب والترہیب مین **حدیث** فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم نے من نصر اخاہ المسلم بالغیب نصرہ اللہ فی الدنیا والاخرۃ یعنی جو شخص مدد کرے مسلمان بھائی کی اوسکی غیبت مین اللہ تعالیٰ اوسکی مدد دنیا وآخرت مین کریگا روایت کیا ہے اسکو ابی الدنیا نے نقل کیا ہے اسکو آفندی نے سیرۃ احمدیہ مین **حدیث** فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے من ذب عن عرض اخیہ بالغیبۃ کان حقا علی اللہ ان یعتقہ من النار یعنی جو شخص مسلمان کی عزت ریزی سے لوگون کو رو کیگا اوسکا گویا حق خدا تعالیٰ پر ہوگا اسبات کا کہ اللہ تعالےٰ اوسکو دوزخ سے آزاد کریگا روایت کیا ہے اسکو احمد بن حنبل نے نقل کیا ہے اسکو منذری نے کتاب الترغیب والترہیب مین **حدیث** فرمایا حضرت شفیع المذنبین صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم نے من اذل عندہ مؤمن وھو یقدر علی ان ینصرہ فلم ینصرہ اذلہ اللہ علی رؤس الاشہاد یوم القیمۃ یعنی جس شخص کے سامنے کسی مسلمان کی ذلت ہوئی اور کسی کی غیبت ہوئی اور اوس نے اوس مسلمان کی باوجود قدرت کے کچھ مدد نہ کی خدا تعالیٰ قیامت کے روز تمام خلائق کے روبرو اوسکو ذلیل کریگا اور اوسکے عیبون کو کھولیگا روایت کیا ہے اسکو ابو نعیم احمد بن عبد اللہ الاصفہانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے نقل کیا ہے اسکو جلال الدین سیوطی نے جامع صغیر فی حدیث البشیر النذیر مین **فائدہ** شارح جامع صغیر علامہ عزیزی رحمۃ اللہ تعالیٰ لکھتا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مدد نہ کرنا کسی مسلمان کی حرام بلکہ گناہ کبیرہ ہے **حدیث** ما من امرئ یخذل امرأ مسلما فی موضع ینتہک فیہ حرمتہ وینتقص فیہ من عرضہ الا خذلہ اللہ فی موطن یحب فیہ نصرتہ وما من امرئ ینصر مسلما فی موضع ینتقص فیہ من عرضہ وینتہک فیہ من حرمتہ الا نصرہ اللہ فی موطن یحب نصرتہ یعنی نہین کوئی شخص ذلیل کرتا ہے کسی مسلمان کو اوس جگہ کہ لوگ اوسکی عزت لے رہے ہین ہر طرح کی اور [illegible] نہین کرتا مگر [illegible]

Marfat.com

اوسکو ذلیل کریگا ایسے مقام مین کہ اوسکو اپنی عزت محبوب ہو گی یعنی مقام [illegible]
شخص مدد کرتا ہے مسلم کی اوس مقام مین جہان اوسکی عزت ریزی ہوتی ہو مگر اللہ تعالے
اوسکو مجمع خلائق مین معزز کریگا روایت کیا ہے اسکو ابو داؤد نے ابواب البر والصلہ مین
حدیث فرماتے ہین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم من حمی عرض اخیہ فی
الدنیا بعث اللہ عز وجل ملکا یحمیہ عن النار یعنی جو شخص دنیا مین اپنے مسلم بھائی کی عزت کو
بچا دیگا خدا تعالی روز قیامت مین ایک فرشتہ اوسکے ساتھ کریگا کہ وہ فرشتہ اوس شخص کو
نار دوزخ سے بچاویگا روایت کیا ہے اسکو ابن ابو الدنیا نے نقل کیا ہے اسکو منذری نے
کتاب الترغیب والترہیب مین حدیث فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے
من رد عن عرض اخیہ رد اللہ عن وجہہ النار یعنی جو شخص ایک مومن بھائی کی عزت
ریزی کو رد کریگا جناب باری قیامت مین اوسکے منہ سے آتش دوزخ کو ہٹا دیگا اور اوس
شخص کو جنت مین داخل کردیگا روایت کیا ہے اسکو ترمذی نے ابواب البر والصلہ مین حدیث
فرماتے ہین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم من اغتیب عندہ اخوہ المسلم فلم ینصرہ
وھو یستطیع نصرہ ادرکہ اثمہ فی الدنیا والآخرۃ یعنی جس شخص کے سامنے کسی مسلم کی
غیبت ہوئی اور اوسکی طرف سے مدد نہوئی اللہ تعالی اس گناہ کی سزا دارین مین دیگا روایت کیا ہے
ابو الشیخ نے نقل کیا ہے آفندی نے سیرت احمدیہ مین حکایت ایک شخص نے
جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے حضور مین کسی کی غیبت کی دوسرے شخص نے
اوسکی طرف سے غیبت روکی پس فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم نے من رد
عن عرض اخیہ کان لہ حجاب من النار یعنی جو شخص کسی کی غیبت کو
رد کریگا یہ فضل وسکا دوزخ کے جانے سے پردہ ہو جائیگا نقل کیا ہے اسکو امام غزالی نے
باب حقوق المسلم مین حدیث المومن مرآۃ المومن والمومن اخو المومن یکف عنہ
ضیعتہ ویحوطہ من ورائہ یعنی ہر مومن دوسرے مومن کا آئینہ ہے [illegible] طرح کہ آئینے مین صورت
معلوم ہوتی ہے اسی طرح ہر شخص کا عیب دوسرونکو معلوم ہوتا ہے کیونکہ اپنا عیب اپنی نظر مین
ہنر ہوتا ہے اور ہر مسلم دوسرے مسلم کا بھائی ہے ہر شخص کو چاہیے کہ دوسرونکو جانی مالی نقصان کو دفع کرے سے

Marfat.com

بچاوے اور اسکی حفاظت کرے تاکوئی کسی قسم کی شکایت نہ کرے کسی نوع کی غیبت نہ کرے
روایت کیا ہے اسکو ابو داؤد نے سعدی فرماتے ہین **شعر** مکن پیش دیوار غیبت کسے
بود کز پسش گوش دارد کسے **حدیث** فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ
وسلم نے من ذب عن لحم اخیہ بالمغیبۃ کان حقا علی اللہ ان یعتقہ من النار
یعنی جو شخص دفع کرے کسی شخص کو مسلمان کے گوشت کھانے سے اللہ تعالی اوسکو آتش دوزخ سے
آزاد کریگا روایت کیا ہے اسکو بیہقی نے نقل کیا ہے اسکو ولی الدین محمد بن
عبداللہ الخطیب تبریزی نے مشکوۃ المصابیح مین **چوتھا فصل** یہ کہ غیبت کرنیوالے کو
امر بالمعروف کرے زبان سے اوسکو غیبت کرنے سے منع کرے یا آنکھ سے اوسکی طرف
اشارہ کرے یا ہاتھ سے کہدے کہ غیبت نکر مسلمان کی شکایت نہ کر **شعر** اگر بینم
کہ نابینا و چاہ است ؛ اگر خاموش بنشینم گناہ است ؛ اگر منع کرنا نہ ہو سکے کسی سلطان
وغیرہ کا ڈر ہووے اوس مجلس سے اوٹھ کے چلا جاوے اگر یہ بھی نہ ہو سکے دل سے اوسکی
غیبت کو برا جانے اور راضی ہوکے چپ نہ بیٹھے **ارشاد** امام غزالی فرماتے ہین الساکت
شریک المغتاب یعنی جو شخص چپ بیٹھے گا گناہ اوسکو مثل گناہ غیبت کرنے والیکے ہوگا
حکایت جب ماعز رضی اللہ عنہ بسبب زنا کے سنگسار ہوئے ایک شخص نے دوسرے سے
کہا اللہ تعالے نے اسکے زنا کو چھپایا تھا لیکن خود اسنے اپنے عیب کو کھولا اور مثل کتے کے
مارا گیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اس قول کو سنا راہ مین ان دونون
سے کہا تم اس گدھے مردار کو کھاؤ اونھون نے کہا کون اسکو کھائیگا آپ نے فرمایا تمنے ابھی جو
غیبت ماعز کی کی وہ اس سے بدتر ہے روایت کیا ہے اسکو ابن حبان نے نقل کیا ہے اسکو
منذری نے کتاب الترغیب والترہیب مین پس حضرت صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے دونون
شخصون کو غیبت کرنیوالا بتایا حالانکہ ایک غیبت کا فاعل تھا اور ایک سنکے چپ ہو رہا تھا
پس معلوم ہوا کہ سننے والا بھی شریک غیبت کرنے والے کی ہے پس لازم ہے کہ حتی الوسع غیبت
کرنے والے کو منع کرے اور مجلس غیبت مین چپ ہو کے نہ بیٹھے سعدی لکھتے ہین **شعر**

گذرگاہ قرآن پندست گوش	بہتان باطل شنیدن مکوش

اسی واسطے علما اور صلحا مجلس غیبت مین [illegible]
اگرچہ مجلس سلطان کی ہو اور سلطان بھائی کی مدد کرے [illegible] ایک
کردیتے تھے حکایت ایک روز مجلس دعوت مین کہ [illegible]
دسترخوان پر کسی شخص کی غیبت کی نبی الغفور ابراہیم ادہم کے [illegible]
سابقاً گذر چکی اور اس قسم کی حکایتین سابقاً بعد گذر چکی ہین کلام [illegible]
اشعار مین مسطور ہوئی ہین حکایت ابن عائشہ سے منقول ہے کہ ایک [illegible]
بصرے اور کوفے کے فقہا کو بلوایا ہم لوگ وہان حاضر ہوئے اور حسن بصری بھی آ
حجاج نے حسن بصری کی نہایت تعظیم کی اور اپنے پہلو مین انکے واسطے کرسی بچھوا
پھر حجاج نے تذکرے لوگون کے شروع کیے یہانتک کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ
ذکر آیا حجاج نے حضرت علی کی شکایت شروع کی اور ہم لوگون نے بھی بسبب موافقت
حجاج کی غیبت شروع کی لیکن حسن بصری چپکے بیٹھے رہے اور اپنے انگوٹھے کو دانت
کے نیچے دبائے رہے حجاج نے کہا یا حسن تم کیون چپ بیٹھے ہو علی کی شان مین [illegible]
کیا کہتے ہو حسن نے کہا علی وہ شخص ہین کہ انکے ساتھ حضرت رسول اللہ صلے اللہ
وعلی آلہ وسلم نے اپنی بیٹی کا نکاح کردیا اور آپ نہایت انکے ساتھ محبت کرتے تھے اور
حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم کے چچا کے بیٹے تھے جب حجاج نے
نہایت خفا ہوا اور چہرہ اوسکا سرخ ہوگیا آخر اوٹھ کے گھر مین چلا گیا اور ہم [illegible]
جب مجلس برخاست ہوگئی شعبی نے حسن سے کہا اے حسن تم نے امیر کو خفا کیا [illegible]
اے شعبی تم میرے پاس سے چلے جاؤ لوگ کہتے ہین کہ عامر شعبی [illegible] عالم ہے اور [illegible]
کہ تم ایک شیطان کہ نام اوسکا سلطان ہے پاس آئے اور اوسکے موافق [illegible]
رضی کو کلمہ وکلام کرنے لگے نعوذ باللہ اے شعبی تم کو کیا ضرور تھا حضرت علی کی [illegible]
چپ رہتے سلامتی پاتے ہان اگر تم سے حجاج احوال [illegible]
ایسا ہوگیا شعبی نے کہا یا حسن مین حضرت علی کے [illegible]
یہ طرفہ ماجرا ہوا کہ باوجود تمھارے جاننے کے [illegible]

[illegible] امر بالمعروف مین حدیث فرمایا رسول اللہ
[illegible] من رای منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ
[illegible] فبقلبہ وذلک اضعف الایمان یعنی جو شخص کوئی کام خلاف شرع
دیکھے لازم ہے اوسکو کہ ہاتھ سے اوس امر کو محو کر دے اگر ہاتھ سے منع کرنے کے قابل ہووی
[illegible] سے امر بالمعروف نہو سکے زبان سے منع کرے اگر یہ بھی نہو سکے فقط دل سے اوسکو
[illegible] جانے لیکن یہ تیسری قسم بہت ضعیف ہے روایت کیا ہے اسکو مسلم نے حکایت ایک روز
مقدام بن معدی کرب اور عمرو بن الاسود اور ایک شخص قبیلہ بنی اسد کا حضرت معاویہ رضی اللہ
[illegible] کی خدمت مین آئے حضرت معاویہ رض نے کہا ای مقدام مین نے سنا ہی کہ حسن رض بن علی کا انتقال
ہوا مقدام نے جب یہ خبر سنی انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا ایک شخص نے مقدام سے کہا کیا تم حسن رض کی
موت کو مصیبت سمجھتے ہو مقدام نے کہا کیون مصیبت نہ سمجھون حالانکہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وعلے آلہ وسلم نے حسن رض کو اپنی گود مین لیا اور کہا کہ حسین رض علی کا دلبند ہے اور حسن میرا فرزند ہو پس اوس
شخص نے کہا حسن رض مثل آگ کے تھا اچھا ہوا کہ چنگارا بجھ گیا مقدام سمجھے کہ شاید اس شخص نے حضرت معاویہ
کی خوشی کے واسطے حسن رض کو برا کہا ہے پس کہا کہ چونکہ تو نے حسن رض کی منقصت بیان کی مین تیرے دل کو
جلاؤنگا اور اسے معاویہ رض تجھ مین حدیث بیان کرون اگر سچ کہون تم مجکو سچا کہنا اگر جھوٹ کہون
مجکو جھوٹا سمجھنا پس مقدام کہنے لگے ای معاویہ آیا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ
وسلم نے سونے کے استعمال سے منع کیا ہے یا نہین حضرت معاویہ نے کہا ہان پھر مقدام نے
کہا اے معاویہ رض جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم نے ریشمی کپڑے کے پہننے سے منع
کیا یا نہین معاویہ رض نے کہا ہان منع کیا ہے پھر کہا ای معاویہ رض جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ
[illegible] درندون کے چمڑے پر بیٹھنے سے منع کیا ہے یا نہین معاویہ نے کہا ہان منع کیا ہے پس مقدام نے کہا
[illegible] معاویہ تیرے گھر مین سونے کا اور ریشمی کپڑے کا اور درندونکے چمڑے کا
[illegible] تمہارے گھر مین حرام چیزونکا استعمال ہوتا ہے [illegible] منقصت
[illegible] مالیشان کی بیان کرتے ہین روایت کیا ہے اسکو ابو داؤد نے باب جلود النمور
[illegible] اس حدیث سے حضرت معاویہ رض کا راضی ہونا غیبت حسن رض پر معلوم ہوتا ہے اور ایک

Marfat.com

...غیبت ...
...کسی کی غیبت...
اور غیبت سے ...
الحروف نے غیبت ...
ختم کی اور پھر ...
گئے اور ...
...
نقل کیا لفظ اور ...
تعبیر کیا اور ...
ضرورت پڑی ...
کرنا منظور رہا ...
... یا کسی کی ...
... اور ...
بلفظ ...
اس کتاب کو ...
تنبیہ الغافلین
تصنیف محمد ...
... تصنیف ...

Marfat.com

... [illegible] ترمذی صحیح مسلم صحیح بخاری سنن ابن ماجہ موطا امام مالک کی [illegible] شرح [illegible] النذیر تصنیف جلال الدین سیوطی کی شرح جامع صغیر تصنیف شیخ علی [illegible] شیخ [illegible] نور الدین بن محمد بن ابراہیم عزیزی کی مشکوٰۃ المصابیح تصنیف شیخ ولی الدین محمد بن عبد اللہ الخطیب تبریزی کی کتاب الترغیب والترہیب تصنیف عبد العظیم منذری کی [illegible] الروایات تنویر الابصار در مختار رد المحتار حاشیہ در مختار تصنیف ابن عابدین شامی کی مطالب المومنین شرح صحیح مسلم تصنیف امام نووی کی تفسیر در منثور سیوطی کی تفسیر کبیر تصنیف امام رازی کی تفسیر جلالین تصنیف محلی اور سیوطی کی حاشیہ جلالین تصنیف سلیمان جمل کا تفسیر معالم التنزیل تصنیف محی السنہ بغوی کی تفسیر مظہری تصنیف قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی بزازیہ تاتار خانیہ حاشیہ طحطاوی بر در مختار اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ تاریخ ابن خلکان جواہر التفسیر تصنیف صاحب تفسیر حسینی کی مدارج النبوۃ شیخ عبد الحق محدث دہلوی کی نفحات الانس مولانا جامی کی تذکرۃ الاولیاء [illegible] امام غزالی کی روضۃ الواعظین ملا مسکین ہروی صاحب معارج النبوۃ کی اور میں نے اس امر کا التزام کیا کہ ہر حدیث اور ہر حکایت اور اثر اور ارشاد و لطیفے کا نشان کتاب کی لکھا اور باب کا پتہ بھی درج کیا لیکن جو حدیث وغیرہ کتاب الغیبۃ میں ہے اوسکی تحریر باب کی ضرورت نہیں سمجھی اور تحسین مضمون کے واسطے اشعار فارسی اور ہندی اور عربی مع ترجمہ لکھے گئے اور اس کتاب کی تصنیف سے فقط لوگوں کی نصیحت منظور ہے اسواسطے کہ ابھی تک کوئی رسالہ غیبت میں عام فہم اس تفصیل سے کسی نے نہیں لکھا اگرچہ مفتی محمد عنایت احمد مرحوم نے ایک رسالہ اس باب میں لکھا ہے لیکن تا این زمان وہ رسالہ میری نظر سے نہیں گذرا اور اگر اظہار علم منظور ہوتا تو کوئی کتاب عربی میں لکھتا تا فضل میرا ظاہر ہوتا [illegible] ایک خصلت سے یہ ہے کہ اس کتاب کو من اولہ الی آخرہ ملاحظہ فرما دیں [illegible] کی [illegible] نفوس کو پاک فرما دیں فلقد نصحت [illegible] وما النصیحۃ [illegible] ما علیٰ الرسول الا البلاغ ہمارا کام سمجھانا ہے یار و اب آگے چاہو تم مانو نہ مانو انشاء اللہ تعالیٰ اس کتاب سے بلاشبہ فائدہ مند ہونگے اور [illegible] نہایت خوش [illegible] ہوگی

Marfat.com

اللہ تعالیٰ اس کتاب [illegible]

ارباب اشغال کے حضور [illegible]

زندہ ہو جیسے زندگی [illegible]

حاضر ہوا ہو ہمیشہ استفا[illegible]

روز تاریخ تیسری شہر [illegible]

سفر کا حیدرآباد دکن سے [illegible]

اور مختصر کیا گیا لیکن بفضل [illegible]

ولا سائذ فیہ و لشیوخی و لاحبائی [illegible]

اغنابی ولمن اذانی ولمن [illegible]

ولمن نظر فی ہذہ الرسالۃ و [illegible]

النبی المختار صلی اللہ علیہ وعلی آلہ [illegible]

اللّٰہم انی قد الفت ہذہ الرسالۃ [illegible]

واجعلہا نافعۃ لمن نظر ہا [illegible]

او اثوا و ارشادا او تعلیمات [illegible]

فی وجل من ذنوبنا [illegible]

لا یرحم الا انت وانت [illegible]

المسکنۃ بیت الوحشۃ ونجنا [illegible]

احوال الحشر یوم العرض الاکبر [illegible]

وسلم فانی احبہ کما [illegible]

عن الغیبۃ وشرہا من [illegible]

اللّٰہم یا من ہو ارحم من کل [illegible]

[illegible] الصراط یوم [illegible]

انک قلت واذا سألک عبادی [illegible]

Marfat.com

جل الورید یا مجیب تب علینا و اجعلنا من الناجین الابرار یوم القیمة
و من الضاحکین الاخیار یوم الندامة اللّٰهم تقبل منی دعاء نا
بحرمة من هو مولانا به تغفر ذنوبنا و تستوعب بنا به تحطا و زارنا اللّٰهم
انا جعلنا حبیبک صلی اللّٰه علیه و علی آله و سلم وسیلتنا فلا تطردنا
آمین آمین یا رب العالمین و صلی اللّٰه علی خیر خلقه
سیدنا محمد و آله و صحبه اجمعین

خاتمة الطبع

الحمد للّٰه والمنة کہ یہ متبرکہ رسالہ خیر و برکت کا مقالہ مصنفہ حضرت سراپا افاضت جامع کمالات واقف احادیث و آیات کاشف حقائق اسرار خدا دادانی واقف دقائق مفاہیم و معانی مجمع العلوم مخزن الفہوم محدث جلیل مفسر نبیل فقیہ عدیم البدل امام العلما مقتدام الفضلا حلال معاقد صوری و معنوی جناب مولانا مولوی حافظ ابو الحسنات محمد عبد الحی صاحب انصاری لکھنوی رحمہ اللّٰہ القوی کہ ۱۸ برس کی کم سنی مین قبل نکاح کو صرف ایک مسئلہ جنبت کے بیان کو اسقدر کتب مفصلہ دیباچہ کتاب ہذا سے استنباط کرکے اور وسعت بیانی و تحقیق معانی کے ساتھ لکھنا از جملہ روایات معتبرۂ حدیث و کتب مستندۂ مکارم اخلاق و سیر نبوی کا اس رسالہ مین احاطہ کرنا گویا دریا کو کوزے مین بھرنا ہے اب چوتھی مرتبہ بصحت تمام چھپکر جلوۂ ظہور مین آیا مشتاقین کی آنکھون مین رفع نگرانی کا سرمہ لگایا فقط

مرثیۂ حالات عبرت آیات متضمن تاریخہائے وفات صاحب معقول و منقول قد کان وارثاً للدین الی الرسول عالم شریعت پناہ من آیات اللہ ۱۳۰۴ھ و آیۂ کریمہ سلام علی عبادہ الذین اصطفی ۱۳۰۴ھ برصدق تاریخ وفاتش گواہ جامع کمالات قدسی صفات ابو الحسنات مولانا محمد عبد الحی صاحب رحمہ اللہ الواہب منظومۂ خاکسار ابجد خوان دبستان ہیچ نشناسی اقل الانام محمد عبد العلی مدراسی متخلص بہ آسی مصحح مطبع نظامی عفا عنہ اللہ السامی

ہاے دنیا نہین ہے جاے ثبات اوس جہان مین ہے لطف عیش و سکون	بد تر از موت ہے یہان کی حیات جس نے ماری ہے اس جہان پر لات
اَیُّ عَیْشٍ ھُنَا وَعَیْشٌ اَیْنَ لہ	اِنَّمَا العَیْشُ عَیْشَۃُ الجَنَّات
نفس کی شہوتون سے باز آو جو ہین دنیا کی سرزمین پر شر	حرص و آز و ہوا ہین سب شہوات ہین وہ چرخ کہن کے نیر نجات
فَاشْکُرُوا کُلَّ مَا بِہٖ شَرٌّ	بَلْ خُذُوا وَاجْلُوا مَا بِہٖ خَیْرَات
جو ہے دنیا مین حی وہ میت ہے مگر اللہ حی ہے اور قیوم	ہین سب احیا حقیقۃً اموات ہے اوسی کی ہمیشہ باقی ذات
اَیُّ حَیٍّ حَیَاتُہٗ تُخْلَد	اَیُّ نَفْسٍ مَمَاتُھَا لَمْ یَاتِ
ایک دن جائیگی بدن سے روح ایسے مرنے پہ جیتے ہین افسوس	ایک دن آئیگی اوسے سکرات ایسے جینے پہ مرتے ہین یہان
نَبِّھُوا النَّفْسَ اَیُّھَا الخُلَّان	نفحاتِ النفوس و السکرات
جو ہین انجام بین وہ دور اندیش بس انھین کے لیے نبی نے کہا	موت کو یاد کرتے ہین دن رات اور یہ نازل ہوا افضل الصلوات
وَھُوَ ھٰذَا الحَدِیثُ مکروہ ذکرنا	اَکْثِرُوا ذِکْرَ ھَاذِمِ اللَّذَّات

کیا ہی بہتر ہے پندمین یہ حدیث | بہترین مواعظ وخطبات
غافلو اب تو چونک جاؤ ذرا | رکھو ہر دم زبان پہ ذکر ممات

فَاعْلَمُوْا اَنَّکُمْ مِنَ الْمَوْتٰی | ھَالِکٌ کُلُّ مُمْکِنٍ بِالذَّاتْ

موت جانو قیامت صغری | قبر کو سمجھو عرصۂ عرصات
دم مین جو دم ہے وہ غنیمت ہی | دم کو اکدم کا بھی نہین ہے ثبات

اِنَّ اَنْفَاسَکُمْ مُصَیَّرَۃٌ | اِنَّھَا بِالْعَدَدِ مَعْدُوْدَاتْ

فانی ہوتے ہین دمبدم یہ دم | دھوپ سے جیسے شبنمی قطرات
ساری دنیا کی زندگی کا شمار | دو ہی یا پانچ دن ہے یا کہ رات

کُلَّ یَوْمٍ تَمُرُّ اَعْمَارُکُمْ | مِنْ مُرُوْرِ الشُّھُوْرِ وَالسَّنَوَاتْ

غفلت اکدم کی بھی نہین اچھی | موت ہر دم لگا رہی ہے گھات
اس سے بازی نہ پا سکوگے تم | بلکہ دیگی یہ موت الٹی مات

اَیُّھَا الْغَافِلُوْنَ قَدْ نِمْتُمْ | اَیْقِظُوْا نَفْسَکُمْ مِنَ الْغَفَلَاتْ

سمجھو ہر دم کو واپسین ہر دم | کیا بھروسا ہے دم کا اے حضرات
دیکھو دم بھر مین چل بسے کیسے | حضرت مولوی ابو الحسنات

وَاثُبُوْرَاہُ ثُمَّ یَا اَسَفَاہُ | آہ قَالَ الْاُنَاسُ وَالْجِنَّاتْ

تیسوین تھی ربیع الاول کی | اور دوشنبہ کے دن کی پچھلی رات
ماہ آخر تھا شب بھی آخر تھی | ہوئی آخر کو آخر اونکی حیات

لَمْ یُؤَخِّرْ لِمَوْتِہٖ اَجَلًا | لَمْ یَزِدْ سَاعَۃً مِنَ الْاَوْقَاتْ

آہ افسوس صد ہزار افسوس | نہین ممکن اعادۂ ما فات
غم کی ظلمت سے [illegible] | اور قیامت سے کم نہ تھی وہ رات

یَوْمُہٗ کَانَ لَیْلَۃً لَیْلًا | لَیْلَۃً کَانَ ظُلْمَۃَ الظُّلُمَاتْ

نہین معلوم کیا تھی تمہاری کہتے تھے لا اِلٰہ اِلا اللہ	مرض تھی یا بلا تھی کیا تھی بات الغرض اللہ تھا ورد وقت وفات
سَبَّحَتْ نَفْسُهُ بِيَا اَللّٰه	مُهْمَلَتْ عِنْدَ شِدَّةِ الدَّوْرَاتِ
جبکہ شدت سے ہوچکے دورے اسی حالت مین ساتھ اللہ کر	حرکات اونکے ہوگئے سکنات دفعۃً دم نکل گیا ہیہات
اَلَّذِيْ جَاءَ مَوْتُهُ فَجْأَةً	فَبَدَا اَنَّهُ شَهِيْدُ الْمَمَاتِ
پھر تو مشہور ہوگئی یہ خبر ہوگیا دوپہر تک ایسا ہجوم	شہر کیا قصبجات کیا دیہات جسطرح حج مین مجمع عرفات
كَمْ مِنْ اٰتٍ يَجِيْءُ فِي الْمَحْيَا	كَانَ يَوْمَ الْمَمَاتِ كَمْ مِنْ اٰتٍ
تھی نماز جنازہ مین اوسکے تھا جنازہ ہجوم مین غائب	سب بے حد بے شمار مخلوقات ہوئی حاصل کسیکو کب یہ بات
كَمْ مِنَ الْفٍ عَلَيْهِ قَدْ صَلَّوْا	مَرَّةً بَعْدَ مَرَّةٍ مَرَّاتٍ
آہ کرتے تھے سب بڑے چھوٹے کوئی کہتا تھا ہاے عبد الحی	روتے تھے سب ذکور و مستورات کوئی کہتا تھا واے ابو الحسنات
لَهَفَ النَّاسُ كُلُّهُمْ لَهَفًا	وَجَرَتْ مِنْ عُيُوْنِهِمْ عَبَرَاتٌ
اُن کے مرنے سے بہگئے طلبا کون انکا ہے اوستاد شفیق	کیا کچھ اُنکے دلوں پہ ہین صدمات کون انکا ہے مرجع حاجات
اَسِيْ مَنْ مِثْلُهُ قَدْ اَعْطَاهُمْ	كُلَّ وَقْتٍ مِنَ الضَّرُوْرِيَّاتِ
کس جگہ ہین سبق طبق دونون کون ہے انکا اب خبر گیرا	ہین کہان طالبون کے مطلوبات مع صرف لباس و ماکولات
…لِذَا كَانَ لَدَيْهِ يَاتِيْ	كُلُّ مَنْ فِي الْبِلَادِ وَالْقَرْيَاتِ

یعنی علم اک نہ اک بلا مین ہین آہ دنیا مین خوش نہین علما	پیش آتے ہین انکو محذورات یہی اکثر ہین مورد آفات
اِنَّ الجَاہِلِینَ نَازِلَۃٌ	اِنَّ اَہلَ العُلُومِ فِی العَاہَاتِ
طالبون کو پڑھائیگا کون اب کون لیگا ہزارون استفتے	کون اب حل کریگا مشکل بات کون دیگا جواب سوالات
اَینَ مَن کَانَ یَختِمُ الفُتیَا	اَیُّ مَن کَانَ یَدفَعُ الشُّبُہَاتِ
کون عالم مین ایسا عالم ہے کہو کسکے ہین اسقدر شاگرد	کسکے ایسے بلند ہین درجات کہو کسکے ہین اتنے تصنیفات
اَینَ مَن فِی العُلُومِ مُجتَہِدٌ	اَیُّ مَن فِی الفُنُونِ ذُوالمَلَکَاتِ
کسکے دنیا مین ہین فیوض ایسی کسکا شہرہ ہے شرق سے تا غرب	کسکے ایسے ہین دین مین برکات کسکی ایسی ہوئی حیات وممات
اَیُّ شَخصٍ کَحَیِّہِ حَیٌّ	اَیُّ حَیٍّ کَمِثلِہِ قَد مَاتَ
جس نے جو پوچھا کہدیا فوراً نظری اونکو سب بدیہی تھے	کیا ہی حاصل تھے انکو معلومات اونکو معلوم سب تھے مجہولات
اَینَ مَن کَانَ مِثلُہُ عَلَماً	صَاحِبِ البَیِّنَاتِ وَالآیَاتِ
تھے وہ حلال عقد الاشکل فن اگر قفل تھا تو وہ مفتاح	تھے وہ کشاف سر ایمانات علم اگر سقف تھا تو وہ مرقات
اَینَ طِبُّ النُّفُوسِ یَشفِینَا	مِن مَبَادِی عَوَارِضِ الخَلَجَاتِ
کون ہے ایسی جامعیت کا ایسا خوش خلق ہے کہان فاضل	عالم و عامل و کریم الذات کس مین ہین جمع ایسے صفات
مَن یُضَاہِیہِ فِی سِبَاقِ الخَیرِ	مَن یُحَاکِیہِ فِی ہُوَ الحَسَنَاتِ

Marfat.com

حسن صورت ہین احسن المنظر	حسن سیرت مین احسن الغایات
کیا لکھین اوسکے ہم محاسن کو	کیا کہین چھوٹا منہ بڑی ہی بات
فَاحَ مِسْكُ الْخِتَامِ فِي نَفَسِهِ	لَاحَ بَدْرُ الْجَمَالِ فِي الْوَجَنَاتِ
تھے وہ شیرین کلام وخندہ دہن	بات تھی اونکی مثل قند ونبات
ہر کسی سے بخندہ پیشانی	مسکرا کر وہ کرتے تھے ہر بات
حَازَ طَبْعًا مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ	نَاطِقًا بِالطَّبْعِ اَفْصَحَ الْكَلِمَاتِ
کاشف معنی فروع واصول	واقف کلیات و جزئیات
تھے وہ علامۂ جمیع علوم	تھے وہ فہامۂ جمیع نکات
اُوْتِيَ الْفَضْلَ وَالتُّقٰى طُرًّا	ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ مِنْ نِعَمَاتٍ
اوج چرخ معانی والفاظ	موج بحر لغات ومصطلحات
نکتہ دان ضمائر و اعلام	رمز فہم معارف ونکرات
عِلْمُ نَحْوٍ اَتَاهُ غَايَةَ التَّحْقِيقِ	فَهْمُ مَعْنَاهُ غَايَةُ الْغَايَاتِ
صدر ایوان منصب تدریس	شاہ ذیشان ملک معقولات
بدر رخشان آسمان علوم	مہر تابان اوج منقولات
فَاهْتَدَى الْخَلْقُ مِنْ هِدَايَتِهِ	وَاسْتَنَارَتْ بِنُورِهِ الظُّلُمَاتُ
عالم قدس کے ہوا زد سے	ہوتے تھے وارد ونیز الہامات
تھے کمال وجمال کے مصباح	تھے جمال کمال کے مشکات
صَحَّ مِنْ اَشْرَحِهِ مَتْنُ عِلْمِ الدِّيْنِ	فَيُوْضَحُ مِنْ اَشِعَّتِهِ اللُّمْعَاتُ
مستفیض اونسے ہوا تھا ہر روز	طلبا اور مشائخ اور سادات
اسکے ہر وقت فیض تھے جاری	گرمی ہو خواہ جاڑہ یا برسات
كَانَ بِاللَّيْلِ شُغْلُهُ السَّهَرُ	لَمْ يُضِعْ سَاعَةً مِنَ السَّاعَاتِ

Marfat.com

یاد تھے اون کو راویون کے نام کیسا حاصل تھا اون کو علم سیر	از براونکو تھی جملہ مرویات جانتے تھے سبھون کے کیفیات
مَنْ لَہٗ مِثْلُہٗ ...	بِعُلُوْمِ الرِّجَالِ وَالطَّبَقَاتِ
اونکی تصنیف اور تحشیہ سے تھا خدا داد علم وفضل اونکا	علما پر ہین کیسے احسانات تھے وہ بحر فیوض والامات
مَنْ اَتٰی بِالْجُحُوْدِ نِعْمَتَہٗ	فَھُوَ مِنْ مُنْکِرِی الْبَدِیْھِیَّاتِ
فن حکمت مین شیخ وقت تھے وہ تھی اشارات اور شفا بھی یاد	اون کو از بر تھے سب الٰہیات اور بھی حفظ تھے ریاضیات
فَھُوَ ثَانِی الْمُعَلِّمِ الْاَوَّلِ	وَاحْتَوٰی طَبْعُہٗ طَبِیْعِیَّاتِ
فقہ تھی اونکی فقہ مجتہدین اور تفسیر اونکی تھی تفسیر	اور حدیث اونکی تھی حدیث ثقات تھی قرات قرات آیات
کَیْفَ اَوْصَافُ عِلْمِہٖ تُحْصٰی	ھٰذِہٖ جُمْلَۃٌ مِنَ الْعَلَامَاتِ
تھے وہ نزدیک سب اوامر کے حق کی مرضی مین اونکی مرضی تھی	دور تھی اونسے جملہ منہیات تھی لگی اسمین ہی آخر اونکی نجات
لَمْ تَرَ الْعَیْنُ شِبْھَہٗ عَیْنًا	فِیْ اِقَامِ الْکُبُوْدِ وَالطَّاعَاتِ
بے تعصب تھے اور با انصاف نہ تھی افراط اون مین اور تفریط	بات تھی انکی سب بے ہفوات بات مین اونکے تھی ...
اِنَّ خَیْرَ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُھَا	ذٰلِکَ وَسْطُ ... الْحَسَنَاتِ
عمل اونکا تھا سب شریعت پر ظاہر و باطن اونکا یکسان تھا	معرفت کے بھی اونکو تھے جذبات جیسے مرآت مین ہوں مرئیات
طَبْعُہٗ فِی الصَّفَاءِ کَالْبَیْضَاءِ	قَلْبُہٗ بِالصَّفَاءِ کَالْ...

Marfat.com

[illegible]	[illegible]
[illegible]	عاشق [illegible]
[illegible]	وعظ و درس [illegible] اور حق کو ورد کرتے تھے [illegible]
[illegible]	مبارک اپنا [illegible] علم احمد
[illegible]	حاجی و حافظ کلام اللہ صاحب درس و مفتی احکام
[illegible]	ناصر الشرع [illegible]
[illegible]	ہیں کمالات بے شمار انکے اونکے اوصاف سے ہوا [illegible]
[illegible]	حسن [illegible]
[illegible]	العشر من جب [illegible] پوچھا روح القدس [illegible]
[illegible]	رضی اللہ عنہ [illegible] ١٣٠٢ھ
[illegible]	شد چو رخصت از دو [illegible] گفتم [illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	سخ اول ربیع سال چار شد [illegible]
[illegible]	[illegible]

Marfat.com

یا ایہا المزمل قم اللیل الا قلیلا

الحمد للہ کہ مکتوب جذب القلوب از مکتوبات قدوۃ العلما افضل الفضلا راس المتکلمین
صدر المحققین حضرت مولانا مولوی محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ موسوم بہ

الحق الصریح فی اثبات التراویح

مع دو مکتوب فیض اسلوب تحفہ قلم ہدایت رقم جناب مولانا زبدۃ الفقہاء و المحدثین کہف الطالبین
بقیۃ السلف الصالحین آیۃ من آیات اللہ الصمد مولانا رشید احمد صاحب مد فیوضہم گنگوہی :

بمحبوب المطابع واقع دہلی طبع گردید

بار اول حسب فرمایش جناب مولوی عبدالاحد صاحب مالک و مہتمم مطبع مجتبائی دہلی ۱۰۰۰ جلد

Marfat.com

الا کل من لا یقتدی بائمة
فقسمته ضیزی عن الحق خارج

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کمترین انام محمد قاسم نام که ہیچمدانی اشعار اوست و طاعت نفسانی کار او بخدمت
مجموعہ مکارم اخلاق عبدالرحیم خانصاحب دام اخلاقہ سلام مسنون عرض کردہ
عرض پرداز است که نامہ سامی که بنام احقر بنشان میرٹھ ہا ارسال فرمودہ بودند
از میرٹھ بہ نانوتہ و از نانوتہ بگنگوہ و از گنگوہ برامپور شدہ نزدم در اواخر شوال رسیدہ
ممنونم گردانید نظر بر اہتمام سامی در امور دینیہ و آہا ہم چندانکه در فضائل اعمال و دلائل
ایچنین باید و دلالت ہا ایچنین چندانکه بر خود نفرینہا کرد که ہنوز گرفتار ہوا و ہوس ہا ہردم
بحکم مساہلہ کارا نیدم بدم می نکنم ہمان قدر بر انجناب آفرینہا خواندم و گفتم که چون در
فضائل اعمال اینقدر اہتمام است و این مسارعت در دیگر اعمال عالیہ از فرائض و
سنن موکدہ چہ قدر ذخیرہ ہائے عمدہ بہم آوردہ باشند جزاکم اللہ خیر الجزاء بارہا ہمائی
خیال جوابش عزمم را می انگیخت و پاس خاطر مبارک بدلم می آمد وقت ہا بالائی
تکاسل طبع زاد که باستماع عادات احقر از بعض ملازمان دہ یافتہ باشند پریشانی
روزگار که سر رعنائی بجائے میرفتم و ہجوم کار که از کارے بر کارے می شستم
نیز فرصتم نداد که بہچو اشغال غیر ضروریہ پردازم با اینہمہ بمیدان سباق و سباق

Marfat.com

نامہ سامی ومطالعہ دلائل ومقاصد گرامی ندانم غلط است یا راست از ہر طرف بوئے
تعصب وتعمق شمیدم وبظاہر این کار جناب نیست کسے دیگر است کہ در پردہ نام
جناب درین میدان گورانہ رفتہ فرمودہ امام ابن صلاح را با مدعا لیش چہ
مساس آرے اگر اثبات احکام منحصر در صحاح بودے می توان گفت کہ فلان
حدیث اثبات تراویح نمی توان کرد آرے اثبات مطالب بقدر ثبوت دلائل
می باشد صحاح بقدر ثبوت خود وضعاف بقدر ثبوت خود اثبات مطالب میکنند
غرض حسب تنوع دلائل مطالب متنوعہ الثبوت میرسند از متواترات عقاید ضروریہ
مثل توحید ورسالہ وحقیقۃ کلام اللہ ثابت می توان کرد واز احاد صحاح این
کار نمی بر آید واز احاد وجوب اعمال وتاکد سنن باید گرفت از ضعاف این کار
نباید گرفت این فرق از کجا خاستہ از تفاوت سند خاستہ ورنہ نفس حدیث
واضافۃ نبوی ہمین خواہد کہ ہر دو را بیک پلہ باید سنجید مگر ظاہر است کہ احادیث
ضعیف نہ چنان ثابت اند کہ ہمسنگ صحاح وحسان گردند نہ چنان باطل کہ ہمسنگ
موضوعات شوند پس لاجرم مرتبہ آنہا باعتبار ثبوت وعدم ثبوت فیما بین صحاح
حسان وموضوعات خواہد بود نہ مثل موضوعات کہ سراسر باطل اند وبہرہ از ثبوت نشمیدہ
بیکار شاند حسان وصحاح ومتواترات بکار اثبات بکار اند بنیصوت ثبوت فضائل
اعمال کہ از مطالب حسان وصحاح ومتواترات فروتر است از ضعاف چہ مستبعد ظاہر است
کہ در صورت ترک اقتفا فقہا بہ ثبوت وتاکد تراویح معلوم کہ رتبہ اش از فضائل ہمے
فراید پس اگر حدیث نسبت تراویح ضعیف باشد ظاہر پرستان را چہ باک در فکر انکار
جگر خون کنند مدعیان تاکد کنندہا ان اگر تعارض مزعوم کسانیکہ درین زمان درین بارہ
غوغا کردہ اند ومیگویند کہ حدیث بست با حدیث یازدہ متعارض است مبرہن شود
المنۃ ترک بست واختیار یازدہ خیلے بجا بود گو دران ہم گنجائش گفتگوہا ے دیگر باشد وچنین

از اثبات تعارض از بہر چہ ملت و بر ہمی کلمة الاسلام چہ سود باقیمانده اینکه جناب ختمی مآب
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم در رمضان و غیر رمضان ہمی یازده را بجا آورده اند چنانچه از حضرت
عائشہ رض مرویست با آنکہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم در لیالی سہ گانہ ہم
بیست خواندند چنانچه از جابر رض مرویست این حدیث گو بظاهر با حدیث بیست که مرفوع است
بنظر ظاہر بینان متعارض نماید اما در حقیقت حکم بتعارض خالی از جہل یا عناد نیست اول
تراویح را از تہجد باید گفت بعد از ان تطبیق تعارض عزم باید کرد اگر گویند که تراویح مثل
صلوة اوابین که بعد مغرب میخوانند و نوافل عشار که در پس و پیش آن خوانده می شوند نوع
دیگر و تہجد نوع دیگر و ہر دو حدیث مذکور درباره تہجد است خود ظاہر است که اعتراض تعارض بیکسو
خواہد رفت باز چون باتصال تراویح با عشار ادا کردن آن در اول شب و افتراق تہجد
از عشا که نوم و دیگر اعمال کثیره بمیان می آیند و ادا کردن آن در آخر شب نظر افگنیم
این را موجب می یابیم معہذا در تہجد روایات کثیره از عائشہ رض مرویست و ہم از بعض صحابہ
ماثور بعض از ان در صحیحین و بعض در کتب دیگر از صحاح سنت منقول است چنانچه ان
حدیث ہمه میدانند پس ہر چه ملازمان جناب و منشی سامی جواب آن خواہند داد از
تعارض ہم ہمان را قبول کنند بالجملہ چنانچه حمل بر تعدد وقایع احادیث بخاری و مسلم را موافق
باہم توان کرد حدیث بیست رکعة و یازده رکعة را نیز باہم متعلق باید ساخت از ین صورت
ضعف حدیث بیست در امتثال منطوق آن مانع نخواہند شد ان اگر امام ابن صلاح
لیاقت قبول اقوال از نصوص قطعیہ ہم رسانیده اند و کلام اللہ با حدیث باتباع او شان
خوانده و دیگر علمار اصول و فقه را این منصب ہم رسیده ما را گنجایش عرض معروض
خویش نیست و اگر او شان را امام اصول حدیث باین معنی تصور یده اند که درین فن
یکتار روزگار و مرد این میدان و این کار بودند درباره محافظ الفاظ حدیث ہر خاعذ که
بنیاد نہند بر چشم نہادنی است و ہر راہے که روند قابل گام کشادنی است نا اسلم

Marfat.com

مگر اوشان را اگر در محافظۂ الفاظ حدیث کہ بغرض محافظۂ معانی مقصود است چنانچہ
جملہ **فیبلغ الشاهد الغایب** یا جملہ **فرب مبلغ اوعی من سامع** بپیوستن
بر آن شاہد است ائمہ اصول فقہ را در فن محافظۂ معانی ید طولی است و اوشان در این
بارہ اگر قابل اقتدا ہستند ایشان درین بارہ لایق اتباع قاعدہ بنیاد نہادہ ائمہ اصول
فقہ ہمین است کہ فضائل اعمال از ضعاف ہم ثابت میتوان شد و اگر نیک تامل کردہ
شود آن موضوعات کہ نظر بر کذب رواتش در مواقع دیگر آنرا در موضوعات شمردہ اند
باین کلیہ بالیقین غلط و مخالف واقع نمی باشند **فان الکذوب قد یصدق**
ہمچنانکہ جملہ صحاح صحیح بمعنی مطابق واقع نمی باشند **فان الصدوق قد یخطی**
و نیز احتمال دروغ از غیر معصوم چہ مستبعد چنانچہ در بعض صحاح مشہور ہم ہمین است
بدانی کہ در بخاری شریف در باب عمر شریف حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم سہ روایات باہم متعارض آمدہ شصت ۶۰ و شصت و سہ ۶۳ و شصت و پنج ۶۵
و ہمہ میدانند کہ توافق این روایات باعتبار منطوق خویشتن محال است
لاجرم یکے مطابق واقع و دو مخالف واقع خواہند بود حالانکہ باعتبار اصطلاح
اصول حدیث ہر سہ روایات صحیح اندو نہ امام بخاری کہ التزام ایراد صحاح
کردہ اند در کتاب خود نمی آوردہ اند این صورت مرجح باید کہ یکے را مظنون
الصدق یا مقطوع الوقوع گردانند و دیگران مظنون الکذب و یا قطعی البطلان
گردانید پس مرجح اگر از قسم روایات است عام است کہ صحیح باشند یا ضعیف
چنانچہ ظاہر است و اگر از قسم در آیات باشند از اندازۂ حکمت کہ یکے از کار[illegible]
نبوی است چنانچہ آیۃ **یعلمهم الکتاب والحکمة** بر آن دلالت میدارد
بیرون نرفتہ باشند درین صورت حدیث ضعیف ہم اگر مؤید بدرایت شود
از مرتبۂ خود بالا رفتہ کار دگر خواہد کرد چنانچہ آیۃ **واذا جاءهم امر من الامن**

Marfat.com

غیر سنتہ نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام باشد و یائے متکلم و لفظ الخلفاء اگر معرفہ است
یکے ہم از ان مکرر نیست و اگر نظر بر معرفیتہ عرضیہ است آن معرفہ خود از معرفہ
دیگر مغایر شدہ چنانچہ آن دو بذات خود متغائر اند این و آن معرفہ نیز متغایر
خواہند بود وجہش چنانکہ دانی اینست کہ محکوم علیہ حقیقی در صفات عرضیہ ہمان
موصوف بالذات میباشند پس اگر موصوف بالذات چیز واحد است
صفتہ عارضیہ نیز چیز واحد خواہد بود اگر دو شئے متغائر است صفات عارضیہ را
ہم دو شئے متغائر باید پنداشت پس اگر سنتے و سنتی مکرر می آید یا سنتہ الخلفاء
و سنتہ الخلفاء مکرر مے شد این گفتگو را بظاہر حیلے بجا گفتہ میشود و با اینہمہ
در **ابناء نا و ابناء کم** بلکہ در **انفسنا و انفسکم** کہ در کلام اللہ یاب جملہ مکرر
آمدہ چہ خواہند فرمود سبحان اللہ باین چنین ابلہ فریبہا و این لن ترانیہا
دور و دراز علاوہ برین ہمہ اہل فہم را درین قدر اتفاق است کہ عطف مقتضی
تغائر می باشد تا وقتیکہ تغائر حقیقی یا تغائر اعتباری بدست نباید عطف
نتوان کرد دوم آنکہ طعن لام تعریف در جمع مفید استغراق میباشد اندرین
صورت لازم است کہ جمیع خلفائے مراد باشند پس سنتہ الخلفاء کہ اشارہ
بالتزامش فرمودہ اند می باید کہ سنتہ ہمہ خلفاء راشدین باشد و بست
رکعتہ اگر ہست سنتہ حضرت عمر ہست سنتہ حضرت ابی بکر نیست این اعتراض
از ہمہ افزون تر است ماشاء اللہ فہم مطالب ہمی سان باید و نکتہ فہمی کم
از فہم اینقدر شاید مخدوم من اینقدر مسلم کہ جمع محلی باللام از الفاظ عموم است
و لام تعریف در جمع اکثر مفید استغراق میباشد اما منشی آن مخدوم ندانم
معنی بر اجماع از کدام پہلو می برارند و این تحقیق از عقل یا از نقل از کجا می
نگارند مفاد استغراق ہمان مفاد کل افرادی می باشد نہ مفاد کل مجموعی

Marfat.com

با این مطلب با این دلیل مربوط می باشد وظاہر است کہ در کل افرادی حکم راجع
بہر فرد جداگانہ میباشد آرے در کل مجموعی حکم قضیہ راجع بجانب مجموع میگردد وافراد را
ازان سروکارے نمی بود وانچہ منشی جناب فہمیدہ اند مخلصش ہمین ارجاع حکم
بجانب مجموع است ازین تا ازان فرقے ہست کہ بفرق زمین وآسمان تعبیرش
توان کرد باہمہ حدیث اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم را حکم باید
کرد و باید دید کہ چسان فیصلہ این نزاع میکند علاوہ برین نصوص قطعیہ قرآن شریف
وحدیث را کہ در بعض مواقع بر جمیع محلی باللام مستعمل مینماید مثلا ان اللہ لا یضیع
اجر المحسنین چہ جواب خواہند داد کدام است کہ نمیداند کہ اینجا اجر مجموعہ
مراد نیست چہ یک محسن ہم اگر بعالم باشد تاہم اضاعۃ اجرا و نخواہد شد ونیز می باید
کہ بر طبق فہم منشی جناب اجر ہمہ محسنین یکے باشد وآن ہم چندانکہ تعدد شخصی را
دران گنجائش بود نہ تعدد نوعی را مجال چہ عطا را اجر یکبارہ خواہد شد مثل صلوت
کہ تعدد ازمنہ واختلاف مکرر سہ کرر مطلوب می شود تعدد ازمنہ مختلف نخواہد شد
ہمچنین وجاہد الکفار والمنافقین لازم است کہ جہاد مجموعہ کفار
ومنافقین مراد باشد اندرا ینصورت یا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم را باید گفت کہ ازینجہان بی اداء فرض تشریف بردند یا برخدا وند احکم
الحاکمین نعوذ باللہ غصہ باید کرد کہ اینچنین حکم دشوار بر نبی خود فرستاد کہ اداش
نتوانستند وعیب عدم امتثال ازینجہان بردند نعوذ باللہ من سوء الفہم وازین
ہم درگذشتیم اذان ثالث جمعہ بشہادہ صحیحین سنتہ حضرت عثمان ذی النورین
است رضی اللہ عنہ پیشتر از زمانہ اوشان فقط آن دو اذان اعنی یکے آن خطبہ
ودویم تکبیر بود پس از سنتہ الخلفاء در حدیث مذکور اگر سنتہ ہمہ خلفاء بطور مذکور مراد
باشد لازم آید کہ اذان مذکور داخل بدعۃ شود چہ نہ سنتہ نبوی است نہ سنتہ خلفا

Marfat.com

بطور مذکور و این التزام بدعة اندرین صورت نه تنها بر حضرت عثمان رض خواهد بود بلکه
جمله صحابه رضوان الله علیهم اجمعین که دران زمان حاضر بودند مبتدع خواهند
شد و میدانی که این همان گناه و همان عیب است که رافض و شیعه از دائره
سنت و جماعة بدان بدر رفتند و ازینهم باید گذشت در آیة اولئک الذین هدی
الله فبهدیهم اقتده ضمیر هدیهم راجع بسوے الذین است معنی این شد که روش
آن کسانیکه ذکر او شان کرده ایم باید گرفت غرض لفظ هدیهم در قوة هدی الذین
شد و معلوم است که مخاطب باین حکم جناب رسالت مآب صلی الله علیه و آله
وسلم اند و مشار الیه موصول انبیاء مذکور الصدر که منجمله آن حضرت موسی
علیه السلام و حضرت داؤد علیه السلام هم هستند و موافق این خطاب و
این ارشاد حضرت صلی الله علیه و آله وسلم در روزه عاشوره اقتدا بحضرت
موسی علیه السلام کرده اند و در سجده تلاوة سوره ص اقتدا بحضرت داؤد علیه السلام
کرده اند و اگر سجده سوره ص اقتدا بحضرت داؤد علیه السلام نگویند و گویند که سجده
حضرت داؤد علیه السلام بجهت استغفار سجده حضرت سید ابرار صلی الله علیه و آله
وسلم بجهت شکر پروردگار که ما را ازین قسم ابتلا محفوظ داشت در اقتداء حضرت
موسی علیه السلام در روزه عاشوره کلام نیست چنانچه لفظ حدیث نحن احق
بموسی او کما قال برآن گواه هست گو بوجه دیگر ازپیشتر هم این روزه معمول
حضرت صلی الله علیه و آله وسلم باشد آرے اگر اجتماع وجوه کثیره در یک عمل محال
بودے مضائقه نبود مگر مساعد این نه عقل است چنانچه دانی و نه نقل چنانچه
انما لکل امرء ما نوی میخوانی و میدانی که ازهمین جا تضاعف ثواب
صله از صدقه می برآید چنانچه ماهران حدیث می دانند الغرض این قسم سنن فقط

یک دو نبی است سبب جملہ انبیاء ہدی ہمہ مرسلین مذکورین نیست اندر نصوص
در حدیث **اقتدوا بالذین من بعدی** کہ لفظ الذین واقع است ہمان عموم
خواہد بخشید کہ الذین واقع آیۃ مذکورہ بخشید فرق اگر ہست فرق تثنیہ و جمع است
مگر این قسم فرق در تبدل ماہیتہ مضامین و لوازم آن کارگر نمی تواند شد
پس چنانکہ در آیۃ مسطورہ سنت یک نبی قابل اتباع برآمد اینجا سبب یکے خلیفہ
ازان دو کہ درین حدیث مراد اند لایق اتباع و اقتدار خواہد بود ہان اگر اینجا لفظ
اقتدار نبودے شاید مجادلانرا گنجائش زبان کشائی مے بود می توانستند گفتن
کہ در اقتدار و اتباع مثلاً فرق است این است آنچہ کہ بطور عجلت و نظر سرسری
در استدلالات مجتہد جناب مفاسد نظر این ہیچمدان در آمدہ اکنون التماس
اینست کہ نظر باین تعصب و تعمق کہ در اجتہاد مجتہد صاحب یافتہ نگاشتہ ام از
تحریر جواب اصل مسئلہ دست کشی اولی دانستم چہ اگر چیزے بنویسم لاجرم تنقیح و
تصحیح آن و سنجیدن او حوالہ ہمان صاحب باشد کہ باین راہ رفتہ اند او شان
اول بار کدام ناانصافی گذاشتہ اند کہ باین بار کوتاہی خواہند فرمود بیت
تو کار زمین را نکو ساختی ؛ کہ با آسمان نیز پرداختی ؛ ورنہ در اواخر رمضان شریف
بتکلیف مولوی احمد حسن امروہی کہ یکے از احباب احقر اند چیزے درین بارہ نوشتہ
بامروہہ فرستادہ بودم از او شان نقلش بہم رسانیدہ میفرستادم لیکن چہ کنم
کہ بنظر انصاف معذورم دیگر آنکہ آنچہ کہ بلفظ مضامین شعریہ بآن اشارہ فرمودہ
اند میخواہم کہ نقلش اگر ممکن باشد بمن ارزانی فرمایند تا شاید چیزے بے
پردہ باشد باقی عرض دیگر این است کہ بندہ کمترین عاملان بالحدیث را
بشرط فہم بدیہی انکار بلکہ این اشعار ایمان می شناسم لیکن اینچنین بد فہمان
را کہ مضامین نامہ سامی ریختہ قلم او شان است ہرگز عمل بالحدیث روا

Marfat.com

نمید انم اینچنین کسان منجملہ یضل بہ کثیر ہستند والعیاذ باللہ از راہی اختیار باید کرد کہ براکابر صحابہ طعن نیفتد و دین برہم نشود و احادیث باہم یا قرآن شریف متعانق مانند ما طوریکہ باختیار آن مطاعن بجانب صحابہ عائد شوند و احادیث باہم متعارض شوند و روش قرآنی مکذب آن شود ہرگز پسند خدا و رسول نیست صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و طرزے کہ ایجاد مجتہد مذکور است ہمچنین است چنانچہ عرض کردہ شد دیگر آنکہ ہر کہ قصد عمل بالحدیث کند آن را باین چنین اجتہادات چہ کار اگر ارادہ عمل بالحدیث باین معنی است کہ ہرچہ در ظاہر احادیث یابند بر آن عمل کنند آن مقصد مقتضی این است کہ رائے خود را ایک سو نہند و در پے عمل شوند و رنہ رائے و عقل پیشینیان بہر حال اولی و افضل تر ہست و اگر قصد عمل بطور رائے و عقل است پس اندرین صورت بر مجتہدان سابق و مقلدان اوشان چہ طعن واللہ الموفق لنا ولکم اگر حرفے نازیبا از قلم احقر صدور یافتہ آنرا از قبیل جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا بلکہ کمتر ازان پندارند چہ مضامین نامہ سامی در پردہ استدلالات معلومات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را گذاشتہ نہ صحابہ کرام را رضوان اللہ علیہم اجمعین فقط

مکتوب دوم حضرت مولانا رشید احمد صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خانصاحب عبدالرحیم خان سلمہ بعد سلام مسنون آنکہ نوازشنامہ رسید در باب تراویح آنچہ تحریر بود ظاہر و متبادر ازان چنین می شد کہ مقصود استفسار مسئلہ نیست بلکہ اعلام و الزام تحقیق خود است لہذا در تحریر جواب تامل ماند آخرالامر چنان مناسب معلوم شد کہ اشارۃً چند فقرہ عرض کنم از تسلیم و عدم تسلیم کارے نیست لہذا در تحریر جواب دیر شد بر اہل علم پوشیدہ نیست کہ قیام رمضان و قیام

لیل و فی الواقع یک نماز است که در رمضان برائے تیسیر مسلمین در اول شب مقرر
کرده شد و هنوز عزیمته در ادائش آخر شب است و در قیام لیل فخر علیه السلام
چنانکه یازده رکعت و کم از ان ثابت شده اند سیزده رکعته سوائے سنته فجر هم در
صحیحین موجود اند ده رکعته نفل از روایته ابن مسعود از قول ابن عباس
فصلی رکعتین ثم رکعتین ثم رکعتین ثم رکعتین ثم رکعتین ثم رکعتین
ثم اوتر نزد حنیفه ده رکعته نفل و سه وتر آنانکه وتر را یک رکعته قرار دهند دوازده
رکعته نفل ثابت اند و قضاء آنجناب دوازده رکعت را در روز اگر شب تهجد
فوت می شد هم معین دوازده رکعته نفل است و این همه در صحاح موجود است
باید دید پس می بایست که محدثین زمان را در دوازده رکعته تردد نمی شد و
لسنیته آن یقین می بود نه قصر بر یازده مع الوتر و در زمان صحابه هم چنانکه یازده
از سائب نقل می فرمایند از اعرج امام مالک در موطا دوازده رکعته نقل و آن
میفرمایند چنانکه در مشکوة هم موجود است ندانم که چرا بر سامی مخفی ماند غلط
کردم جناب را فعل صحابه بمقابله سنته حضرت فخر عالم بزعم مخالفه حجته نیست و
این نیز بر اهل علم واضح است که نفس قیام رمضان را آنجناب سنته فرموده
اند و تحدید عدد رکعات آن نفرموده و کمی و زیادة دران روا نباشد چنانکه
در فرائض و رواتب سنن است ورنه اختلاف در ادائے عدد آنها
واقع نشدے لهذا هر قاری که زیادة در عدد رکعاتش بود موجب اجر است
نه باعث گناه و ابتداع و هیچ حدیث در منع آن وارد نیست بلکه حدیث
علیك بكثرة السجود مطلقا استحسان کثرة رکعات نوافل در وقت شب
می فرماید البته جائیکه شارع تحدید فرموده چنانکه در فرائض و سنن رواتب
نقصان و زیادة دران روا نیست و معهذا اگر قبل آن یا بعد آن در محل

نوافل کسے نوافل تنفلا خواند بدون اعتقاد سنیۃ آنہا نہی است لاد
فرماید و بدعۃ گوید پس ہمچنان در تہجد و قیام رمضان زیادۃ رکعات را چه اندا
خواهد شد و آنچه در عدد رکعات تہجد فخر عالم علیہ السلام تحقیق است از ا
روا است که فعل آنجناب محقق گردد که چیست نه آنکه زائد از ان بدعۃ است
صرح به النووی فی شرح المسلم برین قیاس است سائر سنن که ص
آنرا شارع علیہ السلام سنتہ فرموده و تحدید در ان نفرموده مثلا تسابیح
رکوع و سجود که دران زیادۃ از قدریکه آنجناب میگفتند بدعۃ ہست و قر
قرآن که زیاده از قدر مقرر آنجناب است در فرض و نفل بدعۃ نخواهد بو
وعلی ہذا در ہمہ این قسم امور از ین است که علماء قاطبۃ اگرچه سنتہ موکد ہمون
قدر را گفتہ اند که بر آن قدر حد سنتہ نزد شان صادق آید مگر زائد را دران بدعۃ
ندانستہ خصوصا زیادتی که از صحابہ ثابت شده چنانچه روایات عدیده
مختلفہ سامی دیده باشند لا ما نعامل عشرین پس در زمان حضرت عمر رضی اللہ
عنہ بارشاد تقریر آنجناب معمول شد چنانکه در موطاء مالک مرویست خدشہ
انقطاع بر محل خود نیست چراکه یزید بن رومان تابعی ثقہ اند و ارسال ثقہ
مقبول میباشد مالک و محدثین سلف را ہمین مذہب است اگرچه شافعی
واحد دران کلام کرده اند کتاب ابی داود بسوے اہل مکہ و دیگر کتب
اصول حدیث مطالعہ نماید معہذا حدیث صحیح بیہقی که صاحب فتح
روایتہ آن فرماید موید اوست و مزیل شبہ انقطاع و ترمذی در جامع
خود از حضرت عمر و علی و غیرہما من الصحابۃ روایتہ آن میکند پس اکنون د
ثبوت عشرین از آنجناب رضی اللہ عنہ چه تردد ماند و این زیادۃ را مخالف
سنتہ پنداشتن نہایت موجب تعجب است که ہیچ اہل علم چنان نفرماید

Marfat.com

چہ بالا نوشتہ ام کہ قیام لیل محدود نیستند ورنہ ہرگاہ بحدیث صحیح ثابت شد کہ فخر عالم علیہ السلام گاہی ماہ کامل غیر رمضان صائم نبودہ نہ ہیچ ماہ را از صوم خالی گذاشتہ اگر کسے تمام ماہ روزہ دارد تنفلاً مخالف سنتہ گردد و گرفتار بدعۃ معاذ اللہ باید کہ حضرت عمر و علی و دیگر صحابہ و تابعین باعتراف ترمذی غیرہ بسبب تقریر زیادۃ عدد رکعات اہل بدعۃ شوند استغفر اللہ استغفر اللہ و بسیار امور نفل از صلوۃ و صوم و زکوۃ و حج و ذکر و تسابیح بدعۃ شوند تامل درکار است اہل علم را چنان فرمودن سخت نازیباست مابین لفظ مخالف و موافق و محدود و غیر محدود و بدعۃ و سنتہ امتیاز واجب است، و چونکہ در حدیث علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین الخ ارشاد جناب سالتمآب علیہ الصلوۃ است کہ چنانکہ سنتہ مرا التزام کردن برشما ہست سنتہ خلفاء را ہم التزام ضرور است و مراد از سنتہ خلفاء امرےسیت کہ از آنجناب صدور آن نشدہ و از خلفا وقوع آن شدہ و آن ہرگز خلاف کلیات شرع نمی تواند شد بلکہ موافق سنتہ و مستنبط ازان لہذا این نسبت رکعۃ ہم مندوب و سنتہ شدند نہ بدعۃ گفتن آن سخت نازیبا کہ ہیچ عالمے چنین نگفتہ آرے آنچہ خلاف است دران است کہ زیادۃ برآنقدر کہ آنجناب علیہ الصلوۃ خواندہ اند آیا سنتہ موکدہ اند یا مستحب ازین بعد آنچہ درین حدیث افادہ فرمودہ اند بلکہ مراد از سنتہ خلفاء سنتی است کہ عین سنتہ نبویہ باشند از عجائب روزگار است چراکہ اگر مراد از عینیتہ آنست کہ بعینہ آن فعل را آنجناب علیہ السلام عمل در آمد فرمودہ مسنون کردہ باشند پس مے پرسم کہ درین صورت خاصہ تقریر خلفاء چیست آیا بعد وفات آنجناب کسے را از خلفاء مجال تشبیب و فرا

داشته باشیم و تبدیل آن می رسید تا سنتی که جمله خلفا را
واگر مراد از عین آنست که مستنبط از سنته بود و یا بطریق در سنته موجود باشد و موافق
کلیه شرعیه بود مثل جمع قرآن شریف و ترتیب سور آن مثالیش لاریب این امر
مسلم صحیح است مگر این زیادہ رکعات را ندانم که بچه وجه مخالف سنته قرار داده
خواهد شد و آنچه از اصول قاعده اعاده معتزله تحریر است در تلویح این بحث را
باید دید که این قاعده کلیه نیست و خلاف این بسیار موجود است این قاعده
آنجا بود که قرینه خلاف موجود نباشد اینجا عطف لفظ سنته الخلفاء بر لفظ سنتی
مغایرة را می خواهد و مقصود جناب رسالت علیه السلام ازین الزام سنته الخلفاء
خود است مراد امته را مثل سنته خویش چنانچه در حدیث دیگر فرموده فاقتدوا
بالذین من بعدی ابی بکر و عمر و در حدیثے باقتدائے جمله
صحابه فرمود اصحابی کالنجوم بایهم اقتدیتم اهتدیتم
و همچنان آنکه لام استغراق فهمیده اند نه این معنی است که آنچه سنته مجموعه
خلفاء باشد بشرط اجتماعهم علیها آنرا قبول سازید و امریکه یک دو خلیفه مثلاً
کرده باشند ترک کنید درین صورت آنچه باقتدائے شیخین حکم است ناتمام
خواهد شد که دو خلیفه را درآن ذکر فرمود نه همه را و حدیث نجوم مخالف آن
خواهد شد و ترتیب مصحف عثمانی بدعة خواهد شد چه خلیفهٔ اول جمع آن
کرده بود نه ترتیب آن و مسئله عول و تحدید حد شراب و دیگر امور که در زمان
حضرت عمر قرار یافته اند همه خلاف سنته خواهند شد معاذ الله بلکه مراد آن است
که سنته همه خلفاء را التزام سازید چنان نکنید که سنته بعض آنها گیرید و
بعض آنها نگیرید قال الله تعالیٰ یا ایها النبی جاهد الکفار
والمنافقین که معنی آن آنست که با جمیع کفار و منافقین جهاد باید

Marfat.com

حسب هم نمی باید که اجناب امر الهی نکرده باشند که با تمام کفار عالم جهاد
ثابت واقع نشده وچه ضرورت است که در حدیث لام لام استغراق باشد
وهم که لام آن لام عهد خارجی است که خلفاء خمسه معهوده را مراد داشته فرموده
طریقهٔ ایشانرا قبول کنید وهیئة اجماعیه از حدیث فهمیدن همانا که محاوره
امیه بر انشتن است پس بهر حال آنچه در ترجمهٔ حدیث نوشته اند بزرگ
ربر محل خود نیستند زیاده چه عرض کرده آید ودر بعض دیگر جا هم در صحیفهٔ سامی
ل کلام است مگر بنده را با صل مسئله کار است واز تقریر زائد غرض نیست
نون که بیست رکعت تراویح از فعل خلفاء ثابت شده اند عمل بران موجب
سعادت است وبدعت فهمیدش محض بیجا البته زائد از هشت رکعت را
بعض مستحب دانسته اند وبعض موکده گفته اند این مسئله خلافیه فدمارا
مارا درین گفتگو ضرور نیست والله تعالیٰ اعلم فقط **سوال اول** هرگاه
ر تعریف سنت مواظبت نبوی صلی الله علیه وآله وسلم مع الترک احیانا
خود است وابهم ظاهر است که بر تراویح مواظبت کذائی ثابت نیست
پس بر سنیهٔ آن از کدام دلیل اطمینان کرده شود وآنقدر که بر آن مواظبت
ثابت است همان هشت رکعات تهجد هستند لا غیر پس باید که همین قدر سنت
باشد وزیادت بر آن روا نباشد فقط **سوال دوم** اینکه این دوازده رکعات
که بر هشت رکعات سنت نبوی صلی الله علیه وآله وسلم افزوده شده اند آیا در
تاکید بهمان مرتبه هستند که آن هشت رکعات را حاصل است یا از ان
فروتر فقط **جواب از سوال اول** اینکه هرچه صحابه رضوان الله
علیهم اجمعین بران مواظبت فرموده باشند سنت موکده می باشند بقوله
علیه السلام علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المهدیین نعم

Marfat.com

مى باشند قال فى رد المحتار ناقلا عن شرح المنية

مراتب الاستحباب متفاوتة كمراتب السنة

وخود حديث عليكم بسنتى الخ ناظر بر همين است چرا كه ماخذ تقدم
تاخر در كلام بلغا بلا وجه نباشد خصوصا كلام با نظام سرور انبيا و تاج
البلغا پس تقدم سنتى و تاخر سنة الخلفاء مع اشارات دقيقه ديگر كه
تاكد اول را از ثانى مى خواهد چنانچه از آيت **ان الصفاء والمروة من
شعائر الله** خود رسول صلى الله عليه وآله وسلم استخراج فرمودند ابدا بما
كه بدا نيه مى كنم بدانكه بدا نيز كرد حق تعالى با و در ذكر كما هو فى الحديث پس اينجا
تقدم زمانى است و آنجا تقدم فى المرتبه بهر حال از تقدم ذكر تقدم مرتبه
مستفاد ميشود واما مواظبت آنحضرت صلى الله عليه وسلم بچيزے بطور قربت
اگر از خصوصيات نيست برامته هم فرضيه را مى خواهد واگر از خصوصيات باشد
ليكن امته از ان ممنوع نباشد پس اين مواظبت سنية را نخواهد بلكه استحباب
مقتضاے اوست چنانچه تهجد كه نزد بعض بران حضرت صلى الله عليه و
آله وسلم فرض بود وامته را مستحب مگر چون دليل ديگر تاكيد جعل بر امته
آيد البته آنگاه سنة خواهد شد مثل تراويح كه هر چند نزد من قائل قائم
تهجد بر آنحضرت صلى الله عليه وآله وسلم تراويح نفس تهجد است على التحقيق
مگر چونكه برين تهجد مشخص باين هيئت كذائيه مواظبت صحابه پيدا آمد [illegible]
تاكد پيدا كرد **وهو قوله عليه السلام عليكم بسنتى** ... ديگر [illegible]
فعلى حكمى هم بر تراويح [illegible]

Marfat.com

خوانده شود و ترک آن فی موکد نباشد بلکه واجب شود ودر حرج افتند بنا بر فعل او گاه گاه
و ترک او حیاناً بعد از مواظبت حکمی دارند قال رد المختار والمراد
ایضا المواظبة ولو حکما لتدخل التراویح فانه صلی الله
علیه وسلم بین العذر فی التخلف عنها قاله الطحطاوی
عن ابی السعود انتهی و پس حد محررهٔ سائل بر جمعیت خود ماند
و برای کسیکه فرضیة تهجد را بر آنحضرت صلی الله علیه وآله ومنسوخ گوید چنانچه
قول حضرت عائشه است رواه مسلم فی سننه پس مواظبت تهجد دلیل سنت
موکده خواهد بود و دلائل قولیه ناظر استحباب مگر تهجد رمضان که تراویح است
بدلیل قولی سنت موکده خواهد ماند والله اعلم جواب سوال دویم
آنکه بست رکعت تراویح در زمان خیریت نشان حضرت عمر رضی الله عنه
قرار یافته اول یازده رکعت معه وتر خوانده شد پس در آخر امر بست
سه معه وتر قرار یافت رواه مالک فی الموطا بسند صحیح وآنچه سنت خلفا
باشند تاکد آن از جواب اول واضح شد باقی ماند اینکه همه موکده باشند یا
بعض پس صاحب هدایه وغیره بر آنند که همه موکده اند وقدوری گفته که
بعض آنچه از رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ثبوت یافته موکده باشند
وآنچه زیاده بر آن در زمان عمر رضی الله عنه قرار یافته مستحب بود ابن همام هم
بهمین میل دارد هرچند ابن همام را علما جواب داده اند مگر از تقریر ایشان
جمع هر دو قول توان کرد که مراد قدوری از استحباب مزید کمی تاکد نسبت
به هشت رکعت ومراد هدایه تسویه در نفس تاکد است نه قدر آنکه چرا که تاکد
کلی مشکک است وحدیث علیکم بسنتی الخ دلیلی است بس که بعد
آن حاجت نقل دگر نیست وبعد ثبوت روایة موطا که اصح الکتب فی الحدیث

Marfat.com

[illegible] ... ان ... [illegible]

[illegible] بست رکعت فرادی نمازند شد [illegible]

در تراویح شمردند و اهل مکه بعد هر ترویحه [illegible]

خواندند ده رکعت فرادی مزید شد سی رکعت از نماز تراویح [illegible]

بست رکعت قبل وتر بعض گاه که اربع رکعات را ترک کردند و در خواندن

مشغول ماندند شانزده رکعت مزید شد سی و شش گردید [illegible]

وتر اگر کم کردند و در رکعت کم شده بست بهشت شدند و بست رکعت خود

امریست ثبت و محقق از فعل صحابه و پاینده از فعل سرور عالم صلی الله

علیه وآله وسلم که اکثر از بست است الحاصل

ثبوت بست رکعت باجماع صحابه در آخر زمان

عمر رضی الله تعالی عنه ثابت شد پس

سنت باشد و کسیکه از بست ان انکار

دارد خطا است والله تعالی اعلم

وعلمه اتم واحکم فقط

راجی رحمة [illegible] رشید احمد

گنگوهی

عفی عنه

تمت

Marfat.com

ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

از تازہ افاضات واقف احادیث و آیات مولانا سید محمد علی صاحب ناظم ندوۃ العلما

احکام التراویح

مع فتوائے

ضیغم تراویح

از تالیفات راجی رحمت الباری بندہ آسی محمد عبد العلی مدراسی

در اصح المطابع واقع لکھنؤ مطبوع گردید

Marfat.com

Marfat.com

[illegible] اس صورت مین [illegible] ت جب ہوگا کہ جماعت کثیر دیکھے جسکے کہنی
[illegible] سے گمان غالب ہوجائے اس صورت مین رمضان کا چاند اور عید کا
[illegible] ن کے چاند برابر ہین دوسری حالت یہ ہو کہ مطلع صاف نہو ابر یا غبار یا
[illegible] وان چھپا ہو اس صورت مین رمضان کا چاند ایک شخص کی گواہی سے بھی ثابت
ہوجائیگا خواہ وہ مرد ہو یا عورت مگر اوسمین چار باتین ہونا چاہیے اول یہ کہ مسلمان ہو
[illegible] رے یہ کہ عاقل ہو تیسرے یہ کہ بالغ ہو چوتھے یہ کہ عادل ہو اس سے معلوم ہوا
[illegible] کافر اور دیوانے اور نابالغ لڑکے اور فاسق کی گواہی معتبر نہو گی عادل اوسے کہتے ہین
[illegible] کبیرہ گناہون سے بچا ہوا اور صغیرہ گناہون پر اصرار نکرتا ہو اور ایسے کیک افعال سے بھی
[illegible] جنسے خواص کی نظرون مین آدمی حقیر ہوجاتا ہی ✣ (رسائل زینیہ)
مسئلہ اگر کوئی شخص مستور الحال ہی یعنے یہ معلوم نہین کہ یہ شخص فاسق ہی یا عادل
[illegible] صحیح اوسکی گواہی بھی معتبر ہی۔ (عالمگیری ✣ جامع الرموز)
مسئلہ اگر چاند دیکھنے والا خود گواہی نہ دے بلکہ وہ شخص گواہی دے [illegible]
[illegible] والے نے گواہی دی ہی اور کہے کہ میرے روبرو فلان شخص نے چاند ہونیکی
[illegible] گواہی دی تو بھی چاند کا ثبوت ہوجائیگا اور اگر اسطرح نہ کہے بلکہ یون کہے کہ فلان
[illegible] نے چاند دیکھا ہی یعنے اوسکی شہادت کی گواہی نہ دے بلکہ اوسکے دیکھنے کی
[illegible] تو چاند کا ثبوت نہو گا۔ ✣ (عالمگیری)
مسئلہ اگر دو گواہون نے گواہی دی کہ فلان شہر کے حاکم شرع کے [illegible]
[illegible] کے ہونے کی گواہی دی اور حاکم نے اوسپر روزے کا حکم کردیا
[illegible] حکم کردینا جائز ہی۔ (درمختار)

Marfat.com

...یا اور پھر چند شخصون نے رمضان کی اونتیسوین کو آکر بیان کیا
... اونتیسوین شعبان کو چاند دیکھا ہی تو اس صورت مین اگر یہ گواہی دینے والے
... شہر مین اپنا دیکھنا بیان کرتے ہین تو انکی گواہی مقبول نہو گی انکو چاہیے تھا کہ اوسی روز
... دینے جس روز دیکھا تھا اور اگر دوسرے مقام سے آکر گواہی دی ہی تو اعتبار کیا جائیگا ✦
مسئلہ عید کا چاند ابر کی حالت مین دو مسلمانون کی گواہی سے ثابت ہوتا ہی مگر وہ
مسلمان عادل اور عاقل اور بالغ اور حر ہون اگر دو فاسق یا غلام گواہی دینگے تو مقبول
... اسیطرح اگر دو عورتین گواہی دینگی تو بھی مقبول نہو گی البتہ اگر دو عورتون کے
ساتھ ایک مرد بھی اپنا دیکھنا بیان کرے تو چاند کا ثبوت ہو جائیگا ✦
مسئلہ اگر رمضان کا چاند حالت ابر مین دو یا ایک شخص عادل یا مستور الحال کی گواہی
سے ثابت ہوا اور اس حساب سے تیس ۳۰ روز پورے ہو گئے اور بسبب ابر کے
کا چاند دکھائی ندیا تو بقول مفتیٰ بہ اس شب کو تراویح نہ پڑھے اور صبح کو عید کرے
... الا یہ کہتے ہین کہ اس مسئلے مین امام اعظم اور امام ابو یوسف اور امام محمد
... کا اتفاق ہی اور اگر تیس ۳۰ روز ہو گئے اور باوجود مطلع صاف ہونے کے پھر چاند
دکھائی ندیا تو اس صورت مین اگر ایک شخص کی گواہی سے چاند کا ثبوت ہوا تھا تو بقول
... ہی اوسکی صبح کو روزہ رکھے اور عید نکرے اور اگر دو شخصون کی گواہی سے
... ان کا چاند ثابت ہوا تھا تو اوسکی صبح کو عید کرے چونکہ بعد ثابت ہونے
... کے تراویح شروع ہوتی ہی اس لیے یہ چند مسائل ثبوت ہلال کے
... گئے اب تراویح کے مسائل شروع ہوتے ہین - ✦

Marfat.com

Marfat.com

... دو ... ہی اور پھر بیسوین مین بیٹھا

... دیں چار رکعتین ہون - ✤

... چار یا آٹھ آٹھ رکعت کے بعد سلام پھیرے اور ہر دوگانے کے

... التحیات پڑھنے کے بیٹھا جائے تو وہ کُل رکعتین شمار کیجائینگی اور اگر ہر دوگانے

... بعد التحیات پڑھنے کے قدر نہین بیٹھا تو جو دوگانون کے بعد بیٹھا ہی وہ ایک

... شمار کیا جائیگا یعنے اگر چار رکعت کے بعد بیٹھا ہی تو بھی دو رکعتین ہوئین اور

... کے بعد بیٹھا ہی تو بھی یہ کُل دو رکعتین ہوئین - ✤ (ردالمحتار ✤ غنیہ)

تراویح کے وقت کا بیان

... عشا کے بعد تراویح کا وقت شروع ہوتا ہی اور صبح صادق تک باقی رہتا ہی اس

... درمیان مین جس وقت چاہے پڑھے خواہ وتر کے قبل ہو یا بعد البتہ وتر سے

... پہلے پڑھنا افضل ہی - ✤ (غنیہ وغیرہ)

مسئلہ اگر کسی نے عشا کی نماز ایک امام کے ساتھ پڑھی اور تراویح اور وتر

... امام کے ساتھ اور پھر معلوم ہوا کہ اوّل امام کی نماز نہین ہوئی تھی تو اسکو چاہیے

... کی نماز اور تراویح دونون پھر پڑھے وتر کا اعادہ نہین ہی - (منیہ - مراقی الفلاح)

مسئلہ جس طرح فرض عشا مین تہائی رات تک تاخیر مستحب ہی اسیطرح تراویح

... مستحب ہی اور بعض فقہا آدھی رات تک تاخیر مستحب کہتے ہین اور بہتر یہ ہی

... پہلے سے شروع کرے - ✤ (مفتاح الصلوۃ وغیرہ)

... اکثر رات تراویح مین صرف کرے یہ فضلیت اور سنت

... ادا کرے - ✤

مسئلہ نیت مین تعداد رکعات کا بیان کرنا یا جہت قبلہ کا ذکر کرنا ضرور نہین اگر
[illegible] والے [illegible] کی نیت کرے اور چار پڑھے یا اسکے برعکس کرے تو نماز مین
کسی طرح کا فتور نہین آنے کا۔ ✣ (درمختار)

مسئلہ نیت اوسی زبان مین کرے جسمین نے تکلف اوسکے معنی کی طرف
توجہ ہوسکے اور اوسکو سمجھ سکے بعض اشخاص جو زبان عربی مین نیت کرتے ہین
باوجودیکہ اوسکے معنی کچھ نہین سمجھتے ہرگز صحیح نہین ہان اگر زبان سے عربی الفاظ
کہے اور دل مین اوسطرح ارادہ بھی کرے جسطرح ابھی بیان کیا گیا تو نماز ہوجائیگی۔ ✣

مسئلہ جسوقت امام تکبیر کہے اوسوقت اقتدا کی نیت کرنا افضل ہے اور اگر امام نے ابتک تکبیر
نہین کہی مگر مصلے پر آکر کھڑا ہو گیا ہے تو اوسوقت بھی اقتدا کی نیت درست ہے ✣ (طحطاوی)

مسئلہ بہتر یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ کے متصل نیت کرے اور اگر کچھ پیشتر کریگا تو بھی درست ہے
یہانتک کہ اگر وضو کرنے مین نماز کی نیت کی اور بعد اوسکے کوئی کام ایسا نہین کیا
جس سے نماز جاتی رہتی ہے مثلاً بات چیت کھانا پینا کچھ نہین کیا اور آتے ہی تکبیر کہکر
نماز شروع کردی تو نماز مین کسیطرحکا فتور نہین آئیگا۔ (طحطاوی)

مسئلہ اگر تکبیر تحریمہ کے بعد نیت کرے تو بقول صحیح اوسکا کچھ اعتبار نہین۔ ✣

مسئلہ شروع تراویح مین نیت کرنا کافی ہے ہر دوگانے کے شروع مین نیت
ضرور نہین خواہ تنہا پڑھتا ہو یا جماعت سے۔ (عالمگیری)

مسئلہ اگر کسی نے عشا کی نماز فرض اور تراویح اور وتر سب گھر مین پڑھ لیے اور
پھر تراویح کی جماعت کرائی اور امامت کی نیت کی تو امام کی نماز مکروہ
[illegible] کی مکروہ ہوگی اور اگر اسنے امامت کی نیت نہ کی اور بطور خود نفل پڑھنے لگا

Marfat.com

Marfat.com

... مسجد اور ... کا یکسان حال ہو یعنی جسطرح
... گھر کی جماعت مین ادا ہوتے ہین اسیطرح مسجد کی جماعت مین
... ہوتے ہون اور اگر گھر کی جماعت مین سنن اور مستحبات بخوبی ادا ہوتے ہین
... اور ... کے ادا ہونے مین قصور ہوتا ہی تو گھر مین جماعت افضل ہی خصوصًا
... ہین کہ اکثر امام مسجدون کے سنن اور مستحبات کیا بعض واجب بھی ترک
... ہین بعض صاحب تو قرآن شریف ایسا پڑھتے ہین کہ کہین کہین سوا
... اور تعلمون کے کچھ سمجھ مین نہین آتا ایسے اشخاص اس شعر کے مصداق ہوتے ہین

گر تو قرآن بدین نمط خوانی	ببری رونق مسلمانی

... جلسہ ہی نہ بعد چار رکعت کے جلسہ استراحت ہی غرض کہ امام صاحب نے
... ایسا چھوڑ رکھا ہی کہ بغیر جو کی آئے دم نہین لیتا ایسے پڑھنے سے نہ امام کو ثواب ملے
... مقتدیون کو بلکہ گنہگار ہوتے ہین فقہا لکھتے ہین کہ تراویح مین ٹھیر ٹھیر پڑھنا چاہیے
... کے پڑھے جیسا فرضون مین پڑھتے ہین نہ ایسا جلدی کہ مقتدیون کی سمجھ مین
... صاحب اگر کچھ ٹھہر کے پڑھتے ہین تو غلط پڑھتے ہین حاصل یہ کہ مسجد مین
... یہ ... ہین اور گھر مین ان آفتون سے امن ہو تو گھر مین جماعت کرنا
... یہ ہی کہ مقتدی اس امر مین کمال سعی کرین کہ مسجدون مین یہ آفت
... ایسے امام کو معین کرین کہ قرآن شریف اچھا پڑھتا ہو اور مسائل
... واقف ہو اگر اس حیلے سے مسجد کو چھوڑ دینگے تو اس شعار
... ہو جائیگی اور مسجد کے ثواب سے بھی محروم رہینگے واللہ الموفق ۔ +
... کے پیچھے نماز مکروہ ہی یعنی جسکے مزاج مین تقوای طہارت

Marfat.com

Marfat.com

... اور اگر یہ بندرہ برس تک یہ علامت نہ پائی جائے
... لڑکا ہو یا لڑکی دونوں کو بلوغ کا حکم دیدیا جائے گا بشرطیکہ پورے
... برس ہو گئے ہون (ہدایہ وغیرہ)
مسئلہ امام کو چاہیے کہ ہر دوگانے مین التحیات اور دُرود اور دعا پڑھے
جیسے او سنتون اور فرضون کے قعدۂ آخر مین پڑھی جاتی ہی مگر جب جانے
مقتدیون کو تکلیف ہوگی تو صرف التحیات اور اسقدر درود پر اکتفا کرے اَللّٰھُمَّ
... عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ اور سلام پھیردے مگر تکلیف کے خیال سے
قرآن شریف جلد پڑھنا یا تعدیل ارکان نکرنا جائز نہین مکروہ تحریمی ہی اور اعوذ باللہ
بسم اللہ اور سبحانک اللھم کا نہ پڑھنا اور جلسہ استراحت اور رکوع اور
سجدے کی تسبیح کا ترک کرنا بھی مکروہ ہی (طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح - غنیہ
مسئلہ ایک امام کو پوری تراویح دو مسجدون مین پڑھانا بقول مفتی بہ جائز نہین
... اگر کچھ رکعتین ایک مسجد مین پڑھائے اور باقی دوسری مسجد مین یا ایک جگہ
... کرے اور دوسری جگہ مقتدی ہو کر پڑھے تو بلا کراہت درست ہی اور
... مسجد مین دو مرتبہ تراویح پڑھنا یا پڑھانا مکروہ ہی بشرطیکہ دونون مرتبہ امام ہو یا مقتدی ہو
... پہلے امام تھا پھر مقتدی ہو گیا تو بلا کراہت جائز ہی (عالمگیری + غنیہ
مسئلہ اگر محلے کی مسجد مین امام اچھا نہ پڑھتا ہو تو وہان پڑھنا چھوڑدے اور
... پڑھنے والا ملے وہان جاکر سُنے اسیطرح اگر امام زیادہ پڑھتا ہی
... اسقدر سننا گران گذرتا ہی تو اوسے محلے کی مسجد چھوڑ کر
... درست ہی - + (عالمگیری وغیرہ)

Marfat.com

Marfat.com

...جانی ... سے کہ عالمگیری سے ابھی
... ایک ہی امام کو پڑھانا افضل ہی۔ اور صحابہ اور تابعین کے
... بھی اس کی تائید ہوگئی اور جب دو حافظون نے پڑھائی تو ظاہر ہی کہ
... کے قول اور فعل کے خلاف ہوا اور اسکا ادنا ثمرہ یہ ہی کہ یہ فعل ترک
... بعض مقامات پر فقہانے ایسے فعل کو بتصریح مکروہ کہا ہی اور فقہا کا یہ کہنا کہ
... نیت کافی ہی ہر دوگانے کے لیے جداگانہ نیت کی ضرورت نہین
... وجہ بیان کرنا کہ کل تراویح بمنزلہ ایک نماز کے ہی جیسا کہ عالمگیری مین
... سے منقول ہی صریح اسکا مؤید ہی کہ کل تراویح ایک ہی امام کے پیچھے ہونا چاہیے
...ئلہ ایک امام فرض پڑھائے اور دوسرا تراویح تو درست ہی۔ (عالمگیری)
...ئلہ اگر ایک مسجد کے کل نمازیون نے عشا کی فرض نماز جماعت سے نہین پڑھی
... تراویح جماعت سے پڑھنا نچاہیے۔ + (عالمگیری - درمختار)
...ئلہ اگر بعض نمازیون نے عشا کی فرض نماز جماعت سے پڑھی اور بعض نے
... تراویح کی جماعت کرنا درست ہی۔ + (عالمگیری درمختار)
...ئلہ ایک شخص مسجد مین آیا اور امام کو تراویح پڑھتے پایا تو چاہیے کہ
... جماعت تراویح مین شامل ہوجائے سنت کو چھوڑدے (جامع الرموز)
... المرقاۃ کی شرح مین لکھتے ہین کہ سنت عشا پڑھ کر تراویح مین شریک ہو۔
... نے تراویح شروع کردی اور اسنے عشا کی سنت نہین پڑھی
... کے شریک ہوگیا تو اوسکی سنت ادا ہوجائیگی۔ + (غنیہ)
... جماعت سے پڑھنا مکروہ ہی۔ (عالمگیری)

[illegible] رکوع مین [illegible] جب امام رکوع کرے تو کھڑے
[illegible] شریک ہوجانا مکروہ تحریمی ہی مگر یہ اوسوقت ہی کہ سستی اور کاہلی کی
[illegible] اور اگر ضعف وغیرہ کے عذر سے بیٹھا ہی تو مکروہ نہین (ردالمحتار عالمگیری)
[illegible] اون صاحبون کے حال کو قیاس کرنا چاہیے جو شروع رکعت مین امام کے
[illegible] مین بازھتے بیٹھے یا لیٹے رہتے ہین جب امام رکوع مین گیا تو جلدی سے
[illegible] بیٹھے یا کھڑے ہوکر جیسا موقع ملا امام کے ساتھہ شریک ہوگئے ایسے صاحب
[illegible] اس آیت کے مصداق ہین جو منافقین کی شان مین نازل ہوئی ہی وَاِذَا قَامُوْٓا
اِلَی الصَّلٰوۃِ قَامُوْا کُسَالٰی یعنی جب نماز کے لیے کھڑے ہون تو سستی اور کاہلی سے ان
[illegible] تحریمہ سننے کا ثواب بھی نہین ملتا۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اگر بیٹھے سے اوٹھکر
[illegible] شریک ہوا اگر سیدھا کھڑے ہوکر شریک نہین ہوا تو نماز نہوگی سیدھے کھڑے
[illegible] تحریمہ کرنا چاہیے۔

مسئلہ آبادی سے باہر سواری کے جانور پر تراویح اور کل سنتین و نفلین پڑھنا
[illegible] اشارے سے رکوع اور سجدہ کرے قبلے کی طرف مونہ کرنا اور جگہ کا پاک ہونا بھی ضرور نہین
[illegible] طرف چلے جائے اور زین وغیرہ اوسکا پاک ہو یا نہو نماز درست ہی (مراقی الفلاح)

مسائل عورتون کے متعلق

مسئلہ صرف عورتون کی جماعت مکروہ تحریمی ہی خواہ وہ جماعت تراویح کی ہو یا فرض
[illegible] کی نماز صرف عورتین پڑھین تو بلا کراہت جائز ہی ([illegible])
[illegible] عورتون کی امامت کرے اور ان عورتون مین کوئی امام کی
[illegible] کوئی دوسرا مرد بھی نہو تو مکروہ ہی اور اگر امام تنہا نہین ہی

Marfat.com

... مرد ... پانوں کو کھڑا رکھے اور بائین پانون بیا
... عورت دونون پانوں کو داہنی طرف نکال دے۔ (۷) اور اگر نماز
... دوسرے کو مطلع کرنے کی ضرورت ہو تو مرد سبحان اللہ کہدے اور عورت
... بجا دے (۸) عورت کسی وقت کی نماز مین آواز سے نہ پڑھے اور مرد ظہر او عصر
... آہستہ اور باقی مین باواز پڑھے (۹) عورت پر نہ جمعہ واجب ہی اور نہ عیدین
کی نماز اور نہ ایام تشریق کی تکبیرین اور مرد پر جمعہ فرض ہی اور نماز عیدین و تکبیر ایام تشریق واجب ہی
مسئلہ مرد کی کوئی نماز عورت کے پیچھے نہین ہوتی خواہ وہ فرض ہو یا نفل تراویح ہو یا نماز جنازہ۔

تراویح مین پڑھنے کا بیان

تراویح مین قرآن مجید کا ایک ختم پڑھنا یا سنا سنت ہی اور دو ختم کرنا فضیلت ہی اور تین
... مین فضیلت ہی حسن بن زیاد امام اعظم صاحب سے روایت کرتے ہین کہ تراویح کی ہر رکعت
... دس آیتین پڑھے تا کہ تیس راتون مین ایک ختم پورا ہو جائے کیونکہ تیس راتون مین
... رکعتین تراویح کی ہوتی ہین اور قرآن مجید مین چھ ہزار ساٹھ آیتین ہین جب چھ ہزار
... پر تقسیم کیے جائینگے تو خارج قسمت دس ہون گے باقی رہین ساٹھ آیتین وہ چند رکعتون
... بڑھا دیجائین پورا ختم ہو جائیگا اسیواسطے علما نے ہر دس آیت پر نشان ویدیے ہین
... ے بنادی ہی جسکے عدد ابجد کے حساب سے دس ہوتے ہین اور علماے بخارا کہتے ہین
... ستائیسوین شب کو ختم کرنا بہتر ہی اسیواسطے انھون نے قرآن شریف مین پانچ سو چالیس
... قرار دیے ہین اور علامت کے لیے ع اون مقامون پر بنا دیا ہی تا کہ ایک ایک

Marfat.com

... ہی پر فتوے ہی (عالمگیری۔ درمختار)

اور بعض فقہانے شیخین کے قول کو ترجیح دی ہی اور بعض نے
... مراقی الفلاح اور اوسکے حاشیۂ طحطاوی سے اسکا تصفیہ یون معلوم
... فرضون مین امام محمدرح کے قول پر فتوی ہی اور نفلون مین شیخین کے قول پر
... سے معلوم ہوا التراویح کے دوگانے مین برابر ہی پڑھنا بہتر ہی اور کم وزائد پڑھنا مکروہ ہی
... دوسری رکعت مین پہلی رکعت سے اسقدر زیادہ پڑھنا کہ اوسکی زیادتی پورے
... ظاہر ہو مکروہ ہی چھوٹی سورتون مین تین آیتون کے زیادہ ہونے سے بھی زیادتی
... ہوگی اور بڑی سورتون مین تین آیتون کے زیادہ ہونے سے زیادتی کا ظہور
... ہوگا اسلیے چھوٹی سورتون مین تین آیتون کی زیادتی مکروہ ہوگی اور بڑی سورتون
... اسقدر زیادتی مکروہ نہوگی (ردالمحتار)

... منیۃ المصلی کی شرح مین لکھا ہی کہ جو کوئی نماز مین قرآن مجید ختم کرے تو اوسے
... انیسوین رکعت مین قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پر ختم کرکے رکوع کردے اور بیسوین
... سورہ بقرہ مین سے پڑھکر رکعت تمام کرے اور ایسا ہی فتاوای عالمگیری اور درمختار
... اور اصل اسکی یہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی خَیْرُ النَّاسِ الْحَالُّ
... الْمُرْتَحِلُ یعنی آدمیون مین بہتر وہ شخص ہی جو قرآن مجید کو تمام کرکے پھر شروع
... اتقان مین بسند حسن دارمی سے منقول ہی کہ ابی بن کعب روایت کرتے
... صلی اللہ علیہ وسلم جب قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھ چکتے (یعنی قرآن ...
... شروع کرتے اور اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ تک پڑھتے اس سے

[illegible] کرے کا تو منع ہو اور اگر سنت نجانے بلکہ محض اوس غرض سے
[illegible] مین مرتبہ پڑھے تو درست ہی۔ ✤

مسئلہ امام قرآن مجید مین کسی سورت کے شروع مین بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کا آواز بلند
سے [illegible] مقتدی سُنین ضرور ہی کیونکہ یہ بھی قرآن مجید کی ایک آیت ہی اگر آواز بلند نہ پڑھیگا
مقتدیون کو پورے قرآن مجید کا ثواب نملے گا۔ ✤

مسئلہ تین روز سے کم مین ختم کرنا بہتر نہین (غنیہ) یہان سے شبینے کا حال بھی معلوم
ہو گیا خوب یاد رکھنا چاہیے کہ جسطرح ہمارے شہرون مین شبینہ ہوتا ہی کہ مقتدی گر گر پڑتے
ہین بیٹھے یا لیٹے رہتے ہین اور امام اسقدر جلد پڑھتے ہین کہ حرف کیا لفظ کے لفظ کھا جاتے
ہین بہت برا ہی ہان اگر کوئی اچھی طرح پڑھے اور عبادت کا اُسے ذوق ہو تو مضایقہ نہین ✤

مسئلہ اگر امام ایک آیت یا زیادہ پڑھنا بھول گیا اور بعد کی آیت پڑھگیا اور پھر خود
اوسے یاد آیا یا کسی نے بتایا تو اوس رہی ہوئی آیت کو مع بعد کی آیت کے جو پڑھ چکا تھا
پڑھنا مستحب ہی تاکہ قرآن مجید کی ترتیب مین فرق نہ آئے (عالمگیری ✤ غنیہ) اس سے
معلوم ہوا اس زمانے مین اکثر حفاظ کی یہ عادت اچھی نہین کہ جب آیت یا رکوع سہواً
پڑھنے مین رہ گیا اور اوسکے بعد کی آیتین پڑھ گئے تو پھر فقط اوس رہی ہوئی آیت کو
پڑھ لیتے ہین اوسکے بعد کی آیتون کو نہین لوٹاتے ہان اگر زیادہ پڑھ گئے ہون اور
[illegible] ہین کہ اوسکے لوٹانے مین مقتدیون کو گرانی ہوگی تو لوٹانا مناسب نہین صرف

Marfat.com

Marfat.com

مسئلہ اگر اس امر مین شک ہو کہ اٹھارہ رکعتین ہوئین یا بیس تو بقول صحیح وتر کے بعد علحدہ علحدہ ایک دوگانہ پڑھ لین یہ حکم اوس تقدیر پر ہو کہ امام اور مقتدی سبکو شک واقع ہوا اور اگر امام اور مقتدیون مین اختلاف ہوا اور امام کو اپنی بات کا یقین ہو تو امام ہی کے قول کا اعتبار کیا جائیگا اگر اس کے نزدیک بیس ہوئین تو بیس شمار کی جائین گی اور اگر اٹھارہ ہوئین تو اسی قدر قرار دی جائین گی مقتدیون کے قول کی طرف کچھ لحاظ نہ کیا جائے گا اور اگر امام کو یقین نہین بلکہ شک ہو اور مقتدیون کو اپنے قول پر یقین ہو تو مقتدیون کا قول معتبر ہوگا اور اگر باہم مقتدیون مین اختلاف ہوا اور امام کو کسی قول پر یقین نہین ہو تو جس فریق کا قول امام کے نزدیک راجح ہو اوس کا اعتبار کیا جائیگا اور اگر امام کے نزدیک کسی کے قول کو ترجیح نہو تو اوس کا حکم وہی ہو جو پہلی صورت مین بیان کیا گیا یعنی ایک دوگانہ وتر کے بعد علحدہ علحدہ پڑھین (غنیہ) یہان سے معلوم ہوا کہ شک کے بارے مین اول امام کے علم کا اعتبار ہو پھر مقتدیون کے علم کا اور اگر مقتدیون مین اختلاف ہو تو امام کے نزدیک جسکو ترجیح ہو اوس کا اعتبار ہو اور اگر کسی کو ترجیح نہو تو جس امر مین احتیاط ہو اوس پر عمل کیا جائے۔ *

مسئلہ اگر تراویح کا دوگانہ پڑھنا امام اور مقتدی سب بھول گئے بعد وتر پڑھنے کے یاد آیا تو اوس دوگانے کو جماعت سے ادا کرنا چاہیے * (غنیہ)

مسئلہ اگر امام نے پہلی رکعت مین سہواً سلام پھیر دیا اور کسی کو خیال نہ رہا یہانتک کہ باقی تراویح امام نے تمام کی پھر یاد آیا تو علماے بخارا کے نزدیک فقط پہلا دوگانہ قضا کرے اور علماے سمرقند کے نزدیک تمام تراویح پھر پڑھے ردالمحتار مین علماے بخارا کے قول کو ترجیح دی ہو۔ *

مسئلہ اگر کوئی شخص تراویح کی دوسری رکعت مین [illegible] بھول گیا [illegible]
سجدہ نہین کیا بیٹھ جائے اور سلام پھیر دے اور اگر تیسری رکعت کے سجدہ کرنے
بعد یاد آیا تو اگر اس نے ایک رکعت اور ملالی تو یہ چارون رکعتین ایک دوگانہ تراویح
کے قائم مقام ہوجائین گی ان دونون صورتون مین سجدہ سہو کا کرلے اور اگر تیسری رکعت
مین سہواً یا قصداً بیٹھکر سلام پھیر دیا تو بعض کے نزدیک یہ ایک دوگانہ ہوگیا مگر صحیح یہ ہے
کہ نہین ہوا بلکہ نماز فاسد ہوگئی اس دوگانے کو پھر پڑھے (عالمگیری و طحطاوی)

سجدۂ تلاوت کا بیان

جو تراویح مین قرآن مجید پڑھا جاتا ہے اور اوسمین سجدۂ تلاوت کی ضرورت پڑتی ہے
اسلیے اس رسالے مین سجدۂ تلاوت کا بیان ضرور ہے قرآن مجید مین چودہ آیتین ہین جنکے
پڑھنے اور سُننے سے سجدۂ تلاوت واجب ہوتا ہے پہلی آیت سورۂ اعراف مین
اِنَّ الَّذِیْنَ عِنْدَ رَبِّکَ لَا یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِہٖ وَیُسَبِّحُوْنَہٗ وَلَہٗ یَسْجُدُوْنَ ۩
دوسری سورۂ رعد مین وَلِلّٰہِ یَسْجُدُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّکَرْھًا
وَّظِلٰلُھُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۩ تیسری سورۂ نحل مین وَلِلّٰہِ یَسْجُدُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ
وَمَا فِی الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّۃٍ وَّالْمَلٰٓئِکَۃُ وَھُمْ لَا یَسْتَکْبِرُوْنَ یَخَافُوْنَ رَبَّھُمْ
مِّنْ فَوْقِھِمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ ۩ چوتھی سورۂ اسرا مین اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوا
الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِہٖٓ اِذَا یُتْلٰی عَلَیْھِمْ یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا وَّیَقُوْلُوْنَ
سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ کَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا وَیَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ یَبْکُوْنَ وَ
یَزِیْدُھُمْ خُشُوْعًا ۩ پانچوین سورۂ مریم مین اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ
مِّنَ النَّبِیّٖنَ مِنْ ذُرِّیَّۃِ اٰدَمَ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ وَّمِنْ ذُرِّیَّۃِ اِبْرٰھِیْمَ

Marfat.com

واسرائیل وممن هدینا واجتبینا اذا تتلی علیهم آیات الرحمن خرّوا
سجدا وبکیا ۞ چھٹی سورہ حج میں الم تر ان اللہ یسجد لہ من فی السموات
ومن فی الارض والشمس والقمر والنجوم والجبال والشجر والدواب و
کثیر من الناس وکثیر حق علیہ العذاب ومن یهن اللہ فما لہ من مکرم
ان اللہ یفعل ما یشاء ۞ ساتویں سورہ فرقان میں واذا قیل لهم اسجدوا للرحمن
قالوا وما الرحمن انسجد لما تأمرنا وزادهم نفورا ۞ آٹھویں سورہ نمل میں
الا یسجدوا للہ الذی یخرج الخبء فی السموات والارض ویعلم ما تخفون
وما تعلنون اللہ لا الہ الا هو رب العرش العظیم ۞ نویں سورہ سجدہ میں
انما یؤمن بآیاتنا الذین اذا ذکروا بها خروا سجدا وسبحوا بحمد ربهم وهم
لا یستکبرون ۞ دسویں سورہ ص میں وظن داود انما فتناہ فاستغفر ربہ
وخر راکعا واناب فغفرنا لہ ذلک وان لہ عندنا لزلفی وحسن مآب
گیارھویں سورہ حم السجدہ میں ومن آیاتہ اللیل والنهار والشمس والقمر
لا تسجدوا للشمس ولا للقمر واسجدوا للہ الذی خلقهن ان کنتم ایاہ
تعبدون فان استکبروا فالذین عند ربک یسبحون لہ باللیل والنهار
وهم لا یسأمون ۞ بارھویں سورہ نجم میں افمن هذا الحدیث تعجبون
وتضحکون ولا تبکون وانتم سامدون فاسجدوا للہ واعبدوا ۞

ف: مقام سجدہ میں اختلاف ہے [illegible] بعض نے نزدیک [illegible] ذکر کیا
[illegible] بالاتفاق ادا
[illegible] واقع ہیں
[illegible] نقصان
[illegible] ثابت [illegible]
[illegible]
[illegible] میں بیان کیا ہے

تیرھوین اذا السماء انشقت مین فما لھم لا یؤمنون و اذا قرئ علیھم القرآن لا یسجدون
چودھوین اقرأ مین کلا لا تطعہ واسجد واقترب ہ (مراقی الفلاح)

فائدۂ عظیمہ مین نے ان آیتون کو صرف اس غرض سے نہین لکھا کہ سجدۂ تلاوت کے مقامات معلوم ہوجائین بلکہ ایک دوسری غرض سے انکو لکھا ہی جنکے سیکھنے اور سکھانے کا اہتمام اگلے بزرگ کیا کرتے تھے وہ یہ ہی کہ جس کسی کو کوئی سختی اور مصیبت دینی یا دنیوی پیش آئے وہ ان سجدون کی کل آیتون کو اوسکے دفع ہونیکی نیت سے ایک جلسے مین پڑھے اور ہر آیت کے بعد سجدہ کرے خدا تعالے اپنے فضل سے اوس سختی کو آسان کرے گا اور مصیبت کو دور کرے گا وھو ذو الفضل العظیم جیسا کہ علامہ شرنبلالی نے مراقی الفلاح مین لکھا ہی۔

مسئلہ سجدۂ تلاوت کے تین سبب ہین اول سجدے کی آیت کو پڑھنا دوسرا اوس آیت کو سننا تیسرے ایسے امام کی اقتدا کرنا جس نے سجدے کی آیت نماز مین پڑھی یعنی مقتدی نے اگرچہ سجدے کی آیت نہ سنی ہو مثلاً امام دور ہی یا اوس آیت کے پڑھنے کے بعد امام کے شریک ہوا ہی مگر اوسے سجدہ کرنا امام کے ساتھ واجب ہی (رد المحتار)

مسئلہ چودہ مقام سجدے کے جو اوپر بیان کیے گئے ان کل مقامون پر سجدہ واجب ہی یہ کہنا غلط ہی کہ بعض مقام پر فرض ہی اور بعض پر واجب اور بعض پر سنت (مراقی الفلاح)

مسئلہ جسوقت سجدۂ تلاوت واجب ہو نماز مین تو اوسیوقت ادا کرنا واجب ہی اور اگر نماز مین نہین ہی تو فوراً سجدہ کرنا واجب نہین جسوقت کریگا ادا ہوجائیگا مگر سنت یہی ہی کہ اوسیوقت کرے اگر تاخیر کریگا تو مکروہ تنزیہی ہوگا (مراقی الفلاح)

مسئلہ جو شرطین نماز کی ہین وہی سجدۂ تلاوت کی ہین مثلاً بدن اور کپڑے وغیرہ کا پاک ہونا باوضو ہونا نیت کرنا کہ مین تلاوت کا سجدہ کرتا ہون قبلے کی طرف مونہہ کرنا جسقدر بدن چھپانا فرض ہی اوسکا چھپانا مگر تحریمہ یعنی سجدہ کرتے وقت اللہ اکبر کہنا فرض نہین ہی بلکہ سنت ہی (مراقی الفلاح)

مسئلہ سجدے کی ترکیب یہ ہی کہ کھڑا ہوکر بغیر ہاتھ اوٹھائے اللہ اکبر کہتا ہوا

Marfat.com

سجدے مین چلا جائے اور تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہکر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتا ہوا
کھڑا ہو جائے۔ کھڑا ہونا مستحب ہی اگر بیٹھے بیٹھے سجدہ کرلے تو بھی مضایقہ نہین (مراقی الفلاح + غنیہ)
مسئلہ اگر سجدے کی ایک آیت کو کئی مرتبہ ایک جگہ پڑھے تو ایک ہی سجدہ واجب ہوتا ہی
مسجد کتنی ہی بڑی ہو اوسکے گوشے اور گھر کی کوٹھری اور دالان کے کونے سب
ایک ہی جگہ شمار کیے جائین گے یعنی اگر مسجد کے ایک گوشے مین سجدۂ تلاوت کی
آیت پڑھی اور دوسرے گوشے مین جاکر پھر اوسی آیت کو پڑھا یا گھر کے دالان
یا کوٹھری مین اسیطرح کیا تو ایک ہی سجدہ واجب ہوگا خواہ پہلی مرتبہ پڑھکر سجدہ کرلیا ہو یا
نہ کیا ہو۔ اور اگر آیت کو پڑھکر کھانا کھانے لگا یا پانی پیا یا بات کی اور پھر وہی آیت پڑھی
تو دو سجدے کرنے ہونگے مگر شرط یہ ہی کہ دو لقموں سے زیادہ کھائے اور دو گھونٹ سے زیادہ پانی پیے اور
دو لفظوں سے زیادہ بات کرے اور اگر دو ہی لقمے کھائے تو مجلس نہین بدلنے کی ایک ہی سجدہ آئیگا (مراقی الفلاح + غنیہ)
مسئلہ اگر امام نے سجدے کی آیت پڑھی اور خارج نماز کسی نے سنا اور پھر اگر وہ جماعت مین شریک ہوگیا تو اگر یہ شخص
سجدہ کرنے کے پہلے ملا ہی تو امام کے ساتھ سجدہ کرلے اور اگر سجدہ کرنیکے بعد اوسی رکعت مین ملا ہی جسمین
امام نے آیت سجدہ پڑھی ہی تو اوسکے ذمے وہ سجدہ نہین رہا اور اگر اوس رکعت کے رکوع کے بعد شریک
ہوا ہی تو بعد فراغ نماز سجدہ کرلے اسیطرح اگر شریک نہین ہوا ہی تو بھی علحدہ سجدہ کرلے +
مسئلہ نماز مین جسوقت سجدے کی آیت پڑھی بہتر یہ ہی کہ اوسیوقت سجدے مین چلا جائے
اور پھر کھڑا ہو کر دو تین یا زیادہ آیتین پڑھکر رکوع کرے اور اگر اوسیوقت سجدہ نہ کیا اور فورًا
یا دو تین آیتین پڑھکر رکوع کر دیا اور نیت کی کہ یہ رکوع سجدۂ تلاوت اور نماز کے لیے کرتا ہون
یا بلا تامل رکوع کرکے سجدے مین چلا گیا اگرچہ نیت سجدۂ تلاوت کی نہین کی تو سجدۂ تلاوت ادا ہوگیا
اور اگر آیت سجدہ کے بعد تین آیت سے زائد پڑھ گیا تو جداگانہ سجدہ کرے اور آخر مین سجدہ سہو کرلے +

Marfat.com

مسئلہ اگر امام نے رکوع مین سجدۂ تلاوت کی نیت کرلی اور مقتدی نے نیت نہین کی تو مقتدی کا سجدہ ادا نہ ہوگا پس اس صورت مین مقتدی کو چاہیے کہ بعد سلام امام کے سجدۂ تلاوت کرلے اور پھر قعدہ کرلے اور اگر سجدہ کے بعد قعدہ نہ کرے گا تو نماز نہ ہوگی اور اگر امام نے سجدے کی آیت پڑھ کر فوراً یا دو تین آیتون کے بعد رکوع کیا اور سجدۂ تلاوت کی نیت نہین کی اور نماز کے سجدے مین چلا گیا اور اوس مین سجدۂ تلاوت کی نیت کرلی یا نہین کی تو امام اور مقتدی سب کے ذمے سے سجدۂ تلاوت اوتر گیا۔ (درمختار)

مسئلہ جو سجدۂ تلاوت کہ نماز مین واجب ہوا وسے فوراً ادا کرنا واجب ہی اور دو تین آیتون کی مقدار تاخیر مین کچھ مضایقہ نہین اس سے زیادہ تاخیر مین گنہگار ہوگا اور اگر دو تین آیتون کے بعد بھی اس نے سجدہ نہ کیا تو نماز کے اندر جس وقت چاہے کرلے اور اگر بھولے سے سلام پھیر دیا تو جب تک کوئی ایسا کام نہین کیا جس سے نماز ٹوٹ جاتی ہی سجدہ کرلے اور پھر سجدۂ سہو کا کرکے بقدر التحیات بیٹھ کے سلام پھیرے اور اگر نماز کے بعد اس نے ایسا کام کیا جس سے نماز ٹوٹ جاتی ہی یا باوجود سجدۂ تلاوت یاد ہونے کے سلام پھیر دیا تو پھر اسکی قضا نہین اب اس کا علاج بجز توبہ کے کچھ نہین ہی یہ امر یاد رکھنا چاہیے کہ جب سجدۂ تلاوت مین سہواً تاخیر ہو تو سجدۂ سہو کرلینا چاہیے۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ اگر کسی نے خارج نماز سجدے کی آیت پڑھی اور کسی نے نماز مین اوسے سنا تو اوس نمازی پر سجدہ واجب ہوجائے گا بعد فراغ نماز سجدہ کرلے اور اگر نماز کے اندر سجدہ کیا تو نماز ہوجائے گی مگر سجدہ ادا نہوگا بعد نماز کے پھر ادا کرے اور اگر نمازی نے سجدے کی آیت پڑھی اور اوسی آیت کو پہلے اجنبی سے سن چکا تھا یا بعد اپنے پڑھنے

Marfat.com

کے سنا اور نماز مین سجدہ کرلیا تو یہ سجدہ کافی ہی نماز سے باہر اس کے لوٹانے کی حاجت نہین مگر یہ حکم امام اور منفرد سے خاص ہی مقتدی کو اس صورت مین نماز سے باہر سجدہ لوٹانا ضرور ہی (درمختار)

مسئلہ اگر نمازی نے نماز مین سجدے کی آیت پڑھی اور ابتک سجدہ نہین کیا تھا کہ کسی وجہ سے نماز ٹوٹ گئی تو اسے چاہیے کہ علیحدہ سجدہ کرلے ہان اگر عورت پر نماز مین سجدہ تلاوت واجب ہوا تھا اور قبل ادا کرنے کے حائضہ ہوگئی تو سجدہ تلاوت اسکے ذمے نرہا (درمختار)

مسئلہ اگر نماز سے باہر سجدے کی آیت پڑھی اور سجدہ نہین کیا اور بغیر بدلنے مجلس کے نماز پڑھنے لگا اور نماز مین پھر اوسی آیت سجدہ کو پڑھا اور سجدہ کیا تو یہ ایک سجدہ دونون کے لیے کافی ہی اور اگر پہلے سجدہ کرلیا تھا اور پھر نماز مین اوس آیت کو پڑھا تو اس کے لیے دوسرا سجدہ کرنا نماز مین واجب ہی اور اگر اس نے دونون مرتبہ سجدہ نہ کیا اور باوجود یاد ہونے کے سلام پھیر دیا تو دونون سجدے اس کے ذمے سے اوتر گئے مگر یہ شخص گنہگار ہوا (درمختار وغیرہ)

متفرق مسائل

مسئلہ جس طرح اور سنتون کی قضا نہین ہی اسی طرح تراویح کی بھی قضا نہین ہی اور بعض کہتے ہین کہ جب تک دوسری تراویح کا وقت نہ آئے قضا کرلے مگر صحیح یہی ہی کہ قضا نہ کرے اور اگر قضا کرے گا تو نفل ہونگی ۔

مسئلہ رمضان شریف کے آخر عشرہ مین خصوصاً اوسکی طاق راتون مین شب بیداری کرنا اور نفلین پڑھنا اور تلاوت قرآن مجید کرنا مستحب اور نہایت موجب اجر ہی

مسئلہ جس وقت نیند کا غلبہ ہو تراویح پڑھنا مکروہ ہی نمازی کو چاہیے کہ نیند کے وقت نماز سے باز رہے جب نیند سے ہوشیار ہو اوس وقت نماز پڑھے (ردالمحتار وغیرہ)

Marfat.com

مسئلہ تراویح کے علاوہ نفلوں کی جماعت تداعی کے ساتھ مکروہ ہو یعنی اگر امام کے علاوہ دو تین مقتدی ہوجائین تو بلا کراہت جائز ہو اور اگر جماعت کا اہتمام کیا جائے اور بعض کو بلائین تو مکروہ ہو درمختار مین ہو کہ اگر امام کے سوا چار مقتدی ہوجائین تو مکروہ ہوگی ورنہ نہین اس سے معلوم ہوا کہ رمضان شریف کے آخر عشرہ مین خصوصاً طاق راتون مین اول شب مین پڑھکر آخر شب مین تہجد کی جماعت کرتے ہین یہ بہتر نہین۔

مسئلہ اگر کوئی عالم فقیہ حافظ قرآن ہو تو افضل یہ ہو کہ وہی امام بنے دوسرے حافظ کے پیچھے جو عالم نہو تراویح نہ پڑھے (قاضیخان)

مسئلہ اگر کپڑے سے ہوا کرے گا تو نماز مکروہ ہوگی اور اگر پنکھا جھلیگا تو نماز ٹوٹ جائیگی مگر امام محمد صاحب رح نے بیان کیا ہو کہ ایک دو مرتبہ کے جھلنے مین نماز فاسد نہوگی مکروہ ہوگی (کمال الدرایہ) اور اگر دوسرا شخص نمازی کو پنکھا جھلے اور یہ نمازی اس سے راضی ہو تو فتاوی مجمع البرکات مین لکھا ہو کہ نماز فاسد ہوجائیگی مگر نماز کے ٹوٹ جانیکی کوئی وجہ میرے ذہن مین نہین آتی البتہ مکروہ ہونا قرین قیاس ہو کیونکہ حضور خداوندی مین صورت اظہار شان بھی بے ادبی مین داخل ہو واللہ اعلم

نماز وتر کا بیان

رمضان شریف مین وتر جماعت سے پڑھنا افضل ہو اور سوائے رمضان شریف کے اور ایام مین جماعت سے پڑھنا مکروہ ہو (قاضیخان - رد المحتار)

مسئلہ اگر مسجد کے تمام نمازیون نے تراویح کی جماعت نکی ہو تو وتر کی جماعت نکرین (رد المحتار)

[illegible]

مسئلہ اگر کسی نے تمام تراویح یا بعض رکعتین جماعت سے نہین پڑھین اور فرض جماعت سے پڑھے ہین تو وتر جماعت سے پڑھنا بلا کراہت درست ہو اور اگر فرض جماعت سے نہین پڑھے خواہ تراویح جماعت سے پڑھی ہو یا نہ پڑھی ہو تو وتر جماعت سے نہ پڑھے (ردالمحتار جامع الرموز)

مسئلہ اگر تراویح کی بعض رکعتین باقی ہون اور امام وتر شروع کر دے تو وتر مین شامل ہوجانا درست ہی مگر افضل یہ ہو کہ تراویح کی باقی رکعتین پڑھکر وتر پڑھے اگرچہ وتر کی جماعت فوت ہوجائے۔ (غنیۃ المستملی)

مسئلہ اگر کھڑے ہونے کی طاقت ہو تو وتر بیٹھکر پڑھنا جائز نہین۔ عالمگیری)

مسئلہ وتر کی پہلی رکعت مین سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى اور دوسری مین قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ اور تیسری مین قُلْ هُوَ اللّٰهُ پڑھنا مستحب ہو مگر کبھی کبھی اور سورتین بھی پڑھ لیا کرے ہمیشہ ایک ہی سورت پڑھنا اتنا مکروہ ہو (فتح القدیر۔ ردالمحتار)
اور آج کل جو پہلی رکعت مین اِنَّا اَنْزَلْنَا پڑھنے کا رواج ہو اسکا ثبوت کسی روایت سے نہین پایا جاتا (شرح سفر السعادت)

مسئلہ وتر کی تیسری رکعت مین بعد پڑھنے الحمد اور سورت کے کانون تک ہاتھ لیجا کر تکبیر کہے اور آہستہ یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِينُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ وَنُثْنِي عَلَيْكَ الْخَيْرَ وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ اَللّٰهُمَّ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّي وَنَسْجُدُ وَإِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ وَنَرْجُو رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ إِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ اور اگر یہ دعا [illegible]

[illegible]

تو یہ آیت پڑھے رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ یا تین مرتبہ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ یا تین مرتبہ یَارَبِّ کہلے (غنیۃ المستملی)
حدیث شریف مین آیا ہو کہ وتر کے بعد تین مرتبہ سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْقُدُّوْسِ رَبِّ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَالرُّوْحِ پڑھے اور تیسری مرتبہ بآواز بلند کہے (نسائی • ابوداود)

مسئلہ امام اور مقتدی دونون دعاے قنوت پڑھین اور اگر مقتدی پیچھے سے آکر ملا تو امام کے ساتھ دعاے قنوت پڑھے اور جب اپنی باقی رکعت امام کے فارغ ہونے کے بعد پڑھے تو دعاے قنوت کا اعادہ نکرے اسیطرح اگر تیسری رکعت کے رکوع مین ملا اور امام کے ساتھ دعاے قنوت نہین پڑھی تو بھی دعاے قنوت نہ پڑھے (غنیۃ المستملی • عالمگیری)

مسئلہ اگر مقتدی نے اب تک دعاے قنوت تمام نہین کی تھی کہ امام رکوع مین چلا گیا تو مقتدی بھی اوسکے ساتھ چلا جائے (قاضیخان • تنویر الابصار • طحطاوی وغیرہ)

مسئلہ اگر مقتدی نے دعاے قنوت بالکل نہین پڑھی یا قصداً چپ رہا یا بھول گیا اور امام رکوع مین چلا گیا تو اگر اوسکو اسبات کا خوف ہو کہ تھوڑی سی دعاے قنوت پڑھنے سے بھی رکوع امام کے ساتھ نہ ملیگا تو امام کے ساتھ شامل ہوجائے دعاے قنوت نہ پڑھے ورنہ اسقدر دعاے قنوت پڑھے جس سے رکوع امام کے ساتھ فوت نہو جائے (غنیۃ المستملی) اور اگر کچھ نہ پڑھ سکے تو تین مرتبہ یَارَبِّ کہکر رکوع مین شامل ہو جائے •

مسئلہ اگر امام نے دعاے قنوت نہین پڑھی اور رکوع مین چلا گیا تو مقتدی بھی رکوع مین چلا جائے اگر تھوڑی سی دعاے قنوت پڑھنے سے بھی رکوع کے فوت ہوجانے کا خوف ہو اور اگر یہ خوف نہو تو جتنی پڑھ سکے اوسقدر پڑھکر رکوع مین شریک ہوجائے۔ (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ دعاے قنوت کے بعد کوئی درود پڑھا جاتا ہو … (غنیۃ المستملی)

Marfat.com

مسئلہ اگر وتر مین شک واقع ہو کہ یہ دوسری رکعت ہی یا تیسری اور کسی جانب اسکے ذہن مین ترجیح نہو تو دوسری رکعت اوسے قرار دے مگر اوسمین دعاے قنوت پڑھے اور التحیات کے لیے بیٹھے اور پھر ایک رکعت اور پڑھے اور دعاے قنوت کا اعادہ کرے اور اسیطرح اگر شک ہوا کہ یہ پہلی ہی یا دوسری یا تیسری تو جس رکعت مین شک ہوا ہی اوسمین دعاے قنوت پڑھکر بیٹھے اور پھر دو رکعت پڑھے اور دونون مین دعاے قنوت پڑھے اور ہر رکعت مین بیٹھے اور اگر شک ہوا کہ یہ تیسری رکعت ہی یا چوتھی تو دعاے قنوت پڑھکر بیٹھ جائے اور التحیات پڑھے اور ایک رکعت اور ملائے اور ان سب صورتون مین سجدہ سہو کا کرے۔ (غنیۃ المستملی + عالمگیری)

مسئلہ اگر بھول کر پہلی یا دوسری رکعت مین دعاے قنوت پڑھ گیا تو تیسری رکعت مین پھر پڑھے (غنیۃ المستملی + رد المختار)

مسئلہ اگر دعاے قنوت پڑھنے سے پہلے تکبیر کہنا بھول گیا تو محققین کے نزدیک سجدہ سہو کا واجب نہین ہوتا کیونکہ بقول صحیح یہ تکبیر واجب نہین ہی جیسا کہ فتاوی قاضیخان اور بحر الرائق سے ظاہر ہی۔ (اقامۃ الحجۃ)

مسئلہ اگر دعاے قنوت پڑھنا بھول گیا اور رکوع مین یاد آیا تو پھر نہ پڑھے اور آخر مین سہو کا سجدہ کرلے اور اگر رکوع سے لوٹ آیا اور دعاے قنوت پڑھی اور پھر رکوع کیا یا نہ کیا تو بھی نماز ہو جائیگی مگر سجدہ سہو کا کرلے (رد المختار + طحطاوی)

مسئلہ وتر کی تینون رکعت مین کچھ قرآن شریف پڑھنا فرض ہی اگر کسی رکعت مین نہ پڑھیگا تو نماز نہوگی۔ (مراقی الفلاح)

مسئلہ اگر الحمد یا سورہ پڑھنا بھول گیا اور رکوع مین یاد آیا تو لوٹ آئے اور الحمد

یا کسی سورت پڑھکر رکعی [illegible]

خاص نہین ہے اور فرضون مین بھی یہی حکم [illegible]

مسئلہ اگر کسی نے تیسری رکعت مین الحمد اور دعاے [illegible]

پڑھنا بھول گیا اور رکوع مین [illegible] لوٹ آئے اور سورت [illegible]

قنوت اور رکوع کا اعادہ کرے اور اگر الحمد پڑھنا بھول گیا اور رکوع مین [illegible]

تو بھی لوٹ آئے اور الحمد پڑھے اور سورت اور دعاے قنوت اور رکوع [illegible]

اعادہ کرے الحاصل اگر سورت یا الحمد بھول گیا تو رکوع سے لوٹ آئے اور [illegible]

پھر رکوع کرے اور اگر نہ کرے گا تو نماز نہوگی اور اگر دعاے قنوت بھول گیا اور

رکوع مین یاد آیا تو نہ لوٹے اور اگر لوٹے تو رکوع کا اعادہ نکرے اور اگر اعادہ رکوع

کا کریگا تو بھی نماز ہوجائیگی مگر ان سب صورتون مین سجدہ سہو کا کرلے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ اگر امام نے دعاے قنوت نہ پڑھی اور سہواً رکوع مین چلا گیا اور مقتدی

کھڑے رہے پھر جب امام کو یاد آیا تو لوٹ آیا اور دعاے قنوت پڑھکر رکوع کیا اور مقتدیون

نے بھی اوسکے ساتھ رکوع کیا تو مقتدیون کی نماز فاسد ہوگئی۔ (غنیۃ المستملی)

مسئلہ اگر وتر کی تینون رکعتین پڑھ لین اور دوسری رکعت مین نہین بیٹھا

تو سجدہ سہو کا کرلے نماز ہوجائیگی (طحطاوی)

اب مین اس رسالے کو ختم کرتا ہون اور ناظرین کی خدمت مین عرض [illegible]

کہ اس رسالے مین جو مسائل لکھے گئے وہ کتب معتبرہ سے [illegible]

[illegible]

Marfat.com

درمختار اور ردالمحتار اور طحطاوی اور عالمگیری اور غنیۃ المستملی شرح کبیر
وصغیر منیۃ المصلی اور فتاوای قاضی خان اور جامع الرموز اور کمال الدرایہ
شرح مختصر الوقایہ وغیرہ اکثر مسائل مین اختلاف فقہا وغیرہ کا
ذکر نہین کیا تاکہ عوام الناس کا ذہن پریشان نہو جو امر
راجح اور قوی تھا اوسیکو بیان کردیا ہی اور مسائل
اختلافیہ مین اکثر ایسا ہوا ہی کہ جس امر کو علامہ
حلبی نے غنیۃ المستملی مین اور علامہ شامی نے
ردالمحتار مین ترجیح دی ہی اوسکو
اختیار کیا ہی وآخر دعوانا
ان الحمد للہ رب العالمین
والصلوۃ والسلام علی
سیدنا محمد وآلہ
اجمعین ٭ فقط

تمام شد

Marfat.com

جواب مولوی محمد قاسم صاحب کا درباب تقلید و تراویح آٹھ رکعت کے اور پڑھنا ضاد کا [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خدمت مین علماے دین کے عرض ہی کہ ایک شخص کوہ لنڈھور پر نگینہ ضلع بجنور کا رہنے والا آیا ہی کہتا ہی کہ ضاد بمخرجِ ظا پڑھو ورنہ نماز باطل ہوگی اور تراویح آٹھ رکعت پڑھو بیس رکعت پڑھنا فضول ہی اور تقلید کسی امام کی نکرنا چاہیے جس حالت مین کہ چارون مذہب درست ہین پھر امام اعظم کی تقلید سے کیا فائدہ ہی جواب ہر ایک امر کا اپنی مہر سے مزین فرماکر ارسال کرین کہ اوس شخص کو جواب دیا جائے ۔ اور دوسرون کو بھی باعث ہدایت ہو

جواب مخدوم من میانجی گھیسا صاحب سلامت بعد سلام یہ گذارش ہی کہ مین پرسون تیسرے روز پیر کے دن دیوبند سے یہان اپنے وطن مین پونہچا آپکا خط ملا دیکھکر رنج ہوا کیا خدا کی قدرت ہی کہ آج کل جسطرف سے صدا آتی ہی یہی آتی ہی کہ وہان مسلمانون مین اختلاف ہی وہان نزاع ہی کہین سے اتفاق کی خبرین نہین آتین ہان کفار کے جتنے افسانے سنے جاتے ہین یہی سنے جاتے ہین کہ یون اتفاق ہی اسطرح اتحاد ہی خیر بجز انا للہ وانا الیہ راجعون کے اور کیا کہیے آپ کی خوشنودی خاطر منظور ہی اسلیے جواب لکھتا ہون ورنہ ایسے جھگڑون مین دخل دینا محض فضول سمجھتا ہون جناب من جیسے تے کی جا تے اور دال کی جگہ ذال اور حا کے بدلے خا اور شین کے عوض سین اور عین کے مقام غین اور لام کے مکان میم نہ کوئی پڑھتا ہی نہ کوئی جائز سمجھتا ہی ادنی سے لیکر اعلے تک کوئی اس بات کو سمجھتا ہی کہ ایسے ہی ضاد کو چھوڑ کر ظا پڑھنا بھی خلاف عقل و نقل ہی میرا بات عقل و نقل کی رو سے منجملہ تحریف ہی جسکی برائی خود کلام اللہ مین موجود ہی پھر معلوم نہین آج کل کے عالم

Marfat.com

ایسی نامعقول بات کہدیتے ہین اور اہل اسلام کیون ایسی بات تسلیم کرلیتے ہین مگر شاید
عوام فتوون کی مہرون کو دیکھکر بچل جاتے ہین اور یہ کون جانے کہ کتابون کا سمجھنا
اور فتوون کا لکھنا ہر کسیکو نہین آتا اب تقلید کی بات سنیے لاریب دین اسلام ایک ہی
اور چارون مذہب حق مگر جیسے فن طبابت یونانی یا ڈاکٹری انگریزی ایک ہی اور سارے
طبیب کامل قابل علاج اور ہر ایک ڈاکٹر لائق معالجہ ہوا ور پھر وقت اختلاف تشخیص اطبا
یا مخالفت رائے ڈاکٹران جس طبیب کا علاج یا جس ڈاکٹر کا معالجہ کیا جاتا ہی ہر بات مین
اوسی کا کہنا کیا جاتا ہی دوسرے طبیب کی یا دوسرے ڈاکٹر کی رائے سنی نہین جاتی
ایسے ہی وقت اختلاف ایمہ و مجتہدین جس امام یا مجتہد کا اتباع کیا جائے ہر بات مین اوسکی
تابعداری ضرور ہی ہان جیسے کبھی ایک طبیب یا ڈاکٹر کا علاج چھوڑکر دوسرے کی طرف
رجوع کرلیتے ہین اور پھر بعد رجوع ہر بات مین دوسرے کا اتباع مثل اول کیا جاتا ہی ایسے ہی
کبھی کبھی بعض بزرگون نے زمانۂ سابق مین کسیوجہ سے ایک مذہب چھوڑکر دوسرا مذہب
اختیار کرلیا تھا اور بعد تبدیل مذہب ہر بات مین دوسرے ہی کا اتباع کیا یہ نہین کیا کہ
ایک بات انکی لی اور ایک بات اونکی لی اور اس تدبیر سے ایک لامذہبی کا پانچوان انداز
گڑھ لیا امام طحاوی جو بڑے محدث اور فقیہ ہین پہلے شافعی تھے پھر حنفی ہو گئے تھے بالجملہ
بے تقلید کام نہین چلتا یہی وجہ ہوئی کہ کرورون عالم اور محدث گذر گئے پر مقلد ہی رہے
امام ترمذی کو دیکھیے کتنے بڑے عالم اور فقیہ اور محدث تھے ترمذی شریف اونھین کی
تصنیف ہی باوجود اس کمال کے مقلد ہی تھے اعتبار نہو تو ترمذی شریف کو دیکھیے
جب ایسے ایسے عالم اس کمال علمی پر بھی مقلد ہی رہے امام شافعی کی تقلید امام ترمذی نے
کی اور امام طحاوی اور امام محمد اور امام ابو یوسف نے امام ابو حنیفہ کی تقلید کی ہو پھر آج

Marfat.com

[illegible]

پھوٹے ہی کہیگا کہ حضرت [illegible]

عقل کی بات ہو کہ اس بات [illegible]

جاہل کسی طبیب کو مرض کیوقت دیکھے کہ اپنا علاج آپ کرتا ہی [illegible]

وہ نہین پوچھتا یہ دیکھکر یہ بھی یہی انداز اختیار کرے اپنا علاج آپ [illegible]

کام نرکھے تم ہی کہو ایسے آدمی عاقل کہلائینگے یا بیوقوف [illegible] ایسے ہی کسی [illegible]

دیکھکر جاہل اگر تقلید چھوڑ دین تو یون کہو علم تو تھا یا نہ تھا عقل دین بھی [illegible] ہی [illegible]

نصیب ہوئی اور جاہلون کو جانے دیجیے آج کل کے عالم یقین جانیے کل [illegible] جاہل

ہی ہین بلکہ بعض عالم تو جاہلون سے بھی زیادہ جاہل ہین دو کتابین [illegible] ہین

مار کر وعظ کہتے پھرتے ہین اور علم کے نام خاک بھی نہین جانتے کم سے کم علم [illegible]

علم کی ہر ایک کتاب طالب علم کو پڑھا سکے باقی رہی تراویح اوسمین جو آج کل [illegible]

تخفیف نکالدی ہی یعنی بیس کی آٹھ کر دی ہین تو ہر ایک کو بوجہ آسانی [illegible]

پر یہ بات کوئی نہین سمجھتا کہ آٹھ رکعتین جو حدیث میں آئی ہین [illegible]

چیز ہی اور تراویح اور چیز تراویح کی بیس ہی [illegible]

ہزارہا صحابہ تھے اوس زمانے سے لیکر [illegible]

مگر آج کل ایسے ان پڑھے ہی آکی عالم [illegible]

بھی غلطی نکالی سبحان اللہ یہ منہ اور مسور کی دال [illegible]

رکعتین نہین پڑھتے تھے یہ خیال خام ہی [illegible]

Marfat.com

...ن بیس رکعت کا اہتمام شروع ہوا، دیکھیے پہلے زمانہ میں نکاح ثانی کا ... چندان اہتمام نہ تھا کہ اِس نکاح کو اتنا بُرا نہیں سمجھتے تھے جب مولانا شاہ ولی اللہ صاحب نے یہ دیکھا کہ اِس امرِ خیر کو آجکل معیوب سمجھنے لگے تو اُنھوں نے اسکا ذکر اپنی تصانیف میں کیا آخرکار اُن کی اولاد اور اُن کے شاگردوں نے اسکو جاری کرنے میں کمر باندھی مگر اسکے یہ معنی تو نہیں کہ یہ نکاح ثانی مولانا شاہ ولی اللہ صاحب اور اُن کے خاندان کا ایجاد ہے (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ کی بات نہیں) ایسے ہی بیس رکعت کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور اُن کے زمانہ کے صحابیون کا ایجاد نہ کہنا چاہیئے سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی سمجھنا چاہیئے ورنہ اسکے یہ معنی ہونگے کہ حضرت عمرؓ سنی نہ تھے اُن کے زمانہ کے صحابی سُنی نہ تھے سب کے سب نعوذ باللہ بدعتی تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کو مٹا دیا اپنی سُنت جاری کردی۔ اب تمھیں بتاؤ کہ حضرت عمرؓ اور اصحاب پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بُرا سمجھنے والا کون ہوتا ہے۔ میا نجو صاحب حضرت عمرؓ اور اصحاب رضی اللہ عنہم اجمعین کی پیروی کا حکم تو صحیح صحیح حدیثوں میں موجود ہے۔ ایک دو حدیث لکھے دیتا ہوں اُن ہی مولوی صاحب سے اُنکا ترجمہ کرالینا جو آٹھ رکعت گاتے پھرتے ہیں۔ ایک حدیث تو یہ لیجیے۔ علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین من بعدی دوسری یہ لیجیے۔ اقتدوا بالذین من بعدی۔ تیسری لیجیے۔ اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم۔ فقط

Marfat.com

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنۃ کہ یہ رسالہ ہدایت مقال موسومہ بہ احکام التراویح معتبر کتابوں کی مدد سے باضافۂ جدیدہ و احکام مفیدہ بصرف زر کثیر نہایت سعی و محنت سے تیار کیا گیا ہے۔ باہتمام عاجز ازلی محمد عبد الباقی مطبع اصح المطابع آسی پریس۔ محلہ محمود نگر۔ شہر لکھنؤ سے طبع ہو کر باعث افادۂ انام و افاضۂ خاص و عام ہوا۔

حقوق طبع مطبع ہذا میں بذریعہ رجسٹری قانوناً محفوظ ہیں۔

نسخۂ جامع منافع الوف عموم

بحمد اللہ الکریم المنعام دریں ایام سعادت التیام رسالۂ نادرہ عجالۂ نافعہ

مشتملہ دلائل عموم قدرت باریتعالےٰ عز اسمہ المسمےٰ بہ

الجهد المقل

في تنزیہ

المعز والمذل

تالیف منیف و تصنیف شریف علامۂ زمان حضرت مولانا محمود حسن صاحب مدرس اول

مدرسہ عربیہ دیوبند

سنہ باہتمام العبد المبلو بالبلوی محمد المدعو بہ تیجی ۱۳۰۸ھ

قد طبع فی المطبع البلالی الواقع ساڈھورہ

ضلع انبالہ

قیمت فی جلد چار آنے ۔/۴

ہمہ قسم کی کتابیں کتب خانہ قاسمی تجارتی دیوبند سے منگا

احسن القریٰ

(مکمل جواب اوثق العریٰ دیوبندی کا ...)

اگرچہ رسالہ اوثق العریٰ مصنفہ اعلیٰ حضرت قامع بدعت حامی اہل سنت الجماعت ... کا رسالہ ... الحاج المولوی رشید احمد صاحب ادام اللہ ظلال لطافہم علیٰ رؤس الخلائق تحقیق مسئلہ جمعہ فی القریٰ ... ہر ذی علم منصف مزاج کی طمانیت و تسلی کے واسطے عمدہ ذریعہ لیکن بمقتضائے کلام الملوک ملوک الکلام چونکہ مولانا کی تقریر ... عبارت میں بہت سے مضامین اور عجیب تحقیقات مندرج تھیں جن کے سمجھنے کے واسطے سلیم عقل اور صاف ذہن کی ضرورت تھی ... کی چال اور کم مایہ بے ہنر لوگوں کا حال یہ ہے کہ کیسا ہی بدیہی اور واضح مسئلہ ہو جب تک کہ ہندی کی چندی کر کے بیان ... میں نہیں آتا۔ اس لئے ضرورت تھی کہ رسالہ مذکور کے مضامین کی توضیح ایسے طور پر کی جاوے کہ ہر کہ و مہ اس کے سمجھنے پر ... عالی مضامین جو اختصار عبارت کے سبب بہت سے متوسط علم و فہم اشخاص کی نظروں سے بھی مخفی تھے پورے طور پر ... جائیں۔ علاوہ ازیں وہ فرقہ جس کو مذہب احناف سے بغض للّٰہی ہے اور جو مسئلہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے موافق ... کیسا ہی مطابق حدیث نبوی صلے اللہ علیہ وسلم اور کلام الٰہی کے کیوں نہ ہو اس فرقہ کے نزدیک اس کا خلاف کرنا ... سمجھا جاتا ہے۔ اور مثل روافض کے تبرا گوئی کا نام علم و عمل سمجھ رکھا ہے۔ چنانچہ اسی بنا پر ان کے بعض علما مثل مولانا ابو ... محمد سعید صاحب بنارسی اور مولوی محمد علی صاحب اعظم گڈھی اور مولا بخش خاں صاحب ... بوجہ قلت تدبر و تقاضائے خدمت ... رسالہ کو بھی نہ چھوڑا۔ اور تنخواہ حلال کرنے کے واسطے ... دو تین رسالے "کسر العریٰ" اور "ہدایت العریٰ" و "التمیع فی ..." "اوثق العریٰ" وغیرہ گھڈ لئے۔ اگرچہ ہر ذی علم کے نزدیک ان ... کی حقیقت تار عنکبوت سے زیادہ نہ تھی۔ مگر محض ... سے کہ مجیب صاحبان کو مذہب امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی حقانیت اور قول رسول صلے اللہ علیہ وسلم الحق یعلوا ولا یعلےٰ کی تصدیق ... طرح ذہن نشین ہو جاوے۔ اور جواب دینے کا زعم باطل خاطر مبارک سے دور ہو جاوے۔ لہٰذا جناب معلے القاب مولانا مولوی ... صاحب مدرس اول مدرسہ عربیہ دیوبند ضلع سہارنپور نے رسالہ مذکور کی توضیح کے ضمن میں ہر ایک معترض کے اعتراض کا ایسا ... محققانہ دیا ہے کہ جس کی قدردانی حقیقت شناس تو جیسی کچھ کرینگے کریں ہی گے۔ مگر عام دیکھنے والوں پر بھی مولانا کا تبحر ... ہو جائیگا۔ بلکہ کیا عجب ہے اگر خدا تعالیٰ توفیق انصاف عطا فرمائے تو مخالفین بھی حقانیت کلام کو تسلیم کر کے آئندہ ... باز رہینگے یا کم از کم اپنے آپ کو ایسے معرض خطر و فضیحت میں ڈالنا پسند نہ کرینگے۔ جو شخص رسالہ احسن القریٰ کو بنظر انصاف ... کریگا۔ اس پر بخوبی واضح ہو جائیگا کہ رسالہ اوثق العریٰ کی تردید میں فرقہ مذکور کے بڑے بڑے مصنفین نے جس قدر ... کی بھرمار کی تھی۔ اسی قدر اپنے زور میں گر ایسی موٹی اور کھلی غلطیاں کی ہیں کہ اگر انصاف و دیانت یا حیا و شرم ... ایسی جرأت سے ضرور باز رہینگے۔ اور اگر چاہ ابتک کسی وجہ سے ایسا نہیں ہو سکا مگر اب سے حضرت سعدی شیرازی کی ... کاربند ہونگے ؎

مزن بے تامل بگفتار دم	نکو گوئی و گر دیر گوئی چہ غم

بحمد اللہ اس کتاب احسن القریٰ کے دیکھنے سے ناظرین کو اپنے مذہب کی ... سی اور جانکاہی اور اس کے نتیجہ کا اندازہ بھی خوب ہو جائیگا۔ یہ کتاب ... چھوٹی بڑی بحث دیکھی ہو اس کے دیکھنے سے مستغنی ہو یا مستفید نہ ہو سکے۔ قیمت ...

محمد یحییٰ تاجر کتب دیوبند

135267

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہم لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیات اعمالنا من یہدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ہادی لہ ونشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشہد ان سیدنا ومولانا محمد عبدہ ورسولہ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین آمین ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین امنوا ربنا انک رؤف رحیم سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم اللہم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ بعد حمد وصلوٰۃ کے بندہ ہیچمدان کمترین خلایق گنہگار وشرمسار غفر اللہ لہ ولوالدیہ ولجمیع المسلمین اہل علم وفہم کی خدمت مین کہ جنکی عقل پر قوت وہمیہ غالب نہو اور صاحبان انصاف دور از اعتساف کے روبرو کہ جنکو حق امر کے تسلیم کرنے سے تعصب عایق ومانع نہو التماس کرتا ہے کہ ہر چند اہل بدع واہوا اختراع فی الدین اور احداث فی الشریعۃ کو افضل الاعمال خیال کرکے اسمین سعی بلیغ کرتے رہے اور علماء دنیا علماء دین کی مخالفت مین سرگرم رہے اور علماء شریعت اور حامیان سنت بھی حسب ارشاد صادق ومصدوق لا یزال من امتی امۃ قائمۃ بامر اللہ لا یضرہم من خذلہم ولا من خالفہم حتی یاتی امر اللہ وہم علی ذلک بتائید الٰہی ہمیشہ حمایت دین مین مصروف اور لمحی الذین منصور رہے لیکن قبل از تیرہوین صدی غالبا کسی نے ندیکھا ہوگا کہ اہل اہوا حتی الامکان تحریر مین تقریر مین اہل حق کو ملام ومطعون بنائین اور سر سے دایرہ اہل سنت بلکہ اسلام ہی سے خارج بتائین حتی کہ سلف صالحین تلک اس طعن وتشنیع کی نوبت پہونچائین یہہ امر اسی اخیر زمانہ مین مشاہد وشایع

ہوا ہے کہ جنکو نہ علوم دینیہ کی لیاقت نہ تقوی نہ طہارت نہ اعمال صالحہ کی طرف توجہ اور رغبت بلکہ بعض ایسے کہ جنکا لباس ظاہری وصورت بھی مخالف شریعت ایسے حضرات عالم باعمل متقی وصالح پرہیزگار اعلی درجہ کے دیندار مقتدا و پیشوا سمجھے جائین اور علماء شریعت اور متبعان سنت بالکل طریقہ اہل سنت بلکہ اسلام ہی سے خارج کہلائین کیون نہو آخر اذا وسد الامر الی غیر اہلہ فانتظر الساعۃ ارشاد رسول علیہ السلام ہے اور لا تقوم الساعۃ حتی یکون اسعد الناس بالدنیا لکع بن لکع پیشین گوئی حضرت سید الانس والجان ہے **شعر** پری نہفتہ رخ و دیو در کرشمہ ناز * بسوخت جان زحیرت کہ اینچہ بوالعجی است دیکھئے اسی صدی سیزدہم مین عالم نبیل فاضل جلیل نمونہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل مولانا المحافظ الحاج مولوی محمد اسمعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ وعلی ابائہ الکرام نے کہ جنکے علماً وعملاً اعلی وافضل ہونیکو ہر منصف فہیم تسلیم کرتا ہے حتی وہ مخالفین کہ جنکی طبع مین انصاف ہے وہ بھی اونکے علم و عمل وتقوی ودینداری کو مانتے ہین اعتراض اگر کرتے ہین تو یہ کرتے ہین کہ مولوی اسمعیل صاحب خدائے ذوالجلال کو قضیہ غیر مطابق للواقع کے انعقاد پر قادر بتلاتے ہین اور نظیر حضرت ختم المآب علیہ الصلوۃ والسلام کو تحت قدرت ایزد متعال داخل کرتے ہین یا حضرت فخر عالم کو خالق کائنات کے روبرو بندہ عاجز ومجبور مثل دیگر مخلوق کے خیال کرتے ہین یا بنی آدم کو آپ کے مماثل فی البشریۃ بتلاتے ہین جسکا خلاصہ یہ ہوا کہ اونکا علم وعمل مین عمدہ ہونا تو مسلم مگر فقط اسی قسم کے اقوال کیوجہ سے ملام ومطعون بتاتے ہین گو یہ اعتراض بھی اہل فہم وانصاف کے سامنے طعن اجعل الالہۃ الہا واحدا ان ہذا لشئ عجاب سے زیادہ وقعت نہین رکہتے جب اپنے زمانہ مین امور شرک وبدعت کا رواج زیادہ دیکھا تو مولانا ممدوح نے بمقتضاء تائید دین جہانتلک ہوسکا زبان سے نصیحت فرمائی اور تحریر و نکی بھی نوبت آئی چنانچہ رسالہ تقویۃ الایمان بھی جب ہی لکھا جسمین نصوص صریحہ سے نہایت سلاست کے ساتھ مضامین توحید کو اچھی طرح بیان فرمایا اور قدرت حق تعالی شانہ کو جملہ بنی آدم ومخلوقات پر ثابت کرکے اہل شرک وبدعت کو اونکے خیالات باطلہ کی خرابی پر مطلع فرمایا مگر حسب ارشاد یضل بہ کثیرا ویہدی بہ کثیرا جہان اوسکی وجہ سے بہت سے لوگون کو ہدایت وصحت عقاید نصیب ہوئی اوسیکے ساتھ اون حضرات نے کہ جنکے قلوب مین مرض بدعت مستحکم تہا بجائے اسکے کہ اس تحریر حق سے ہدایت حاصل کرتے اولٹے حضرت مولانا موصوف کی تضلیل وتکفیر پر کمر باندہی اور اس کام کے کرنیوالے دو فرقے

Marfat.com

مین منحصر تھے اول تو وہ اشخاص کہ جو ہمہ تن اختراع فی الدین مین منہمک تھے اور ترویج بدعات کو افضل عبادات سمجھتے تھے جیسے عقلاء بدایون کہ ادنین کے متعصبین تو تقویۃ الایمان کے پاس رکھنے کو بھی داخل امور کفریہ سمجھتے ہین دوسرے وہ صاحب کہ جنکو علوم دینیہ مین مہارت نہ تھی اور منطق و فلسفہ و ریاضی وغیرہ اونکے تمام عمر کی کمائی تھی سو یہہ دونون فرقے مخالفت پر امادہ ہوئے اہل معقول نے مسئلہ امکان نظیر مین اپنے جوہر دکہلائے اور فریق اول نے اپنی اپنی جہالت کے موافق اور امور بھی مثل امور مذکورہ سابقہ زبان درازی کی چنانچہ مولوی فضل حق صاحب نے ابطال امکان نظیر مین ایک تحریر کی جسمین بزعم خود نظیر نبوی کا امتناع ذاتی ثابت کیا اوسکا جواب مولانا شہید مرحوم نے تحریر فرمایا اور چونکہ مولوی فضل حق صاحب نے اپنی تحریر مین اثبات امتناع نظیر کی ذیل مین ایک موقع پر کذب باری کی بحث بھی استطراداً کسیقدر بیان کی تھی اوسکے جواب مین حضرت مولانا اسمعیل صاحب نے اوسجگہ یہہ فرمایا کہ حق تعالی شانہ کو جملہ غیر مطابق للواقع کے اصدار پر فی نفسہ قدرت ہے گو بوجہ حکمت ایسے قضیہ کا اصدار محال ہے چنانچہ وہ عبارت معہ قول مولوی فضل حق صاحب بجنسہ نقل کرتا ہون **قولہ** وہو محال لانہ نقص والنقص علیہ تعالی محال **اقول** اگر مراد از محال ممتنع لذاتہ است کہ تحت قدرت الہیہ اصلا نیست پس لا نسلم کہ کذب مذکور محال بمعنی مسطور باشد چہ عقد قضیہ غیر مطابق للواقع والقای آن بر ملایکہ و انبیا خارج از قدرت الہیہ نیست والا لازم آید کہ قدرت انسانی ازید از قدرت ربانی باشد چہ عقد قضیہ غیر مطابقہ للواقع والقای آن بر مخاطبین در قدرت اکثر افراد انسانی است کذب مذکور ازرے منافی حکمت اوست پس ممتنع بالغیر است ولہذا عدم کذب را از کمالات حضرت حق سبحانہ میشمارند و اورا جلشانہ بان مدح میکنند بخلاف اخرس و جماد کہ ایشانرا کسے بعدم کذب مدح نمیکنند و پر ظاہر است کہ صفت کمال ہمین است کہ شخصے قدرت بر تکلم بکلام کاذب میدارد و بنا بر رعایت مصلحت و مقتضائے حکمت بتنزہ از شوب کذب تکلم بکلام کاذب بتکلمی نماید ہمان شخص ممدوح میگردد بسلب عیب کذب و اتصاف بکمال صدق بخلاف کسیکہ لسان او ماؤف شدہ باشد و تکلم بکلام کاذب نمی تواند کرد یا شخصے کہ ہرگاہ کلام صادق میگوید کلام مذکور از و صادر میگردد و ہرگاہ کہ ارادہ تکلم بکلام کاذب مینماید آواز او بند میگردد یا زبان او ماؤف میگردد یا کسی دیگر دہن اورا بند مینماید یا حلقوم اورا خفہ میکند و یا کسیکہ چند قضایای صادقہ را یاد گرفتہ است و اصلا بر ترکیب قضایا ئے دیگر قدرت نمیدارد

وبناءعلیہ کلام کاذب زو صادر نگردد ایں اشخاص مذکورین نزد عقلا قابل مدح نیستند بالجملہ عدم تکلم بکلام کاذب ترفہا عن عیب الکذب وتنزہا عن التلوث بہ از صفات مدح است وبنابر عجز از تکلم بکلام کاذب ہیچگونہ از صفات مدائح نیست یا مدح آن بسیار ادون است از مدح اول انتہی اسپر حضرات معقولیین وجملہ اہل بدع نے ایسا شور مچایا کہ خدا کی پناہ مسئلہ امکان نظیر پر تو کیا شور ہوا تہا جو اس مسئلہ کی وجہ سے مولانا رحمۃ اللہ علیہ اور اونکے اتباع کی دونون فرقے خوب دل کہولکر تکفیر وتضلیل کرکے موجب کفارۂ سیئات ہوئے بعض صاحبون نے جان بوجہکر بوجہ تعصب وقلت دیانت اور بعض نے بوجہ قلت فہم وغلبہ جہالت مسئلہ مذکورہ کو ایسے الفاظ شنیعہ سے تعبیر کرنا شروع کیا کہ خواہ مخواہ موجب تنفر وشورش عوام ہو خدا کی قدرت ہے کہ مولانا اسمعیل صاحب وامثالہ تو کافر وخارج از اہل سنت ہون جنہون نے علاوہ اور کمالات دینی کی ہدایۃ خلق مین عمر صرف کی اور اعلاے کلمۃ اللہ مین جان دینے سے بھی دریغ نکیا اور کمال ایمانی وطریقہ سنت اونکو نصیب ہو آنکا مبلغ ہمت انہماک فی البدعہ اور محض دنیا طلبی ہو جن حضرات نے ہزارون کو دام شرک وبدعت سے چہڑا کر صراط مستقیم پر چلایا وہ طریقہ اسلام وسنت سے محروم کہلائین اور جو صاحب اولیاء اللہ وصلحاے کو کافر وگمراہ بنانے مین شب وروز ساعی ہون وہ پکے مسلمان اور متبع شریعت وسنت گنے جائین اسکو دیکہکر حضرت عبد اللہ بن عمر کا وہ جملہ جو اونہون نے حضرت عبد اللہ بن زبیر کی شہادت کے بعد فرمایا تہا جبکہ حجاج نے اونکو قتل کیا تہا اور زبان سے اونکے عیب گوئی وتنقیص کرتا تہا یاد آتا ہے اما واللہ لامۃ انت شرہا لامۃ سوء وفی روایۃ لامۃ خیر بالجملہ جب ان دونون فرقون کی زباندرازی دربارہ تکفیر صاحب تقویۃ الایمان زیادہ ہوئی اور تصنیف رسائل کی نوبت آئی تو اوسوقت مولوی حیدر علی صاحب وغیرہ علماء نے حضرت مولانا محمد اسمعیل کی طرف سے مخالفین کو جوابدئے اور احقاق حق اور دفع بہتان مخالفین پر کمر باندھی چنانچہ وہ رسائل مطبوع بھی ہو چکے ہین کچہہ عرصہ کے بعد یہہ فتنہ فرو ہوا اور یہہ شور وشغب کم ہوگیا مگر مخالفین کے قلوب مین مولانا اسمعیل اور اونکے اتباع کی عداوت ایسی راسخ ہوگئی کہ اونکی تکفیر اور اونپر تبرا کرنا مثل اہل تشیع ضروریات ایمانی مین گنا جاتا ہے اور بالخصوص مبتدعین کا تو یہ شعار ہی ہوگیا ہے سبحان اللہ تمام خاندان حضرت شاہ صاحب

Marfat.com

لہ جو حضرات علاوہ کمال علمی کے تقوی اور صلاح مین بھی ضرب المثل اور بے نظیر ہون مولانا موصوف کی اس خرابی پر مطلع نہون بلکہ سب اونکے علم و عمل کے مداح ہون اور اونکے کفر و ضلالت پر مطلع ہون تو کون عقلا و صلحائے بدایون اور وہ حضرات کہ جنکو امور و علوم دینوی کیوجہ سے امور دینی کے طرف متوجہ ہونیکی نوبت بھی نہ آئی ہو بالجملہ بیچ مین یہ شور کم ہو گیا تھا مگر اس زمانہ مین فخر مبتدعین سلف و حجۃ خلف مولوی عبد السمیع صاحب رامپوری نے جو کہ ایک مدت سے میرٹھ مین شیخ الٰہی بخش مرحوم کے مکان پر بعہد تعلیم اطفال مقیم ہین اور ابتدائے عمر سے بدعات کیطرف راغب ہین وقتاً فوقتاً رسائل مبتدعین جمع کرکے ایک رسالہ موسوم بانوار ساطعہ سنہ ۱۳۰۲ھ مین مرتب کرکے طبع کراکر پھر پرانے قصہ کو جگایا جسکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جسقدر بدعات ہین سب موجب تزاید حسنات و باعث ترقی درجات ہین نعوذ باللہ من ذلک بدعات شنیعہ کی خوبی و ثواب اور اونکے منکرین پر رد و عتاب کھلم کھلا اوسمین موجود ہے ع چہ دلاور است دزدیکہ بکف چراغ دارد ✦ اور علمائے شریعت و صلحاء امت حتی کہ سلف صالحین کو بھی نشانہ طعن و ملامت بنایا ہے شروع رسالہ ہی مین قائلین امکان کذب اور جناب سرور کائنات علیہ السلام کے مجوزین اخوت پر جو صریح حدیث مین موجود ہے اور وتر کی ایک رکعت پڑہنے والون پر سخت الفاظ کے ساتھ طعن کیا ہے خیر اور تو وہی پورانا رونا ہے جو مولف مذکور کے سلف کرچکے تھے مگر وتر کی ایک رکعت پڑہنے والون پر جسکے بارہ مین احادیث صحاح موجود ہین اور بعض حضرات صحابہ مثل عبد اللہ بن عمر و عبد اللہ بن عباس وغیرہما اور بعض ایمہ مثل امام شافعی و امام احمد وغیرہ رضی اللہ عنہم اجمعین کا وہ مذہب ہے زباندرازی کرنا مولف مذکور ہی کا حصہ ہے یہ جدا قصہ ہے کہ علماء حنفیہ رحمہم اللہ کا یہ مذہب بوجہ اور دلائل کے نہو مگر فقط اس امر سے ایک دوسرے پر طعن نہین کرسکتا مولف مذکور کو اگر مسائل اجتہادیہ کی حقیقۃ معلوم ہوتی تو ایسا کبھی نکرتے سو جب مولف مذکور نے اپنے رسالہ مین علماء اہل سنت پر اسقدر زباندازی کی تو اوسکی تردید مین براہین قاطعہ جناب مولوی خلیل احمد صاحب سلمہ اللہ مشہور ہوا اور جناب مولانا مولوی محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے مطبوع ہو کر مشتہر ہوئی باوجودیکہ انوار ساطعہ مین بدعات قبیحہ و رسوم شنیعہ سبکو مولف مذکور نے مستحب و مستحسن کہا ہے اور سرتاپا امور باطلہ سے مالامال ہے مگر مین جانتا ہون کہ کسی عالم دیندار نے اوسکا ابطال مفصل نکیا حالانکہ جملہ مبتدعین کو

Marfat.com

اوسپر نازتہا مولف براہین سلمہ نے البتہ بتقاضاء حمیت اسلامی حسبۃً للہ اوسکا جواب پورا افصل تہوڑے عرصہ مین مرتب کیا تھا جو یہہ احقر مولوی خلیل احمد صاحب کا نہ شاگرد نہ مرید نہ ایسا معتقد کہ اونکی وجہ سے خواہ مخواہ اونکی حمایت کے لئے دروغ گوئی پر کمر باندہے بخدا اپنے نزدیک حق سمجھکر یہہ عرض ہے کہ اس باب خاص یعنی رد بدعات مروجہ مین ایسا رسالہ میرے خیال کے موافق ابتلک شائع نہین ہوا آفرین ہے اہل زمانہ کے انصاف پر کہ تصدیق و تائید کے عوض اوسکی مخالفت پر کمر باندہی اور چارون طرف سے اکثر حضرات نے اپنی اپنی لیاقت کے موافق اعتراضات پیش کئے ایک خط مولوی نذیر احمد خانصاحب مدرس مدرسہ احمد آباد گجرات نے حضرت مخدوم العلماء ومطاع الفضلاء زیب شریعت و فخر طریقت مولانا وسیدنا الحافظ الحاج شاہ امداد اللہ مہاجر متع اللہ المسلمین بفیوضہ وطول بقائہ کی خدمت عالی مین بھیجا اوسمین چند اعتراضات بہ نسبت براہین قاطعہ درج تھے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ معترض صاحب کی بے سمجھی اور تعصب کا نتیجہ ہے چند جگہ تو محض اتہام پر کمر باندہی ہے اور بمقتضاء السوال نصف العلم اپنی لیاقت سب پر ظاہر کی ہے چنانچہ اوسکا جواب حضرت سلمہ اللہ تعالی نے مجملا لکہوا کر اونکے پاس بھیجدیا تہا ادہر مولوی عبد السمیع صاحب مولف انوار ساطعہ نے بھی اونہین پرانے اعتراضات کو تہوڑے سے فرق سے منتخب کر کے معتقدین کے دلون مین القا کیا اور رفتہ رفتہ تمام مبتدعین مین اسکا شور برپا ہوا چنانچہ ریاست بہاولپور مین بعض علماء سوء نے اس قصہ کو پہیلایا اور چونکہ جناب مولوی خلیل احمد صاحب اوسی ریاست مین مدرس اعلی تھے اسلئے اون سے چھیڑ چھاڑ کی نوبت پہونچی بالآخر ریاست کی طرف سے مجلس مناظرہ منعقد ہوئی اور تحریر و تقریر کی نوبت آئی معتبر لوگ جو شریک جلسہ تھے اون سے محقق طور پر معلوم ہوا کہ مولوی غلام دستگیر کو جو اہل بدع کے راس رئیس تہے گفتگو مین سکوت محض ہوا بعدہ اونکے حامیون کو بھی ندامت اوٹہانی پڑی گو مولوی عبد السمیع اور اونکی ہوا خواہ اس قصہ کو برعکس بیان کرین چونکہ ان حضرات کے دین کی بنا اختراع و احداث پر ہے اسلئے یہان بھی اپنی طرف سے اختراع کئے بدون نہ رہا گیا **شعر** ولو عد قوافی دینہم لحذرتہم ٭ فہل فی وحدی قولہم غیر صادق ٭ یہہ قصہ خود ایک طول طویل امر ہے یہان اسکا ذکر استطرادًا آگیا مطلب یہہ ہے کہ جب اہل بدع واہوا مین یہہ قصہ پہیلا اور مناظرہ مذکورہ کی وجہ سے اونکو اور عناد بڑہا تو مثل زمانہ مولانا مولوی محمد اسمعیل صاحب کے اب بھی یہی ہوا کہ مدعیان معقول اس خلاف مین بھی اہل بدعت کے حامی ہوئے

اور دونون فرقون نے ملکر مثل سابق مویدان و متبعان مولانا اسمعیل صاحب پر زبان درازی اور خروج طریقہ اہل سنت کا اتہام لگانا شروع کیا واللہ المستعان فرق اگر ہے تو بس یہی ہے کہ اہل معقول نے تو مسئلہ امکان کذب کی نسبت زور آزمائی کی اور متبعین بدع و ہوا نے بسبب فرط جہالت اپنی اپنی فہم کیموافق اور مسائل مین بھی گفت گو کر کے اپنی لیاقت ظاہر فرمائی اس اختلاف کو دیکھکر وہی اختلاف سابق بعینہ پیش نظر ہو گیا اور تینون فرقون نے اپنے اپنے آبار روحانی کی سنت پر حسن اتفاق سے پورا پورا عمل کیا ونعم ماقیل **شعر** وکالکم اتی مااتی ابیہ ❊ فکل فعال کلکم عجاب ❊ البتہ اس اختلاف مین یہ بات اور زیادہ ہو گئی کہ بعض وہ اشخاص جو بظاہر مولانا اسمعیل صاحب کے معتقد اور اونکے ذیل مین شمار ہوتے تھے کوئی تو بوجہ نادانستگی جنکو حسب ارشاد اکابر مصداق خانہ بے در بلکہ نادان خلوت نشین کہنا چاہیے اور کوئی شامت معقول وغیرہ کے سبب جنکو حسب اقوال بزرگان درخت بے بر بلکہ زنبور بے انگبین سمجھنا چاہیے حق صریح کو چھوڑ کر عقلای بدایون اور علما معقول کی طرف ڈہل گئے اللہم انی اعوذ بک من الحور بعد الکور الغرض اس قصہ مردہ کو مولوی عبد السمیع صاحب نے پھر زندہ کر کے عوام مین پھیلایا اور غرض یہی تھی کہ علمائے دین مثل مولوی محمد اسمعیل صاحب مرحوم وغیرہ پر عوام تبرا گوئی کرین مگر اونکی قسمت سے بہت سے معقولی عالم بھی اونکے ساتھ ہو کر اس قصہ کے متمم و مکمل ہو گئے چنانچہ مولوی احمد حسن صاحب پنجابی مدرس مدرسہ قصابان کانپور نے رسالہ بسوط مسمی بہ تنزیہ الرحمن الطال امکان کذب مین زور شور کے ساتھ تصنیف فرما کر فوراً طبع کرایا ہر چند مولوی صاحب ممدوح نے انصاف کا خون کر کے اور لحاظ و ادب اکابر دین پر سفاکانہ ہاتھ صاف کر کے بیدردانہ مولوی محمد اسمعیل مغفور اور دیگر علما سلف کے ہم عقیدون کو چھوٹتے ہی فرقہ ضالہ فرداریہ مین داخل ہونیکا فتوی دیا ہے اور یہ امر واقع مین تدبر کیا جائے تو عقلاً و نقلاً ہر طرح شنیع و قبیح ہے مگر وہ سب و تبرا جو رسالہ مذکورہ کے بعض مقرظین اور مدرسہ احمد آباد کے مدرس مذکور نے اکابر دین کی شان مین ظاہر کیا ہے اوسکو دیکھکر تو بیساختہ مولوی احمد حسن کا شکریہ ادا کرنیکو دل چاہتا ہے اور رحمت اللہ بر اولین نباش زبان پر آتا ہے اون صاحبون نے تو خلاف آداب اہل علم بزرگون کی بدگوئی مین وہ زبان درازی کی ہے کہ تبرا گویون کا شاگرد رشید کہیے تو بجا نہین اور لعن آخر ہذہ الامۃ اولہا کا مصداق سمجھیے تو خطا نہین کیا تماشا ہے کہ وہ علما دین متبعین سنت

کہ جنکو دیکھکر ارشاد و اصطنعتک لنفسی اور ان العلماء ورثۃ الانبیا یاد آئے اونکی تنقیص و تضلیل علی الاعلان وہ نام کے عالم کر رہے ہین کہ جنکے علم و عمل کی کیفیت دیکھکر متوسط الحال بہی اللہم انی اعوذ بک من علم لاینفع اور ان من العلم جہلا کہہ اوٹھے لباس اور ظاہر صورت بھی بعض اوقات مین خلاف شریعت ہوتی ہے اعمال کا تو ذکر کیا ہے اموال محرمہ حتی کہ سود شب و روز شیر مادر سمجہا جائے مکروہات و خلاف اولی کو تو کون خیال مین لاتا ہے من عادی ولیا لی فقد اذنتہ بالحرب ارشاد رسول ہے

بیت - چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد ✦ میلش اندر طعنۂ پاکان برد - اکابر کا قول ہے اس قسم کی بدلگامیون کو دیکھکر ہمکو بھی طیش آتا ہے اور جواب ترکی بترکی کو دل چاہتا ہے مگر جب دیکھتے ہین کہ اس قسم کے سب و شتم جہلا اور اراذل کا کام ہے اہل علم و شرفا کا کام نہین تو بمقتضاء عقل اعراض کرنا پڑتا ہے اگر اہل علم اور شرفا بھی اس قسم کے امور کے مرتکب ہون تو صاحبو پھر علماء اور بازاری لوگون مین کیا فرق رہجائیگا اور شرفا اور حاکہ اور اساکفہ مین کیا تفاوت ہوگا علاوہ ازین ارشاد و اذا مروا باللغو مروا کراما کی طمع اور و اذا خاصم فجر کا خوف بھی ہر مسلمان کو ایسے امور سے مانع ہونے کو کافی ہونا چاہیے اور اگر بتقاضاء حمیت و غضب ان امور سے قطع نظر کرکے ایسی خرافات کا جواب تشفی نفس کے لئے کچھ دیجئے بھی تو خود ایسے بدزبانون کی تو حضرات اکابر کے مقابلہ مین حقیقت کیا ہے کہ اون کی برائی سے زبان و قلم کو ملوث کرکے دل راضی ہو جائے اور حضرات اکابر کی گستاخیون کا عوض سمجہا جائے **شعر** دلو کنت امرا ہجی ہجوتا ✦ ولکن ضاق فتر عن مسیر - اور اگر جیسا انہون نے علماء دین کی شان مین کلمات گستاخانہ لکھکر اپنی عاقبت درست کی ہے ایسے ہی اوسکے جواب مین ہم بھی اونکے پیشوایون کو برا کہین تو اون بیچارون کا کیا قصور ہے اور ان سب سے بڑھکر یہ ہے کہ جن متعصبین نے علماء ربانی کی شان مین کلمات ناشایستہ تحریر کئے ہین وہ صاحب حسب فرمودہ فخر عالم المستبان ماقالا فعلی البادی مالم یعتد المظلوم اور حسب ارشاد نبوی لا یرمی رجل رجلا بالفسوق ولا یرمیہ بالکفر الا ارتدت علیہ ان لم یکن صاحبہ کذلک حقیقت مین جو کچھ کہہ رہے ہین خود اپنے نفس کو کہہ رہے ہین اور حسب فحوای حدیث قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الکبائر شتم الرجل والدیہ قالوا یا رسول اللہ وہل یشتم الرجل والدیہ قال نعم یسب ابا الرجل فیسب اباہ ویسب امہ فیسب امہ ان صاحبون نے جو کچھ لعن و طعن و سب و شتم کا استعمال کیا ہے وہ سب کچھ درپردہ اپنے بزرگون کو

کیا ہے جب بموجب احادیث مسطورہ یہہ ہوا کہ جو کچھہ ان لوگون نے تبرا گوئی کی ہے وہ اصل مین ان صاحبون نے خود اپنے آپ کو اور اپنے بزرگون کو برا بھلا کہا ہے تو اب ہمکو بھی جائے شکایت نہین اور ہم سے پوچھیے تو یون معلوم ہوتا ہے کہ ان صاحبون کا بوجہ مقتضائے طبیعت یا بسبب کسی کدورت کے اپنے بزرگون کو بھی سب و شتم کرنیکو دل چاہتا تھا مگر اسکام کو خود انجام دینا ظاہر ہے کہ سخت معیوب تھا آخر عالم ہین اوسکی تدبیر لطیف موافق ارشاد حدیث یہہ نکالی کہ اورونکے بزرگون کی توہین کرو اور اس طریقہ سے اپنے بزرگون کو برا کہلاؤ ورنہ جو شخص اپنے اکابر کی نسبت کلمات توہین سننے سے بچتا ہے وہ اورونکے بزرگون پر بوجہ اس شد و مد سے کبھی طعن و تشنیع نہین کر سکتا وہ جاہل جنکو کچھہ سمجھہ ہوتی ہے وہ بھی ایسا نہین کرتے فضلا عن الافاضل تو جو لوگ ایسے ہون کہ اپنے بزرگون کی نسبت بھی کلمات ناشایستہ سننے سے اجتناب نکرین بلکہ بظاہر اس جانب اغب معلوم ہوتا سوا ایسون نے اگر اورون کو اور اونکے بڑون کو کچھہ کہہ لیا تو کوئی کیا شکایت کرے اسلیئے ہمکو بھی کچھہ اون سے تعرض و شکایت نہین اسکے سوا حضرت حسان بن ثابت کا وہ قول جو اونہون نے ایسے موقع پر فرمایا ہے ہماری تشفی کے لیئے کافی ہے **شعر** اتہجوہ و لست لہ بکفو * فشر کما لخیر کما فداء و یرحم اللہ عبدا قال امینا * البتہ اونکی اس حرکت کی ہمی اگر کچھہ شکایت ہے تو مولوی احمد حسن صاحب مولف تنزیہہ الرحمن سے ہے کیونکہ مولوی صاحب موصوف اول تو سنجیدہ و حلیم دوسرے حضرات اکابر کے حالات سے واقف ہمنے معتبر طریقہ سے سنا ہے کہ حضرت حاجی صاحب مدظلہم سے جنکا ذکر پہلے آچکا ہے مولوی صاحب کو مکرر بیعت کی نوبت آئی مرتبہ ثانی مین برس روز یا کچھہ زاید جناب حاجی صاحب سلمہ کی خدمت مین فیضیاب رہے اور سنا ہے کہ اس سے پہلے مولانا مولوی محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھہ پر بیعت کی تھی اور مولوی احمد حسن صاحب نے ان سب حضرات کی نسبت اعلی درجہ کا اظہار عقیدت مواقع متعددہ مین کیا باوجود ان امور کے سخت تعجب ہے کہ مولوی صاحب موصوف اپنے معتقد علیہم کی نسبت ایسے خرافات و لغویات کے متحمل ہون اور اپنے رسالہ کا ضمیمہ اوسکو بنائین اور بالکل اوسکی نسبت اظہار کراہت نفرمائین جن لوگون کا بدزبانی شعار ہے اور بزرگان دین سے ہمیشہ ... انکار رہے وہ اگر ایسا کرین تو چندان تعجب نہین تعجب اون حضرات سے ہے کہ جو اکابر سے مربوط ہون اور اون سے اظہار عقیدت بھی کرین باوجود اسکے پھر کلمات بیہودہ خلاف شان اکابر سنکر اظہار ناخوشی نفرمائین بلکہ ایسے

Marfat.com

لوگون سے اپنی تحریر کی تصدیق کرائین اور پھر اون کلمات کو اپنے رسالہ کے ساتھ طبع کرائین **شعر** مرا نہ
کسے ہرگز نہ نالم ؎ کہ با من ہر چہ کرد آن آشنا کرد + الحاصل عوام کالانعام اور خواص کالعوام کے اس قسم
حرکات بہ نسبت اکابر و علمائے شریعۃ دیکھکر احقر کو یہہ خیال آیا کہ مروجین بدعۃ تو اس قابل نہین کہ ان
سے مضامین علمیہ کے سمجھنے اور حق امر کے تسلیم کرنیکی کوئی امید رکھے اور اس لئے مولوی عبد السمیع اور ان
امثال کو مسائل علمیہ مین مخاطب کرنا اور اونکی باتون کا جواب دینا اندھے کے سامنے رونا اور اپنی آنکھین
کھونا ہے البتہ مولوی احمد حسن صاحب عالم اور معقولی مشہور ہین اور اور ونکی نسبۃ اونمین انشاء اللہ
تہذیب بھی ہوگی اور انصاف کی بھی کسیقدر امید ہے گو بظاہر دشوار معلوم ہوتا ہے سوان وجوہ سے مناسب
معلوم ہوتا ہے کہ اونکے استدلالات کے مسئلہ مذکورہ مین جو اونھون نے بیان فرمائے ہین کیفیت عرض
کیجائے اور اونکے صحت و سقم پر سبکو اطلاع دیجائے اگر کوئی حق امر کو تسلیم نکریگا تو علمائے شریعت و صلحای
امت کو تو انشاء اللہ تعالے فرقہ مرزاریہ مین تو داخل نہ سمجھے گا سو یہہ بھی غنیمت ہے ع مرا بخیر تو امید نیست
بد مرسان + اور احقر کو بخدا اس تالیف سے بجز اعانت و حمیت اہل حق اور کچھ مقصود نہین نہ فہرست
مصنفین مین داخل ہونیکو دل چاہتا ہے نہ کسی سے تحسین کی امید ہے اگر ہے تو اندیشہ لعن و طعن ہے
اور اظہار علمیت کا تو سو کوس بھی خیال نہین ہو سکتا کیونکہ یہہ علماء کا کام ہے اور اپنی یہہ کیفیت کہ عالم
ہونا تو درکنار پوری طرح سے جاہل ہونا بھی میسر نہین بقول شخصے **شعر** یہہ تو قسمت مین کہان تھا
کہ کرون کسب کمال ؎ بے کمالی مین بھی افسوس مین کامل نہوا + مگر بروئے انصاف ایسے تصانیف
کے لئے میرے نزدیک علماء کے جواب دینے کی چندان ضرورت نہین لیکن مشکل یہہ ہے کہ مولف تنزیہہ
سلمہ فقط عالم ہونے پر بھی قناعت نہین کرتے بلکہ مستند ہونیکی بھی قید لگاتے ہین جو اس زمانہ
مین بمنزلہ نایاب کے ہے مگر مولف موصوف نے جو التماس آخر کتاب مین تحریر کیا ہے اوسمین یہہ قید
لگائی ہے اگر بوقت تالیف یہہ قید ملحوظ ہوتی اور انصاف فرماتے تو شاید تکلیف تالیف سے سبکدوش
رہتے خیر ہمکو اس سے کیا مطلب مولف موصوف اپنے نزدیک مستند ہون یا معتمد ہون مگر اپنی کیفیت
تو بلا کم و کاست عرض کر چکا ہون لیکن بشرط انصاف مولف صاحب کو حسب الحکم لا تنظر الی من قال
وانظر الی ما قال ایسے امور پر اصرار بیجا ہے علاوہ ازین ہمارا مطلب تو فقط یہہ ہے کہ اگر یہہ تحریر بعد
اختتام مولویصاحب کی نظر عالی تلک پہونچے تو ایکدفعہ ملاحظہ فرمالیوین کوئی امر حق معلوم ہو تو اوسکی

Marfat.com

تسلیم سے استنکاف نفرماوین وبس بیت مرد باید کہ گیرد اندر گوش * ور نبشت است پند بر دیوار

اس لیے کیا غرض کہ اسکا قایل کون ہے عالم مستند ہے یا کوئی غیر مستند ہے قایل سے قول کو

جاننا ناموافقون کا کام ہے عقلا و علمار تو قول سے قایل کو جانتے ہین اسکے بعد اسقدر اور عرض ہے

کہ مولوی صاحب نے منجملہ اون مسائل کے جن پر بتدعین ہندو پنجاب اہل حق پر شور مچارہے ہین فقط

مسئلہ کذب کی نسبت اپنے رسالہ مین بحث لی ہے اور مسئلہ نظیر فخر عالم سے محض سکوت فرمایا ہے

سو ہر چند مشغلہ معقول و استناد الی اہل المعقول اسکو چاہتا ہے کہ اس مسئلہ مین بھی مولف تنزیہہ

اہل معقول کی موافق اور مولانا محمد اسمعیل صاحب کے مخالف ہون لیکن مسئلہ ثانی کی وجہ سے ان

لوگون پر خروج از اہل سنت کا الزام نہ لگانے سے اور نیز بعض عبارات رسالہ سے کچھ ایسا سمجھ مین

آتا ہے کہ کیا عجب ہے کہ مولف موصوف اس مسئلہ مین اپنی جماعت سے متنفر ہو کر اس فرقہ کے موافق ہون

اگر احقر کا یہ خیال ٹھیک ہے اور خدا کرے ٹھیک ہو تو چشم ما روشن دل ما شاد اور اس صورت مین مولوی

صاحب کے انصاف پرستی سے ہمکو آگے کو بھی امید ہوتی ہے کہ شاید مولوی صاحب مذکور مولانا محمد

اسمعیل مرحوم اور اونکے ہم عقیدون کو فرقہ ضالہ مردار یہ مین داخل کرنے سے رجوع کرین والله یهدی

من یشاء الی صراط مستقیم *

مقدمات و تعیین منشأ نزاع اب مناسب یہہ ہے کہ مطلب ضروری لکھیے مگر اول ہم چند

امور بطور مقدمہ ذکر کرتے ہین جنکو ایضاح مطلب و اثبات مدعا و دفع الزام خصم مین دخل ہو اور مقدمہ

سے فراغت پاکر ہم جملہ کتاب مین تین باب ذکر کرینگے اول باب مین تو اپنے مدعا کی مثبت دلائل نقلیہ و

عقلیہ مذکور ہونگے اور دوسرے باب مین انشاء الله اون اعتراضات عقلیہ و نقلیہ کا جواب عرض کیا جائیگا

جو اعتراضات کہ ہمارے بعض دلایل پر فریق ثانی نے پیش کیے ہین باقی رہا باب ثالث سو اوس

مین ہماری جانب سے اون دلایل پر اعتراضات پیش کیے جاوینگے جو دلایل کہ مولف تنزیہہ نے

اپنے اثبات مدعا کے لیے ذکر فرمائے ہین والله الموافق والمعین **مقدمات** عرض اول یہہ ہے کہ کلام علما

اور عبارات کتب مین لفظ امکان و تجویز و صحت وغیرہ امکان ذاتی و عقلی و شرعی و عرفی مین برابر مستعمل

ہے علی ہذا القیاس امتناع و استحالہ و عدم جواز و عدم صحت وغیرہ جملہ الفاظ بھی امتناع ذاتی و عقلی و شرعی

و عرفی پر شایع الاستعمال ہین کیونکہ محمول خواہ وجود ہو یا صفات دیگر اگر نفس ذات موضوع کے لیے

ممکن الثبوت یا ممتنع الثبوت ہے تو اوسکو تو ممکن بالذات اور ممتنع بالذات کہین گے اور اگر موجب امتناع و امکان شرع یا عرف وغیرہ ہین تو اوسکو ممتنع یا ممکن شرعی و عرفی وغیرہ کہینگے علی ہذا القیاس وجوب کو خیال فرمایئے البتہ یہہ فرق بدیہی ہے کہ واجب و ممتنع تو کبھی بالذات ہوتے ہین اور کبھی بالذات نہین ہوتے بلکہ وجوب و امتناع شرعی و عادی وغیرہ کیوجہ سے فقط وجوب و امتناع بالغیر اونمین پایا جاتا ہے لیکن ممکن مین یہہ نہین ہوسکتا کہ غیر کے ذریعہ سے اوسمین امکان آئے اور فی حد ذاتہ ممکن نہو کیونکہ اگر کوئی شے ممکن بالغیر مانی جائیگی تو ضرور اوسکو فی حد ذاتہ یا واجب کہا جائیگا یا ممتنع جسکا مآل یہہ ہوگا کہ فی نفسہ تو وہ شے ضروری الوجود یا ضروری العدم تھی اور بوجہ غیر کے اوسکا وجود یا عدم غیر ضروری یعنی ممکن ہوگیا اور یہہ صریح انقلاب ذاتی ہے جسکا بطلان بدیہی و مسلم ہے بالجملہ امکان و امتناع و وجوب کے معنے تو ایسے بدیہی ہین کہ جسکے بارہ مین علمائے کلام بھی ضروریۃ حاصلۃ لمن لم یمارس طرق الاکتساب صراحۃ فرمارہے ہین لیکن امتناع و وجوب کا ذاتی و غیری و شرعی و عرفی وغیرہ کی طرف منقسم ہونا بھی ایسا ہین کہ جسکا کوئی عاقل انکار کرسکے البتہ قابل اظہار یہ امر ہے کہ کونسا حمل ضروری اور کونسا ممتنع اور کونسا ممکن ہوتا ہے تو سنئے اگر فیما بین موضوع و محمول علاقہ عینیت متحقق ہے جسکو حمل اولی نام کہئے جیسے الانسان انسان یا محمول اپنے موضوع کے لئے جز حقیقہ یعنی جنس یا فصل ہو جسکو حمل اولی ناقص سمجھئے جیسے الانسان حیوان یا موضوع و محمول باہم ملزوم و لازم ذات ہون جیسے الاربعۃ زوج تو ان تینون صورتون مین تو حمل ایجابی واجب و ضروری ہوگا اول صورت مین تو حمل ایجابی کا وجوب و لزوم خود بدیہی ہے باقی صورت ثانیہ مین چونکہ انسان حیوان کو متضمن ہے اسلئے بالمعنی الانسان حیوان کی ساتھ الحیوان حیوان بھی کہا جاتا ہے ایسے ہی تیسرے صورت مین چونکہ لازم ذات کے لئے ذات ملزوم منشا اور مصدر ہوتی ہے اور لازم نفس ذات ملزوم سے ناشی اور صادر ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ مصدر مین کنہہ صادر کا ہونا ضرور ہے اور اس وجہ سے کنہہ لازم ذات کو ذات ملزوم مین مندمج و مندرج ماننا پڑیگا اسلئے مثل صورت ثانیہ کے صورت ثالثہ کو بھی حمل اولی پر متضمن و مشتمل کہنے مین کوئی امر مانع نہوگا اور سلب لازم ذات سلب ذات ملزوم پر اور ایجاب لازم ایجاب ملزوم پر مشتمل ہوگا اور وہی الانسان انسان اور الانسان لیس بانسان کا قصہ ہوجائیگا ورنہ بجائے ضرورۃ ایجاب اگر یہان امکان خاص کو رسائی ہو تو سلب لوازم ذات مرتبہ ذات سے درست ہوگا بالجملہ جب یہہ تین مادہ ضرورت ایجابی کی نکلے تو

Marfat.com

اب انکے مقابل واضداد جو تین حمل ہونگے اسی بیان کے موافق اونکو امتناع ذاتی مین داخل کیا جائیگا یعنی اگر سلب الذات عن الذات یا سلب جزء الذات عن الذات یا سلب لازم ذات اوسکے ملزوم سے کیا جائیگا تو یہ تینون سلب ضروری السلب ہونگے اور جیسے ہر سہ حمل مذکورہ بالا داخل مادہ وجوب تھے ایسے ہی یہ تینون حمل داخل مادہ امتناع ہونگے اوران چھ صورتون کے سوا سب مواد امکان ذاتی مین داخل ہونگے کیونکہ جب محمول نہ عین موضوع ہوا نہ جزء موضوع نہ لازم ذات موضوع تو اب ذات موضوع کی طرف سے حمل ایجابی کا اقتضا ہوگا نہ حمل سلبی کا انکار اور اسی کو امکان خاص کہتے ہین مگر ہان کہین باوجود مورد امکان ہونیکے اون چھ حملون مین سے کوئی حمل لاحق ہوجاتا ہے سو اگر وہ حمل ایجابی ہوتا ہے تب تو ضرورۃ اور وجوب بالغیر عارض ہوجاتا ہے اور اگر حمل سلبی ہوتا ہے تو امتناع بالغیر پایا جاتا ہے اب اس سے یہ امر خوب دلنشین ہوجائیگا کہ ذات واجب تعالی مین جس صورت مین ثبوت ذات للذات یا ثبوت لوازم ذات یعنی ثبوت صفات حقیقیہ ذاتیہ للذات پایا جائیگا وہ تو بالیقین ثبوت ضروری اور مادہ ایجاب ذاتی مین داخل ہوگا اور جس موقع مین کہ سلب ذات یا سلب صفات حقیقیہ عن الذات محقق ہوگا اوسکو سلب ضروری یعنی مادہ امتناع ذاتی مین شمار کیا جائیگا اور بوجہ بساطۃ حقیقۃ حمل ثانی یعنی حمل اولی ناقص وہان متصور ہی نہین اسلئے ان چار حملون کے سوا جسقدر حمل ہونگے سب کے سب داخل مادہ امکان خاص ذاتی ہونگے گو ایجاب بالغیر یا امتناع بالغیر اونکو لاحق ہو بالجملہ بعد غور یہ امر محقق معلوم ہوتا ہے کہ فی الحقیقۃ وجوب و امتناع موجود ہوتا ہے تو موارد مذکورہ مین ہوتا ہے ہان بالعرض اون موارد امکانی مین بھی لحوق کی نوبت آتی ہے جہان حمل امکانی کو حمل ایجابی یا حمل سلبی بطور معروضہ عارض ہوجاتی بنظر توضیح و احتیاط ایک دو مثال معروض ہے زوجیۃ و فردیۃ مین چونکہ انفصال حقیقی ہے تو ایک کا حمل ایجابی دوسرے پر ممتنع ہوگا اور وجہ اسکی یہ ہے الزوج فرد الزوج لیس بزوج کو متضمن ہے جو خود سلب الشئ عن نفسہ ہے علی ہذا القیاس حیوان اور لا انسان مین جو باہم منع خلو ہے تو اسکی وجہ بھی یہی ہے کہ لا انسان ماورا ر انسان سب کو شامل ہے اور حیوان انسان اور منجملہ اور انواع کو شامل ہے اس صورت مین اگر خلو تجویز کیا جائے تو یہ معنی ہون کہ نہ حیوان ہے اور نہ لا انسان ہے مگر جب یون کہا کہ لا انسان نہین تو یہ معنی ہوئے کہ انسان ہے اور انسان کہنا خود مستلزم اقرار حیوانیۃ ہے سو وہی قصہ

Marfat.com

پھر ہوگیا کہ الحیوان لیس بحیوان اسیطرح پر شجر و حجر مین منع الجمع ذاتی ہے کیونکہ بغور دیکھیے تو الحجر شجر مین سلب حمل اولی ناقص ہوتا ہے اسلئے کہ نفی شجریۃ اسم حجر مین ماخوذ و ملحوظ ہے اور یہہ ہو تو پھر تمیز نا متصور نہین سو جب اسم حجر اپنے مسمی کے لئے ممیز عن الغیر ہے اور اسباب کو ضرور ہے کہ بالاجمال اوروں کے نفی ملحوظ ہو خواہ شجر ہو خواہ کوئی اور ہو سو بعد لحاظ نفی شجریۃ اگر ایجاب شجریۃ ہو تو الشجر لیس بشجر کا اقرار لازم آئیگا الغرض صور ایجاب و امتناع مذکورہ بالا جہان ذات موضوع و محمول مین متحقق ہونگے اوس جگہ تو ایجاب و امتناع ذاتی ہوگا اور جہان ذات موضوع و محمول مین اقتضاے ذاتی یا تنافر و تدافع ذاتی معروضہ سابق فی نفسہ متحقق نہو بلکہ مکتسب من الغیر ہو وہان قطعا ایجاب و امتناع بالغیر کہا جائیگا اس تقریر کے بعد انشاء اللہ تعالی صاحب فہم سلیم کو یہہ امر روشن ہوجائیگا کہ حق تعالی شانہ سے مناسب حکمت و عدل اور موافق علم و اخبار و مطابق عقل صادر ہونا اور ثواب مطیع و تعذیب عاصی وغیرہ امور کا واقع ہونا بالذات واجب نہین بلکہ واجب بالغیر ہین ایسا ہی ان امور کے اضداد یعنی افعال سفہ و عبث و مخالف علم و اخبار اور خلاف عدل جسپر ظلم کا اطلاق بھی نصوص وغیرہ مین کیا گیا ہے اور نظیر حضرت خاتم النبیین کا تحقق اور تعذیب طائع وغیرہ کا وجود ممتنع بالذات نہوگا بلکہ ممتنع بالغیر کہلایا جائیگا کیونکہ ان جملہ صور مین مابین موضوع و محمول اقتضار ذاتی یا تخالف و تنافر ذاتی محقق نہین اگر ہے تو مکتسب من الغیر ہے کیونکہ اگر کسی فعل مطابق حکمت و عدل یا موافق علم و اخبار و عقل یا ثواب مطیع و تعذیب عاصی کی نسبت ہذا الامر موجود کیا جائے تو ظاہر ہے کہ یہ وجود و تحقق مقتضیات ذات امر مذکور مین داخل نہین جو وجوب ذاتی مانا جائے علی ہذا القیاس ان امور کے اضداد مذکورہ یعنی خلاف حکمت و خلاف عدل و تعذیب طائع اور انعام و مغفرت مشرکین و خلاف علم و اخبار خداوندی کو اگر محقق مانا جائے یا آپ کے بعد درجہ نبوت کسی کے لئے ثابت کیا جائے اور کسی فعل خلاف حکمت و خلاف عدل کو جسکو عبث و ظلم سے بھی تعبیر کرتے ہین موجود یا واقع مانا جاوے اور زید الطائع معذب یا زید المشرک مغفور کہا جائے یا کسی امر خلاف علم و اخبار مثلاً ایمان ابوجہل کو ثابت مانا جائے یا کسیکی نسبت ثبوت نبوت کا اقرار کیا جائے اور مثلاً عمر نبی کہا جائے تو ظاہر ہے کہ ان قضایا مین ذات موضوع و محمول مین باہم ایک دوسرے کے نفی یا اوسکا سلب ماخوذ و ملحوظ نہین اسلئے ان امور کو ممتنع بالذات کہنا انہین کا کام ہے جنکو حقیقۃ الامر کی اطلاع نہین کیونکہ یہہ امر بدیہی ہے کہ اگر مثلاً کسی شخص کے لئے مفہوم نبوت ثابت کیا

Marfat.com

جائے یا کسی طائع یا مشرک پر معذب و مغفور کو حمل کیا جائے یا خلاف حکمت وغیرہ پر موجود کو محمول کیا جائے تو وہ خرابی ہرگز لازم نہین آتی جو الزوج فرد یا الحجر شجر مین لازم آتی تھی ہان البتہ بعض وہ حمل کہ جو ان قضایا سے بالکل علیحدہ ہین اور فی حد ذاتہ ضروری ہین غلط ہوئے جاتے ہین اور اسوجہ سے جملہ قضایا مذکورہ بالا اگرچہ بالذات داخل ممکنات تھے مگر لزوم امتناع ذاتی معروضہ بالا کی وجہ سے ممتنع بالغیر بنگئے اور موافق علم و اخبار خداوندی اور مطابق حکمت و عدل اور عدم نظیر جناب رسالتماب علیہ الصلوات والتسلیمات جو اول مذکور ہوئے تھے اسیواسطے واجب بالغیر ہوگئے گو فی نفسہ ممکنات مین معدود تھے مثلاً العلیم علیم بالوقائع الاتیۃ یا الصادق صادق بوجہ حمل اولی تام جب ضروری ہوا تو موافق علم و اخبار خداوندی کا وقوع اور انعام مطیع و تعذیب مشرک کا ثبوت اور آپ کے بعد عدم تحقق نبی کا اقرار ضروری التسلیم اور واجب الیقین ہوا گو فی حد ذاتہ واجب نتہا ایسا ہی جب الحکیم حکیم اور العدل عدل قضایائے ضروریہ ذاتیہ مین داخل ہے تو جملہ افعال باری کا مطابق حکمت و عدل ماننا اور واجب الوقوع کہنا لازم ہوگا اور انکے اضداد کے تسلیم کرنیکی صورت مین چونکہ قضایائے مذکورہ ضروریہ بداہتہا کا ارتفاع لازم آتا ہے اسلئے جملہ اضداد کو ممتنع بالغیر کہا جائیگا مثلاً درصورت تسلیم خلاف علم و اخبار و تحقق تعذیب طائع و مغفرت مشرک و ثبوت نبوت بعد زمان حضرت خاتم رسالت صلے اللہ علیہ وسلم اگر العلیم لیس بعلیم یا الصادق لیس بصادق لازم آتا ہے تو وقوع خلاف حکمت و خلاف عدل کے حالت مین الحکیم لیس بحکیم یا العدل لیس بعدل سر پڑتا ہے جسکا امتناع اظہر من الشمس ہے اس تقریر کو احقر نے احکام متعلقہ امکان و امتناع و ایجاب مین نافع سمجھکر بعض راسخین فی العلم کے کلام سے نقل کردیا ہے اہل فہم کو انشاء اللہ تعالی تقریر معروضہ سے امتناع و امکان وغیرہ ذاتی و غیر ذاتی کا منشا اور انکے مواقع تحقق بخوبی معلوم ہوجائینگے بلکہ بشرط تدبر یہ امر بھی واضح ہوجائیگا کہ جس موقع مین امتناع غیر کیطرف سے لاحق ہوگا وہ غیر بالضرور مقتضیات ذات خداوندی یا مقتضیات صفات خداوندی مین داخل ہوگا چنانچہ امثلہ مذکورہ بالا سے ظاہر ہے ورنہ اگر ممکنات ذاتیہ کو کسی اور وجہ سے ممتنع التحقق مانا جائیگا تو غیر خدا کو ایزد متعال پر جابر کہنا ہوگا لیکن جو صاحب اس ہیچدان کی کوتہ بیانی یا اپنی خوش فہمی کے باعث تقریر مذکور کی تصدیق فرمانے مین متامل یا منکر ہون تو ہون مگر اتنی بات کے تسلیم کرنے مین تو کوئی دقت اور عذر

نہوگا کہ ممتنعات ذاتیہ کے لئے یہہ کہنا ضرور ہے کہ قبول اثر فیض قادر حقیقی کی اونمین اصلا گنجایش
وقابلیت نہین ہوتی بخلاف ممکنات ذاتیہ کے کہ گو بوجہ عروض امتناع اونکا تحقق و وجود کبھی نہو
تاہم اونکی ذات مین قبول اثر مذکور کی لیاقت واستعداد برابر موجود رہتی ہے جسکا خلاصہ یہہ ہوا کہ جو
چیز قدرت قدیمہ سے خارج ہوگی ممتنع بالذات کہلائیگی اور جو چیز کسی دوسری صفتہ کی مخالفت کی وجہ
سے موجود نہو سکیگی جیسے خلاف حکمت وصدق ورحمت وغیرہ وہ ممکن بالذات ہوگی سو ہمارے
حصول مطلب کے لئے اتنا امر بھی کافی ہے فقط فرق اتنا ہے کہ دلیل مذکورہ بالا لمّی تہی توجیہ
بمنزلہ دلیل انی ہے ظاہر ہے کہ بیان اول مین عین ذات ہونا یا جزء ذات ولازم ذات ہونا منشاء
عدم جواز انفکاک وعلتہ وجوب حمل ہے اور قبول اثر قدرت واجب اور عدم قبول اثر مذکور تقریر ثانی
مین مقتضاء ذات ممکن وممتنع اور اوسکے اثار مین سے ہے یعنی امکان وامتناع پر قبول وعدم قبول
متفرع ہے قبول وعدم قبول اثر امکان وامتناع ذاتی کی علت نہین بلکہ معلول ہے

امر دوم

قابل گذارش یہہ ہے کہ اقوال علماء اور عبارات کتب سے یہہ امر محقق ہے کہ استعمال لفظ استطاعت
اور اطلاق لفظ قدرت وغیرہ دو معنون مین کیا جاتا ہے اول صفت قدیمہ جسکو ضد عجز کہئے دوسرے
بمعنی تقدیر جسکو مقتضاء ارادہ وحکمت سے تعبیر کیجئے قدرت بالمعنی الاول جملہ ممکنات ذاتیہ کو اگرچہ
ممتنع بالغیر ہی کیون نہون جیسے خلاف اخبار وعلم وحکمت سبکو شامل ہے اور بالمعنی الثانی صرف
اونہین ممکنات کو شامل ہوگی جنکو لزوم ممتنعات ذاتیہ کیوجہ سے ممتنع بالغیر ہونیکی نوبت نہ آئی ہو
جس سے ہر ذی فہم بداہتہ سمجہہ سکتا ہے کہ جیسے ممتنعات کی دو قسمین ہین بعینہ ویسے ہی ممکن اور مقدور
کے بھی دو معنی ہین اگر تصریح سند مطلوب ہے تو سنئے تلویح مین فرماتے ہین فان قیل القدرۃ ایضا شاملۃ
لجمیع الممکنات فینبغی ان یقع بقولہ انت طالق فی قدرۃ اللہ تعالی اجیب بانہا بمعنی تقدیر اللہ تعالی
فیصیر من قبیل المشیّۃ والارادۃ اس سے معلوم ہوگیا کہ قدرت کے ایسے معنی بھی ہین جو تمام ممکنات
کو شامل نہین اور وہ مرادف تقدیر ہین جو مساوی مشیتہ وارادہ ہین ملا خسرو اسکی تشریح مین
فرماتے ہین اذا عرفت ہذا فاعلم ان القدرۃ تستعمل تارۃ بمعنی الصفۃ القدیمۃ وتارۃ بمعنی التقدیر وکذا قرء
قولہ تعالی فقدرنا فنعم القادرون بالتخفیف والتشدید وکذا قولہ تعالی قدرنا ہا من الغابرین والقدرۃ بمعنی
الاول لا یوصف الباری بضدہا وہو ظاہر وبالمعنی الثانی یوصف بہ وبضدہ الی آخرما قال شیخ الاسلام

Marfat.com

نے بھی اسی مطلب کی طرف اشارہ کیا ہے امام ابن ہمام کا بھی یہی ارشاد ہے ولا یلزم القدرۃ لان المراد منہا ہہنا التقدیر وقد یقدر شیئا وقد لا یقدرہ حتی لو ارادہ حقیقۃ قدرتہ تعالی یقع فی الحال کذا فی الکافی علی ہذا القیاس در مختار و شامی وغیرہ کتب فقہ میں بھی یہ مضمون موجود ہے قاضی صاحب اپنی تفسیر میں ضمن توجیہات ہل یستطیع ربک میں لکھتے ہیں قیل ہذہ الاستطاعۃ علی ما تقتضیہ الحکمۃ والارادۃ لا علی ما تقتضیہ القدرۃ امام المتکلمین تفسیر کبیر میں تفسیر فقدرنا فنعم القادرون کے ذیل میں ارشاد فرماتے ہیں انہ من القدرۃ ای فقدرنا علی خلقہ وتصویرہ کیف شئنا واردنا الخ دوسرے موقع میں فرماتے ہیں ثالثہا ان تفسر القدرۃ بالقضاء ورابعہا فظن ان لن نقدر ای فظن ان لن نفعل اور لیجیے شیخ الاسلام علامہ ابن حجر مکی امام غزالی کے ارشاد لیس فی الامکان ابدع مما کان کی تحقیق میں فرماتے ہیں حاصل الجواب عن کلام الغزالی المذکور ان ارادۃ اللہ سبحانہ وتعالی لما تعلقت بایجاد ہذا العالم واوجدہ وقضا ببقاء بعضہ الی غایتہ وبقاء بعضہ لا الی غایتہ وہو الجنۃ والنار کان ذلک مانعا من تعلق القدرۃ الالہیۃ باعدام جمیع ہذا العالم لان القدرۃ لا تتعلق الا بالممکن واعدام ذلک غیر ممکن لا لذاتہ بل لما تعلق بہ مما ذکرناہ الخ بشرط فہم امام غزالی اور علامہ ابن حجر مکی کے ارشاد سے حسب معروضہ احقر قدرت کے دوسرے معنی معلوم ہوتے ہیں جب ہمارا دعوی اقوال فقہا و اہل اصول و مذاہب متکلمین و مفسرین کے موافق ثبوت کو پہونچ چکا تو اب ہمکو ہر چند کسی دلیل و سند کی اصلا ضرورت نہیں لیکن بنظر افادہ جدید و دفع شبہ جدید عرض آور ہے کہ امام رازی رحمہ اللہ علیہ نے تحت تفسیر ہل یستطیع ربک یہ بیان فرمایا ہے واما علی قولنا فہو محمول علی ان اللہ تعالی ہل قضی بذلک و ہل علم وقوعہ فانہ ان لم یقض بہ ولم یعلم وقوعہ کان ذلک محالا غیر مقدور لان خلاف المعلوم غیر مقدور یہ کلام مذہب اہل سنت کے صریح مخالف معلوم ہوتی ہے کیونکہ جملہ متکلمین اہل اصول خلاف علم و اخبار کو عند اہل السنۃ مقدور و ممکن فرما رہے ہیں اسکا کوئی انکار نہیں کرسکتا البتہ معتزلہ میں سے فرقہ اسواریہ کا یہ مذہب شرح مواقف وغیرہ میں مذکور ہے ان اللہ لا یقدر علی ما اخبر بعدمہ او علم بعدمہ والانسان قادر علیہ الخ بلکہ خود امام ممدوح نے اپنی تفسیر میں اس امر کی تصریح فرمائی ہے کہ خلاف علم و اخبار اہل سنت کے نزدیک مقدور باری ہے سو اب اس تناقض ظاہری کے رفع کی صورت یہی ہے کہ ہماری عرض سابق کو منظور فرمایئے اور کہیئے کہ امام ممدوح نے جو محالا غیر مقدور فرمایا ہے قدرت بالمعنی الثانی کے اعتبار سے فرمایا ہے اور جن صاحبوں نے ممکن و مقدور کہا ہے انکا مطمح نظر معنی اول

Marfat.com

ہین اب کسی قسم کا خدشہ باقی نہین رہتا اور امام کا یہہ قول جملہ اقوال علماء اور اپنے دوسرے قول کے سر مو
مخالف نہین ہوتا البتہ خرابی ہوگی تو شاید یہہ ہوگی کہ عرض احقر کی تصدیق اس صورت مین کما ینبغی ہوجا
گی سو اہل انصاف کے نزدیک یہہ امر قابل لحاظ نہین اب اگر کوئی صاحب زبردستی قول امام کو سہو و خطا پر
محمول فرمائین تو اوسکا جواب اہل فہم و انصاف خود سمجھ لیوینگے طرفہ یہہ کہ صاحب تفسیر نیشاپوری وغیرہ مفسرین
بھی آیہ مذکورہ کے ذیل مین بعینہ وہی فرما رہے ہین جو تفسیر کبیر مین ہے سو ان تمام اکابر کے قول کو خطا کیطرف
بے وجہ بلکہ خلاف وجہ وجیہہ منسوب کرنا سب جانتے ہین کسکا کام ہے سو جب یہہ ثابت ہوگیا کہ قدرت اور
مقدور کے دونون معنی مستعمل و مسلم ہین تو اب کسی امر کی نسبت فقط لفظ غیر مقدور دیکھکر تاوقتیکہ
معنی اول کا کوئی قرینہ مسلمہ محقق نہو اوس امر کی نسبت امتناع ذاتی کا حکم لگانا لایق تسلیم نہوگا **مقدمہ**

ثالث امر سویم قابل لحاظ یہہ ہے کہ ایمہ نقل و علماء عقل کے نزدیک جملہ صفات باری کی تین قسمین ہیں
ایک حقیقیہ محضہ جیسے حیاۃ و وجود دوسرے حقیقیہ ذی اضافہ مثلاً علم و قدرت وغیرہ تیسرے اضافیہ محضہ
جیسے معینہ و قبلیتہ اور حسب ارشاد حضرات اشاعرہ خالقیتہ و رازقیہ وغیرہ اور اقسام ثلثہ کی حقیقت یہ ہے
کہ صفات حقیقیہ خواہ محضہ ہون خواہ ذی اضافہ اون کو کہتے ہین جنکا مبدا خود ذات واجب ہو فرق ہے
تو اتنا ہے کہ حقیقیہ محضہ مین نہ مرتبہ تعقل و مفہوم مین اضافۃ الی الغیر کا اعتبار ہوتا ہے اور نہ مرتبہ تحقق
و ترتب آثار مین غیر کی احتیاج ہوتی ہے اور حقیقیہ ذی اضافہ مین فقط مرتبہ تعقل مین تو بیشک اضافہ
الی الغیر کا اعتبار نہین ہوتا مگر درجہ تحقق مین عروض اضافہ ضرور ہوتا ہے اور ترتب آثار بدون اضافۃ الی
الغیر نہین ہوتا اول کی مثال حیوۃ ہے تو دوسرے کی مثال قدرۃ وغیرہ سمجھیے باقی رہی اضافیہ محضہ اونکے
لئے ضرور ہے کہ اونکا مبدا قایم بذات الواجب نہو اس تقریر سے یہ امر واضح ہو جائیگا کہ قسم اول صفات
مین چونکہ عین باری ہین اصلا تغیر نہ آسکیگا اور قسم ثانی مین مبادی مین تو تغیر نہ ہوسکیگا البتہ تعلقات
مین تغیر کی گنجایش ہوگی اور قسم ثالث مین مطلقا تغیر درست ہوگا شرح مواقف مین مذکور ہے الصفات
علی ثلثۃ اقسام حقیقیۃ محضۃ کالسواد والبیاض والوجود والحیوۃ وحقیقۃ ذات اضافۃ کالعلم والقدرۃ واضافیۃ
محضۃ کالمعیۃ والقبلیۃ وفی عدادہا الصفات السلبیۃ ولایجوز بالنسبۃ الی ذاتہ تعالی التغیر فی القسم
الاول مطلقا ویجوز فی القسم الثالث مطلقا واما الثانی فانہ لایجوز التغیر فیہ نفسہ ویجوز فی تعلقہ اور دیکھیے
مولوی عبد الحکیم و شارح مواقف فرما رہے ہین قال الآمدی ذہب الشیخ الاشعری وعامۃ الاصحاب

Marfat.com

الی ان الصفات منہا ماہی عین الموصوف کالوجود ومنہا ماہی غیرہ وہی کل صفۃ امکن مفارقتہا عن الموصوف کصفات الافعال من کونہ خالقا قادرا اقادرا ومنہا مالا عین ولا غیر الخ علامہ دوانی شرح عقاید مین عدم قیام حوادث بذات الباری کے تحت مین فرماتے ہین المراد من الحوادث ہہنا الصفۃ الحقیقیۃ واما الصفات الاضافیۃ والسلبیۃ فیجوز التغیر والتبدیل فیہا فی الجملۃ کخالقیۃ زید وعدم خالقیۃ وذلک لان التبدل فیہا انما یتغیر ما اضیف الیہ لا یتغیر ما فی ذاتہ کما اذا انقلب الشی من یمینک الی یسارک وانت ساکن غیر متغیر والصفات الحقیقیۃ التی یلزمہا الاضافۃ انما یتغیر تعلقاتہا دون انفسہا لا یقال ہذا الدلیل جار فی الاضافات والسلوب مع تخلف المدعی عنہ لانا نقول لا نتیم جریان الدلیل فیہا کلہا فان مثل ایجاد العالم وخالقیۃ زید لیس من صفات الکمال حتی یکون الخلو عنہا فی الازل نقصا الی اخر کلامہ

ان عبارات سے اور نیز اور اقوال کثیرہ سے بالبداہتہ ثابت ہے کہ صفات باری تعالی متعدد الاقسام اور مختلف الاحکام ہین سو اہل علم کو ضرور ہے کہ کسی امر کی نسبت فقط اطلاق صفت دیکھکر کیفما اتفق کوئی حکم نہ لگا بیٹھین بلکہ اول یہ ملاحظہ فرماوین کہ یہ صفتہ کس قسم مین داخل ہے بعدہ اوس کے مناسب حسب قواعد مسلمہ علما، حکم جاری کرین اسکے بعد قابل اظہار یہ امر ہے کہ صفات فعلیہ یعنی جو صفات کہ فعل وتاثیر پر دال ہین اور جنکے اطلاق مین کسی فعل کا صدور ملحوظ ہوتا ہے جیسے تخلیق وترزیق واحیاء واماتتہ وتصویر ومغفرۃ وعدل وحکمت وغیرہا صفات غیر متناہیہ انکے بارہ مین حضرات اشاعرہ وماتریدیہ کثرہم اللہ تعالی باہم مختلف ہین اشاعرہ سبکو حادث ومتغیر کہتے ہین توماتریدیہ سبکو قدیم اور ازلی فرماتے ہین جسکا ماحصل یہ ہوا کہ صفات فعلیہ مذکورہ عند الاشاعرہ تو اقسام ثلثہ سابقہ کی قسم ثالث مین داخل ہین اور ماتریدیہ کے نزدیک اقسام مذکورہ کی قسم ثانی مین معدود ہین چنانچہ یہ امر بھی کتب کلام مین مصرح بکثرت موجود ہے ملا علی قاری صفات فعلیہ مذکورہ کے بارہ مین فرماتے ہین فما ذہب الماتریدیہ انہا قدیمۃ ومذہب الاشاعرۃ انہا حادثۃ ایسا ہی مسامرہ شرح مسایرہ مین اشاعرہ کی نسبت فرماتے ہین لانہم قایلون بان صفات الافعال حادثۃ لانہا عبارۃ عن التعلقات [illegible] حادثۃ مگر تصریحات محققین سے یہ امر بھی روشن ہے کہ ماتریدیہ واشاعریہ صفات افعال کے مبدء کو قدیم فرماتے ہین یہ امر جدا رہا کہ اشاعرہ کے نزدیک اونکا مبدا صفت قدرتہ ہے اور ماتریدیہ کے نزدیک صفتہ تکوین ہے ملا علی قاری شرح فقہ اکبر مین لکھتے ہین فالتخلیق والترزیق والابداع والصنع وغیر

ذلک من صفات الفعل کالاحیاء والافناء والانبات والانماء وتصویر الاشیاء والکل داخل تحت
صفة التکوین اسکے بعد میں پھر فرماتے ہیں فالاولی ان یقال ان مرجع الکل الی التکوین فانہ ان
تعلق بالحیوة یسمی احیاء و بالموت اماتة و بالصورة تصویرا الی غیر ذلک فالکل تکوین وانما الخصوص
بخصوصیات المتعلقات اور امام ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ مسایرہ میں ماتریدیہ کا مسلک بیان کرتے
ہیں والمراد بها صفات (ای صفات الفعل) تدل علی التاثیر لها اسماء غیر اسم القدرة باعتبار اسماء آثارها والکل یجمعها اسم التکوین
اور مذہب اشاعرہ کی تشریح یوں فرما رہے ہیں والاشاعرة یقولون لیست صفة التکوین علی فصولها اے
تفاصیلها سوی صفة القدرة باعتبار تعلقها بمتعلق خاص فالتخلیق ہو القدرة باعتبار تعلقها بالمخلوق
والترزیق تعلقها بایصال الرزق - سو ان دونوں امروں یعنی اختلاف سابق اور اتفاق لاحق کے ملانیکے
بعد بشرط تدبر اہل انصاف کو متحقق ہو جائیگا کہ مابین ماتریدیہ و اشاعرہ اس مسئلہ میں نزاع لفظی ہے
حضرات ماتریدیہ جو صفات افعال کو قدیم فرماتے ہیں اونکا قدیم فرمانا باعتبار مرجع اور مبدأ کے ہے اور
حضرات اشاعرہ کا حادث فرمانا بلحاظ افعال و تعلقات خاصہ کے ہے امام طحاوی امام اعظم سے نقل
فرماتے ہیں کما انہ محیی الموتی استحق ہذا الاسم قبل احیائہم کذلک استحق اسم الخالق قبل انشائہم ذلک
بانہ علی کل شئی قدیر جملہ اخیرہ سے صاف ظاہر ہے کہ صفات فعلیہ کو قدیم باعتبار مبدأ فرماتے ہیں
اور دیکھیے عبارت مسایرہ سے بھی یہی مطلب ظاہر ہوتا ہے فافاد ان معنی الخالق قبل الخلق واستحقاق
اسمہ ای الاسم الذی ہو الخالق فی الازل بسبب قیام قدرتہ تعالی علیہ ای علی الخلق فاسم الخالق
والحال انہ لا مخلوق فی الازل لمن لہ قدرة الخلق فی الازل وہذا ہو ما تقولہ الاشاعرة لاخلافہ واللہ
الموفق انتہی بقدر الحاجة - امام ابن ہمام نے بواسطہ امام طحاوی حضرت امام اعظم کا قول مذکور نقل
فرما کر اوسکے بعد اشاعرہ کے مذہب کو بطور مذکور اوسکی مطابق کیا ہے سو اوسکے مطالعہ سے بھی احقر کی
غرض مذکورہ کی تصدیق ہوتی ہے کما ہو ظاہر علی ذوی الالباب اور اسیوجہ سے ملا علی قاری بھی
نزاع مذکورہ کے باب میں والنزاع لفظی عند ارباب التدقیق کما تبین عند التحقیق الخ فرما رہے ہیں
علی ہذا القیاس ماتریدیہ کا صفات داخلہ تحت التکوین والقدرة کو صفة حقیقی ذی اضافہ فرمانا مبدأ
کے لحاظ سے ہے اور اشاعرہ کا اضافیہ محضہ فرمانا خاص اونکے وجودات خاصہ کے اعتبار سے ہے
والحمد للہ علی التوفیق - اب اس توفیق واجب التسلیم کے بعد بھی اگر کوئی نہ مانے اور ظاہری اختلاف

Marfat.com

عبارت سے وہو کا کہا کریہی فرمائین کہ ماتریدیہ کے نزدیک صفات فعلیہ صفات ذی اضافہ ہین اور اضافیہ محضہ کسیطرح اونکو نہین کہہ سکتے تو یہ قول گو خلاف عقل ونقل ہے مگر ہمکو انشاء اللہ تعالی یہہ بھی مضر نہین ہیش برین نیست کہ جیسے صفات حقیقیہ کی دو قسمین تہین ایک محضہ دوسرے ذی اضافہ ایسے ہی صفات اضافیہ کی بھی دو قسمین ہو جائینگی اول اضافیہ محضہ جیسے قبلتیہ دوسرا اضافیہ ذی مبدء جنکا مبدا ر قایم بذات الباری ہو جیسے صفات فعلیہ اور جیسے صفات حقیقیہ کی ہر دو قسم تغیر سے منزہ نہین اونکے خلاف ہر دو قسم اضافیہ مین تغیر ممکن ہوگا وہو المطلوب اور یہ احتمال کہ کوئی صاحب صفت فعلیہ تخلیق و ترزیق وغیرہ کو حقیقی ذی اضافہ مثل علم و قدرۃ کے فرمانے لگین اہل عقل سے متوقع نہین فضلاً عن العلماء بہر حال صفات فعلیہ کو صفات اضافیہ محضہ مین داخل کرو یا بوجہ ظاہر عبارات اضافیہ ذی مبدء فرماؤ تغیر کی گنجایش ضرور نکلیگی البتہ اونکی مبدا اور مرجع مین تغیر کا احتمال نکالنا کوئی نہین کہہ سکتا سو اب بوجہ احسن معلوم ہوگیا کہ حضرات اشاعرہ اور ماتریدیہ کے نزدیک صفات فعلیہ حادث و متغیر ہین البتہ اونکا مبدا ر صفت حقیقی اور قدیم ہی اور متاخرین ماتریدیہ نے اگر اسکا خلاف کیا ہے تو خود علماء حنفیہ مثل امام ابن ہمام و ملا علی قاری وغیرہ اونکا تخطیہ بیان کر رہے ہین تو اب اونکا قول غیر مقبول ہے یا مؤول تو جب مذہب جمہور و قول مشہور یہہ قرار پایا کہ جملہ صفات جزئیہ فعلیہ کا مبدا اور مرجع یعنی صفۃ قدرت یا تکوین تو بیشک قدیم ہے مگر خود وہ صفات فعلیہ چونکہ صدور افعال جزئیہ پر موقوف ہین اور صدور افعال مذکورہ تعلقات و اضافات خاصہ پر تو اسلیے اونکو حادث و متغیر کہنا پڑیگا مثلاً خالق و صانع عالم یا محیی و ممیت زید جناب باری پر اگر اطلاق کیا جاتا ہے تو ان صفات کا مبدء تو ازلی و قدیم ہے لیکن خود ان صفات کا تحقق اسپر موقوف ہے کہ اول فعل خلق و صنع عالم یا فعل احیاء و اماتت زید کے صدور کی نوبت آئے تو اب انکا حدوث خود ظاہر ہے اسکے بعد ادنی تامل سے یہ امر بھی معلوم ہو جائیگا کہ جیسے ذات واجب تعالی مقدور ہونے سے پاک ہے ایسے ہی صفات حقیقیہ ذاتیہ کا بھی صدور ذات واجب سے بالایجاب ہے اور جیسے افعال خاصہ مثل تخلیق و ترزیق و احیاء و اماتۃ اور اعطاء و منع و اضرار و نفع وغیرہ تحت قدرت والاختیار داخل ہین ایسے ہی صفات فعلیہ راجعہ الی القدرۃ والتکوین بھی مقدور قدرت قدیمہ ہین اور صفات جزئیہ مذکورہ کا تحقق تاثیر قدرت پر موقوف ہے جس سے صفات مذکورہ کا متغیر و حادث ہونا ضروری

Marfat.com

کہنا پڑتا ہے بلکہ اہل سنت والجماعۃ کا یہہ عقیدہ کہ صفات کمالیہ گو قدرت قدیمہ سے خارج ہین مگر افعال قبیحہ خلاف عدل وغیرہ کا صدور داخل قدرت ہو کر ممتنع الصدور ہو رہا ہے تقریر مذکورہ سے مدلل ہو جاتا ہے البتہ وہ افعال جو تغیر ذات یا صفات کمالیہ حقیقیہ کو مستلزم ہونگے مثل اکل وشرب وہ بیشک حسب قاعدہ مذکورہ سابق ممتنعات مین داخل ہونگے فتذکر۔ اور اب مذہب اہل سنت پر معتزلہ کی طرف سے یہہ شبہ پیش کر کہ اگر فعل موافق عدل وحکمت کو جو کہ منجملہ صفات باری ہین حق تعالی کی نسبت واجب نہ کہا جاوے گا اور صدور ظلم بمعنی خلاف عدل مثل تعذیب طائع وسفہ وعبث بمعنی خلاف حکمت مثل مغفرت مشرکین کو غیر مقدور نہ مانا جائیگا تو صفات کمالیہ جناب باریکا ازالہ یا اوسمین تغیر ونقصان ممکن ہوگا جو بالبداہۃ باطل ہے انشاء اللہ کسیطرح درست نہوگا احقر ابھی عرض کر چکا ہے کہ کسی امر کی نسبت فقط اطلاق صفت دیکھکر کوئی حکم جاری نفرما دین تاوقتیکہ یہہ ملاحظہ نہ کرلین کہ اقسام مذکورہ بالا مین سے کونسی قسم مین داخل ہے اگر فرق مذکورہ ملحوظ نظر ہوتا تو اس اعتراض کے وقوع کا ہرگز احتمال بھی نہوتا کیونکہ عدل وحکمت صفات ذاتیہ حقیقیہ مین ہرگز داخل نہین بلکہ صفات فعلیہ اضافیہ مین شامل ہین جنکا تغیر فقط افعال کے تغیر کو مستلزم ہے کما مر البتہ اگر صفات فعلیہ اضافیہ بھی مثل صفات ذاتیہ قایم بذات الباری ہوتے تو بیشک اونکے تغیر سے ذات واجب مین تغیر ماننا پڑتا جو بالبداہۃ محال ہے مگر قایم بذات الباری ہوتین تو اون کو پھر صفات اضافیہ افعالیہ ہی کون کہتا اور جب عدل وحکمت صفات افعالیہ ہوئین تو اونکے اضداد ظلم سفہ کو بھی صفات فعلیہ مین ضرور شامل کرنا ہوگا چنانچہ مسلم الثبوت مین موجود ہے السفہ والعبث من صفات الافعال بالجملہ یہہ امر ضرور ملحوظ رکھنا چاہیئے کہ نقص فی الافعال اور نقص فی الصفات الذاتیہ کا یکسان حال نہین اول کا امتناع منافی مقدوریۃ نہین اور ثانی کا امتناع ذاتی اور منافی مقدوریۃ ہے اور بعض اہل اعتزال نے جیسے نظامیہ جو بوجہ عدم فہم تفاوت دونو پر یکسان امتناع کا حکم لگا دیا اور مثل نقائص صفات ذاتیہ افعال قبیحہ کو بھی نفس امکان ومقدوریۃ سے خارج کر دیا اوسکا بطلان ظاہر ہوگیا علی ہذا القیاس صفات ذاتیہ اور صفات اضافیہ فعلیہ مین جیسا یہہ تفاوت ہے کہ وہ ازلی وغیر متغیر وصادر بالایجاب واجہات جملہ صفات وقایم بذات الواجب ہین اور یہہ صفات اونکے خلاف ہین ایسا ہی اور بھی چند امور مین متفاوت ہین اور بنی سب تفاوتون کا یہی تفاوت مذکور ہے مثلاً صفات ذاتیہ وجودیہ اشاعرہ وماتریدیہ کے نزدیک کل آٹھ ہین یہ جدا امر ہے کہ ماتریدیہ صفۃ تکوین کو

13567

Marfat.com

ونمین شامل کرتے ہین اور اشاعرہ اوسکی جگہ مثلاً صفۃ قدم کو شمار کرتے ہین اور بعض نے آٹھسی بڑہا کر صفۃ
ستوی یا وجہ اور ید وغیرہ کو صفات ذاتیہ وجودیہ مین اگر داخل بھی کیا تو اول تو جمہور اوسکو تسلیم نہین فرماتے
ور بعد تسلیم تناہی صفات ذاتیہ پہر بھی مسلم رہے بخلاف صفات فعلیہ کے کہ اونکو غیر متناہی کہتے ہین دوسرے
ہل سنت جو صفات کو لا غیر فرماتے ہین ...... تو اوس سے مراد صفات ذاتیہ وجودیہ ہین صفات
ضافیہ فعلیہ جنکا مرجع تکوین ہے اور تعلقات خاصہ قدرت وتکوین سے پیدا ہوتے ہین اس حکم مین
ہرگز داخل نہین چنانچہ مولوی عبد الحکیم وغیرہ کے حوالہ سے جو عبارت نقل کر آیا ہون اوس مین صراحۃً
جملہ ومنہا ما ہی غیرہ وہی کل صفۃ امکن مفارقتہا عن الموصوف الصفات الافعال من کونہ خالقا و
رازقا موجود ہے علی ہذا القیاس صفات حقیقیہ واضافیہ مذکورہ مین باہم ایک تفاوت قابل لحاظ یہ بھی
ہے کہ جملہ صفات ذاتیہ وجودیہ جناب باری گو صفات ممکنات سے مثل ذات باری مختلف الکنہ اور
مغایر بالذات ہین لیکن صفات فعلیہ سلبیہ مین یہ تغایر مفقود ہے یعنی ذات باری جل مجدہ جیسے
وذات ممکنات سے بالکل مغایر ہے ایسے ہی اوسکی صفات ذاتیہ علم وقدرۃ وکلام وغیرہ علم وقدرت
ممکنات سے مباین محض ہین کسی امر ذاتی مین اشتراک نہین البتہ اسمی امر خارجی عرضی مین اشتراک
ہو تو ہو قال شارح العقاید فان اوصافہ من العلم والقدرۃ وغیر ذلک اجل واعلی مما فی المخلوقات بحیث
لا مناسبۃ بینہما قال فی البدایۃ ان العلم منا موجود وعرض وعلم محدث وجایز الوجود وتجدد فی کل زمان
فلو اثبتنا العلم صفۃ للہ تعالی لکان موجودا وصفۃ قدیمۃ وواجب الوجود ودایما من الازل الی الابد
فلا یماثل علم الخلق بوجہ من الوجوہ انتہے اور شرح عقاید کے محشی حتی ان الاشتراک بینہما لفظی فرما رہے
ہین اور کیون نہو سب جانتے ہین کہ صفات ذاتیہ وجودیہ حق تعالی شانہ بہ نسبت ذات باری لا غیر ہین
اور ذوات ممکنات وصفات ممکنات ذات اقدس کے بالکل مغایر جس سے بداہتہً تغایر ذاتی مابین
صفات ذاتیہ واجب تعالی اور صفات ممکنات ثابت ہوتا ہے ورنہ ذات باری اور صفات ممکنات
مین عدم تغایر ذاتی ماننا پڑیگا جو صریح ممتنع ہے ہان البتہ صفات سلبیہ وفعلیہ جناب باری اور صفات
مذکورہ ممکنات مین بجائے تغایر ذاتی اتحاد موجود ہے کیونکہ صفات مذکورہ حسب بیان بالا نہ عین ذات
ہین نہ قایم بذات الواجب ہین بلکہ متغایر ومباین ہین اور جدا مور غیر ذات واجب ہین اونکا حدوث
وامکان مسلم الثبوت ہے تو اب مابین ان صفات اور صفات ممکنات کے کوئی امر داعی مغایرت باقی

Marfat.com

نہ رہا اور وہ خرابی جو صفات ذاتیہ الہیہ اور صفات ممکنات کے اتحاد مین لازم آتی تھی یہان معدوم ہو
علاوہ ازین ہر عاقل پر روشن ہے کہ صفات سلبیہ واجب تعالی مثل لیس بعرض ولا جسم ولا جوہر ولا
ولا معدود ولا متناہ ولا متبعض ولا مترکب ولا متمکن ولا ضد لہ ولا مثل لہ ولا ند لہ جملہ ان صفات
وہی معنے لئے جاتے ہین جو در صورت نسبتہ الی الممکنات سمجھے جاتے ہین کون نہین جانتا کہ ترکیب
و تجزی و جسم و جوہر سے در صورت اضافہ الی الواجب وہی معانی مشہورہ مراد ہین جو بہ نسبت
الی الممکنات مراد ہوتے ہین ورنہ در صورت تغیر حقیقتہ امور مذکورہ ذات واجب تعالی سے اون کا
ضروری السلب اور ممتنع الثبوت کہنا یقینی نہین رہ سکتا کما لا یخفی علی المتامل معہذا امور مذکورہ
کے ذات واجب سے منتفی ہونیکے جو ادلہ حضرات متکلمین بیان فرماتے ہین اون سے کم فہم بھی
سمجھ سکتا ہے کہ بعینہ انکے معنی متداولہ مراد ہین اور صفات سلبی ہونیکی حالت مین معانی اصلیہ
مین کچھہ تغیر نہین آیا دیکھئے لیس بعرض ہونیکی دلیل مین لانہ لا یقوم بذاتہ بل یفتقر الی محل یقومہ
فرما رہے ہین اور لیس بجوہر کے ذیل مین اذ الجوہر ہو المتمکن المستغنی عن المحل لکھہ رہے ہین اور
سلب جسمیت مین لان الجسم مرکب محتاج الی الجزء ذکر کر رہے ہین اور یہ وہی تعریفات ہین جو امور
مذکورہ کی تعریفات اصلیہ بیان کیجاتی ہین علی ہذا القیاس محدود و معدود و ترکیب و تجزی وغیرہ کو ملاحظہ
فرمالیجیے کہ اونکی حقیقتہ وہی بیان کی جاتی ہے جو در صورت نسبتہ الی الممکنات کیجاتی تہی اور جو
اونکی حقیقتہ واقعیہ تھی یہ نہین کہ صفات سلبیہ ہونیکی وقت مین اونکی حقیقتہ کچھہ اور ہوگئی ہے علی
ہذا القیاس صفات فعلیہ مین بھی بعینہ یہی قصہ ہے کہ افعال اختیاریہ اور صفات فعلیہ ایزد متعال چونکہ
حادث و غیر قایم بذات الباری ہین اسلئے افعال و صفات ممکنات کے ساتھ متحد الحقیقہ ہونے مین
خرابی معلوم ہرگز لازم نہ آئیگی اور ہر عاقل بداہتہ جانتا ہے کہ اعطاء و منع اضرار و نفع انتقام و عفو رفع
و خفض قبض و بسط لطف و قہر اعزاز و اذلال صدق و عدل حلم و حکمت بمعنی ترک ما لا ینبغی و فعل
ما ینبغی وغیرہ صفات فعلیہ کی حقیقتہ دونون حالتون مین یکسان ہے خواہ ذات خالق کائنات
کیطرف منسوب کرو خواہ ممکنات کی طرف چنانچہ اسمائے صفات دالتہ علی الافعال کی تفسیر جو صاحب
تفسیر کبیر وغیرہ نے بیان کی ہے ہمارے مدعا پر دلیل کافی ہے اور جنکی طبائع تعصب و اوہام سے خالی
ہین انشاء اللہ بیان احقر کی تائید فقط اس فرق کی وجہ سے ہی سمجھہ جاینگے کہ عباد پر عالم و قادر و مر

متکلم بصیر و سامع وغیرہ کا اطلاق تو درست ہے اور محیی اور ممیت خالق و محدث عباد کی نسبت کہنا غلط
باطل ہے یعنی حسب تقریر معروضہ چونکہ صفات حقیقیہ واجب صفات ممکنات سے مغایر بالذات و بالحقیقۃ
ہین تو علم و قدرت واجب علم و قدرت ممکنات سے مغایر و مباین بالذات ہوگا اسلئے ممکنات کو عالم
قادر وغیرہ کہنے مین کوئی خرابی لازم نہ آئیگی کیونکہ عالم و متکلم و مرید وغیرہ جب واجب تعالی کی نسبت
ہونگے اوسکی حقیقۃ اور ہوگی اور جب انکا اطلاق بہ نسبت عباد کیا جائیگا تو اوسکی حقیقۃ کچھہ اور ہوگی
البتہ اگر علم وغیرہ کے معنی فقط وہی ہوتے جو ذات واجب مین محقق ہین تو پہر ممکنات کو عالم و متکلم
وغیرہ کہنا یقیناً غلط اور محال ہوتا اور صفات افعالیہ مذکورہ مین چونکہ احیا و اماتۃ و خلق و احداث
کی دونون حالتون مین ایک ہی معنی ہین اور وہ معنی ممکنات مین پائے جانے محال ہین اسلئے
اونکا اطلاق بہ نسبت ممکنات باطل و غلط ہوا ہان درصورت اضافۃ الی الممکنات اگر یہان بھی مثل
صفات حقیقیہ خلق و احیا کی حقیقۃ مناسب شان ممکنات کچھہ اور ہو جاتی تو پہر ضرور محیی و خالق وغیرہ کا
اطلاق حقیقی عباد پر ممکن و صحیح ہو جاتا الحاصل جب یہہ امر ثابت ہوگیا کہ صفات اضافیہ فعلیہ اور صفات
سلبیہ کی حقیقۃ مین درصورت نسبت الی الواجب یا الی الممکنات تباین و اختلاف نہین ہوتا اور
صدق و عدل و حکمت وغیرہ کی ہر دو حالت مین ایک ہی حقیقۃ ہے تو اب اونکی اضداد کے معنی
بھی ہر حال مین ایک ہی ہونگے چاہے واجب کیطرف منسوب کیجئے چاہے ممکنات کی طرف یعنی جیسا
ہر ایک کلام کے صادق ہونیکی یہ معنی ہین کہ مطابق واقع ہو واجب تعالی کی کلام ہو یا انسان کی
کلام ہو ایسا ہی کسی کلام کے کاذب ہونیکی یہ حقیقۃ ہوگی کہ غیر مطابق للواقع ہو کسیکی کلام ہو ایسے
ہی حکمت حسب ارشاد علما بمعنی ترک ما لا ینبغی و فعل ما ینبغی جملہ افعال مطابق الحکمۃ پر بولا جائیگا
افعال باری ہون یا افعال عباد اور ایسے ہی عدل وغیرہ کو خیال فرمالیجئے بعینہ یہی حال خلاف حکمت
و عدل کا ہوگا یہ ہوگا کہ کذب ضد صدق اور عبث و باطل جسکو خلاف حکمت کہتے ہین اور ظلم بمعنے
وضع الشئ فی غیر موضعہ جسکو خلاف عدل سے تعبیر کیجئے ان امور کو فعل و قول ممکن کی طرف اگر نسبت
کرینگے تو اور معنی ہونگے اور قول و فعل باری تعالی کی طرف نسبت کرینگے تو دوسرے معنی مقصود ہونگے
یہہ امر بدیہی ہے کہ کذب و ظلم و عبث بلکہ اکل و شرب و حرکت و سکون وغیرہ کو جو ذات خالق کائنات سے
ممتنع الوقوع کہا جاتا ہے تو اوسی معنی کی وجہ سے کہا جاتا ہے جو کہ درصورت اضافہ الی الممکنات

Marfat.com

مقصود ہوتے ہین چنانچہ اس امر کو صاحب تنزیہہ اور اونکے موافقین بھی تسلیم کئے ہوئے ہین

مقدمہ چہارم امر چہارم یہہ ہے کہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک کلام باری بطور اشتراک لفظی یا معنوی یا بطریق حقیقہ ومجاز دو معنون مین مستعمل ہے اول صفت حقیقی واحد بسیط قایم بذات الباری غیر مغایر عن الذات جسکو کلام نفسی سے تعبیر کرتے ہین دوسرے کلام منزل علی الرسول علیہ وعلی الہ الصلوۃ والتسلیمات معجز متحدی بہ مرکب عن الحروف جسکو کلام لفظی کہتے ہین اور کلام بمعنی الاول چونکہ فی حد ذاتہ واحد بسیط ہے اسلئے اوسکی ذات مین صدق وکذب کسیکی بھی گنجایش نہین کیونکہ اوسکو فی نفسہ نہ انشا کہہ سکتے ہین نہ خبر البتہ تعلقات مخصوصہ کی وجہ سے اوسکو خبر یا امر وغیرہ کہسکتے ہین شرح مواقف مین ہے کلامہ تعالی واحدۃ عندنا کما مر فی القدرۃ واما انقسامہ الی الامر والنہی والخبر والاستفہام والندا فانما ہو بحسب التعلق فذلک الکلام الواحد باعتبار تعلقہ بشئ مخصوص یکون خبرا وباعتبار تعلقہ بشئ آخر او علی وجہ آخر یکون امرا وکذا الحال فی البواقی علامہ شرح عقاید مین فرماتے ہین انہ صفۃ واحدۃ تتکثر بالنسبۃ الی الامر والنہی والخبر باختلاف التعلقات یہی مضمون بعینہ شرح فقہ اکبر مین موجود ہے ان کلامہ صفۃ واحدۃ تتکثر والی الامر والنہی والخبر باختلاف التعلقات صاحب مقاصد فرماتے ہین المذہب ان کلامہ الازلی واحد یتکثر بحسب التعلق مسامرہ شرح مسایرہ مین مذکور ہے انما ہی انواع اعتباریۃ تحصل لہ بحسب تعلقہ بالاشیاء فذلک الکلام الواحد باعتبار تعلقہ بشئ علی وجہ مخصوص یکون خبرا وباعتبار تعلقہ بشئ آخر او علی وجہ آخر یکون امرا وکذا الحال فی البواقی بالجملہ یہ امر تصریحات اعلام سے محقق ہوگیا کہ کلام نفسی فی حد ذاتہ نہ خبر ہے نہ انشا اور خبر نہین تو پھر احتمال صدق وکذب کی کوئی صورت نہین ہوسکتی البتہ بعد ثبوت تعلقات خاصہ مذکورہ جب خبریت کی نوبت آئیگی او سوقت احتمال صدق وکذب کی گنجایش ہوگی اور اتنی بات مین جملہ اہل سنت موافق ہین کسیکا خلاف نہین اگر خلاف ہے تو فقط اس امر مین ہے کہ تعلقات مذکورہ حادث ہین یا قدیم سو عبد اللہ بن سعید القطان اور ایک جماعت توحدوث کے قایل ہین اور جمہور تعلقات کو قدیم فرما رہے ہین چنانچہ شارح عقاید فرماتے ہین انما یصیر احدتلک الاقسام عند التعلقات وذلک فیما لا یزال واما فی الازل فلا انقسام اصلا اسکی تفسیر صاحب خیالی ہذا مذہب بعض الاشاعرہ کے ساتھ کر رہے ہین جسپر مولوی عبد الحکیم

وچلپی تحریر کرتے ہین وہو عبد اللہ بن سعید القطان وجماعة من المتقدمین قالوا ان کلامہ تعالی صفة واحدة
لا تعدد فیہا اصلا انما التعدد بحسب التعلقات الحادثة بحسب حدوث التعلقات اور علامہ چلپی حاشیہ
شرح مواقف مین تعلقات مذکورہ کی شان مین وحادث عند ابی سعید وطایفة کثیرة من المتقدمین
فرماتے ہین اور صاحب مسلم الثبوت اپنی منہیہ مین مفصلاً فرمارہے ہین اعلم ان الاشاعرة کلہم متفقون
علی ان کلامہ فی الازل واحدة لکن جمہورہم علی ان ذلک الواحد باعتبار تعلقہ بشئی علی وجہ مخصوص
یکون خبرا وباعتبار جرد تعلقہ بشئی آخر او علی وجہ آخر یکون امرا الی غیر ذلک فہو فی الازل متصف بقسم
من الاقسام بحسب التعلقات واما ابن سعید فمع قولہ بوحدتہ فی الازل یقول انہ لیس متصفا بشئی
من الاقسام فی الازل وانما الصیر احدہا فیما لا یزال سو فہم سلیم کی خوبی تو یہ ہے کہ جمہور اور طایفہ
ثانی کے قول مین تطبیق کی فکر کیجائے چنانچہ علامہ دوانی شرح عقاید مین بطور تحقیق ارشاد فرماتے
ہین فنقول کلام اللہ تعالی ہو الکلمات التی رتبہا اللہ تعالی فی علمہ الازلی بصفة الازلی الذی ہو مبدء
تالیفہا وترتیبہا وہذہ الصفة قدیمہ وتلک الکلمات المترتبہ ایضا بحسب وجودہ العلمی ازلی بل الکلمات
والکلام مطلقاً کسایر الممکنات ازلیة بحسب وجودہ العلمی ولیس کلام اللہ تعالی الا مارتبہ اللہ تعالی
بنفسہ من غیر واسطہ والکلمات لا تعاقب بینہا فی الوجود العلمی حتی یلزم حدوثہا وانما التعاقب بینہا فی
الوجود الخارجی وہو بحسب ہذا الوجود کلام لفظی وہذا الوجہ سالم عما یلزم المذاہب المنقولة الخ یہی تطبیق
بعینہ اختلاف مذکورین جاری ہوسکتی ہے یعنی یہ کہہ سکتے ہین کہ تعلقات خاصہ جو کلام نفسی کو عارض
ہوتے ہین باعتبار وجود علمی اونکو جمہور قدیم فرماتے ہین اور طایفہ ثانی بلحاظ وجود خارجی حادث کہہ
رہا ہے مسامرہ اور شرح فقہ اکبر مین بھی اوسکی تائید موجود ہے والجواب ان اخبار اللہ تعالی لا یتصف
ازلا بالماضی والحال والمستقبل بعدم الزمان وانما یتصف بذلک فیما لا یزال بحسب التعلقات
فیقال قام بذات اللہ تعالی اخبار عن ارسال نوح مطلقاً وذلک الاخبار موجود ازلا باق ابدا فقبل
الارسال کانت العبارة الدالة علیہ انا نرسل وبعد الارسال انا ارسلنا فالتغیر فی اللفظ [illegible]
القایم بالذات وہذا کما نقول فی علمہ تعالی انہ قایم بذاتہ تعالی انما العلم بان نوحا مرسل وہذا العلم
باق ابدا قبل وجودہ علم انہ سیوجد ویرسل وبعد وجودہ علم بذلک العلم انہ وجد وارسل والتغیر فی المعلوم
لا فی العلم کما یوخذ مما مر فی الکلام علی العلم والارادة انتہی عبارت سطور شاہد ہے کہ کلام باری ازل

Marfat.com

مین جملہ تعینات وتعلقات سے منزہ ہے البتہ لایزال یعنی استقبال مین تعلقات موصوفہ کی وجہ سے تعینات مختلفہ کے لحوق کی نوبت آتی ہے اور یہ بھی معلوم ہوگیا کہ علم قدیم مین کسی قسم کا تغیر وتبدل نہین آسکتا بلکہ جملہ امور بجمیع احوال مختلفہ وتعینات متعددہ وتغیرات متکثرہ غیر محصورہ ازل سے علم باری مین موجود ہین البتہ معلومات مین تغیر وحدوث متحقق ہے۔ کا خلاصہ وہی ہوا کہ وجود علمی قدیم اور وجود خارجی حادث ہے چنانچہ اسی مدعا کے ضمن مین حضرت امام العارفین وقدوۃ الواصلین سمی رسول اللہ صفی عباد اللہ منبع فیض نامحدود سر امدایمہ کشف وشہود دسر دفتر راسخین امت سر حلقہ حلقہ بگوشان اتباع سنت سلطان المحققین رئیس المتکلمین ماحی شرک وبدعت حامی شریعت وطریقہ قیوم ربانی ومقبول سبحانی امامنا وحبیبنا حضرت شیخ مجدد الف ثانی حشرہ اللہ تعالی مع الانبیاء والصدیقین وجعلنا فی اتباعہ یوم الدین آمین اپنے مکتوبات مین ارشاد کرتے ہین صفۃ العلم او را سبحانہ صفتی است قدیم وبسیطی است حقیقی کہ ہرگز تعدد وتکثر بان راہ نیافتہ است اگرچہ باعتبار تعدد تعلقات باشد زیرا کہ انجا یک انکشافی است بسیط کہ معلومات ازل وابد بہمان انکشاف منکشف میگردد وجمیع اشیاء را باحوال مناسبہ ومتضادہ ایشان کلیۃ وجزئیۃ باوقات مخصوصہ ہر کدام دران واحد بسیط دانستہ است وہمان آن زید را ہم موجود دانستہ است وہم معدوم وجنین دانستہ است وصبی وجوان دانستہ است وپیر وزندہ دانستہ است ومردہ وقایم دانستہ است وقاعد ومستند دانستہ است ومضطجع وخندان دانستہ است وگریان ومتلذذ دانستہ است ومتالم وعزیز دانستہ است وذلیل ہم در برزخ دانستہ است ہم در حشرات ہم در جنت دانستہ است ہم در تلذذات پس تعدد وتعلق نیز دران موطن مفقود باشد چہ تعدد تعلقات تعدد انات می طلبد وتکثر ازمنہ میخواہد الی آخر کلامہ الشریف اور اگر کسیکو تطبیق مذکورہ بین الفریقین ناگوار خاطر ہو اور تعارض ہی کا شوق ہو تو پہر مذہب جمہور اور مذہب ثانی مین سے کسیکی تغلیط کرنی پڑیگی جو کہ سہل امر نہین مذہب جمہور کو غلط کہنا تو ظاہر ہے کہ محض جسارت بیجا ہے باقی رہا مذہب ثانی سو اوسکے نسبت جو بعض اعتراضات کتب کلامیہ مین منقول ہین محققین نے اون سبکے جواب شافی دیئے ہین یہی وجہ ہے کہ صاحب مقاصد وعلامہ وغیرہ مصنفین معتبرین نے مذہب عبد اللہ بن سعید کی بنا پر بعض اعتراضات مخالفین کا جواب دیا ہے اور اسپر کسی قسم کا انکار نہین کیا بلکہ مولانا بحر العلوم مذہب مذکور کی نسبت

Marfat.com

فرماتے ہین وقد رایت فی کتب بعض المحدثین انہم حکموا بکون ہذا الرای مختارا علاوہ ازین محققین کے کلام مین یہہ امر موجود ہے کہ بجز علم ازلی جملہ صفات حقیقیہ قدرت وارادہ وغیرہ کے تعلقات حادث ہین حتی کہ علم ظہوراعنی علم تفصیلی کے تعلقات کو حادث فرماتے ہین شرح مواقف مین ہے فصفۃ العلم قدیمۃ وواحدۃ وغیر متناہیۃ ذاتا بمعنی سلب التناہی وغیر متناہیۃ تعلقا بمعنی اثبات اللاتناہی فی تعلق بالفعل والارادۃ ایضا کذلک لکن تعلقہا غیر متناہ بالقوۃ کما فی القدرۃ وعلی ہذا فقس الخ شارح مقاصد کہتے ہین وجوابہا ان الکلام وان کان ازلیا لکن تعلقاتہ بالاشخاص والافعال حادثۃ بارادۃ من اللہ تعالی واختیارہ۔ تو اب بلا دلیل اوسکی تغلیط کرنی کیونکر عند العقلاء مسموع ہوسکتی ہے اور اگر کوئی صاحب بلا وجہ اوس مذہب کو متروک ومطروح فرماوین تو ہمکو پہر بہی انشاء اللہ تعالی ضرر نہین ہمارا مدعا تو فقط یہ ہے کہ کلام نفسی جسکو بسیط حقیقی کہا جاتا ہے اور فی نفسہ انشائیۃ وخبریۃ سے متعالی مانا جاتا ہے اوسکی ذات مین نہ احتمال صدق ہے نہ احتمال کذب تعلقات عارضہ اور تعینات متاخرہ کے لحوق کے بعد کہین انشائیۃ وخبریۃ کی گنجایش نکلیگی اور حکم صدق وکذب اوسکی بہی بعد مین جاری کیا جائیگا چاہو تعلقات مذکورہ کو حادث مانو یا قدیم کہو تو اب اگر کوئی یہ کہے کہ کلام نفسی کا کذب ممتنع ہے تو اوسکے یہہ معنے ہونگے کہ کلام نفسی مین بوجہ بساطۃ ووحدۃ وبوجہ عدم تعلق وعدم تصور مطابقت وغیر مطابقت کذب متصور ہی نہین ہوسکتا یہہ مطلب نہین کہ معنی کذب بطور تجویز عقلی متصور ہوکر پہر امتناع ذاتی کا حکم لگایا جاتا ہے مثلاً اگر کوئی یہ کہے کہ کذب کے لئے کلام کا وجود ضروری ہے مفردات کا کاذب ہونا ممتنع ہے تو سبکے نزدیک امتناع کا مبنی یہی ہوگا کہ مفردات مین معنی کذب متصور ہی نہیں ہوسکتے اس کلام کا مطلب ادنی عاقل بہی یہ نہ سمجھے گا کہ جب مفردات مین کذب ممتنع ہوا تو اونکا صدق واجب وضروری ہوگیا علی ہذا القیاس کلام نفسی کے ممتنع الکذب ہونیکا یہ مدعا ہے کہ اوسمین کذب متصور ہی نہین ہوسکتا یہ نہین کہ اوسکا صادق ہونا فی حد ذاتہ واجب ہے بلکہ کلام وحدہ کو بلحاظ ذات بالاتفاق نہ صادق کہہ سکتے ہین نہ کاذب لما مر وجہہ اور حضرات علماء نے جو اپنی عبارات مین کلام نفسی کو صادق فرمایا ہے تو اونکا مدعا اطلاق صدق بعد التعلق ہے تو اب اونکے ارشاد اور عرض سابق مین کسی قسم کا تخالف نہین کیونکہ کلام نفسی کے ممتنع الکذب یعنی غیر متصور الکذب ہونیکا اور نیز غیر متصور الصدق ہونیکا مصداق تو فقط اوسکی ذات بسیط وواحد ہے اور اتصاف بالصدق

اور ضروری الصدق ہونیکا منشا ذات مذکور بعد اعتبار تعدد تعلقات والتعینات ہے جسکا مآل یہی ہوا کہ
علمار موصوف بالصدق مرتبہ متاخر کو فرماتے ہین اور عرض سابق مین غیر متصف بالصدق والکذب
مرتبہ مقدم کی نسبت کہا گیا ہے فلا منافات اسکے بعد ایک مضمون ضروری قابل توجہ کہ مقاصد کو
مین مفید ہونیکے سوا اختلافات وشبہات متعددہ کے رفع ہو جانیکا باعث ہو مجملاً عرض کرنا ضرور
سمجھتا ہون اگرچہ بعض حضرات کے مناقشہ کا خوف بھی ہے عبارات کتب اور اقوال علمار سے کلام
نفسی کے دو معنی مفہوم ہوتے ہین اور بلا نکیر دونون معنون مین مستعمل ہے اول بمعنی مبدء تکلم اور
منشار صدور کلام قایم بذات باری ازلی وقدیم اسکا حال بعینہ علم وقدرت وغیرہ صفات حقیقیہ ذاتیہ
جیسا سمجھنا چاہیئے یعنی جیسے مبدء انکشاف کو علم اور مبدء ظہور آثار کو قدرت کہا جاتا ہے ایسا ہی مبدء
تکلم کو کلام نفسی کہتے ہین اور جسطور سے اونکو قدیم اور قایم بذات الواجب الحق اور لا عین ولا غیر سمجھتے ہین
اوسیطرح اوسکو بھی لا غیر وقدیم وقایم سمجھنا چاہیئے دوسرے معنی جسپر کلام نفسی کا اطلاق ہوتا ہے وہ
مدلول و مراد کلام لفظی ہین جنکو مرتب ومنظوم نے العلم بھی کہا جاتا ہے بنظر توضیح اسکی ایسی مثال ہے
انسان مین نطق ظاہری کا مبدء اور قوت بھی موجود ہے اور جب کسی مضمون کو اوس مبدء کے ذریعہ سے بلفظ
الفاظ ظاہر کرنا چاہتا ہے تو متکلم الفاظ سے پہلے وہ مضمون بالضرور اوسکے علم مین موجود ہوتا ہے اور تکلم الفاظ
سے مقدم دونون امر ضرور محقق ہوتے ہین اول کو اول کی اور ثانی کو ثانی کی مثال سمجھ لینی چاہیئے
ہر دو معنی مذکورہ مین سے اول کو مثل علم وقدرت وغیرہ صفات حقیقیہ کے موجود اور قدیم فی الخارج سمجھنا
چاہیئے اور معنی ثانی کو فقط باعتبار وجود علمی قدیم کہنا چاہیئے کیونکہ بنظر فہم معنی اول پر ذات حق تعالیٰ
متصف بصفۃ الکلام یعنی متکلم ہونا موقوف ہے جسکو قدیم ماننا ضروری ہے اور معنی ثانی پر واجب تعالیٰ کا
متکلم ہونا موقوف نہین بلکہ خود معنی ثانی کلام نفسی بالمعنی الاول پر موقوف ہین ہان اگر یہ کہا جائے کہ
کلام نفسی بالمعنی الثانی پر ہر ایک مضمون کا ملفوظ بکلام لفظی ہونا موقوف ہے تو بجا ہے کیونکہ یہ امر مسلم ہے
کہ کلام نفسی بالمعنین مذکورین کلام لفظی سے مقدم ہے اور کلام لفظی اونپر موقوف اور اون دونو
پر دال ہے اور بعینہ کلام مذکور کا علم وقدرت کا سا حال ہے جیسے تحقق انکشاف کو علم حقیقی یعنی مبدء
انکشاف اور وجود معلوم دونون پر اور ظہور آثار کو قدرت حقیقی ومقدورات پر موقوف کہا جاتا ہے ایسے ہی
کلام لفظی کلام نفسی بمعنی مبدء التکلم اور کلام نفسی بمعنی مدلول و مراد پر موقوف ہے اور جیسے علم بمعنی

Marfat.com

کشاف اور قدرت حقیقی کا وجود خارجی قدیم ہے اور معلومات و مقدورات کا وجود خارجی حادث ہے
ویسا ہی کلام نفسی جسکو مبدء تکلم کہئے خارج مین قدیم اور موجود ہے اور کلام نفسی جسکو مدلول و مراد و موضوع
الفاظ کا کہئے اپنے وجود خارجی مین حادث اور غیر قدیم ہے البتہ باعتبار وجود علمی قدیم کہنا مسلم ہے
تمام اور یہہ مطلب فہیم و منصف کے نزدیک محتاج دلیل نہین معلوم ہوتا مگر احتیاطاً دو چار عبارتین در بارہ
ثبوت ہر دو معنی مذکور نقل کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے محقق دوانی رحمہ اللہ علیہ شرح عقاید مین فرماتے
ہین اور یہہ عبارت عنقریب معروض بھی ہو چکی ہے اذا تمہد ذلک فنقول کلام اللہ تعالی ہو الکلمات
التی رتبہا اللہ تعالی فی علمہ الازلی بصفتہ الازلی الذی ہو مبدء تالیفہا و ترتیبہا و ہذہ الصفۃ قدیمۃ
وتلک الکلمات المترتبۃ ایضا بحسب وجودہا العلمی ازلی بل الکلمات والکلام مطلقا کسایر الممکنات
ازلیۃ بحسب وجودہا العلمی ولیس کلام اللہ تعالی الا ما رتبہ اللہ تعالی بنفسہ من غیر واسطۃ والکلمات لا
تعاقب بینہا فی الوجود العلمی حتی یلزم حدوثہا وانما التعاقب بینہا فی الوجود الخارجی وہو بحسب ہذا الوجود
کلام لفظی انتہے۔ عبارت مذکورہ سے ہر دو معنی سابقہ کلام نفسی ظاہر ہوتے ہین جملہ بصفتہ الازلی
الذی ہو مبدء تالیفہا و ترتیبہا وہذہ الصفۃ قدیمۃ معنی اول پر دال ہے تو جملہ کلام اللہ تعالے
ہو الکلمات التی رتبہا اللہ تعالی فی علمہ الازلی اور جملہ ولیس کلام اللہ تعالی الا ما رتبہ اللہ تعالی
بنفسہ الخ معنی ثانی کے لئے دلیل ظاہر ہے علاوہ ازین عبارت مسطورہ سے یہہ بھی معلوم ہو گیا کہ
ہر دو معنی پر اطلاق قدیم درست ہے مگر اول کا وجود خارجی بھی قدیم ہے اور معنی ثانی کا وجود علمی
قدیم ہے اور وجود علمی مین ترتیب یعنی تقدم و تاخیر ہرگز متحقق نہین اس عبارت محقق کی علامہ
شہاب مشہور بہ خفاجی بہی حاشیہ بیضاوی مین تصدیق فرما رہے ہین وقال الدوانی مبدأ
الکلام النفسی فینا صفۃ نتمکن بہا من نظم الحروف وترتیبہا علی ما ینطبق علی المقصود وہی صفۃ
ضد الخرس مبدء للکلام النفسی الخ وہذا مما لا محذور فیہ وعلی ہذا القیاس حضرت مولانا بحر العلوم منہیہ
شرح سلم العلوم مین وضاحۃ وصراحۃ کے ساتھ مدعائے احقر کی تصدیق و توثیق فرما رہے ہین
الا انہ لیشکل بالکلام فانہ صفۃ قایمۃ قطعا من دون ارتیاب فیلزم استکمال الباری عز وجل سبحانہ
لکن الحق غیر خاف فان ہناک امرین احدہما بہ یقدر علی تالیف الکلام ویقابلہ الخرس والاخر صفۃ
الکلام القایم ویقابلہ السکوت فالامر الاول صفۃ مکملۃ للذات وہو نفس ذاتہ والصفۃ الاخری

Marfat.com

متفرعۃ عن الاولی وہی تابعۃ لہا واستحالۃ الاستکمال انما ہی فی الصفات الاولی الذاتیہ
فتامل فیہ فانہ موضع تامل انتہی اس ارشاد سے صراحتہً جیسا یہ مفہوم ہوتا ہے کہ کلام نفسی ہر دو معنی
مذکورہ احقر پر صادق آتی ہے ایسا ہی یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ معنی اول یعنی مبدء تالیف تو صفۃ
ذاتی قدیم مکمل ذات وعین ذات باری ہے اور کلام بالمعنی الثانی اوسکے تابع اور اوسپر متفرع
اور غیر ذات باری ہے نہ اوسکو صفات ذاتیہ میں شمار کرسکتے ہین نہ استکمال مین دخل دیسکتے
ہین بلکہ مثل معلومات ومقدورات باری صفۃ ذاتی پر متفرع ومغایر عن الذات اور غیر مکمل کہنا
پڑیگا وہوالمطلوب اور سنئے مقتدائے شریعت وطریقت رہنمائے معرفت وحقیقت عالم ربانی
حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمہ اللہ علیہ وعلی اتباعہ ارشاد فرماتے ہین بدان اسعدک اللہ تعالی
کہ صفات واجبی جلشانہ در رنگ ذات او تعالی بیچون وبیچگون اند وہمہ بسایط حقیقیہ اند مثلاً علم
یک انکشاف بسیط است کہ معلومات ازل وابد بہمان یک انکشاف منکشف میگردد ویک
قدرت کاملہ بسیط است کہ مقدورات اولین وآخرین بوسیلہ آن بوجود می آیند دیگر یک کلام
بسیط است کہ از ازل تا ابد بہمان کلام گویا است علی ہذا القیاس سایر الصفات الحقیقۃ انتہی
دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہین وہمچنین یک کلام بسیط است کہ از ازل تا ابد بہمان یک کلام گویا
اگر امر است از ہمانجا ناشی است واگر نہی است ہم ازانجا اگر اعلام است ہم ازانجا ماخوذ است
واگر استعلام است ہم ازانجا اگر تمنی است ہم ازانجا استفاد است واگر ترجی است ہم ازانجا
الی آخر کلامہ الشریف - اور یہی مضمون حضرت شیخ علیہ الرحمہ نے چندجا بیان فرمایا ہے اس سے بھی
یہی معلوم ہوتا ہے کہ کلام نفسی صفہ بسیط ہے اور ازل سے ابد تک وہ صفۃ بسیط حقیقی بجنسہ
موجود ہے اور اوسیکے ذریعہ سے ذات باری متکلم ہے اور امر اور خبر وغیرہ جملہ اقسام کلام اوسی
صفۃ بسیط حقیقی سے مستفاد وماخوذ ہے جس سے صاحب فہم سلیم سمجھ سکتا ہے کہ اس کا
مصداق وہی مبدء تکلم مذکورہ سابق ہے تلویح مین کلام نفسی کی شان مین موجود ہے وہی صفۃ
قدیمۃ منافیۃ للسکوت والآفۃ لیست من جنس الحروف والاصوات لاتختلف الی الامر والنہی والاخبار
ولا یتعلق بالماضی والحال والاستقبال الابحسب التعلقات والاضافات کالعلم والقدرۃ
وہذا الکلام اللفظی الحادث المولف من الاصوات والحروف القایمۃ بمحالہا یسمی کلام اللہ تعالی

والقران علی معنی انہ عبارۃ عن ذالک المعنی القدیم انتہی عبارت مذکور بھی اسی جانب مشیر ہے کہ کلام نفسی سے
مراد مبدء تکلم ہے کیونکہ منافیۃ للسکوت والآفۃ اور تشبیہ بالعلم والقدرۃ بے تکلف اوسپر صادق آتا ہے
چنانچہ علامہ چلپی اوسکی توضیح اسطرح فرمارہے ہین قولہ عبارۃ عن ذلک المعنی القدیم قیل معنی کونہ عبارۃ
عنہ انہ دال علیہ عقلاً دلالۃ الاثر علی الموثر وعلی مبدئہ فان النطق الظاہری فی الانسان کما یدل علی مبدء لہ
یغایر العلم والقدرۃ والارادۃ کذلک الکلام اللفظی فی الباری تعالی یدل علی مبدء یغایر سایر الصفات
انتہی دیکھئے اس کلام سے بالتصریح کلام نفسی بالمعنی الاول کا ثبوت ہوتا ہے اور دیکھئے ملا خسرو عبارت
مذکورہ تلویح کی شرح مین کس تصریح کے ساتھ کلام نفسی کے معنی اول کو بیان فرمارہے ہین **اقول**۔
لیس معنی کونہ عبارۃ عنہ انہ عینہ کما قال بعد ہذا ان القران عبارۃ عن ہذا المولف المخصوص النحو عبارۃ
عن القواعد المخصوصۃ وذلک ظاہر ولا انہ دال علیہ بالوضع لان المدلول الوضعی لہ ہو المعانی الوضعیۃ
الحادثۃ بل معناہ انہ دال علیہ عقلا دلالۃ الاثر علی مبدئہ فان النطق الظاہری فی الانسان کما یدل
علی مبدء لہ یغایر العلم والقدرۃ والارادۃ کذلک فی الباری تعالی یدل الکلام اللفظی علی مبدء لہ یغایر سایر الصفات
انتہی بالجملہ عبارات کتب سے صراحۃً یہ امر ثابت وواضح ہوتا ہے کہ کلام نفسی سے مراد مبدء تکلم بمعنی المذکور
ہے علاوہ ازین حضرات متکلمین کا یہ فرمانا کہ کلام نفسی صفۃ واحد بسیط حقیقی قایم بذات الباری ہے اسی
پر دال ہے کہ کلام نفسی کی حقیقۃ مبدء موصوف ہے باقی رہے معنی ثانی جسکو مدلول وموضوع للالفاظ کہا
جاتا ہے سو وہ معنی بھی عبارات علماء معتبرین سے بالتصریح ثابت ہین کلام محقق دوانی مرقومہ بالا سے
ملاحظہ فرمالیجئے کہ معنی مذکور پر دال بالتصریح ہے شرح مواقف مین مذکور ہے فاذن ہو ای المعنی النفسی
اللذی یعبر عنہ بصیغۃ الامر والخبر صفۃ ثالثۃ ظاہر ہے کہ الفاظ امر وخبر معنی موضوعہ لہا کے لئے معبر ہوتے ہین
مبدء تکلم کے لئے اونکو معبر نہین کہہ سکتے دوسرے موقع مین شارح موصوف فرماتے ہین وہو المعنی
القایم بالنفس الذی یعبر عنہ بالالفاظ ونقول ہو الکلام حقیقۃ الخ اس عبارت کی شرح مین علامہ علائی
تعبیر مین تاویل وتکلف کرنیکے بعد اسکا مصداق کلام نفسی بالمعنی الاول کو بتلاتے ہین مگر آخر مین دلا
یخفی ان المفہوم من عامۃ کلماتہم ہو ان النفسی مدلول اللفظی وان کان لا یخلو عن الاشکال فرماتے
ہین شارح مقاصد صراحۃً فرمارہے ہین - الوجہ الثانی ان من یورد صیغۃ امر ونہی ونداء واخبار واستخبار
او غیر ذلک یجد فی نفسہ معانی ثم یعبر عنہا بالالفاظ التی نسمیہا بالکلام الحسی فالمعنی الذی یجدہ فی نفسہ

Marfat.com

یدور فی خلده ولا یختلف باختلاف العبارات بحسب الاوضاع والاصطلاحات ویقصد المتکلم حصولها فی نفس السامع لیجری علی موجبها هو الذی تسمیه کلام النفس وحدیثها انتہی دیکھیے فقرات یجد فی نفسه ویدور فی خلده اور جملہ ویقصد المتکلم حصولها فی نفس السامع لیجری علی موجبها سے کس وضاحت وصراحت کی ساتھ معلوم ہوتا ہے کہ کلام نفسی سے معنی ثانی مراد ہیں عارف حقیقت وواقف شریعت وطریقت حضرت امام ربانی اپنے مکتوبات میں رقم فرماتے ہیں قرآن کلام خدا است جل سلطانہ کہ بلباس حرف وصوت در آوردہ بر پیغمبر ما علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام منزل ساختہ است وعباد را بآن امر ونہی فرمودہ چنانچہ ما کلام نفسی خود را بتوسط کام وزبان در لباس حرف وصوت در آوردہ ظاہر میسازیم ومقاصد خفیہ خود را در عرصہ ظہور می آریم ہمچنین حضرت حق سبحانہ کلام نفسی خود را بے توسط کام وزبان بقدرت کاملہ خود لباس حرف وصوت عطا فرمودہ بر عباد فرستادہ است واوامر ونواہی خفیہ خود را در ضمن حرف وصوت آوردہ بر منصہ جلوہ دادہ است۔ ظاہر ہے کہ لباس حرف وصوت کلام نفسی بمعنی الثانی کو عطا ہوتا ہے معنی اول کو لباس موصوف سے کیا علاقہ بلکہ یوں کہیے کہ معنی اول یعنی مبدء کلام وقدرت علی التکلم سبب اعطای لباس یا معطی لباس ہے ایسے ہی اطلاق اوامر ونواہی صریح اس پر دال ہے کہ کلام سے مضمون ومدلول کلام مراد ہے معنی اول کو سب جانتے ہیں کہ نہ امر ہے نہ خبر نہ استخبار اور دیکھیے شارح عقاید فرماتے ہیں فان قیل ہذا انما یصدق علی الکلام اللفظی دون الکلام النفسی اذ السکوت والخرس انما ینافیان التلفظ قلنا المراد السکوت والآفة الباطنیتان بان لا یدبر فی نفسه التکلم او لا یقدر علی ذلک فکما ان الکلام لفظی ونفسی فکذا ضدہ اعنی السکوت والخرس عبارت مسطورہ میں بنظر فہم جملہ لا یدبر فی نفسه التکلم معنی ثانی پر اور جملہ او لا یقدر علی ذلک کلام نفسی بالمعنی الاول پر دال ہے علاوہ ازیں کتب کلام میں کلام نفسی کے بیان میں لان کل یامر وینہی ویخبر یجد من نفسه معنی ثم یدل علیہ بالعبارة او الاشارة او الکتابة فرمانا اور کلام نفسی کے امثلہ میں شعر مشہور ان الکلام لفی الفؤاد الی آخرہ اور ارشاد فاروقی انی زورت فی نفسی مقالة اور قول اہل عرف ان فی نفسی کلاما ارید ان اذکرہ لک کو پیش کرنا اہل فہم کے نزدیک معنی الثانی کے ثبوت پر حجت قاطع ہے ایسے ہی معتزلہ کا ثبوت کلام نفسی میں انکار وخلاف کرنا معنی اول کی دلیل اور کلام نفسی کو اہل سنت کا ضروری الصدق فرمانا معنے ثانی کے ثبوت کی حجت ہے کیونکہ معتزلہ اگر منکر ہیں تو ظاہر ہے کہ معنی اول یعنی مبدء تکلم کے

Marfat.com

منکر ہین مدلولات وضعیہ الفاظ کے منکر نہین مدلولات الفاظ کا موجود فی علم الباری ہونا سبکو مسلم ہے
علی ہذا القیاس متصف بالصدق ہونا مبدء پر ہرگز صادق نہین آسکتا اسکا تحقق ہوگا تو ثانی مین
یعنی مدلولات الفاظ مین ہوگا علی ہذا القیاس کلام نفسی کو مثل دیگر صفات ذاتیہ علم وغیرہما
ثبوت معنی اول پر دلیل کافی ہے کون نہین جانتا کہ مدلولات وضعیہ الفاظ مثل معلومات باری تعالی
مغایر عن الذات ہین بالجملہ تصریحات واشارات کتب ورقراین وشواہد عقلیہ اس کثرت سے ہر دو معنی مرقومہ
کے موید موجود ہین کہ عاقل کو تو گنجایش انکار معلوم نہین ہوتی سوجب بحمد السد دلایل محکمہ سے یہ خوب
ثابت ہوگیا کہ اطلاق کلام نفسی کبھی مبدء تکلم پر کیا جاتا ہے اور کبھی مدلولات الفاظ بالمعنی المعلوم مین
استعمال کیا جاتا ہے تو اب بہت سے نزاع وخلاف جو ظاہر عبارات کتب سے فہوم ہوتے ہین اور
بلا تحقیق حق اکثر صاحبونکو موجب خلجان بلکہ منشار غلط فہمی وخطا ہنجاتے ہین بدولت مٹ ہوگئے دیکھو
اول اسی امر مین باہم نزاع ہو رہا ہے کہ کلام لفظی جو بالاتفاق کلام نفسی پر دال ہے تو یہ دلالت عقلی
ہے یا وضعی جسکو جو محمل اپنے مفید معلوم ہوتا ہے وہ اوسپر جما ہوا ہے اور ہر اقوال علما مصنفین کتب
کلامیہ مین دونون کے موید برابر موجود ہین لیکن جب ہر دو معنی مرقومہ بالا کو سلم کر لیجیے تو یہ حقیقۃ الامر
منکشف ہوجاتی ہے اور اقوال علما مین تطبیق بین معلوم ہوتی ہے کیونکہ جس نے دلالۃ عقلی کو
تسلیم کیا ہے اوسکے نزدیک کلام نفسی بالمعنی الاول مراد ہے اور جو دلالۃ وضعی کو حق بتلاتے ہین
اونکے نزدیک مدلول الفاظ یعنی کلام نفسی بالمعنی الثانی ہی ظاہر ہے کہ کلام لفظی مبدء تکلم پر بالضرور
پر دال ہے جیسے افعال حق تعالی شانہ اوسکے علم وقدرۃ وحکمت پر دال ہین اوسکو کوئی عاقل دلالۃ
وضعی کے ساتھ تعبیر کرسکتا ہے اور مدلولات الفاظ جنکو قضایای عقلیہ کہیے اونکی نسبت کلام لفظی کو
دال بدلالۃ العقلی کون فہیم کہہ سکتا ہے مولوی عبد الحکیم حاشیہ شرح عقاید جلالی مین فرماتے ہین فالکلام
اللفظی دال علی النفسی الذی ہو المعانی دلالۃ الموضوع علی الموضوع لہ وعلی مبدءہ دلالۃ الاثر علی الموثر
انتہی اس ارشاد سے ہر دو معنی کلام نفسی مرقومہ احقر اور ایک پر الفاظ کی دلالۃ وضعی اور دوسرے پر
عقلی بالتصریح معلوم ہوتی ہے تو اب ضرور ہوا کہ جو کوئی اس امر مین گفتگو کرے پہلے کلام نفسی کو جو
اوسکی مراد ہو معین کرلے بلا تعیین منشا نزاع اختلاف کئے جانا سب کو معلوم ہے کہ کیسا امر ہے اور
دیکھیے معتزلہ نے جو کلام باری تعالی کے ازلی ہونے پر کہا ہے کہ اگر ازل مین بصیغہ ماضی خبر دیا گیا

Marfat.com

توکذب محال لازم آئیگا اوسکے جواب مین شارح مقاصد وغیرہ نے فرمایا ہے والجواب ان کلامہ فی الازل لایتصف بالماضی والحال و الاستقبال لعدم الزمان وانما یتصف بذلک فیما لایزال بحسب التعلقات وحدوث الازمنة والاوقات پہراس جواب کی نسبت فرماتے ہین وتحقیق ہذا مع القول بان الازلی مدلول باللفظی عسیر جدا وکذا القول بان المتصف المعنی وغیرہ انما ہو اللفظ الحادیث دون المعنی القدیم یہان بھی اگر معنیین مذکورین کا لحاظ کیا جائے تو انشاء اللہ عسر مذکور سہل بہ یسر ہوجائے کیونکہ جس نے کلام نفسی کو متصف بالماضی وغیرہ نہین کہا اور کلام لفظی کو ان امور کے ساتھ متصف کہتا ہے تو اوسکے مراد کلام نفسی بالمعنی الاول ہے معنی ثانی اوسکی مراد نہین اور مدلول سے مراد مدلول عقلی ہے نہ مدلول وضعی تو اب یہ خلجان نہین ہوسکتا کہ دال کے متصف بالمعنی والاستقبال ہونے اور مدلول کے غیر متصف ہونیکی صورت کیونکر ہوسکتی ہے ہان اگر مدلول وضعی یعنی کلام نفسی بالمعنی الثانی مراد ہوتا تو پہر اعتراض مذکور بیشک پیش آتا علی ہذا القیاس بہت سے خلجان فرق مذکور کی وجہ سے مرتفع ہوجاتے ہین کما لایخفی علی الماہر بلکہ ہمارے نزدیک تو فقط یہی امر کہ فرق مذکور کیوجہ سے اس قسم کے شبہات کا جواب بآسانی ہوسکتا ہے اور بہت سے امور متعارض منطبق ہوجاتے ہین اوسکی صحۃ وتسلیم کے لئے دلیل کافی ہین چہ جائیکہ تنصیصات علما بھی اوسکی مثبت ومؤید ہون اور تعلقات کلام نفسی جنمین ایک قسم کا اجمال وابہام تہا فرق مذکور مین تدبر کرنے سے بخوبی سمجہہ مین آسکتے ہین معنی اول کلام نفسی کا تعلق تو بعینہ ایسا ہوگا جیسا علم وقدرۃ وغیرہ کا تعلق معلومات ومقدورات کے ساتھ ہوتا ہے اور معنی ثانی کلام موصوف کا تعلق اپنے متعلقات کے ساتھ ایسا سمجہنا چاہیے جیسا مدلولات وضعیہ کو اپنے اپنے دال کے ساتھ ہوتا ہے بالجملہ جمہور اور عبد اللہ بن سعید وغیرہ مین جو دربارہ قدم وحدوث تعلقات کلام نفسی نزاع مذکور ہوچکا ہے بہت سہولت سے انشاء اللہ دونون مین تطبیق اسطرح ہوسکتی ہے کہ عبد اللہ بن سعید معنی اول کے تعلق کو حادث فرمارہے ہین اور حضرات جمہور معنی ثانی کے تعلق کو قدیم کہتے ہین مگر یہ ضرور ملحوظ رکہنا چاہیے کہ کبھی قدم باعتبار وجود خارجی ہوتا ہے اور کبھی باعتبار وجود علمی کما مر علی ہذا القیاس قدم چند معانی مین مستعمل ہے کما سیاتی غرضکہ تو ہم اینو ہم اور سوائے اوس تطبیق کے جو احقر پہلے عرض کرچکا ہے یہ دوسری تطبیق ہر دو مذہب مین بخوبی جاری ہوسکتی ہے اور صاحب ذہن مستقیم کو بعد تدبر معلوم ہوسکتا ہے کہ شرح مواقف وشرح مقاصد

Marfat.com

ومسلم الثبوت وغیرہ مین جو جمہور کی طرف سے عبد الله بن سعید پر اعتراضات نقل کرنیکے بعد اونکے جوابات بیان کئے ہین اوس سے یہ طریقہ اخصر واحسن ہے کہ اعتراضات مذکورہ کو تسلیم کرنیکے بعد یون کہا جائے کہ یہ جملہ اعتراضات جب واقع ہوتے ہین کہ عبد الله بن سعید کی مراد کلام نفسی بالمعنی الثانی ہو اوسکی تعلقات کو متاخر بالزمان فرماتے ہون اور معنی اول جب اونکی مراد ہون چنانچہ معروض ہو چکا ہے تو پھر یہ اعتراضات اونپر ہرگز عاید نہین ہو سکتے سو جس نے جمہور کی تائید مین اونپر اعتراضات کئے ہین حق یہ معلوم ہوتا ہے کہ اوسکو فہم مراد عبد الله مین لغزش ہوئی فقد بر و تامل مگر مجھکو یہ نظر آتا ہے کہ احقر کے معروضات کی تصدیق تو کوئی بیچارہ منصف ہی کریگا اکثر صاحب مواخذات لفظی و تعصب سے کام لینگے اور کیا عجب ہے جو یہی فرماوین کہ ذات خالق کائنات کے لئے دو کلام نفسی کسی نے ابتک نہ کہین تہین مگر اہل انصاف جانتے ہین کہ اول تو احقر نے جو کچھ عرض کیا ہے محض اکابر کے حوالہ سے نقل کیا ہے دیکھئے بعض عبارات معنی اول کی دلیل ہین تو بعض معنی ثانی کی حجۃ ہین اور بعض عبارات سے دونو معنی ثابت ہوتے ہین کمامر تو اب جس کسی کو جو کچھ کہنا ہو اون اکابر کو کہے نام بھی بڑا ہوگا کام بھی بڑا نکلیگا دوسرے یہ کس نے کہا ہے کہ باری جل مجدہ کے لئے دو کلام ہین حقیقی نفسی صفۃ ذاتی قدیم وقایم بذاتہ موجود ہین ہمنے تو فقط یہ عرض کیا تہا کہ حسب ارشاد علماء کلام نفسی دو معنون مین مستعمل ہے سو ایک کو اونمین صفۃ حقیقی واصلی وذاتی کہہ لیجئے اور دوسرے کو صفۃ ذاتی واصلی نکہیئے بلکہ پہلے معنی کے لئے تابع اور دال اور اثر سمجھیے چنانچہ اسی بنا پر کلام لفظی کو کلام باری کہتے ہین علاوہ ازین یہی ہر دو معنی جو حسب بیان احقر انسان مین بہی موجود ہین اونمین یہ نسبت ظاہر ہے اور سب جانتے ہین کہ دال پر مدلول پر مدلول کا اطلاق شایع ہے اور ایک کی صفۃ دوسرے کے لئے ثابت کرنے مین کوئی دشواری نہین واجراء صفۃ الدال علی المدلول شایع مثل سمعت ہذا المعنی ہکتبۃ وقرأتہ مقاصد وغیرہ مین موجود ہے تو بیش برین نیست کہ معنین مذکورین مین سے ایک کو حقیقی دوسرے کو مجازی کہئے یا دونون معنی پر کلام نفسی کو بقول بالاشتراک کہیے تو اس مین کچھ خرابی نہین خرابی تو جب ہوتی کہ دونون معنون کو حق تعالے کے لئے صفۃ ذاتی کہتے اور صفات ذاتیہ آٹھ کی جگہ نو ہو جاتین اگر بوجہ علاقہ مذکورہ کوئی قایل سمعت علم زید یا شاہدت صفۃ بکر یا رایت سرور زید کہے تو یہ کہنا عقلاً و نقلاً سبکے نزدیک درست ہے تو کیا اس قول پر یہ اعتراض

کرنا عند العقل صحیح سمجھا جائیگا کہ امور مذکورہ کے دوسرے معنی جنکی وجہ سے اونکو مشاہد و مسموع کہہ سکین
کسی نے نلئے تھے قایل مذکور اگر معنی اصلی کے اعتبار سے علم و سرور وغیرہ کو مشاہد و مسموع کہتا تو اعتراض
بجا تہا معنی مجازی یعنی اونکے آثار کیوجہ سے مسموع و مشاہد کہہ سکنے مین کیا حرج ہے علی ہذا القیاس کلام
نفسی بالمعنی الاول کیوجہ سے اگر کلام نفسی کو الفاظ کے لئے مدلول وضعی کوئی کہے یا وجود خارجی مین
حدوث کا قایل ہو تو اوسکا تخطیہ کرنا عین ثواب ہے یا معنی ثانی کے لئے معنی اول کے احکام ثابت
کرے تو اوسکی تغلیط صحیح ہے ہم خود اوسکی تغلیط کر چکے ہین ہمارا مدعا فقط یہ ہے کہ صفۃ ذاتی تو فقط معنی
اول یعنی مبدء تکلم ہے اور معنی ثانی کو کلام نفسی بوجہ تعلق معلوم کہا جاتا ہے یعنی جیسے کلام لفظی کو
اسوجہ سے کہ کلام نفسی پر دال ہے کلام باری کہا جاتا ہے ایسے ہی کلام نفسی بالمعنی الثانی چونکہ
کلام نفسی معنی اول پر دال ہے کلام نفسی کے ساتھ تعبیر کیجاتی ہے کیونکہ مدلول کلام لفظی ہونے
مین دونون معنی شریک ہین سو اس اشتراک کیوجہ سے اور نیز اس وجہ سے کہ اوسکا وجود خارج مین نہین
بلکہ مثل مدلولات الفاظ فقط وجود علمی ہے معنی ثانی کو بھی کلام نفسی کہنا قرین صواب ہے بالجملہ کلام
نفسی بالمعنی الثانی کو بمقابلہ کلام لفظی کلام نفسی کہا جاتا ہے معنی اول کی نسبت کلام نفسی کہنا مناسب
نہین ان جملہ امور کے بعد بھی اگر کوئی حجتی نہ مانے تو یہ یاد رہے کہ معنی اول کو کلام نفسی کہنے مین تو
انشاء اللہ کوئی انکار پیش نجل سکیگا اور معنی ثانی کو اگر کسی طور سے منتفی کیا جاویگا تو ہمکو کچھہ مضر نہین
ہمارا مدعا بوجہ احسن پہر بھی ثابت ہے رہیگا چنانچہ اہل فہم پر روشن ہے جسکا جی چاہے اس چال چل
دیکھے علاوہ ازین یہ بھی خوب ملحوظ رکھنا چاہیے کہ ہر چند تحقیق مذکور ہمنے بہت سے امور مین نافع سمجھکر
عرض کردی ہے مگر ہمارا اصل مقصود ہرگز اسپر موقوف نہین سو اگر ہم اس سے دست برداری ہو جائین
تو پہر بھی انشاء اللہ ہمکو اپنے ثبوت مدعا مین کوئی دشواری پیش نہین آتی اہل انصاف کو مباحث آیندہ
کے ملاحظہ سے اس عرض کی پوری تصدیق ہو جائیگی فانتظروا یا اولی الالباب لیکن اسپر بھی اگر
کوئی صاحب عرضداشت احقر کے تسلیم فرمانے مین متامل یا اوسکے تغلیط کے مدعی ہون تو اونکو لازم ہے
کہ اول مصداق کلام نفسی معین فرماوین اوسکے بعد یہ بتلائین کہ اوس مین امتناع کذب ذاتی ہے یا
غیری مگر ہمارا ارشاد ہو مدلل ہو اور یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ اوسپر کلام لفظی وضعاً دال ہے یا عقلاً اور
فیمابین ہر دو کلام مطابقۃ فی الصدق والکذب کہان ضروری ہے اور کہان نہین اور اختلاف

مذکور جو جمہور اور جماعت متقدمین میں باہم ہو رہا ہے اوسمین حق کیا ہے اور عبارات منقولہ احقر کا کیا جواب ہے یہ نہو کہ ان جملہ امور ضروریہ کو مبہم چھوڑ کر فقط تطابق کلام نفسی و کلام لفظی کے بہروسے پر اول کے امتناع کذب سے ثانی کا امتناع کذب تسلیم کر لیا جائے تاوقتیکہ مصداق کلام نفسی محقق نہو گا اور اوسکی امتناع کذب کا ذاتی یا غیری ہونا ثابت نہ کیا جائیگا اور اوسکی ساتھ کلام لفظی کے تطابق کی کیفیت معلوم نہو گی اوسوقت تک استدلال مذکور سے کذب کلام لفظی کا امتناع ذاتی ہرگز قابل قبول نہو گا۔

مقدمہ پنجم

امر پنجم یہ ہے کہ لفظ قدیم کا استعمال تین معنون مین ہوتا ہے اور اوسیپر حادث کو قیاس فرمالیجئے اول عدم مسبوق بالغیر جسکو قدیم ذاتی کہتے ہیں دوسرے عدم مسبوق بالعدم جسکو قدیم بالزمان کہتے ہین تیسرے جس شے کا زمانہ وجود کسی شے کے زمانہ وجود سے جب جانب ماضی مین زاید ہو گا اوسکو بھی قدیم کہتے ہین اور قدیم بالاضافہ سے تعبیر کرتے ہین جیسا یون کہتے ہیں کہ الاب اقدم من الابن شارح مقاصد بعینہ یہی لکھہ رہے ہین ثم کل من القدم والحدوث قد یوجد حقیقیا وقد یوجد اضافیا اما الحقیقی فقد یراد بالقدم عدم المسبوقیة بالغیر وبالحدوث المسبوقیة بہ ویسمی ذاتیا وقد یخص الغیر بالعدم فیراد بالقدم عدم المسبوقیة بالعدم وبالحدوث المسبوقیة بہ وہو معنی الخروج من العدم الی الوجود ویسمی زمانیا وہذا ہو المتعارف عند الجمہور واما الاضافی فیراد بالقدم کون ما مضی فی زمان وجود الشیء اکثر وبالحدوث کونہ اقل الی آخر ما قال اسیکے موافق شرح فقہ اکبر مین مرقوم ہے فان القدیم فی لغة العرب التی نزل بہا القران ہو المتقدم علی غیرہ فیقال ہذا قدیم للعتیق وہذا حدیث للجدید لا فی القدم الذی لا یسبقہ العدم ففی التنزیل قولہ تعالی حتی عاد کالعرجون القدیم واذلم یہتدوا بہ فسیقولون ہذا افک قدیم۔ انتہی مختصرا۔ تفسیر کبیر وغیرہ مین متعدد مواقع مین موجود ہے کہ لفظ قدیم بالزمان ہی مین مستعمل نہین بلکہ قدیم اضافی پر بھی اطلاق کیا جاتا ہے تو اب مقتضائے فہم یہ ہے کہ فقط کسی امر کی نسبتہ اطلاق قدیم دیکہکر قدیم حقیقی کا اعتقاد نہ جما بیٹھین بالخصوص جس موقع مین قراین عقلیہ یا نقلیہ موید مرجح معنی اضافی ہون یا قدیم حقیقی مراد لینے مین دلایل عقلیہ و نقلیہ کا خلاف لازم آتا ہو تو یہ ضروری ہو گا کہ لفظ قدیم کے معنی حقیقی چھوڑ کر معنی اضافی مراد لئے جاوین اور یہ امر مسئلہ مقصودہ کے علاوہ اون عبارات کی تصحیح مین بھی مفید ہو گا جن عبارات سے معنی ثانی کلام نفسی کے حدوث وقدم

ہین تخالف معلوم ہوتا ہے گو اوس تخالف کا رفع دوسری وجہ سے بھی ہم سابق مین بیان کر چکے ہین

مقدمہ ششم

امر ششم قابل لحاظ یہ ہے کہ صدق وکذب کلام لفظی صفات افعال مین داخل ہے صفات ذاتیہ حقیقیہ مین کسی طرح شمار نہین ہو سکتا چنانچہ اسکی تفصیل مقدمہ سیوم مین بھی گذر چکی ہے اور جیسے حکمت وعدل وعبث وسفہ وغیرہ حسب تصریحات مذکورہ مقدمہ سیوم صفات فعلیہ مین ایسے ہی صدق وکذب کلام لفظی بھی عقلاً ونقلاً منجملہ صفات فعلیہ سمجھنی چاہئین کیونکہ صدق وکذب مذکور کلام لفظی کی صفة ہے اور کلام لفظی جمہور اہل سنت بلکہ معتزلہ اور کرامیہ کے نزدیک بھی حادث ومخلوق ہے چنانچہ اسکی تحقیق انشاء اللہ تعالی ابواب آیندہ مین پوری طرح سے عرض کرینگے تو اب صدق وکذب مذکور کے صفات فعلیہ کہنے مین کون متامل ہو سکتا ہے ہان مولف تنزیہ اور اونکے ہم مشرب کلام لفظی کے قدیم وقایم بذات الباری ہونیکی شد ومد کے ساتھ مدعی ہو رہے ہین لیکن جب ابواب آیندہ مین ہم اوسکا حدوث بذریعہ عقل ونقل بخوبی ثابت کرینگے تو پہر صدق وکذب کلام لفظی کو وہ بھی ضرور صفات فعلیہ مین بمجبوری شمار فرماوینگے علاوہ ازین اگر بپاس خاطر اہل معقول کلام لفظی کو ہم قدیم بھی تسلیم کرلین تو تعلقات کلام تو پہر بھی حادث ہونگے جو مبنای صدق وکذب ہے اور تعلقات حادثہ کا مقدور باری تعالی ہونا خود ظاہر ہے اسلئے صدق کذب کلام لفظی پہر بھی لامحالہ صفات فعلیہ مین محسوب رہینگے مثلاً دیکھئے صفة قدرت کا ذاتی اور قدیم ہونا مسلم ہے مگر پہر بھی اوسکے تعلقات خاصہ کو حادث ومقدور باری کہتے ہین اور تعلقات مذکورہ کیوجہ سے جو صفة مثلاً موثریة وغیرہ محقق ہوگی اوسکو صفات فعلیہ مین بالبداہتہ شمار کیا جائے گا یہی حال کلام لفظی مین خیال فرمالیجے نقل مطلوب ہے تو دیکھئے شرح مواقف مین موجود ہے۔

یمتنع علیہ الکذب اتفاقاً اما عند المعتزلہ فلوجہین الاول انہ ای الکذب فی الکلام الذی ہو عندہم من قبیل الافعال دون الصفات قبیح وہو سبحانہ لا یفعل القبیح وہو بناء علی اصلہم فی اثبات حکم العقل بحسن الافعال وقبحہا مقیستہ الی اللہ تعالی وستعرف بطلانہ انتہی میر صاحب علیہ الرحمہ فرما رہے ہین کہ معتزلہ جسکو کلام باری کہتے ہین جو کہ قبیل افعال سے ہے یعنی صفة حقیقی ہرگز نہین اوسمین کذب قبیح ہے جملہ من قبیل الافعال دون الصفات اسبارہ مین نص صریح ہے اور یہ سب پر ظاہر

ہے کہ معتزلہ صرف کلام لفظی کو کلام باری کہتے ہین کیونکہ کلام نفسی کے تو صریح منکر ہی ہین تو اب خلاصہ یہ ہوا کہ کلام لفظی از قبیل افعال ہے نہ از قبیل صفات تو جس صدق و کذب کو اوسکی صفۃ کہا جائیگا وہ بالبداہتہ صفت فعلی ہوگی نہ صفۃ ذاتی ہمارا مطلب اس موقعہ مین فقط یہی ہے کہ صدق و کذب مذکور صفات فعلیہ ہین سو وہ تو بحمد اللہ ثابت و ظاہر ہوگیا مگر دو باتین ہمارے مفید مدعا عبارات مذکور سے اور معلوم ہوگئین اول تو یہ کہ صدق و کذب مذکور کے ثبوت امتناع کے لئے جو کہ صفات فعلیہ مین داخل ہے قبیح و ہو سبحانہ لا یفعل القبیح سے استدلال کرنا معتزلہ کا مشرب ہے دوسرے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ یہ امر مسلک اہل سنت کے خلاف اور باطل ہے چنانچہ میر صاحب کا وہو نبار علی اصلہم و ستعرف بطلانہ فرمانا اسکے لئے دلیل شافی ہے سو یہ دونون باتین یاد رکہنے کے قابل ہین۔

مقدمہ ہفتم

امر ہفتم یہ ہے کہ صدور قبایح اور قدرت علی القبایح مین زمین آسمان کا فرق ہے امر اول کو عند اہل السنۃ بہ نسبت ذات خالق الکائنات محال کہا جاتا ہے تو امر دوم مسلمات مین سے ہے سب جانتے ہین کہ ذات تعالی شانہ سے افعال قبیحہ کے صدور کی نوبت نہین آسکتی لیکن افعال قبیحہ کو مثل دیگر ممکنات ذاتیہ مقدور باری جملہ اہل حق تسلیم فرماتے ہین کیونکہ خرابی ہے تو اون کے صدور مین ہے نفس مقدوریۃ مین اصلا کوئی خرابی لازم نہین آتی اگر ہوتا ہے تو کمال قدرۃ ثابت ہوتا ہے بلکہ امور مذکورہ کو قدرت سے خارج کرنے مین عموم قدرۃ علی الممکنات جو داخل کمال اور مسلمات اہل سنت مین سے ہے باطل ہوجائیگا کتب عقاید مین قدرتہ تعالی یعم سایر الممکنات اور کل ممکن مقدور موجود ہے ادہر امکان کو مصحح مقدوریۃ کہنا سبکا قول ہے پہر صورت مقدوریۃ قبایح مین مواد ثلثہ مذکورہ امتناع ذاتی مین سے کسی کا تحقق لازم نہین آتا تو اب افعال قبیحہ کو قدرت قدیمہ حق تعالی شانہ سے کیونکر خارج کہہ سکتے ہین البتہ جو امور ایسے ہون کہ اونکے امکان صدور سے انقلاب ذات عن نفسہا یا انفکاک لوازم ذات لازم آئے جیسے اکل و شرب وغیرہ تو اونکو اگر قدرت قدیمہ سے خارج مانئے تو حق ہے کما لا یخفی علی اللبیب بالجملہ قبایح کے صدور کو ممکن بالذات کہنا بجا اور مذہب اہل سنت ہے البتہ بوجہ امتناع بالغیر اونکے تحقق و فعلیہ صدور کے کبہی نوبتہ نہین آسکتی جسکا خلاصہ یہ ہوا کہ قبایح تحت القدرۃ داخل ہوکر بوجہ حکمت و عدل و تقدس ممتنع الوقوع ہین یہ ہرگز نہین کہ امور

مقدمہ ہفتم

Marfat.com

مذکورہ قدرت ہی سے خارج ہین ورنہ حضرات اشاعرہ خلاف عدل وحکمت کو کیون مقدور باری فرماتے
شرح طوالع مین مرقوم ہے فالمانع من صدورہ عنہ تعالی وہو عدم الداعیۃ والارادۃ الی صدورہ حال
لا ان القدرۃ عنہ زایلۃ فہو قادر علی القبیح الا انہ لم یصدرہ عنہ بعدم ارادتہ منہ الی صدورہ لا انہ لیس بقادر علیہ
انتہی اس موقع مین اسی قدر پر اکتفا کرتا ہون زیادہ ضرورت نہین دوسرے موقع مین انشاء اللہ تفصیل زاید
عرض کرونگا باقی رہے صفات ذاتیہ مثل علم وقدرۃ یا اونکے اضداد مثل جہل وعجز اونکو افعال قبیحہ پر قیاس
کرنا ناواقفون کا کام ہے باقی یہ عرض ہے بدیہی بھی ملحوظ رکھنے کے قابل ہے کہ مشتقات کا حمل کسی شے پر
جب ہی صحیح ہو سکتا ہے کہ جب اونکا مبدء شے مذکور کے ساتھ قایم اور شے مذکور اوس مبدء کے ساتھ متصف
ہو محض امکان قیام واتصاف سے حمل مذکور صحیح نہوگا کتب کلامیہ چھوٹی سے لیکر بڑی تلک ملاحظہ فرمالیجے
بالعموم یہ مضمون مرقوم ہے ضرورۃ امتناع اثبات المشتق للشئ من غیر قیام ماخذ الاشتقاق بہ ورنہ فقط
امکان وحصول قدرۃ کی وجہ سے اگر اطلاق مشتقات صحیح ہوگا تو جملہ صلحاء واولیا بلکہ حضرات انبیا
علیہم السلام کو نعوذ باللہ جس فعل قبیح کا چاہو مورد بنالو اور کفار فجار پر جس فعل حسن کو چاہو حمل کرلو وہو
باطل بالبداہۃ تحریر مقدمات کے بعد تعیین مبحث بھی ضروری ہے تاکہ یہ امر معلوم ہو جائے کہ مسئلہ
کذب مین جو باہم نزاع وخلاف ہو رہا ہے اوسکا منشا کیا ہے تاوقتیکہ اوسکی تعیین معلوم نہوگی دلائل فریقین
کا سقم وصحۃ بخوبی سمجھ مین نہ آئیگا اور صاحب تنزیہ الرحمن نے بوجہ فرط شوق اثبات مدعا اس سے پہلے
کہ منشاء نزاع فریقین کو معین فرماوین اپنے دلائل تحریر فرمانے شروع کردیے ہین سو واضح رہے کہ جملہ
فرق اسلامیہ حق تعالی شانہ کے متکلم ہونیکے قایل ہین کیفیت تکلم وحقیقۃ کلام مین مختلف ہونا جدا امر ہے
مگر کلام لفظی کے عقد وایجاد کو سب مقدور باری کہتے ہین بالخصوص اہل سنت وجماعۃ تو انعقاد کلام
لفظی کو پوری صراحت کے ساتھ بیان فرمارہے ہین کسی قسم کا نزاع ہی نہین البتہ سیزدہم صدی کے
بعض علماء نے یہ خلاف کیا کہ جملہ غیر مطابق للواقع کا عقد وتنزیل قدرت قدیمہ سے خارج ہے یعنی حالت
قیام زید مین تو حق تعالی شانہ جملہ زید قایم کو منعقد اور نازل فرماسکتا ہے لیکن حالت قعود زید مین جملہ مذکورہ کا
ارشاد وانعقاد اوسکی قدرت سے خارج اور اوسکی اخبار سے ذات واجب معذور وعاجز ہے اور ایک دوسرے
فریق کا یہ قول ہے کہ اہل سنت کے نزدیک جملہ مذکورہ کے تکلم پر دونون حالتون مین قادر مطلق کی قدرت
مین سرمو تفاوت نہین مگر چونکہ وہ ذات بابرکات اپنے صفات وافعال مین جملہ قبایح سے منزہ اور تمام نقایص

Marfat.com

سے مقدس ہے اسلئے کسی کلام غیر مطابق واقع کے تکلم کا ارادہ محقق نہین ہو سکتا اگر بالفرض حضرت آدم علیہ السلام سے اکل شجرۃ یا فرعون لعین سے دعوی ربوبیۃ محقق نہوتا تو یہی جملہ عصی آدم ربہ اور فقال انا ربکم الاعلی کے عقد و تکلم پر حق تعالی کو ایسی ہی قدرت حاصل ہوتی جیسی اب ہے لیکن بوجہ کمال صدق و حکمت اور بسبب مقتضاء تقدس و رحمت ان جملونکی تکلم کی نوبۃ آنی محال تھی اور جسقدر کلام مین حق تعالی شانہ کی ظاہر ہو چکی ہین اور جنکے تکلم و ظہور کی نوبت آگے کو آئیگی سب ضروری الصدق ہین کسی کلام مین بھی اگر کوئی بوجہ احتمال کذب اوسکی تصدیق و تسلیم مین متامل ہو تو زندیق و ملحد اور اسلام سے خارج ہے خلاصہ نزاع یہ نکلا کہ صدق کے وجوب اور کذب کے امتناع پر سب متفق ہین مگر حضرت مولانا اسمعیل شہید علیہ الرحمہ اور اونکے اتباع بوجہ ارادہ و اختیار حق تعالی شانہ صدق کو ضروری اور کذب کو محال فرماتے ہین اور فریق ثانی بوجہ عدم قدرت و مجبوری صدق باری کو واجب اور کذب کو ممتنع بتلاتا ہے یعنی اونکے نزدیک تو ایزد تعالی نے اپنے اختیار سے صدق کا التزام اور کذب سے احتراز فرمار کہا ہے اور انکے نزدیک بوجہ مجبوری و عجز حق تعالی سے صدق صادر اور کذب متروک ہو رہا ہے اب جو صاحب اس مسئلہ مین خلاف کرین اور اہل حق کی تغلیط و تضلیل پر کمر باندہین اور اسبارہ مین استدلالات عقلی یا نقلی اپنے مفید مدعا پیش فرمائین تو اول لازم ہے کہ مقدمات مذکورہ سابقہ اور منشار نزاع کو ملحوظ رکہین پہر اوسکے مطابق دلائل بیان کرین اور تا وقتیکہ ان جملہ امور کی رعایت نہ کرینگے بروے انصاف اونکی بات لائق جواب بلکہ قابل التفات نہوگی وما علینا الا البلاغ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جو صاحب کذب کلام لفظی کے ممتنع بالذات ہونے پر استدلال لائینگے تو استدلال نقلی بیان کرینگے یا عقلی اگر نقلی ہو تو یہ یاد رہے کہ کسی عالم کے کلام مین بہ نسبت کذب مذکور فقط لفظ ممتنع یا محال یا غیر ممکن یا غیر مقدور یا لا یصح یا لا یجوز یا لا ینطرق دیکھکر اپنے مدعا کے اثبات کی امید نہ رکہین بلکہ کسی تصریح یا قراین مسلمہ سے یہ بھی ثابت کرین کہ امتناع و استحالہ سے وہ مراد ہے جو کہ ذاتی ہو اور صحۃ و امکان و جواز کی جو کہ نفی کی گئی ہے اوس سے مراد امکان ذاتی ہے امکان وقوعی نہین اور سلب مقدوریۃ بہ نسبت قدرت قدیمہ منظور ہے جسکو قدرت بالمعنی الاعم کہیے سلب قدرۃ بلحاظ المعنی الثانی نہو جسکو قدرۃ بالمعنی الاخص کہیے چنانچہ ان امور کی تشریح مقدمہ اول و ثانی مین معروض ہو چکی ہے تا وقتیکہ یہ امور ثابت نہونگے اوسوقت تلک فقط ممتنع یا لا یصح یا لا یمکن یا غیر مقدور وغیرہ سے ہمپر کوئی الزام قایم نہو سکیگا بلکہ ثبوت امتناع ذاتی فقط ان الفاظ سے خیال خام ہوگا مگر یہ نہو کہ بلا دلیل کذب مذکور کے

امتناع ذاتی کا دعوی کیا جائے بلکہ امرین مذکورین احقر مین سے کسی ایک طریقہ سے امتناع ذاتی کا ثبوت فرمانا ضرور ہے یعنی یا تو یہ امر محقق ہونا چاہیئے کہ درصورت کذب کلام لفظی انفکاک ذات یا لوازم ذات عن ذات الملزوم ثابت ہوتا ہے ورنہ یہ کسی دلیل سے معلوم ہو جاوے کہ کذب مذکور قدرت قدیمہ سے فی حد ذاتہ خارج ہے اور بالنظر الی القدرۃ ممتنع التحقق ہے کسی دوسری صفۃ مثل حکمت و عدل وغیرہ کی وجہ سے ممتنع نہین اور اگر دلیل عقلی ہو تو یہ ضرور ملحوظ رہے کہ درصورت کذب کلام لفظی ذات باریتعالی مین کوئی تغیر اور نقصان لازم آتا ہے یا صفات ذاتیہ مین یا صفات اضافیہ فعلیہ مین جب تلک اس امر کی تعیین نہوگی محض لزوم نقص مطلق سے فریق ثانی کا مدعا یعنی امتناع ذاتی ثابت نہو سکیگا کیونکہ حسب معروضہ سابق نقص فی الصفات الذاتیہ کا اور حکم ہے اور نقص فی الافعال کا دوسرا حکم ہے نقص اول ممتنع بالذات ہے تو نقص ثانی ممتنع بالغیر اسکے سوا یہ بھی ملحوظ رہے کہ کذب کلام نفسی کے ممتنع ہونے کی وجہ سے جو کلام لفظی کا امتناع ثابت کرین تو یہ بھی بیان فرماوین کہ ہر دو معنی مذکورہ کلام نفسی مین سے کون سے معنی مراد ہین اور اون معنی مین امتناع کذب کیسا ہے ذاتی یا بالغیر انشاء اللہ یہہ جملہ امور ملحوظ رہینگے تو جملہ استدلالات و اعتراضات فریق ثانی کا ابطال و لغویۃ ثابت ہو جائیگی عقلیہ ہون یا نقلیہ کما سیاتی مفصلا باقی یہ امر سب پر روشن ہے کہ جو حضرات قضیہ غیر مطابق للواقع کو مقدور باری فرماتے ہین اونکا یہ مطلب ہے کہ باوجود انکشاف واقع اور ادراک عدم مطابقۃ قضیہ غیر واقعی کا عقد و اصدار قدرت باری جل سلطانہ مین داخل ہے یہ مدعا ہرگز نہین کہ بسبب عدم انکشاف واقع امر غیر واقعی کو واقعی سمجھکر جس کو بعینہ جہل کہئے قضیہ غیر واقعی کا عقد و تنزیل مقدور باری ہے وبینہما بون بعید کما لا یخفی علی من کان لہ قلب او القی السمع وہو شہید یعنی مثلاً حالت قعود زید مین جناب باری کو اوسکے قعود کا علم تام ضروری ہے اور قضیہ زید قایم کے خلاف واقع ہونیکا بھی پورا پورا انکشاف ہے مگر باوجود اسکے بالقصد والاختیار جملہ زید قایم کا منعقد فرمانا اور لباس حروف و الفاظ عطا کرکے ملایکہ و عباد پر نازل کر دینا ایزد متعال کی قدرت قدیمہ مین داخل ہے یہ نہین کہ حالت قعود زید مین بسبب عدم علم و غلطی انکشاف اوسکو قایم سمجھکر جملہ زید قایم فرما دینا ممکن ہے جسکو صریح کذب فی العلم یعنی جہل کہنا چاہیے اسکی امتناع ذاتی مین کسکو کلام ہے خلاصہ یہ نکلا کہ مابہ النزاع بین الفریقین امکان کذب فی الکلام اللفظی ہے امکان کذب فی العلم ہرگز نہین۔

Marfat.com

الباب الاول

اس باب مین حسب وعدہ ہم اپنے دلائل نقلیہ وعقلیہ نقل کرینگے مگر تحریر دلائل سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ دربارہ تنزیہ وتقدیس حق تعالی شانہ جو کہ سبکے نزدیک مسلم ہے ایک تقریر مفصل بطور تمہید ایسی بیان کردیجائے جس سے حضرات اہل سنت وجماعت اور معتزلہ وغیرہ کے مشرب مین ہر کسیکو باہم فرق معلوم ہوجائے یعنی اہل سنت جو ذات حضرت ذوالجلال کو جملہ عیوب ونقصانات سے منزہ اور مقدس فرماتے ہین اوسکی کیا صورت ہے اور اہل اعتزال وغیرہ نے جو اپنی عقلی تیر چلاکر ثبوت تنزیہ بارے پردہ مین اہل حق کا خلاف کیا ہے اوسکی وجہ کیا ہے اگر یہ فرق بین المشربین اچھی طرح فہم مین آجائیگا تو کیا عجب ہے وہ متوسط الحال بھی کہ جنکو مضامین علمیہ بالتفصیل سمجھنے مین دشواری ہوتی ہے مطلب کی بات سمجھ جائین بالتفصیل نہی بالاجمال ہی سہی کیونکہ جملہ اہل علم وفہم پر ظاہر ہے کہ منجملہ علوم کے علم عقاید دشوار اور زیادہ تر قابل اہتمام واحتیاط ہے یہی وجہ ہے کہ علماء اہل سنت کثر اللہ تعالی سوادہم نے اسباب مین احتیاط زاید کو کام فرمایا اور بجز دلایل قطعیہ ظنیات کو بھی دربارہ عقاید معتبر نہین سمجھا چنانچہ کتب عقاید مین یہ مضمون مصرح موجود ہے پر علم عقاید مین بھی بالخصوص وہ مسائل جنکو الہیات سے تعبیر کرتے ہین یعنی جو مسایل ذات وصفات باری تعالی سے متعلق ہین وہ سب سے زیادہ دشوار ودقیق ہین یہی وجہ ہے کہ حکماء فلاسفہ جنکو اپنی عقل پر بڑا ناز تہا ان مسائل مین راہ مستقیم سے بچل گئے حتی کہ بعض تو لاچار ہوکر یہ کہہ اوٹھے کہ الہیات مین عقل عقلا نارسا اور استدلال نضلا ناروا ہے رہے علماء سنت اور مقتدائے شریعۃ اونہون نے بھی ان مسائل مین محض عقل کو ہرگز کافی ومعتبر نہین سمجھا اور بنائے عقاید رائے اور فہم کو نہین رکہا بلکہ اسباب مین آیات واحادیث واجماع اکابر دین کی اتباع کا سبکو ارشاد فرمایا سو جو لوگ اس روش پر ثابت قدم رہے اور اونہون نے نصوص شرعیہ کے ردوبد اپنی فہم کو مبنائے اعتقاد نہ سمجھا اونکا قدم تو لغزش سے محفوظ رہا بلکہ اس اتباع کی برکت نے وہ مضامین خفیہ مشکلہ بھی بتایید الہی اپنے اپنے حوصلہ کے موافق اون حضرات کی فہم نشین ہوگئے اور مطابق عقل بھی نظر آنے لگے اور جن لوگون نے اپنی عقل کو اصل معتمد علیہ ٹہرایا اور اپنے فہم کو نصوص شرعیہ کا تابع نہ بنایا بلکہ احکام شرعیہ قطعیہ مجمع علیہا کو کہینچ تان کر اور تاویلات رکیکہ خلاف رائے سلف صالحین نکال نکال کر اپنی رائے کا تابع بنایا تو ایسے لوگ اپنے اپنے خلاف کیموافق

Marfat.com

صراط مستقیم سے دور جا پڑے اور افراط و تفریط مین مبتلا ہوگئے اور یہی اس خرابی کا نقطہ ہی ہوا کہ اون نا عاقبت اندیشون نے مسائل متعلقہ ذات و صفات جیسے مضامین مین اپنے علم و فہم کو حجۃ کافی اور برہان شافی سمجہا اور نصوص قطعیہ اور اجماع اصحاب فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع جیسا چاہیے تہا نکیا اور اہل حق نے نصوص شرعیہ کے مطالب حسب ارشاد صحابہ کرام شاگردان و مریدان خاص حضرت رسالتماب علیہ السلام مراد لیکر اونکو تو معمول بہ بنایا اور اصل عقاید ٹہرایا اور اپنی عقل و فہم کو اوس کی موافق اور تابع بنانے مین کوشش فرمائی اور فرق ضالہ نے جیسا عقل سے یہ کام لیا تہا کہ اوسکو اصل اعتقاد ٹہراکر تاویلات و تحریفات نصوص اوسکے ذریعہ سے تراشی تھین اوسکے مقابلہ مین اہل حق نے نصوص و اجماع سلف کو منشاء اعتقاد ٹہراکر عقل سے یہ کام لیا کہ جو خدشات عقلیہ قلت فہم سے لوگون نے وارد کئے اونکے جوابات شافی تحقیقی و الزامی دینے مین عقل کو صرف کیا یعنی فرق مذکورہ نے بزور عقل مراد اصل نصوص کو متغیر و متبدل کیا تو ان حضرات نے باعانت عقل خداداد مراد و مطالب اصلیہ کا احقاق و اثبات کرکے مخالفین کی زبان بند کرنے مین سعی فرمائی جزاہم اللہ تعالی عن متبعہم خیر الجزاء جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اہل حق تو بوجہ اتباع نصوص و مطابقۃ اصحاب کرام اصول دین مین باہم متفق رہے اور فرقہ ثانیہ جنہون نے اپنی نام کی عقل کو اصل دین قرار دیا تہا وہ بوجہ اختلاف راے اتنے فرقے ہوگئے کہ خدا کی پناہ جمیع فرق معتزلہ خوارج و شیعہ جبریہ و قدریہ وغیرہ اسمین داخل ہین وجہ اسکی یہی ہے کہ اہل سنت سبکے سب چونکہ نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم اور آپ کے اصحاب کرام کے متبع رہے تو عقاید دین مین جیسے وہ متحد تھے ایسے ہی ان سبکا بھی وہی ایک مسلک رہا اور اہل اہوا نے چونکہ اپنا معتمد علیہ اپنی عقل اور راے کو ٹہرایا اور ظاہر ہے کہ عقل عقلا از حد مختلف ہوتی ہے سبکی عقل یکسان نہین ہوتی اسلئے ہر کسی نے جو اوسکی سمجھ مین مناسب معلوم ہوا کیا اور اوسیکو حق سمجہا جسکا مآل یہ ہوا کہ بسبب اتباع عقل و اختلاف راے اسلام مین بہت سے ایسے فرقے پیدا ہوگئے کہ جنکے اصول و عقاید باہم مختلف ہین مگر حسب ارشاد سرور کائنات علیہ الصلوۃ والتسلیمات فرقہ ناجیہ وہی ایک فرقہ رہا جسکے بارہ مین آپ نے ما انا علیہ و اصحابی فرمایا تہا اور باقی جملہ فرق باطلہ اور ضالہ اور مبتدع اور اہل اہوا کے ساتھ ملقب ہوئے افسوس ان کم فہمون نے یہ نسمجہا کہ یہ ہمارے نام کی عقل ام قلیل و حقیر سا علم کہ جسکی نسبت عالم حقیقی وما اوتیتم من العلم الا قلیلا ارشاد کرتا ہے اور اوسکا رسول جسکی

Marfat.com

نسبت حضرت خضر علیہ السلام کا یہ مقولہ منقول فرماتا ہے کہ اے موسی میرے اور آپ کے علم کی حقیقۃ
علم الہی کے سامنے ایسی ہے جیسے دریا کے مقابلہ مین اوس رطوبۃ کی جوکہ غوطہ دینے کسے چڑیا کی
منقار کو لگجاتی ہے سو جب علوم انبیاء علیہم السلام کا یہ حال ہے تو پھر اورونکی عقل و علم اون علوم
غامضہ مین جوکہ ذات بیچون اور اوسکی صفات سے متعلق ہین کیونکہ کافی اور لائق اعتماد ہوسکتی ہے
یہی وجہ ہے کہ آجتک کسی نے نہ سنا ہوگا کہ کوئی نبی یا کوئی کتاب ایزد متعال کی طرف سے علم معقول یا
ریاضی یا ہیئت یا طب و ڈاکٹری و زراعت یا سیمیا و کیمیا و تجارت وغیرہ کی تعلیم و سکھلانیکے لئے
دنیا مین آئے ہون بلکہ یہ جملہ فنون اہل عقل نے فہم خداداد کے ذریعہ سے اپنی حاجات کیموافق
ایجاد کئے ہان جسقدر انبیاء علیہم السلام مبعوث ہوئے اور جتنے کتب آسمانی نازل ہوئین سب سے یہی
تعلیم امور دین و تفہیم اصول شریعۃ و عقاید ملت منظور نظر تھے جس سے صاف ظاہر ہے کہ فن مذکور جملہ
فنون سے دشوار اور تمام علوم سے مشکل ہے اور عقل انسانی بدون کسی ہادی و رہبر کے اسمین ہرگز
کافی و معتبر نہین ہوسکتے ورنہ یہ کب ہوسکتا ہے کہ خدائے علیم و حکیم خبیر و رحیم سہل امر کا تو اسقدر اہتمام
فرمائے کہ کتب کثیرہ اور رسل متعددہ غیر عدیدہ اوسکی تعلیم کے لئے وقتاً فوقتاً اپنے بندون کے پاس
بھیجے اور امور مشکلہ کی تعلیم و تفہیم کے لئے ایک کتاب بھی نازل نفرمائے واقعی ان امور سے ظاہر ہے
کہ اصول دین بالخصوص امور متعلقہ ذات و صفات وہ مشکل امر ہے کہ تعلیم کتب و تفہیم رسل کے بعد بھی
جو سمجھہ جائے اور گمراہی سے بچ جائے وہ اعلی درجہ کا عاقل و کامل ہے سو فرق باطلہ کی سخت کم فہمی
ہے کہ یہ بھی نہ سمجھے کہ عقل انسان کونسی علم مین کافی ہوسکتی ہے اور کہان کافی نہین ہوسکتی پھر
جب حکماء یونان و عقلائے زمان موجدان حکمت و ہیئت وغیرہ کے عقول ان مسائل مین قابل
اطمینان نہون تو ہم جیسون کو اپنی رائے پر اعتماد کرنا اور مسائل مذکورہ مین اوسکو کافی سمجھنا سراسر
جہالت و حماقت ہے جب یہ امر محقق ہوگیا تو اب ہر ذی فہم سمجھہ جائیگا کہ خلاف نصوص شرعیہ
اور مخالف اقوال سلف اپنی عقل صرف سے بظاہر کوئی کیسی ہی عمدہ بات بیان کرے ہرگز قابل قبول
و لائق التفات نہوگی گرچہ ہماری عقل مین اوسکی خرابی نہ آئے اور سراسر صحیح و مطابق عقل معلوم ہو بلکہ
یہ ہماری فہم کا قصور سمجھا جائیگا سو جو کوئی اس طریقہ پر راسخ و ثابت رہیگا تو معتزلہ و خوارج بلکہ فلاسفہ وغیرہ
جملہ مبتدعین ہوا کے دام تزویر سے محفوظ رہیگا ورنہ اہل سنت و جماعۃ سے علیحدہ ہو کر ضال و مضل بنجائیگا

اپنے دلمین خوش ہوگا کہ مین حق پر ہون اور عقل کی مطابق کہتا ہون لیکن واقع مین مبتلائے ضلالت ہوگا چنانچہ اکثر مغروران عقل ناحق شناسون کو یہی خرابی پیش آئی ہے بلکہ فرق باطلہ اسلامیہ ہون یا غیر اسلامیہ اونکی گمراہی کا بڑا منشا اور اصل سبب یہی امر ہوا ہے توضیح کے لئے ایک دو مثال عرض کرتا ہون دیکھیے نصوص شرعیہ و دلایل قطعیہ اس امر پر شاہد ہین کہ خالق جملہ کائنات و ممکنات خواہ خیر ہون خواہ شر بجز ذات پاک وحدہ لاشریک لہ اور کوئی نہین تمام اہل عالم اور اونکے افعال حسنہ و قبیحہ سبکا خالق و موجد ایزد ذوالجلال والاکرام ہے اور یہی مذہب جملہ صحابہ خیر الانام و سلف کرام ہے اور عقل سلیم بھی اسپر گواہ ہے لیکن معتزلہ کی عقل مین اسپر یہ خرابی نظر آئی کہ جب افعال عباد خیر ہون یا شر مخلوق خداوندی ہوئی اور خود بندے اسکے موجد نہوئے تو اب عباد اپنے افعال خیر و شر کی وجہ سے مدح اور ذم ثواب و عقاب کے مستحق نہین ہوسکتے اور نہ اونکو مکلف کہہ سکتے ہین جسکا مآل یہ ہوگا کہ جملہ عباد احکام شرعیہ کے مکلف نرہے کیونکہ مدار تکلیف اختیار و قدرت عباد ہے سو جب اونکے جملہ افعال کا خالق جناب باری کو کہا تو اب جو چیز موجود ہوگی محض خلق خداوندی سے موجود ہوگی اور بندہ مجبور محض سمجھا جاویگا اور یہ امر بدیہی ہے کہ مجبور محض کو کسی امر غیر اختیاری کی تکلیف دینا اور اوسکو مستحق ثواب و عقاب سمجھنا اور اوسکی ساتھ ایسا معاملہ کرنا صریح مخالف حکمت و رحمت ہے حالانکہ عباد کا مکلف اور اوامر و نواہی شرعیہ کا مخاطب ہونا سبکے نزدیک ایسا مسلم امر ہے کہ کوئی انکار نہین کرسکتا تو اب ضرور اسصورت مین ذات بابرکات خالق کائنات کی نسبت خلاف حکمت و رحمت کا یقین لازم آئیگا سو اب یا تو بندون کے مکلف ہونے سے انکار کیجئے یا جناب باری عز اسمہ کے افعال کو مطابق حکمت و رحمت و عدالت کہنے سے دست بردار ہوجئے اور یہ دونون امر ایسے باطل صریح ہین کہ ادنی سے لیکر اعلی تلک ہرگز کوئی تسلیم نہین کرسکتا اب اس خرابی اور شبہ عقلی سے بچنے کے لئے معتزلہ نے بزور عقل یہ عقیدہ تراشا کہ بندہ خود اپنے افعال اختیاریہ کا خالق و موجد ہے خدائے ذوالجلال افعال اختیاریہ عباد کا خالق ہی نہین جو اوسپر بوجہ تکلیف و تعذیب عباد خلاف حکمت یا خلاف عدل و رحمت کا کوئی الزام لگائے یا سرے سے تکلیف عباد ہی کو باطل کہنا پڑے اور اہل اعتزال اپنے اس ایجاد بندہ پر بہت خوش ہوئے کہ ہمنے ایسی عمدہ بات نکالی کہ جس سے وعد و وعید شارع اور اوامر و نواہی شرعیہ بھی حسب قاعدۂ تکلیف واجب التسلیم رہے جسکی وجہ سے عباد کا مکلف ہونا بجائے خود صحیح و درست رہا اور ایسے ہی خداوند عالم کے دامن جلال

تک خلاف حکمت وغیرہ کے گرد بھی نہ پھوپنچی اور اسی خیال پر ایسے اڑے کہ ارشادات قرانی مثل واللہ خلقکم وما تعلمون اور خالق کل شئ وغیرہ اور تصریحات حدیث اور اجماع اصحاب وجملہ سلف کو جو صراحۃً اسپر دال ہے کہ افعال عباد خیر ہون یا شر سبکے سب مخلوق خداوندی ہین اپنے اس نام کے عقل کے بھروسے پس پشت ڈالدیا ان کم فہمون نے یہ بھی نہ سمجہا کہ اس صورت مین اول تو نصوص قطعیہ اور اقوال سلف صالحین سبکا خلاف سر پڑیگا جو کسی طرح درست نہین دوسری خرابی عظیم یہ آپڑیگی کہ اس صورت مین ایک خیالی تقدس ذات پاک ایزد متعال کے لیے ثابت کرکے تمام عالم کو خالق کہنا پڑیگا جس سے خداوند کریم کی صفت خالقیۃ اور وحدہ لاشریک لہ ہونے مین سخت اشکال وخرابی پیدا ہوگی کیونکہ جب معتزلہ ہر ایک کو اپنے جملہ افعال اختیاریہ کا خالق کہتے ہین تو اب کہیے کہ خدائی گھر گھر آگئی اور ہر بندہ خالق ہوگیا اور وصف خالق ہین خداوند عالم کا شریک وسہیم بنگیا اور مجموعہ عالم مین بعض اشیاء خالق حقیقی کی مخلوق ہین تو بعض اشیاء عباد کی مخلوق ہین اور جب ملایکہ وجنات وبنی آدم سبکے افعال اختیاریہ ملا کر دیکھیے تو پھر غالبًا بندون کی مخلوقات حق تعالی شانہ کی مخلوقات سے بھی بڑھ جائین تو کچھہ عجب نہین اور یہہ امر خداوند عالم کے عظمت اور بندہ کی پستی کے صریح خلاف ہے نعوذ باللہ من سوء الفہم اب غور فرمائیے کہ معتزلہ جیسے مدعیان عقل کی حماقت کا یہ حال ہے کہ ان مسایل مین اپنی فہم پر بھروسا کرکے ایک خدشہ سے بچنے کے لئے کیسی سخت اور نا ملایم بات جناب باری کی شان مین تسلیم کر بیٹھے کاش اگر یہ مدہوشان نشۂ عقل خلق اور کسب دو چیزین متفاوت سمجہکر اول خالق کے لئے اور ثانی عباد کے لئے ثابت سمجھہ لیتے تو جملہ نصوص شرعیہ واجماع سلف بھی معمول بہا رہتے اور قاعدۂ تکلیف اور افعال خداوندی سراسر موافق حکمت وعدل ہونے مین بھی کسی قسم کا خلل نہ آتا چنانچہ کتب عقاید مین اس کی تفصیل موجود ہے اور حضرات اہل سنت وجماعۃ نے اپنے قاعدہ کلیہ کے مطابق یہہ کیا کہ نصوص قرآنیہ واحادیث نبویہ واقوال صحابہ کو تو اپنی اصل پر قایم رکہکر معتقد علیہا ٹھہرایا اور افعال اختیاریہ وغیر اختیاریہ عباد کا خالق حق تعالی شانہ کو سمجہا اور افعال اختیاریہ عباد کی مخلوق باری تعالی ہونے پر جو شبہ مذکورہ بالا کی وجہ سے خلجان ہوتا تہا اوسکا یہ جواب دیا کہ خلق اور چیز ہے اور کسب اور چیز اور افعال اختیاریہ عباد کا خالق حق تعالی ہے تو کاسب وفاعل خود بندے کو کہنا چاہیے تو اب بندہ مجبور محض نہوگا ہان اگر بندہ کاسب ہی نہوتا اور صدور وتحقق امور اختیاریہ مین اسکا ارادہ واختیار واسطہ نہ بنتا تو اوسوقت مجبور محض کہنا درست ہوتا تو ہوتا اور اوسکو

Marfat.com

اوامر و نواہی شرعیہ کی تکلیف دینی لغو ہوتی تو ہوتی بالجملہ افعال اختیاریہ کا بندہ خالق نہ سہی کاسب تو ہے البتہ امور غیر اختیاریہ مین بندہ خالق ہے نہ کاسب سو اون امور مین اوسکو مکلف بھی نہین کہہ سکتے چنانچہ حرکت اختیاری اور حرکت مرتعش مین یہ فرق صریح موجود ہے اول حرکت مین تو بندہ کے کسب و ارادہ کو دخل ہے بخلاف حرکت ثانی کہ اوسکے ظہور و وجود مین بندہ کے کسب و ارادہ کو چونکہ دخل نہین اسلئے مجبور محض گنا جاتا ہے چنانچہ ان امور کی تفصیل کتب کلامیہ مین موجود ہے اہل سنت رحمہم اللہ نے مثل معتزلہ یہ نہین کیا کہ شبہ مذکور کی وجہ سے ایزد بیمال کے خالق افعال ہونیکے منکر ہو جائین اگر جائے غور ہے کہ معتزلہ یہ خیال جا کر کیطرح خدائے علیم حکیم کے احکامات مین کسی قسم کی خرابی نہ آئے اور حق تعالیٰ شانہ کی حکمت و عدالت مین کوئی خدشہ نقصان پیدا ہو وہ طریقہ اختیار کر بیٹھے کہ جسکی وجہ سے تمام عالم کو خالق کہنا پڑا حق تعالیٰ کی صفات و افعال کی تنزیہ و تقدیس کے ثبوت کا ان خوش فہمون نے یہ عجیب طریقہ ایجاد کیا کہ جسکی وجہ سے اوسکی صفت قدرت و خالقیت ہی مین نقصان پیدا کر دیا اور مخالفت نصوص و اجماع سلف اوپر اون مین رہی نعوذ باللہ من سوء الفہم اور اہل حق نے وہ عجیب بات فرمائی کہ حق تعالیٰ کی صفات اور احکام بھی جملہ خدشات سے محفوظ رہے اور وصف خالقیت مین بھی کوئی نقصان نہ آسکا اور جملہ نصوص شرعیہ اور اجماع سلف بھی مقبول اور معمول بہ رہے والحمد للہ علی ذلک اگرچہ یہ مضمون ایسا نہین کہ اہل فہم اور اہل علم کو اوسکے تسلیم مین کچھ تردد باقی رہے مگر مزید اطمینان و احتیاط کیلئے بطور اختصار ایک عبارت نقل کئے دیتا ہون طوالع الانوار وغیرہ مین معتزلہ کی طرف سے امر معلوم مین یہ اعتراض بیان کیا ہے ان العبد لو لم یکن مختارا لقبح تکلیفہ مختار سے مراد موجد و خالق ہے چنانچہ ظاہر ہے اسکے جواب مین مسایرہ وغیرہ مین مذکور ہے فالتحقیق ان عقابہ انما ہو علی مخالفۃ مختارا غیر مجبور فان تعلق الارادۃ بمعصیتہ لم یوجبہا منہ ولم یسلب اختیارہ فیہا ولم یجبرہ علی فعلہا عبارت سوال و جواب سے ظاہر ہے کہ معتزلہ عباد کو بوجہ عدم خالقیت افعال مجبور محض سمجھکر تکلیف کے منکر ہو گئے اور اہل حق نے باوجود عدم خالقیت مجبور محض غیر قابل للتکلیف نہین مانا کیونکہ طریقہ کسب تسلیم کر کے بندہ کو کاسب اور خالق کائنات کو اوسکے افعال کا خالق فرماتے ہین فوضح الفرق و ارتفعت الشبہۃ اور ایک فرقہ کو قاعدہ مذکورہ یعنی جملہ امور کے مخلوق باری ہونے پر یہ اعتراض سوجھا کہ جیسا کسب امور خیر کمال اور عمدگی سمجھا جاتا ہے اور کسب امور شر قبیح اور برا گنا جاتا ہے

یہی قصہ بعینہ خلق مین ہونا چاہئے یعنی عدل وصداقت وترحم واحسان وغیرہ امورخیر اگر ہم کرتے ہین تو یہ ہماری خوبی کا باعث ہوتا ہے اور اونکی اضداد کے اگر مرتکب ہوتے ہین تو وہ ہماری برائی کا سبب ہوتا ہے تو یہی حال خلق مین سمجھنا چاہئے یعنی خلق امورخیر مستلزم مدح وکمال ہوگا تو امورشر کا پیدا کرنا بیشک مستوجب ذم ونقصان ہوگا تو اب مذہب اہل حق پر یہ خرابی اونکی سمجھ مین آئی کہ خلق امورخیر سے ذات ایزد ذوالجلال اگر لایق حمد اور جامع کمالات کہی جائیگی تو امورشر کے خالق کہنے کی وجہ سے نعوذ باللہ دوسری بات کا گمان ہوگا اور یہ اعتراض ہوا کہ حق تعالی کی تنزیہہ ثابت کرنیکے لیئے اون کم عقلون نے بزعم خود یہ عمدہ تدبیر نکالی کہ شر کے لیئے دوسرا خالق تسلیم کرلیا تاکہ حق تعالی شانہ کے دامن جلال تلک خلاف تقدس کا غبار نہ پہنچے اور غور سے دیکھیئے اور دونون فریق کے کلمات مین تامل کیجیئے تو فریق اول یعنی معتزلہ اور فریق ثانی کو ایک سی دہوکا لگا اور دونون کے خیال مین بوجہ عدم فرق بین الخلق والکسب خدا کا خالق شر ہونا غلط اور باطل معلوم ہوا یہ جدا امر ہے کہ فریق اول نے بعض امورخیر کو بہی خلق خدا وندی سے نکالدیا اور فریق ثانی نے فقط امورشر ہی پر قناعت کی البتہ اس شبہ کے رفع کرنے مین یہ فرق ہوا کہ فریق اول نے اپنے افعال اختیاریہ کا بندہ کو خالق مان لیا اور فریق ثانی نے یہ کہا کہ خلق شر کے لیئے دوسرا خالق گھڑلیا فریق اول نے خدا کی تنزہ اور عدل [illegible] قایم رکہنے کے لیئے بندہ کو خالق افعال [illegible] خالق جملہ کائنات کے وصف خالقیت مین سمجت [illegible] پیدا کیا تہا اور دوسرے فریق [illegible] وتقدیس باقی رکہنے کی ضرورت سے دوسرا خالق مستقل انکر شرک صریح کا التزام [illegible] فر من المطر وقام تحت المیزاب مینہ سے بہاگ کر پرنالے کے نیچے جا کہڑا ہونا ایسے ہی [illegible] مگر انصاف سے دیکھیئے تو اس فرقہ نے بہی مثل فریق اول خلق وکسب مین فرق [illegible] کاسب کے لیئے ایک حکم [illegible] کر بیٹہے اور یہ محض قیاس مع الفارق ہے کہا خلق کہا [illegible] سے کیا نسبت امورخیر ہون یا شر مرتبہ خلق مین سب یکسان ہین امورخیر وشر کی [illegible] ہوتی ہے تو کرنیوالے یعنی فاعل کو لاحق ہوتی ہے پیدا کرنیوالے یعنی خالق [illegible] خلق امورخیر جیسا اوسکی کمال حکمت وقدرت پر دال ہے خلق امورشر بہی بعینہ اوسکی قدرت اور کمال حکمت کی دلیل ہے مقویات اور تریاق کا ایجاد کرنا جیسے کسی طبیب کے کمال اور لیاقت کی

علامت ہے ایسے ہی سمیات و مہلکات کا ایجاد کرنا بھی عند العقلاء طبیب مذکور کی حذاقت اور علم طب کی مہارت پر شاہد ہے بلکہ تامل سے یون معلوم ہوتا ہے کہ اشیاء قبیحہ کا جہان وجود ہوتا ہے وہ محل ہی برا کہلاتا ہے اور اونکا بنانیوالا ہرگز برا نہین معلوم ہوتا دیکھیے اگر کوئی مصور صورت بدنما کسی صفحہ پر کھینچے یا کوئی خوشنویس جان بوجھکر کوئی حرف برا کسی کاغذ پر لکھے تو اوس صفحہ اور کاغذ ہی کو برا اور بدنما کہینگے خود مصور یا کاتب کو برا اور بدنما کہینگے سو جب ممکنات مین یہ بات موجود ہے کہ اون کے مفعولات و مصنوعات کی برائی اون تلک نہین پہنچتی تو خالق عالم تلک کسی چیز کی برائی پہنچنے کے کیا معنی چنانچہ یہ بحث مفصل کلام علما مین موجود ہے خلاصہ تقریر یہ ہے کہ تنزیہہ اور تقدیس خداوند عالم ایسا امر مسلم ہے کہ مشرکین تلک بھی اوسکو مانتے ہین اور اوسکی قایم رکھنے مین ساعی ہین مگر آگے یہ اپنی اپنی سمجھ ہے کہ اوسکے ثبوت کی کیا کیفیت ہونی چاہیے اور کونسا طرز لایق اور مناسب ہے دیکھیے مسئلہ مذکورہ ہی مین ہر ایک فرقے نے تنزیہہ باری کو اپنے اپنے طور پر ثابت کیا اور خلجان معلوم کی رفع کی تدبیر کی مگر اہل حق نے بہدایت ایزدی وہ بات نکالی کہ سبحان اللہ اور فریقین مذکورین نے بخیال ثبوت تنزیہہ خلاف عقل و نقل وہ خرابی اپنے سر لیلی کہ خدا کی پناہ کمامر مفصلاً مگر ہر ایک فرقہ آڑ اسی کی لے رہا ہے کہ ہمکو خداوند عالم کی تنزیہہ نقایص و ذمایم سے ثابت کرنی منظور ہے تو اب اہل فہم بالخصوص اہل حق یعنی اہل سنت والجماعۃ کو ضرور ہوا کہ کسی کا فقط دعوی تنزیہہ یا کسی رسالہ کا نام تنزیہہ الرحمن سنکر دہوکا نکہا بین اور تا وقتیکہ نصوص شرعیہ اور اقوال سلف اور مذہب اہل سنت کے ساتھ پوری مطابقت و موافقت نہو اوس تنزیہہ کو تسلیم نفرمائین کیونکہ جو تنزیہہ موافق نصوص اور موافق اقوال اکابر ہوگی وہ تو علی الراس والعین رکہی جائیگی اور جو تنزیہہ خیالی خلاف عقل و نقل ہوگی وہ تنزیہہ اہل حق کے نزدیک وسوسہ شیطانی اور خطرات نفسانی سے زاید وقعت نرکہیگی دوسری مثال اور سنیے جملہ اہل سنت کا مذہب ہے کہ کسی کا کوئی حق اتقیا ہون خواہ اشقیا خداوند کریم کے ذمہ اصل سے واجب نہین اور عدل کرنے اور ایفائے وعدہ مین اور اپنے بندون کو بعوض طاعات اجر عطا فرمانے مین ہرگز مجبور نہین سب اوسکے بندہ ہین وہ قادر مطلق جسکے ساتھ جو معاملہ چاہے کرسکتا ہے نیکون کی تعذیب اور برون کی مغفرت اور تنعیم پر اوسکو فی نفسہٖ ہی اختیار اور قدرت حاصل ہے جیسا کہ نیک بندون کی تنعیم اور فجار کی تعذیب پر حاصل ہے کوئی اوسکو مانع اور کوئی اوسپر جابر نہین یہ دوسرا امر ہے کہ وہ ذات پاک اپنے کرم و حکمت

Marfat.com

صداقت وعدالتہ کی وجہ سے کبھی خلاف وعدہ کوئی امر ظاہر نفرملے اور کسیکا کوئی ظاہری سرسری حق بھی باطل نکرے اور کسیکی ادنی طاعت وعبادت بھی رایگان نہونے دے بلکہ ہر فعل نیک کی عوض مین اضعاف ومضاعف اجر اپنے کرم وفضل سے ضرور حسب وعدہ اعطا فرماوے ہرگز ہرگز خلاف وعدہ کوئی امر واقع نہونے دے چنانچہ مقاصد مین بعینہ یہی مذہب اہل سنت کا نقل فرمایا ہے - الثواب فضل والعقاب عدل لایجبان علی اللہ الا بمعنی انہ وعد واوعد یعنی طاعات کی عوض مین ثواب دینا اللہ جل جلالہ کا محض احسان اور اوسکی رحمت وفضل ہے اور معاصی کی پاداش مین عقاب وعذاب کرنا اوسکا عدل ہے حق جل وعلی کے ذمہ دونو باتون مین سے اصل مین کوئی واجب نہین لیکن اوس صادق الوعد کے وعدہ کیوجہ سے اس قسم کے امور کا واقع ہونا ضروری ہے یعنی ایزد ذوالجلال بوجہ رحمت وصداقت وعدالت اپنے اختیار اور ارادہ سے ان امور کو مطابق وعدہ وحکمت ضرور محقق وموجود فرمائیگا سو سب جانتے ہین کہ یہ وجوب منافی اختیار نہین بلکہ مثبت قدرت اور محقق اختیار ہے شرح مقاصد مین مرقوم ہے الثواب فضل من اللہ تعالی والعقاب عدل من غیر وجوب علیہ لا استحقاق من عبد خلافاً للمعتزلۃ الا ان الخلف فی الوعد نقص لا یجوز ان ینسب الی اللہ تعالی فیثیب المطیع البتۃ انجازاً للوعدہ انتہی اس عبارت سے بھی مضمون بالا بوضاحت ثابت ہوتا ہے لیکن اس وعدہ کی وجہ اور کرم وفضل کے سبب سے یہ کہنا کہ عدل والیفائے وعد فی نفسہ اوسکے ذمہ ضروری ہے حتی کہ اوسکا خلاف قدرت سے ہی خارج ہے سراسر کم فہمی ہے اور جملہ نصوص قرانی مثبت عموم قدرت باری مثل ان اللہ علی کل شئی قدیر اور لا یسئل عما یفعل وہم یسئلون اور خالق کل شئی اور یفعل ما یشاء وغیرہ اور تصریحات واشارات احادیث نبوی علی صاحبہا الصلوۃ والتسلیم اور اقوال سلف صالحین اور مذہب علماء دین اور شہادت عقل سلیم اسی امر پر دال ہین کہ امور متذکرہ بالا کو داخل قدرت قدیم مانکر بوجہ خلاف حکمت وعدالت ممتنع الوقوع والوجود کہا جائے بالجملہ اہل سنت رحمہم اللہ تعالی نے تو اپنے قاعدہ کلیہ مذکورہ بالا کیوجہ سے نصوص قطعیہ اور اجماع سلف کے موافق عموم قدرت عقیدہ راسخ رکھا اور امور مرقومہ کو حسب ہدایۃ نصوص وغیرہ مقدور باری فرمایا اور کسی وسوسہ کیوجہ سے اس عقیدہ مین مذبذب نہوئے اور بعض فرق معتزلہ اور اونکے برادر خورد حضرات شیعہ کو اسمین یہ خلجان پیدا ہوا کہ جب خداوند ذوالجلال کے ذمہ عدل وغیرہ امور واجب ہوئے تو اوسکے خلاف پر بھی قدرت

Marfat.com

ہوگی اور اوسکا صدور بھی ممکن ہوگا اور مطیع کو خلاف وعدہ بجائے ثواب عقاب دینا بھی جائز ہوگا حالانکہ
طاعات کے بدلے مین جناب باری کی طرف سے وعدہ ثواب ہو چکا ہے اور مقتضائے حکمت وعدالت
بھی یہی ہے تو اب ان امور کی مقدور باری کہنے مین حق تعالی کے کلام پاک مین خلف وکذب جدا
لازم آئیگا اور خلاف حکمت وعدالت کا تسلیم کرنا جدا سر پڑیگا اور یہ امور سراسر حق تعالی کے تقدس
اور تنزہ کے خلاف ہین اسلئے بعض عقلا نے عدل وغیرہ کو حق تعالی کے ذمہ واجب اور ضروری
ایسا مان لیا کہ اوسکے خلاف کی مقدور باری ہونے سے انکار کر دیا اور اسمین یہ نفع سمجھا کہ اب
عیب کذب وخلف سے اوسکے کلام بھی پاک رہیگی اور حق تعالی شانہ کی جناب مین کسیکو خلاف حکمت
وعدالت کا بھی شبہہ کرنیکا موقع نملیگا چنانچہ اسی بنا پر بعض فرق معتزلہ نے صاف کہدیا کہ امور
قبیحہ کا صادر کرنا قدرت باری سے بالکل خارج ہے تعالی اللہ عن ذلک افسوس ان کوتہ اندیشوں نے
یہ نہ سمجھا کہ اس ناقص عقل کے بہروسے آیات قرانی مشار الیہا کا جدا خلاف کرنا پڑیگا اور احادیث
کثیرہ اور اجماع واقوال مذکورہ کی مخالفت جُدی لازم آئیگی اور عقل سلیم کی بداہتہ کو جدا باطل ماننا
ہوگا کیونکہ حق تعالی کے ذمہ کوئی چیز واجب تو جب ہو جب کسیکو خدا پر حاکم تجویز کیا جائے اور ایسی لغو
بات عاقل تو کیا کوئی کم عقل بھی نہین مان سکتا نعوذ باللہ فرقہ مذکورہ نے حق تعالی شانہ پر یہ خوب
عنایت کی کہ ایک خیالی تقدس ثابت کرکے اوس قادر مطلق کے عجز کا پتہ لگا لیا کہ جسکی قدرت غیر
متناہی اور جمیع ممکنات کو محیط تھی علاوہ ازین آیات قطعیہ اور احادیث صحیحہ کے معنون مین تاویلات
وتحریفات کرنی پڑے اور اجماع سلف کا صریح خلاف جدا رہا کسی نے سچ کہا ہے کہ خدا گنوارے تحریف
بھی نکرائے اور علماء اہل سنت نے یہان بھی مثل سابق اپنی اصل مقررہ کے موافق یہی کیا کہ
آیات قرانی واحادیث نبوی کو تو حسب معنی مسلمہ صحابہ کرام وعلماء اعلام اصل عقیدہ ٹھہرایا اور خدشہ
مذکورہ کے رفع مین عقل وفہم سے کام لیا اور بہدایۃ عقل حق بین اس خدشہ کا یہ جواب دیا کہ کسی فعل کا
کسیکی قدرت واختیار مین داخل ہونا اور امر ہے اور اوس فعل کا صادر و واقع ہونا دوسرا امر ہے کسی
فعل کی فقط قدرت مین داخل ہونے سے یہ کب لازم آتا ہے کہ اوسکے صدور کو کوئی اور امر بھی
مانع نہو اور اوس فعل کو فقط مقدور ہونیکی وجہ سے قادر مختار کی طرف منسوب بھی کر سکین ورنہ جملہ بنی آدم
کو خواہ صلحاء واتقیاء ہی کیون نہون بوجہ حصول قدرت علی جمیع القبائح والفواحش سارق وغاصب

خائن وکاذب ظالم وشارب وغیرہ کہنا درست ہونا چاہیے قبایح مذکورہ کی فعلیۃ کی نوبت آئی یا نہ آئی
وہو باطل بالبداہۃ تو اب معلوم ہو گیا کہ اس قسم کے اطلاقات جب ہی درست ہونگے جب افعال
کے صدور کی نوبت آچکی ہو خدائے تعالی کی صفات تو اعلی واشرف ہین اور ہمارے احاطہ وہم
وخیال سے بہت عالی وبرتر ہین دیکھیے بادشاہان دنیا مین اگر کوئی اعلی درجہ کا عادل ہو اور خلاف
عدل وانصاف ہمیشہ مجتنب ومتنفر ہو تو اسکے معنی یہ نہونگے کہ خلاف عدل اوسکی قدرت سے
خارج اور خلاف انصاف کرنے سے وہ مجبور وعاجز ہے جسکو کچھ بھی فہم ہوگا یقینا سمجھے گا کہ جیسے بادشاہان
ظالم کو بوجہ حکومت اپنی رعایا پر خلاف عدل معاملہ کرنیکی قدرت واختیار ہے ایسے ہی بلا تفاوت
سلطان عادل کو بھی بوجہ حکومت کاملہ اپنی زیردستون پر خلاف عدل وانصاف کرنیکا اختیار
حاصل ہے کون نہین جانتا کہ نوشیروان کو تیمور وچنگیز خان سے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالی
عنہ کو حجاج بن یوسف سے اپنی رعایا پر تعدی کرنیکی قدرت وطاقت کچھ کم نہ تھی نوشیروان فقط
اپنی انصاف پرستی وعدل وداد کی وجہ سے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ عدل خداداد اور اتباع
شریعۃ کے سبب سے ان امور سے احتراز کامل اور تنفر تام کرتے تھے اور فقط اس قدرت علی التعدی
کی وجہ سے کوئی صاحب فہم اونکو ظالم یا غیر عادل نہین کہہ سکتا بلکہ [illegible] قدرت تعدی
وخلاف عدل کا اپنی حکومت وغلبہ ہے جسقدر کسیکو کسی پر حکومت وغلبہ حاصل ہوگا اوسیقدر اوسکو
اپنے اختیار کے موافق ہر طرح سے تصرف کرنیکی طاقت وقدرت موجود ہوگی سو خداوند احکم الحاکمین
کی قدرت غیر متناہی ہر طرح سے تام وکامل ہے اور [illegible] کسیکو میسر
آسکتے ہین اسلیے اوس ذات پاک کی برابر قدرت واختیار بھی کسیکو حاصل نہین ہو سکتا یہ تماشا
ہے کہ بادشاہان دنیا تو اس نام کی حکومت اور مجازی سلطنت پر جو چاہین [illegible] کرین جو چاہین [illegible]
اور وہ احکم الحاکمین اور مالک حقیقی نعوذ باللہ ایسا مجبور ہو جائے کہ بجز [illegible]
عباد اور سوائے عدل وداد کچھ اور کر ہی نہ سکے اور بجز مراد [illegible] اسکی قدرت واختیار [illegible]
وما قدروا اللہ حق قدرہ تو اب مقتضاء عقل یہ ہے کہ [illegible] تعالی شانہ کی قدرت اور اوسکے اختیار
کامل اور جملہ ممکنات ذاتیہ کو اوسمین داخل مانا جائے [illegible] امور متعلقہ [illegible] نافع ہون یا مضر موافق
عدل ہون یا مخالف قدرۃ قدیمہ مین حسب ارشاد [illegible] داخل کیا جائے [illegible] کہ [illegible]

Marfat.com

اوس قادر مطلق کی قدرت تام اور کامل اور جملہ مخلوقات و ممکنات کو محیط و شامل ہے ایسی ہی اوسکی حکمت و رحمت و فضل و عنایت بھی کامل او تام ہے سو جیسا اپنی قدرت و اختیار کی وجہ سے جو چاہے سو کر سکتا ہے ایسا ہی اپنی رحمت و حکمت وغیرہ کی وجہ سے کیسی ذرہ برابر بھلائی بھی حسب وعدہ رایگان و باطل نفرمائیگا جسکا خلاصہ یہ نکلا کہ حق تعالی کی قدرت بھی تام و غیر متناہی ہے اور اوسکا عدل و رحمت وغیرہ صفات کمالیہ بھی کامل و شامل ہین الغرض حضرات اہل سنت نے امور قطعیہ کو معمول بہا بنایا اور عقل سے دفع شبہات مین جو کہ نصوص و اجماع پر وارد ہوتے تھے کام لیا اور معتزلہ نے اپنی عقل کو ترک عمل علی النصوص اور تحریفات ادلہ قطعیہ مین صرف کیا اطمینان کے لیئے شرح مقاصد کی عبارت اپنی تائید کے لیئے عرض کرتا ہون

الثالث الایات والاحادیث الواردة فی تحقیق الثواب والعقاب یوم الجزاء فلو لم یجب و جاز العدم لزم الخلف والکذب یعنی تیسرا استدلال معتزلہ کا مسئلہ معلومہ مین یہ ہے کہ اگر عدل کو جناب باری پر واجب نمانوگے تو جن آیات و احادیث مین ثواب و عقاب کی خبر دی گئی ہے اون مین خلف اور کذب لازم آئیگا اوسکے بعد اہل سنت کی طرف سے یہ جواب دیا ہے و رد بان غایته الوقوع البتة وہو لا یستلزم الوجوب علی الله ولا الاستحقاق من العبد علی ما ہو المدعی یعنی الله تعالی کے وعدہ فرمانے اور خبر دینے سے غایته ما فی الباب یہ بات ثابت ہوئی کہ ثواب و عقاب حسب وعدہ جناب باری ضرور واقع ہوگا یہ کاہے سے معلوم ہوا کہ اس ثواب و عقاب کا واقع کرنا جناب باری کے ذمہ واجب ہے اور بندہ اسکا مستحق ہے بالجملہ یہ مختصر سا فرق ضرور ملحوظ رکھنا چاہئے کہ کسی امر کا وقوع اور چیز ہے اور اوسکا تحت قدرت داخل ہونا اور امر ہے دخول تحت القدرة وقوع کو ہرگز مستلزم نہین ثواب عالم وجوب عدل سے اور خلاف عدل و اخبار کے مقدور ہونے سے تحقق خلف و کذب ہرگز لازم نہین ہو سکتا جو معتزلہ اور اونکے اتباع کو اس بیہودہ اعتراض کی گنجایش ملی اور اسیکے ساتھ یہ بھی دل نشین کر لیا چاہے کہ امر قبیح کی تحقق و وقوع مین البتہ خرابی و نقصان لازم آتا ہے لیکن اوسکے وقوع پر فقط قدرت حاصل ہونے سے ہرگز کوئی خرابی لازم نہ آئیگی بلکہ بنظر فہم کمال قدرت پر دلیل کافی سمجھی جائیگی یعنی اگر خلاف عدل و حکمت جناب باری سے واقع و صادر ہو تو بیشک مستلزم قبیح و محال ہے اور اگر ایسے امور کو قدرت مین داخل

Marfat.com

مانکر حکمت ورحمت کی وجہ سے اونکو ممتنع الوقوع کہا جائے تو کچھ خرابی لازم نہین آتی بلکہ کمال قدرت
اور کمال تنزہ دونون بجاے خود مسلم الثبوت رہتے ہین کیونکہ اس صورت مین قدرت واجب مین بھی
کسی قسم کا نقصان ماننا نہین پڑتا اور صدور قبایح جو کہ خلاف حکمت و عدل ہے اوسکی گرد بھی بارگاہ
اقدس تلک نہین پہنچ سکتی اور حضرات اہل سنت کا یہی مسلک اس قسم کے امور مین ہے کہ اون کو
مقدور باری مانکر بوجوہ دیگر ممتنع الوقوع والفعلیہ فرماتے ہین اور آیات مذکورہ دالہ علی عموم القدرۃ اور
اون آیات مین جو کہ عدم ایجاد قبایح اور عدم ارادہ ایقاع افعال ذمیمہ پر دال ہین بلا تخصیص و تاویل
تطبیق تام اہل سنت کے اس مسلک کے موافق حاصل ہو جاتی ہے مثلاً آیات ان اللہ علی
کل شیٔ قدیر اور یفعل ما یشاء اور اوسکی امثال سے تو عموم قدرت جملہ افعال پر ظاہر ہوتا تہا موافق
حکمت و عدل ہون یا مخالف اور آیات وما خلقنا السموات والارض وما بینہما باطلا اور ارشاد ربنا
ما خلقت ہذا باطلا اور وما خلقنا السموات والارض وما بینہما لاعبین اور آیہ افحسبتم انما خلقناکم عبثاً
اور ارشاد وما اللہ یرید ظلما للعباد اور انہ لا یحب الفساد وغیرہ آیات اس جانب مشیر ہین کہ ان امور کا
تحقق و صدور جناب اقدس سے کبھی ہوگا سو اہل سنت رحمہم اللہ تعالی کے مسلک کے موافق تو بلا
تخصیص و تاویل آیات مذکورہ مین تطبیق ظاہر ہے کیونکہ حسب بیان معروضہ بالا آیات سابقہ عموم
قدرت پر دال تہین اور آیات لاحقہ صدور اور فعلیت کے نفی فرما رہے ہین اور اسمین کوئی منافاۃ نہین
لمام بلکہ دونون طرح کی آیات کے مجموعہ سے یہ محقق ہوگیا کہ باطل و عبث و ظلم بمعنی وضع الشئی فی غیر محلہ
مقدور باری ہوکر بوجہ خلاف حکمت و عدالت و رحمت ہرگز ہرگز محقق نہین ہو سکتے چنانچہ ارشاد
وما اللہ یرید ظلما للعباد صاف اس جانب مشیر ہے کہ امتناع صدور ظلم بمعنی وضع الشئی فی غیر محلہ فقط
اسوجہ سے ہے کہ قادر حقیقی کا ارادہ اوسکی تحقیق کے ساتھ متعلق نہین ہوا یہ نہین کہ ظلم مذکور فی نفسہ
ممتنع اور قدرت قدیمہ سے خارج ہے وہو المراد اور مشرب معتزلہ پر آیات مذکورہ مین تخصیص بدون کام
نچلیگا بلکہ آیات مثبتہ عموم قدرت سے افعال قبیحہ عبث و باطل اور ظلم مخالف عدل اور خلاف
حکمت وغیرہ کو خاص کرنا پڑیگا اور اسمین خلاف ظاہر نصوص جو کہ مجمع علیہ امت تہا اور خلاف عقل
لازم آئیگا لمام الحاصل امور مذکورہ کو مقدور و ممکن بالذات کہنے کے بعد بوجوہ معلومہ ممتنع کہنا حضرات
اہل سنت کا مسلک ہے اور امور معلومہ کو احاطہ قدرت ہی سے بالکلیہ خارج ماننا اور اونکو ممتنعات

ذاتیہ مین داخل رکہنا بعض اہل اعتزال کا مشرب ہے چنانچہ عبارت منقولہ شرح مقاصد اور اسکے سوا عبارات
کتب اسکے موید موجود ہین اور مسئلہ وجوب عدل جو بعض معتزلہ کا مذہب مشہور ہے اوسکی ایک شاخ
ہے البتہ ان قبایح کو اسطرح مقدور باری بنانا کہ صحۃ تعلق قدرت کو کوئی اور امر بھی مانع ہو یعنی قبایح
معلومہ کے صدور و فعلیہ مین استحالہ بالغیر بھی ہو یہ دوسرے فریق معتزلہ کا مذہب ہے اہل سنت اس
مقدوریۃ کے ہرگز قایل نہین بلکہ اہل حق کا قول دونون فرقے معتزلہ کے وسط مین واقع ہے نہ
قدرت قدیمہ سے بالکل خارج اور ممتنع بالذات فرماتے ہین جیسا فریق اول کہتا تہا اور نہ ایسا مقدور
فرماتے ہین کہ تعلق قدرت کو کوئی امر مانع ہی ہو جیسا فریق ثانی کا مذہب تہا فافہم وتامل اور علمائے
اہل سنت کے اس ارشاد سے کہ قدرت علی القبایح اور صدور و فعلیۃ مین فرق ہے اول مین بجائے
قبح کمال ثابت ہوتا ہے اور امر ثانی مین قبح مستحیل لازم آتا ہے بہت سے خدشات سے نجات ملجاتی
ہے اسلئے اسکو خوب محفوظ رکہنا چاہیئے اور توہمات بیجا کو دخل نہ دینا چاہیئے یہی طریقہ اہل سنت وجملہ
سلف کرام ہے البتہ قدرت کے دونون معنون مین جنکی طرف ابہی اشارہ ہوچکا ہے اور مقدمہ کتاب
مین صراحۃً ذکر آچکا ہے ضرور فرق ملحوظ رکہنا چاہیئے ورنہ اہل سنت واہل اہوا مین مثل مولف تنزیہ
فرق کرنا دشوار ہوجاویگا کما مر علاوہ ازین سب جانتے ہین کہ انبیا علیہم السلام باوجود حصول قدرت
چونکہ منہیات سے محفوظ و معصوم رہتے ہین اسلیئے اونکے کمال افضلیت ثابت ہوتی ہے اور حجر وشجر سے
عدم صدور معصیت چونکہ بوجہ عجز و عدم قدرت ہے اسلئے نہ مدح کے مستحق ہین نہ ثواب کے سو قدرت علی القبایح
بھی اگر مثل صدور قبایح موجب منقصت ہوتی تو معاملہ بالعکس ہونا چاہیئے تہا بلکہ خواص مومنین
جو خواص ملایکہ سے افضل ہین اوسکی بڑی وجہ یہی قدرت ہے جسپر کہ مدار ابتلا و امتحان ہے اس
بیان سے ظاہر ہوگیا کہ صدور قبایح ہرچند مذموم تہا مگر قدرت علی القبایح موجب کمال و باعث
افضلیت ہوگئی بالجملہ علمائے اہل سنت نے خلاف عدل جسکا مآل یہ نکلا کہ خداوند متعال کی قدرت
بھی کامل رہے اور اوسکے عدل و حکمت مین بھی کسی قسم کے خلل اندازی کی نوبت نہ آئے مثل
معتزلہ یہ نہوا کہ ثبوت عدل کے لئے قدرت باری مین جدا رخنہ اندازی کی اور نصوص شرعیہ
قطعیہ اور اجماع سلف مومنین کا جدا خلاف کیا اور پہر اسپر بڑے فخر و مباہات سے معتزلہ اپنا لقب
اہل عدل تجویز کرتے ہین اور اہل سنت کے ذمہ اپنی کم فہمی کی بدولت یہ الزام لگاتے ہین کہ یہ

خداوند ذوالجلال کے عدل کو ضروری نہین کہتے بلکہ خلاف عدل واصلاح بھی خدا کے لئے تجویز کرتے ہین نعوذ باللہ من سوء الفہم صاحبو یہ سراسر تہمت ہے بلکہ یون کہنا چاہیئے کہ معتزلہ تو خدا تعالی کو فقط عادل کہتے ہین اور قادر مطلق پوری طور پر نہین بتلاتے اور اہل سنت عدل وقدرت دونون صفتون کو پورا پورا تسلیم کر رہے ہین اور ایک کی وجہ سے دوسری صفت کے کمال مین کوئی کمی نہین کرتے ہان جو کم فہم ہین اور جنکی عقل پر غلبۂ وہم ہے وہ عجب نہین اب بھی یہی کہین کہ حق تعالے کے ذمہ عدل واصلح کے واجب کہنے اور افعال قبیحہ کے صدور کو ممتنع بالذات ماننے مین جسقدر تنزہ اور تقدس ہے اوسقدر عدم وجوب کی صورت مین نہین مگر جنکا دیدۂ فہم وانصاف صاف ہے وہ جانتے ہین کہ اہل سنت کے ارشاد کی موافق وہ تنزہ بکمالہ موجود ہے اوسمین سر مو تفاوت نہین ہوا اور مذہب ثانی مین قدرت باری تعالی مین تو بوجہ عدم شمول جملہ ممکنات نقصان پیدا ہوا ہی تہا تقدس باری جسپر اونکو ناز تہا وہ بھی اہل عقل کے نزدیک جاتا رہا کیونکہ خلاف عدل وحکمت جیسا منافی تقدس ہے اوس سے بڑہکر عدم قدرت علی الممکنات جسکو عجز کہیئے اہل حقیقت کے نزدیک منافی تقدس اور مخالف تنزہ ہے اور جب اوسکے ساتھ یہ بھی لحاظ کیا جائے کہ آیات والہ علی عموم القدرۃ مثل ان اللہ علی کل شئی قدیر وغیرہ مین حسب معنی ظاہرہ جو جملہ سلف صالحین کے نزدیک معتبر ہین حق تعالی شانہ مقدوریۃ جملہ ممکنات ذاتیہ کی خبر دیتا ہے تو اب مذہب معتزلہ کے موافق امکان کذب تو درکنار فعلیۃ کذب کا اقرار کرنا پڑتا ہے پہر ایسی عقل بجز معتزلہ اور اونکے اتباع کے اور کسکی ہوگی کہ امکان کذب وخلاف عدل وحکمت وغیرہ سے بچنے کی وہ تدبیر عجیب ایجاد کی کہ فعلیۃ عجز اور فعلیۃ کذب جو بالاتفاق ممتنع ہے لازم آگئی حالانکہ مذہب اہل سنت کے مطابق جسپر معتزلہ انکار کرتے ہین کوئی خرابی بنظر انصاف لازم نہین آتی البتہ اگر اہل حق خلاف عدل وحکمت وغیرہ کے تحقق وفعلیۃ کے قایل ہوتے یا اونکو مقدور اور ممکن بالمعنی الثانی فرماتے کہ جسمین امتناع بالغیر بھی نہوتا تو پہر معتزلہ کا اعتراض درست تہا مگر صدور وفعلیۃ کے تو خود اہل سنت ... ساتھ منکر ہین وہ تو فقط یہ فرما رہے ہین کہ خداوند کریم بوجہ قدرت وحکومت اپنے عباد کے حق مین جس قسم کا چاہے تصرف کرے کوئی اوسپر جابر نہین لیکن چونکہ قدرت وحکومت تامہ کے ساتھ اوسکا فضل ورحمت کرم وحکمت بھی متحقق ہے اسلئے باوجود تحقق قدرت کوئی امر خلاف حکمت وعدل

عباد کے حق مین ہرگز صادر نفرمائیگا جسکا نتیجہ وہی نکلا کہ امور مذکورہ بالنظر الی القدرۃ ممکن ہین اور بالنظر الی الحکمۃ وغیرہ ممتنع یعنی ممکن بالذات اور ممتنع بالغیر ہین محسوب ہین اور منشا اسکا حسب معروضہ بالا وہی امر ہے کہ معتزلہ نے قدرت علی القبایح اور صدور قبایح مین فرق نہین سمجھا و منہا لون لعبید

بالجملہ یہ ایک قاعدہ کلیہ ہے اسپر اور بہت سے مسایل خلافیہ اعتقادیہ فیما بین اہل سنت و معتزلہ متفرع نظر آتے ہین دیکھیے معتزلہ اور اونکے اتباع نے جو ثبوت تقدیر و رویۃ حق جل و علی اور عذاب قبر و وزن اعمال وغیرہ امور شرعیہ قطعیہ کا انکار کیا ہے سبکا مبنی یہی ہے کہ ان مسایل کے تسلیم کرنے مین کچھہ کچھہ خدشات عقلیہ جو اونکے فہم مین گذرے تو اپنی عقل ناقص پر اعتماد کرکے فوراً ان مسایل منصوصہ اجماعیہ کا اصل سے انکار کر دیا اور خلاف نصوص و مخالفت سلف کا اصلا خیال نکیا اور اہل حق نے ایسے مواضع مین خار و خس خدشات کی وجہ سے طریقہ اتباع سنت و شریعۃ کو ہرگز ترک نکیا بلکہ طریقہ اتباع شریعۃ کو اس خس و خاشاک سے پاک و صاف کرنیکی فکر فرمائی اور بذریعہ عقل حتی الوسع اسی مین ہمت لگائی چنانچہ اہل علم اس امر کی تفصیل سے بخوبی واقف ہین کتب عقاید مین یہ جملہ مسائل مع اعتراضات و جوابات موجود ہین اور ان سب اختلافونکا منشا صرف وہی امر ہے کہ جو اوپر معروض ہوا یعنی معتزلہ وغیرہ نے اپنی عقل نارسا کو اصل عقاید قرار دیکر نصوص شرعیہ مین خلاف اجماع تصرف کرنا شروع کیا اور اہل حق نے نصوص شارع اور ارشادات سلف کو تو معتقد علیہ رکہا اور ان شبہات ظاہری کے رفع فرمانے مین ہدایۃ الہی عقل حق بین سے کام لیا اور باوجودیکہ اکثر فرق باطلہ نے حضرات اہل سنت پر اس قسم کے شبہات عقلیہ بکثرت پیش کیے لیکن حضرات موفقین نے بتائید الہی اونکے مقابلہ مین اپنی اصل مقررہ مذکورہ کو ہرگز نچھوڑا بلکہ ان فرق کے شبہات کو ہمیشہ علماء امت اپنے اپنے مرتبہ کے موافق برابر رد کرنے مین سرگرم رہے باقی رہے عوام اہل سنت سو وہ بوجہ تقلید علماء سنت معتزلہ کے دام تزویر مین نہ آئے یعنی جو صاحب علم و فہم رکہتے تھے اونہون نے تو شبہات مذکورہ مخالفین کو جوابات شافیہ سے رد کیا اور وہ عوام جنکو اتنی لیاقت علمی اور اسقدر فہم نہ تہا مگر احکامات شرعیہ عقاید اسلامیہ پر راسخ تہے اونہون نے بوجہ تقلید علماء مجملاً اتنا سمجہا کہ گو ہم جواب نہ دیسکین لیکن قابل عقیدہ بجز نصوص شرعیہ و امور قطعیہ کوئی چیز نہین خرافات معتزلہ اور ہفوات خوارج و روافض وغیرہ جملہ اہل اہوا اس قابل کب ہین کہ بمقابلہ نصوص

اجماع سلف اونکو معتقد علیہ بنایا جائے اور ہماری عقل ہی کیا ہے جسکے بہروسے امور قطعیہ کا انکار کرین
جنہون نے یہ سمجھکر اور اطاعت نصوص کو واجب جانکر اون خدشات کو لاحول پڑہکر اوڑا دیا اور اپنا ایمان
وعقیدہ صحیح سالم بچالیا مگران دوقسمون کے سوا ایک تیسری قسم کے اشخاص کہ جو حضرات علوم غیر شرعیہ
مین تو مہارت رکہتے تھے لیکن علوم شرعیہ سے پوری واقفیت نہ تہی معتزلہ کے جال مین آگئے کیونکہ بوجہ
امر اول یہ تو اونکی سمجھ مین نہ آیا کہ مثل عوام اکابر اسلام اور علمار شریعۃ کے ان امور مین مقلد محض بنکر
مثل فریق ثانی معتزلہ کے طریقہ سے یکسو اور اونکے خرافات سے محفوظ رہتے اور بوجہ امر ثانی یہ بھی نکر سکے
کہ محققان شریعۃ وعلمار سنت کی طرز کے موافق اس قسم کے امور مین ثابت قدم رہتے کیا تو یہ کیا کہ
مثل معتزلہ ان امور مین اپنی رائے پر اعتماد کرکے ایک جانب عقیدہ جا بیٹھے اور نصوص واقوال
سلف کی طرف توجہ تمام نکی کاش اگر یہ صاحب قاعدہ سلف پر قایم رہتے تو انشاء اللہ معتزلہ کی چال
ایسے امور مین ہرگز اختیار نکرتے یا بوجہ عدم مشغلہ علوم شرعیہ اگر اپنے آپ کو علماء معتبرین اہل سنت اور
اکابر امت کے روبرو مثل عوام مقلد محض سمجھتے تو بہی اس خرابی سے محفوظ رہتے چنانچہ بعض اہل سنت
اس اخیر زمانہ مین بوجہ امر معلوم اپنے قاعدہ مسلم کو ترک کرکے معتزلہ کی چال اختیار کر بیٹھے اور اپنی
رائے کے بہروسہ مخالفت نصوص ومباینۃ جمہور مین مبتلا ہوگئے دیکھئے اول اون صاحبون کو
یہ خدشہ ہوا کہ اگر نظیر حضرت خاتم النبیین علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والتسلیم کو حق تعالی کی قدرت مین داخل
کیا جائیگا تو نظیر حضرت رسالتماب کا وجود ممکن ہوگا اور جب یہ ہوا تو وعدہ خاتمیت جو نص قطعی مین
آچکا ہے اوسکی تکذیب ہوسکیگی اور اصدق القایلین کی تجویز کذب ماننی پڑیگی اس خرابی سے
بچنے کی تدبیر بزور عقل مثل معتزلہ اون صاحبون نے یہ نکالی کہ نظیر حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی
آلہ وسلم کو قادر قیوم کے احاطہ قدرت قدیمہ سے نکال باہر کیا اور بہت خوش ہوئے کہ اس صورت مین
الزام کذب جو بہ نسبت وعدہ جناب باری جل مجدہ پیدا ہوتا تہا اوس سے تو بالکلیہ نجات حاصل ہو
ہی گئی تہی اوسکے ساتھ حسن اتفاق سے اظہار افضلیت رسول مقبول علیہ الصلوۃ والسلام بھی بدرجہ اولی
ہوگیا چہ خوش بود کہ بر آید بیک کرشمہ دو کار اور جب اس صورت مین اون صاحبون کو یہ ہر دو نفع
ایسے نظر آئے کہ در صورت دخول نظیر نبوی علیہ السلام تحت قدرۃ الباری ایک بھی معلوم نہوتا تہا
تو اسلئے اس عقیدہ یعنی امتناع ذاتی نظیر فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسے جمے کہ ہلائے نہ ہلے مگر افسوس

Marfat.com

ان حضرات نے اتنا تدبر نفرمایا کہ اس صورت مین اول تو ارشاد ان اللہ علی کل شئی قدیر۔ وکان اللہ
علی کل شئی مقتدرا اور آیۃ وان من شئی الا عندنا خزائنہ وماننزلہ الا بقدر معلوم اور اولیس الذی خلق
السموٰت والارض بقادر علی ان یخلق مثلہم بلی وہو الخلاق العلیم انما امرہ اذا اراد شیئا ان یقول
کن فیکون اور احادیث صحیحہ دالہ علی عموم قدرۃ الباری سبکا یک لخت خلاف کرنا پڑیگا علاوہ ازین اجماع
علمار شریعۃ وطریقت کے یہ مضمون جدید صریح مخالف ہے چنانچہ امام نے اپنی تفسیر کبیر مین بہت اہتمام
کے ساتھ اسکو نقل فرمایا ہے اسکے سوا ذات حضرت سرورکائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کو ممکن کہنا
اور نظیر کو ممتنع بالذات بتلانا خود قواعد عقلیہ کے مخالف ہے لان حکم المثلین فی احد فیما یثبت ویسلب
بالنظر الی نفس الماہیۃ والا لزم عدم اشتراک الماہیۃ بینہما فلزم عدم المماثلۃ ہذا خلف اور یہ چال بعینہ
وہی معتزلہ کی چال ہے جو اوپر مذکور ہوئی اہل سنت کو لازم ہے کہ اسکے مقابلہ مین وہی طرز اختیار فرماوین
جو معتزلہ کے مقابلہ مین دربارہ وجوب عدل اور امتناع صدور حکمت اختیار کی تھی تاکہ طریقہ اتباع سنت
پر راسخ رہین ورنہ نصوص شرعیہ اور اقوال سلف کا صریح خلاف کرنا پڑیگا اور وہ طرز یہ ہے کہ جو صاحب
اتنی قابلیت واستعداد نہین رکھتے کہ اس فرقہ کے شبہات کا جواب شافی عقلی بیان کرسکین اون کو
تو یہ لازم ہے کہ نصوص شرعیہ اور اقوال علمار کو اپنا معتقد علیہ ٹھہراوین اور ان خدشات کو لاحول پڑھکر
دل سے دور کردین ان خدشات عقلیہ کی وجہ سے نصوص واقوال کو نچھوڑین اور جنکو سلیقہ علمی اور فہم
صایب عطا ہوا ہے وہ صاحب جوابات عقلیہ ونقلیہ سے اس قسم کے شبہات کو دفع کرین اور جو طریق رد شبہات
معتزلہ وغیرہ کے لئے مسئلہ خلق افعال ووجوب عدل وغیرہ مین مثلاً اختیار کیا تھا اوسپر قایم رہین اور
کہین کہ بیشک خداوند تعالیٰ نے جو وعدہ فرمایا ہے اوسمین سرمو تفاوت نہین ہوگا جو ایسا کہے طریقہ
اہل حق سے خارج اور داخل اہل اہوا ہے مگر ساتھ ہی یہ بھی کہنا چاہیئے کہ استحالہ نظیر خاتم الانبیا علیہ
السلام محض عنایت ووعدہ الٰہی کی وجہ سے ہی یہ نہین کہ آپکا مثل فی نفسہ قدرت قدیمہ سے خارج ہے
جسکا ماحصل یہ ہے کہ ممتنع بالغیر ہے ممتنع بالذات ہرگز نہین اور ممتنع الوقوع اور معدوم التحقق ہونے
مین ممتنع بالذات اور بالغیر دونون شریک ہین نہ کبھی اوسکے وقوع کی نوبت آسکے نہ اسکے اور خلاف
وعدہ اور اخبار باریکو جملہ علمار ممکن بالذات اور ممتنع بالغیر فرمارہے ہین اگر بوجہ وعدہ ممکن بالذات
ممتنع بالذات ہو جائے تو صریح انقلاب ذاتی ہے جو بالاتفاق باطل ہے جو اوسکو محال بالذات کہے

Marfat.com

یہ اوسکی اصطلاح علوم اور اقوال علماء اور بداہتہ عقل سے نا واقفیت یا تعصب کا ثمرہ ہے اور اوس کی
موٹی مثال ایسی سمجھیے جیسا کوئی بادشاہ راست باز کسی سے بوجہ عنایت و شفقت و قدردانی عہد واثق
کرلیوے کہ ہمنے تمکو ہمیشہ کے لیے منصب وزارت پر مامور کیا مدۃ العمر معزول ہرگز نکرینگے تو اب بوجہ
صادق القول ہونے بادشاہ مذکور کے گو سبکو یہ یقین کامل ہوجائے کہ وزیر معلوم کی عزل کی اوسکی
طرف سے کبھی نوبت نہ آئیگی لیکن ساتھہ ہی مین ہر ایک عاقل یقیناً سمجھتا ہے کہ اوس بادشاہ کو وزیر
مذکور کے معزول کرنیکا بعینہ وہی اختیار ہے جیسا بوجہ حکومت قبل وعدہ مذکورہ اوسکو اختیار عزل ہر
وقت حاصل تہا اوسکے اختیار اصلی مین بوجہ وعدہ سر مو تفاوت نہین آیا ظاہر ہے کہ اس عزل ونصب کا
بنا فقط اوسکی حکومت و سلطنت پر ہے جو دونون حالتون مین مساوی موجود ہے البتہ اگر اس وعدہ
کی وعدہ سے اوسکی حکومت مین نقصان آجاتا تو اب اختیار عزل مین بھی ضرور کمی آجاتی مگر وعدہ سے
نفس حکومت مین کمی آنیکے کیا معنی ہان اپنے وعدہ کے ایفا اور اپنی بات کے پاس و لحاظ سے اوس کو
معزول نکرنا یہ دوسرا امر ہے جسکا مطلب یہ ہوا کہ گو نفس اختیار و قدرت عزل مین کسی قسم کا تغیر نہین
آیا لیکن بوجہ صدق و ایفائے وعدہ عزل کے تحقق کی نوبت کبھی نہ آئیگی اور خداوند احکم الحاکمین
اور اصدق القائلین جیسا وصف صدق مین سب سے اعلی و افضل ہے ایسا ہی کمال قدرت و اختیار
مین بھی سب سے بڑہکر ہے سو جیسا بوجہ صدق کبھی اپنے حکم و ارشاد کے سر مو بھی ہرگز خلاف نکریگا ایسے
ہی بوجہ اخبار و وعد و ارادۂ خاص اور بسبب اقتضائے حکمت و عدالت کوئی چیز فی نفسہ اوسکی قدرت
غیر متناہی کے احاطہ سے کسیطرح خارج نہین ہوسکتی اور اب اس طور پر جملہ نصوص و اقوال اکابر بھی بجنسہ
معمول بہا رہی اور الزام کذب کا شبہ بھی پیش نہ آیا بلکہ ہباءً منثوراً ہوگیا اور بروئے انصاف حضرت
رسالتماب علیہ الصلوۃ والسلام کا شرف رتبہ بھی اسی صورت مین عند اللہ ظاہر ہوتا ہے کہ باوجود
حصول قدرت جناب باری عز اسمہ محض اپنی عنایت و کرم اور صرف اپنی رحمت و قدرشناسی
وجہ سے آپکا نظیر پیدا نفرماوے اور بوجہ عجز خداوندی نعوذ باللہ تعالی منہ اگر ایسا ہو تو اوسمین حضرت
رسالتماب علیہ و علی آلہ السلام کا کمال شرف عند اللہ اور غایت شفقت خداوندی کچھہ ثابت نہوگا البتہ
جناب باری کی نسبت بالنظر الی الممکنات عجز و عدم قدرت کا ماننا پڑیگا اور آیات مثبتہ عموم قدرت مین
تغیر اور اقوال اکابر کا خلاف کرنا پڑیگا ولا یقبلہ احد من العقلاء فضلا عن العلماء بالجملہ احقر کی اس تقریر

Marfat.com

پریشان سے انشاء اللہ ہر ذی فہم منصف بالاجمال سمجھ جائیگا کہ اس قسم کے امور مین اہل سنت کا مسلک ہے اور فرق باطلہ کی کیا چال ہے اور جب کوئی نزاع دربارہ تنزیہہ و تقدیس جناب حق و علی پیش آئیگا تو اہل سنت بالخصوص علماء متبعین طریقہ اہل سنت کو ضرور ہوگا کہ حسب ارشاد سلف و موافق طریقہ اہل سنت اوسکا فیصلہ کرین ایسا نہو کہ معتزلہ وغیرہ کے موافق اوسکا رفع کرنا چاہین بلکہ جو لوگ ایسے مواقع مین مسلک اہل سنت کو اختیار کرین اولٹا اون کو دایرہ اہل سنت سے خارج فرماکر معتزلہ اور مزداریہ کا لقب اونکے لئے تجویز کرنیکو تیار ہون اس تقریر اور ان امثلہ سے انشاء اللہ ناظران اوراق سمجھ مین بخوبی یہ امر آجائیگا کہ تنزیہہ باری جو مسئلہ مسلمہ فریقین ہے اوسمین اہل سنت کا کیا مسلک ہے اور اہل اعتزال کا کیا مشرب ہے اور تنزیہہ جناب باری مین جو خدشات عقلیہ پیش آئین اونکے رفع کی اہل سنت کے نزدیک کیا صورت ہے اور معتزلہ کے نزدیک کیا کیفیت ہے اسکے بعد مسئلہ مبحوث عنہا مین جو خلاف ہے اوسکی تفصیل عرض کرتا ہون ناظرین بالانصاف امثلہ منقولہ سابقہ کے موافق ملاحظہ فرماکر خود انصاف کرلیوین کہ دونون مسلکون مین کونسا مسلک اہل سنت کے طرز کے موافق ہے اور کونسا معتزلہ کے سو یہ امر تو عرض کرچکا ہون اور سب جانتے ہین کہ حق تعالی شانہ کا متکلم ہونا عند اہل السنت مسئلہ متفق علیہا ہے لیکن اس زمانہ مین یہ نزاع پیش آیا کہ حق تعالی شانہ جیسا جملہ مطابق للواقع کے انعقاد پر سب کے نزدیک قادر ہے جملہ غیر مطابق للواقع کے انعقاد پر بھی اوس قادر مطلق کو قدرت ہے یا نہین یعنی مثلاً حالت قیام زید مین جملہ زید قایم کے انعقاد پر جیسے بالاتفاق اوسکو قادر جانتے ہین حالت قعود زید مین بھی ان مفردات کی ترکیب و انعقاد و انزال پر اوسکو قدرت ہے یا نہین اب اس صورت مین یہ وقت پیش آتی ہے کہ اگر یہ کہیے کہ حالت ثانی مین بھی جملہ مذکورہ یا وجود عدم تطابق للواقع اوسکی قدرت مین داخل ہے اور دونون حالتون مین قدرت کے اندر اصلا تفاوت نہین تو اوس ذات اقدس کی نسبت کہ جہان بجز خیر محض ادنی سے خرابی کا بھی توہم نہین ہو سکتا کذب جیسی گندی چیز کو تجویز کرنا پڑتا ہے اور اگر یہ کہیے کہ حالت قعود زید مین جملہ مذکورہ کا انعقاد اوسکی قدرت قدیمہ سے خارج اور اوسکی ترکیب سے ذات واجب عاجز ہے تو اول تو یہ بات عقل سلیم کے نزدیک خلاف بداہۃ معلوم ہوتی ہے کیونکہ اس حالت مین جملہ مذکورہ کے امتناع ذاتی کے اول تو کوئی وجہ خاص سمجھ مین نہین آتی دوسرے ایک شی کا بوجہ تغیر عوارض و اضافات کبھی ممکن بالذات ہونا اور کبھی ممتنع بالذات صریح انقلاب ذاتی ہے جو کسی طرح

Marfat.com

اور کسیکے نزدیک قابل تسلیم نہیں تیسرے عموماً قدرت باری بالنسبتہ الی الممکنات جو نصوص و اجماع و عقل سے ثابت ہے اوس میں کھلم کھلا خلل ڈالا جاتا ہے بلکہ قدرت عبد سے بھی اوس کو گھٹایا جاتا ہے اور یہ بات کسی طرح قابل تسلیم نہیں غرض دونوں جانبوں میں ایک نہ ایک خرابی لازم آتی ہے بقول شخصے ادہر کنواں اودہر کھائی سو حسب قاعدہ مسلمہ الانسان اذا ابتلی ببلیتین اختار اہونہما ہر ایک فرقہ نے اپنی فہم کے موافق عمدہ اور اولی جانب اختیار کی سو صاحبان معقول اور متبعان مولوی فضل رسول نے تو سوچا کہ حق تعالی شانہ کی ذات منزہ اوس کی ذات پاک تک نہ کسی عیب کی رسائی نہ کسی نقصان کی گنجائش پھر کذب جیسے مذموم اور گندی چیز کا وہاں کیا کام اس لئے اونہوں نے تو حکم قطعی لگا دیا کہ جملہ مخالف واقع کی انعقاد و تنزل سے ذات ایزد متبعان عاجز و مجبور ہے گو بوقت مطابقہ بعینہ اوسی جملہ کے انعقاد پر اوسکو قدرت تامہ حاصل تھی اور اوس کی فعلیہ بھی صحیح و ممکن تھی اور تنزہ عن الکذب کی طرف ایسے ڈھلے کہ دوسری جانب یعنی عموم قدرت کے نقصان اور خلل کا اصلا خیال نکیا اور کوئیں سے بچے تو کھائی سے نہ بچا گیا ایک خرابی سے بچنے کی فکر میں دوسرے بڑی خرابی سر پر لی بلکہ اس خیال کی تائید میں ایسے سرگرم ہوئے کہ نصوص قطعیہ اور اجماع سلف میں خلاف تصریحات علما تخصیص و تاویل جاری کرنے لگے سخت افسوس ہے کہ اس گروہ نے باوجود اتباع اہل سنت اس اعتراض کے دفعیہ کے لئے حضرات اہل سنت کا طریقہ اور تقلید ترک کر کے معتزلہ کے طور پر اوس کو دفع کرنا چاہا ابھی عرض کر چکا ہوں کہ معتزلہ نے بعینہ ایسے ہی شبہات کی وجہ سے عدل کو واجب اور خلاف عدل و حکمت کو قدرت قدیمہ سے خارج کیا ہے اور افعال عباد کا خالق خود عباد کو بنایا ہے اور مخالفت نصوص و اقوال اکابر کا اصلا خوف نہیں کیا بلکہ اپنے خیال کو اصل عقیدہ ٹہرا کر نصوص و اجماع کی تخصیصات و تاویلات بے اصل پر کمر باندہی ہے سو یہی جملہ امور ان متبعان سنت نے کر دکھایا ہے بلکہ فرقہ قدیمہ معتزلہ نے جو جملہ امور قبیحہ اور افعال ذمیمہ کو قدرت واجب تعالی سے خارج کہا ہے اون کا منشا اور اونکی دلیل بعینہ یہی ہے جو اس فرقہ جدیدہ نے بیان کی بقول شخصے وہی فتنہ ہے لیکن یہاں ذرا سانچے میں ڈہلتا ہے اور سب جانتے ہیں کہ معتزلہ نے جو کچھ کیا اپنے خیال کے موافق حق تعالی کی تنزہ قائم رکھنے کے لئے کیا کما مر مفصلاً بعینہ وہی قصہ اس گروہ جدید نے حق تعالی کے تنزہ عن الکذب

ثابت کرنیکے لئے کر رکہا ہے جیسا اونہون نے ثبوت تنزہ کی آڑ مین بعض ممکنات مثل خلاف عدل و حکمت وغیرہ کو غیر مقدور کہدیا تہا اور مسایل معلومہ مین عموم قدرت مین خلل اندازی کی کچہہ پروا نکی تہی ایسا ہی اس طایفہ نے تنزہ اور تقدس کے پردے مین بعض ممکنات یعنی خلاف صدق کو غیر مقدور کہکر عموم قدرت باری مین رخنہ اندازی کا کچہہ خوف نکیا اور جسطرح معتزلہ نے بعض اشیا کو حق تعالی شانہ کے ذمہ واجب کہدیا تہا اوسیطرح ان حضرات نے صدق کو جناب باری جل مجدہ کے ذمہ واجب بنا دیا اور قضیہ مسلمہ مصرحہ علماء سنت لایجب علی الله شئ کا صریح خلاف کیا اور اس خیلی پر صلحاء امت کو بالتصریح فرقہ مزداریہ مین داخل کر چھوڑا والله المستعان سو حقیقۃ مین جیسا معتزلہ مسئلہ وجوب عدل مین اپنے آپ کو اہل العدل کہکر اہل سنت پر تعریض کرتے تھے اوسیطرح اس فرقہ نے اپنے آپ کو اہل سنت مین داخل کر کے صراحۃً اہل حق کو مزداری کہدیا مگر جیسے اوسکا مبنی جہالت ہے ایسے ہی قول ثانی کا منشا افترا و تعصب ہے کاش اگر یہ حضرات وہ چال اہل سنت کی جو ادیر عرض کر آیا ہون اس اشکال کے رفع کے لئے اختیار فرماتے تو جملہ خرابیون سے بچ جاتے اور دوسرا ایک طایفہ نے اس قسم کی خرابیون سے بچنے کی یہ تدبیر نکالی کہ دوسری جانب اختیار کی یعنی یہ کہا کہ خداوندکریم کو جملہ غیر مطابق کے انعقاد پر ایسی ہی قدرت ہے جیسے جمل صادقہ کے انعقاد پر اور مطابق للواقع اور مخالف للواقع جملون کو یکسان کر دیا حتی کہ تعلق قدرت اور تحقق فعلیہ کو بھی تجویز کر بیٹھے اور اسکا اقرار کرلیا کہ اگر کسی کلام مخالف واقع کے صدور و انعقاد و فعلیۃ کی بھی نوبت آجائے تو کسی قسم کا استحالہ اور کوئی حرج نہین نعوذ بالله من ذلک اور بشرط فہم و انصاف فرقہ مزداریہ کا یہی مطلب ہے کما یاتی اور یہ فرقہ کہائی سے بہاگ کر کوئین مین جا پڑا اور یہ دونون مذہب معتزلہ کے مین فرق ہوگا تو یہ ہوگا کہ مذہب اول نظامیہ کا ہے تو ثانی مزداریہ کا اور علماء اہل سنت رحمہم الله تعالی اور اونکے اتباع نے بہدایۃ ایزدی یہان بہی اپنے اصل و قاعدہ کے موافق وہی چال اختیار فرمائی جو مسایل مذکورہ بالا مین بمقابلہ معتزلہ اختیار کی تہی جسکو سنکر انشاء الله تعالی منصف فہیم فوراً تسلیم کرے اور پہلے دونون فرقون کی بات ہرگز قابل التفات نہ سمجہے اور تعصب کا علاج ہم جیسون کی تو کیا حقیقۃ ہے بڑون بڑون سے بھی ہونا دشوار ہے اور وہ چال یہ ہے کہ علماء اہل سنت نے یہان بھی نصوص قرانی و احادیث نبوی و اقوال سلف کو تو اصل عقیدہ ٹہرایا اور قدرت اور تقدس جناب باری کو پورا

پورا تسلیم کیا کسی خدشہ عقلی کی وجہ سے ایک کا جبر دوسرے کے نقصان سے نہین کیا جیسا کہ پہلے
دونون فرقون نے کیا تہا اور خدشہ مذکورہ کے رفع کرنے مین فہم وعقل سے کام لیا اور جیسا مسئلہ
عدل مین اہل سنت فرماتے تہے کہ خلاف عدل ہرچند ممکن بالذات اور مقدور باری ہے مگر وعدہ
اور اخبار جناب باری عز اسمہ اور اوسکی رحمت وحکمت کی وجہ سے کبہی اس قسم کے امور موجود ومحقق نہین
ہونگے ایسا ہی اس مسئلہ متنازع فیہا مین فرماتے ہین کہ انعقاد وتنزیل جملہ زید قایم جیسا حالت قیام زید
مین مقدور باری تہا ایسے ہی قعود زید کیوقت مین مقدور حضرت ذوالجلال ہے نفس مقدوریۃ مین تفاوت
ہرگز نہین آیا مگر اوسکی حکمت ورحمت صداقت وعدالت تنزہ وتقدس کی وجہ سے ایسے جلون کے
ساتھ اوسکی قدرت تامہ کے تعلق کی کبہی نوبت نہ آیگی یعنی مثل خلاف عدل جمل مذکورہ کے انعقاد
واصدار کا حق جل وعلیٰ باوجود مقدوریۃ ذاتیۃ کبہی ارادہ نفرمائیگا اور اسوجہ سے یہ امور ازلاً وابداً معدوم ہونگے
جسکا یہی خلاصہ نکلا کہ بوجہ مقدوریۃ ذاتیہ اوسکی قدرت کامل وشامل رہے اور بوجہ عدم تحقق وعدم وقوع
اوسکی تقدس وتنزہ مین سرمو تفاوت نہ آیا بلکہ دونون صفتین اپنے اپنے مرتبہ مین جیسا چاہیئے تہا
محقق ومسلم رہین مثل فریقین سابقین یہ نکیا کہ تقدس قایم رکہنے کے لئے قدرت مین یا قدرت کے
عام رکہنے کی وجہ سے تنزہ مین کسی قسم کا خلل ڈالا جاوے والحمد للہ شعر - وتری الفضیلۃ لاترد فضیلۃ
الشمس تشرق والسحاب کنہوراً + اور یہ مکرر عرض کرچکا ہون کہ قدرۃ علی القبایح اور صدور قبایح کا ایک
حکم نہین ثانی عیب ونقصان شمار ہوتا ہے تو اول کمالات مین معدود ہے خدا کے لئے جیسا ایک
گروہ باطل نے کسب وخلق یکسان سمجہکر خلق شر کے لئے دوسرا خالق مان لیا اور خدا کی تنزہ وتقدس
کے شوق مین گروہ مشرکین کے ہمصفیر بنگئے اسطرح پر کوئی صاحب قدرۃ علی القبیح کو صدور قبایح
کے مساوی مشاکل سمجہکر اوسکے بطلان واستحالہ کا حکم نہ لگادین اور حق تعالی شانہ کے تقدس
وتنزہ کے خیال مین گروہ نظامیہ کے ہمداستان نہو جائین ورنہ عقل سلیم ہی کا خلاف لازم نہ آیگا
بلکہ نصوص واجماع سلف واقوال اہل سنت سے دست برداری کرلنی پڑیگی کمالایخفے علی اللبیب
انصاف فرمایئے کہ مسئلہ مذکورہ مین ہرسہ اقوال مین سے کونسا مسلک اوفق بالنقل وعن العقل اور
مطابق مذہب اہل سنت ہے واقعی مذہب ثالث اہل حق نے بتایید الہی ایسا مذہب وسط
اختیار فرمایا کہ کوئین اور کہاتی دونون سے سالم نکل گئے اور بالنظر الی القدرۃ جملہ مذکورہ کو مقدور

Marfat.com

باری کہا تو بالنظر الی الحکمۃ والتقدس ممتنع الصدور و التحقق فرمایا مقام حیرت ہے کہ مدعیان معقول
اس فرق عجیب ولطیف سے ایسے غافل ہوں یا متغافل کہ باوجود صراحۃ وتنبیہ ہی تیہونہوں اور
پھر اسپر بزور معقول اہل حق کو زبردستی دائرہ سنت سے نکالنے کو موجود ہیں یہ قصہ بعینہ ایسا ہے جیسا
حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ایمان نفس تصدیق کو فرمایا اور اعمال صالحہ کو اوس سے زاید
اور اوسکی فروع فرمایا اور اعمال کو متمم ومکمل ایمان کہا اور فرقہ مرجیہ نے اعمال صالحہ کو نفس ایمان
سے ایسا خارج اور زاید کہا کہ کسی مرتبہ میں ماخوذ ومطلوب ہے نرکھا اسپر بعض ظاہر بینوں نے فقط
اس امر میں اشتراک دیکھکر کہ یہ ہی زاید کہتے ہیں اور حضرت امام ہی اعمال کو نفس ایمان سے زاید
فرماتے ہیں حضرت امام اور اونکے اتباع پر تہمت ارجا رلگادی اسی طرح صاحبان معقول اور گروہ
مبتدعین نے کلام مذکور کے مقدور باری کہنے سے اکابر اہل سنت اگلے پچھلوں کو فرقہ مزداریہ
میں داخل کردیا پہلا فرقہ اگر اتنا فرق ملحوظ رکہتا کہ طاعات کو مرجیہ نے زاید کس اعتبار سے کہا ہے
اور حضرت امام زاید کس اعتبار سے فرمارہے ہیں تو ہرگز ایسا حکم نہ لگاتے علیٰ ہذا القیاس فرقہ جدید
ہی اگر اتنی تمیز کرلیتا کہ کلام غیر مطابق کو فرقہ مزداریہ کے مقدور باری کہنے کی کیا صورت ہے اور
اور علماء اہل سنت نے جو اوسکو مقدور فرمایا ہے اوس کی کیا کیفیت تو ہرگز ایسی جرات نکرتے اس
وقت احقر کو شعر مرقومہ صاحب تنزیہ میں مزا آتا ہے شعر وکم من عایب قولا صحیحاً ؛ وافتہ من الفہم السقیم
؛ سو خیر ہمکو تو جیسے اس افترا د بہتان کی کلفت ہونی چاہیئے ویسے ہی حضرت امام علیہ الرحمہ کے اس
اقتدا ءے اختیاری کی فرحت ہونی مناسب ہے لیکن اسکا کیا علاج کہ جیسا فرقہ جدید نے بوجہ مشاکلۃ
معلومہ بلا تدبیر اہل حق کو مزداریہ کہدیا ایسا ہی اگر کوئی بیباک ان صاحبوں پر معتزلی ہونیکا الزام
لگائے اور اوسکی وجہ وجیہہ یہ بیان کرے کہ جس طرح پر معتزلہ کے ایک فرقہ نے خلاف عدل وغیرہ کو
بعلۃ قبح اختیار وقدرت باری جل مجدہ سے نکالکر انکے اضداد کو واجب کہدیا تہا بعینہ اوسطرح ان
صاحبوں نے جملہ خلاف واقع کو بعلۃ قبح حق تعالے کی قدرت نامہ قدیمہ غیر متناہیہ سے بالکل خارج
کرکے ذات واجب کو انعقاد جملہ مذکورہ سے مجبور محض تسلیم کرلیا اور صدق کو اوس کے ذمہ واجب
ٹہرادیا تو اوسکا کیا جواب ہے بینوا توجروا بالجملہ اسس تقریر سے جب یہ معلوم ہوگیا کہ مسئلہ
معلوم میں محل نزاع کیا امر ہے اور ہر ایک فرقہ نے جو اسس مسئلہ میں اپنی

رائے سے ایک جانب اختیار کی ہے اوسکی کیا وجہ ہے تو جو صاحب فہم سلیم کے ساتھ جوہر انصاف
بھی رکھتے ہیں وہ تو انشاء اللہ اتنے ہی بیان سے حق و باطل کو سمجھ گئے ہونگے اور لقب مزدار یہ
کو نتیجہ شدت تعصب یا قلت تدبر بخوبی جان چکے ہونگے ہاں اس کا خیال ہے کہ بعض صاحب تصریحات
علماء و اقوال اکابر کی سند طلب فرمائینگے اسلئے مناسب ہے کہ اقوال اکابر بھی اس موقع پر بیان
کر دیئے جائیں تاکہ تصدیق امر حق میں کسی صاحب فہم کو کوئی عذر باقی نہ رہے چنانچہ مولف تنزیہ
بھی تحریر فرما رہے ہیں کہ جو کوئی خواہ مخواہ رد و کد پر آمادہ ہی ہوں تو اونکو ضرور ہے کہ اپنے دعوی
کو کسی نص صریح سے ثابت کریں اپنے خیالات و استنباطات پر قناعت نفرماویں کیونکہ یہہ امر
اعتقادیات میں سے ہے اور امر اعتقادی کسی استنباط سے ثابت نہیں ہوتا بلکہ اوس کے لئے
ثبوت قطعی چاہیے اور ادنی مرتبہ یہ ہے کہ اہل مذہب ہی کی تصریح نقل کریں انتہی سو رد و کد تو
بحمد اللہ اپنا شیوہ ہی نہیں بالخصوص ایسے مسائل میں اگر بغض توہین اہل اللہ اور حب نصرت اولیاء اللہ
ہمکو داعی نہوتے تو ہم اس مخمصہ میں انشاء اللہ ہرگز نپڑتے باقی رہا یہ امر کہ مولف سلمہ نے نصوص
صریحہ اور تصریحات اہل مذہب کے ساتھ اثبات مدعا کا ارشاد فرمایا ہے سو یہ ارشاد بجائے خود تو بجا نہیں
اور ہم انشاء اللہ اسی ارشاد کے موافق عمل کرینگے مگر افسوس اسکا ہے کہ مولف ممدوح نے جو اورونکو
ہدایات فرمائے اوسپر خود عمل کرنے میں کیوں کوتاہی کی اورونکو امر بالمعروف کرنا اور اپنے نفس کو
بھول جانا علماء کی شان کے خلاف ہے رسالہ تنزیہ الرحمن موجود ہے جو چاہے اول سے آخر
تک ملاحظہ فرمالیویں نص صریح قطعی الدلالۃ اسبارہ میں مولف سلمہ نے ایک بھی بیان نہیں فرمائی کہ
کلام مخالف واقع کے انعقاد و القاء پر جناب باری جلت قدرت کو اصلا قدرت نہیں اور ارشاد من
اصدق من اللہ حدیثا کو ثبوت امتناع ذاتی تکلام لفظی کے لئے نص صریح اور قطعی الدلالۃ کہنا مولف
تنزیہ جیسا عالم تو کیا انشاء اللہ اونکے شاگرد فہیم بھی ایسی لغویات نہیں کہہ سکتے اب رہی تصریح
اہل مذہب سو اوسکا انکار ابھی تو مناسب نہیں اکثر صاحب اس انکار کو شاید لغو اور تعصب بیجا خیال
فرماوینگے البتہ اگر حق جل و علی کو منظور ہے تو حضرت مولف کی استدلالات کے جوابات بیان کرنے
کے بعد یہ گمنام اس امر کو واضح کر دیگا کہ مولف سلمہ نے تمام رسالہ میں کوئی تصریح اہل مذہب کی جنکو
اثبات مدعا میں دلیل صریح اور قطعی الدلالہ کہیں نقل نہیں فرمائی بلکہ جسقدر دلائل و عبارات اپنے اثبات

مدعا کے لئے نقل فرماتے ہین اونمین مولف موصوف نے اپنے خیالات واستنباطات کو ملاکر دلیل بنالیا ہے اور اوسکو مثبت ومفید مدعا سمجھ لیا ہے یا یون کہیئے کہ مولف موصوف منشاء نزاع کو خوب نہین سمجھے اور بلا تعین وتحقق منشاء نزاع دلائل نقل فرما دیئے ہین بہرحال ہم انشاء اللہ یہ امر بوضاحت عرض کر دینگے کہ مولف موصوف نے امر متنازع فیہ مین کوئی دلیل صحیح وقطعی اپنے مفید مدعا اہل مذہب سے نقل نہین فرمائی خیر یہ قصہ تو انشاء اللہ باب ثالث مین معروض ہوگا یہان تو ہمکو اپنے دلایل پیش کرنے منظور ہین اسلئے یہ التماس ہے کہ فرقہ مزداریہ کے مقابلہ مین جو دلایل عقلیہ ونقلیہ ہماری طرف سے علماء نے بیان فرمائے ہین اونکے بیان کرنیکی تو ہمکو ضرورت نہین اونکے قول کے بطلان پر تو دونون فریق متفق ہین البتہ فرقہ جدیدہ اور قدیمہ یعنی نظامیہ کے مقابلہ مین جو دلائل ہمکو پیش کرنے چاہئین اونکو بیان کرنا ضروری ہے اگرچہ جسقدر عرض کر چکا ہون وہ بھی موافق نصوص وتصریحات کتب مذہب عرض کیا ہے لہذا لا یخفی علی الماہر الفہیم اول نصوص قطعیہ صریحہ لیجیئے ارشادات ان اللہ علی کل شئی قدیر اور یفعل مایرید اور خالق کل شئی اور فعال لمایرید وغیرہ آیات وآلہ علی عموم القدرۃ اس بارہ مین ایسے دلایل لمیہ بدیہیہ ہین کہ اہل فہم کو تو اوس مین انشاء اللہ کسیطرح تامل وتردد نہین ہوسکتا متوہمین جو چاہین سو فرمائین وایسون کے سمجھانیکے لئے یہ عرض ہے کہ جملہ علماء معتبرین علم کلام نے عموم قدرت باری علی جمیع الممکنات کو مذہب اہل سنت قرار دیکر دلایل عقلیہ ونقلیہ سے اس امر کو ثابت کیا ہے اور آیات مذکورہ کو شمول قدرت علی جمیع الممکنات پر دلیل لائے ہین اور جملہ ممکنات کو حسن ہون یا قبیح مقدور باری فرمایا ہے مقاصد وغیرہ مین موجود ہے لان المقتضی للقادریۃ ہو الذات والمصحح للمقدوریۃ ہو الامکان ولا تمایز قبل الوجود تخصص البعض والاولی التمسک بمثل واللہ علی کل شئی قدیر علامہ دوانی شرح عقاید مین فرماتے ہین ولابد للممکن علی تقدیر وجودہ من الانتہاء الی الواجب وقد ثبت انہ فاعل بالاختیار فیکون قادراً علیہ لان العجز عن البعض نقص وہو علی اللہ تعالی محال مع ان النصوص ناطقۃ بعموم القدرۃ کقولہ تعالی وہو علی کل شئی قدیر شارح مقاصد یہی فرماتے ہین فالاولی التمسک بالنصوص الدالۃ علی شمول قدرتہ مثل واللہ علی کل شئی قدیر الغرض علماء کلام نے آیہ مذکورہ اور اوسکی امثال سے عموم قدرت پر احتجاج واستدلال کیا ہے بلکہ اس استدلال کو ادر استدلالات عقلیہ سے اولی اور احسن فرما رہے ہین پھر اوسکے بعد تحریر فرماتے ہین وجاعلم

ان المخالفین فی ہذا الاصل اعنی عموم قدرتہ تعالی للممکنات کلہا وہو اعظم الاصول فرق متعددۃ یعنی
شمول قدرت باری لجمیع الممکنات کا جو کہ اعظم اصول مین سے ہے جسکو نصوص قرانی سے علمار
سنت نے ثابت کیا تہا چند فرق باطلہ نے انکار کیا ہے اونکی تفصیل مین شارح مقاصد و شارح
مواقف وغیرہ ذکر فرماتے ہین ومنہم النظام واتباعہ القائلین بانہ لا یقدر علی خلق الجہل والکذب والظلم
وسایر القبایح اذ لو کان خلقہا مقدورا لہ لجاز صدورہ عنہ واللازم باطل لافضایہ الی السفہ ان کان
عالما بقبح ذلک وباستغنایہ عنہ والی الجہل ان لم یکن عالما والجواب لا نسلم قبح شی بالنسبتہ
الیہ تعالی کیف وہو تصرف فی ملکہ ولو سلم فالقدرۃ علیہ لا تنافی امتناع صدورہ عنہ نظرا الی وجود
الصارف وعدم الداعی وانکان ممکنا فی نفسہ انتہی۔ عرض مدعا سے پہلے یہ گذارش ہے کہ کوئی صاحب اس
عبارت مین لفظ ظلم اور جہل دیکھکر اور اوسکے بعد فالقدرۃ علیہ لا تنافی امتناع صدورہ عنہ ملاحظہ فرماکر
یہ خیال نکرین کہ ظلم بمعنی تصرف فی ملک الغیر اور جہل ضد علم ذات خالق کائنات سے ممکن الصدور
اور داخل مقدورات ہین اور اسوجہ سے عبارت مذکور کو ہماری مخالفۃ مین آکر باطل محض اور غلط
صریح بتلانے لگین کیونکہ یہان ظلم بمعنی المذکور ہرگز مراد نہین بلکہ بمعنی وضع الشئی فی غیر موضعہ
مراد ہے چنانچہ مکرر اسکی طرف اشارہ کرچکا ہون اور عنقریب بسند معتبر اسکی توضیح آئی جاتی ہے
اور نیز یہ معنی ظلم کے مشہور و معروف بھی ہین البتہ جہل مین عجب نہین جو بعض صاحبون کو زیادہ
خلجان ہو تو اسلئے اوسکی توضیح مناسب ہے اور یہ عرض ہے کہ جہل جیسا اکثر علم کے مقابلہ مین بولا جاتا
ہے ایسے ہی حلم و حکمت کے مقابل بھی مستعمل ہوتا ہے خود کلام الٰہی جل مجدہ مین ایک جا قال انکم
قوم تجہلون ارشاد ہے اور دوسرے موقع مین ولکنی اریکم قوما تجہلون فرمایا ہے جسکا ترجمہ حضرت شاہ
ولی اللہ صاحب جہل سکینہ تحریر فرماتے ہین اور یہ ظاہر ہے کہ کرنیکا اطلاق افعال پر ہوتا ہے نہ
صفات اور جہل ضد علم افعال مین ہرگز شمار نہین ہوسکتا تو اب ضرور جہل سے مراد فعل جہل ایسا
ہوگا جو کہ خلاف حکمت وغیرہ ہے اور آیہ ثانی کی تفسیر مین قاضی بیضاوی ارشاد تسفہون علیہم بان
تدعوہم اراذل اور علامہ ابو سعید او تتسافہون علی المومنین بنسبتہم الی الخساستہ فرمارہے ہین جس سے
صاف ظاہر ہے کہ جہل بمعنی سفہ مراد ہے حدیث نبوی علیہ الصلوۃ والسلام مین ارشاد ہے وان
جہل علی احدکم جاہل وہو صایم فلیقل انی صایم ظاہر ہے کہ جہل سے مراد ضد علم ہرگز نہین بلکہ

Marfat.com

شتم وضرب وطعن وغیرہ افعال جہل مراد ہیں چنانچہ شرح حدیث مذکور میں مرقوم ہے الجہل کما یطلق
علی مقابل العلم کذلک یطلق علی مقابل الحلم اور لیجئے خفاجی بیضاوی کے قول مذکور پر تحریر فرماتے
ہیں قولہ او تسفہون الخ فیکون الجہل بمعنی آخر وہو الجنایۃ علی الغیر وفعل مایشق علیہ قولاً او فعلاً وہو
معنی شائع کقولہ شعر الا لایجہلن احد علینا ٭ فنجہل فوق جہل الجاہلینا ٭ جب خدشہ مذکور آیات قرآنی
وحدیث نبوی واقوال علما وکلام شعرا سے زائل ومدفوع ہوچکا تو اب اہل فہم کی خدمت میں یہ
التماس ہے کہ جمہور متکلمین کا عموم قدرت باری پر آیات مسطورہ سے استدلال کرنا اور پھر فرقہ
نظامیہ کے ظلم وکذب وغیرہ قبائح کو عموم قدرت سے خارج کرنیکو ذکر فرماکر اوسکا جواب دینا صریح
اس امر پر دال ہے کہ حضرت اہل سنت اور علماء شریعہ ان آیات دالہ علی العموم کو کذب وظلم بمعنی وضع
الشی فی غیر محلہ اور جہل بمعنی خلاف حکمت کے مقدوریۃ پر دلیل شافی فرما رہے ہیں اور جملہ ممکنات
کو اوس میں شامل کرتے ہیں البتہ فرقہ نظامیہ جملہ قبائح کذب وظلم وغیرہ کو اس عموم سے خارج کہتا ہے
تو ضرور ہے کہ فرقہ مذکورہ واللہ علی کل شئ قدیر وغیرہ سے امور مذکورہ کو خاص بتلائیگا تو اب اگر کوئی
متوہم اون آیات سے کہ جن کو ہم نے اپنے ثبوت مدعا میں پیش کیا ہے کذب متنازع فیہ کی تخصیص
کا دعوی کریں تو اول یہ ہی لحاظ فرمالیویں کہ یہ مسلک نصوص مذکورہ میں کس کا ہے اہل سنت
رحمہم اللہ کا یا نظامیہ خذلہم اللہ تعالی کا دیکھیے اہل سنت تو کس تصریح کے ساتھ کذب کی مقدور
باری ہونے پر آیات مذکورہ سے استدلال فرما رہے ہیں اور نظامیہ نے جو خدشہ پیش کیا تھا
اوس کو امکان ذاتی اور امتناع غیری مراد لیکر دفع کر رہے ہیں جو بالکل ہماری عرض کی
مطابق ہے والحمد للہ اور یہ سب جانتے ہیں کہ نصوص قرآنیہ کے وہی معنی معتبر ہوتے ہیں جو
سلف صالحین کے مراد ہیں اور عمومات نصوص ایسی حجت قطعی ہیں کہ ائمہ مجتہدین بھی بذریعہ قیاس
احکام جزئیہ فرعیہ میں بھی اوسکے عموم کے خلاف نہیں کرسکتے چہ جائیکہ اصول شرعیہ میں اور پھر
تخصیص بھی کون کریں معتزلہ اور اونکے اتباع اس تخصیص کے بطلان میں تو انشاء اللہ کوئی بدفہم
بھی متامل نہو گا بالجملہ جملہ متکلمین اہل سنت نے نصوص مذکورہ جملہ ممکنات ذاتیہ کی نسبت عام
وشامل رکھا ہے شرور ہوں یا قبائح خلاف حکمت وعدالت ہو یا مقابل رحمت وصداقت یہ امر
دوسرا ہے کہ بوجہ وجود مانع یا عدم داعی امور مذکورہ کو ممتنع الصدور تسلیم فرماتے ہیں جسکا خلاصہ وہی

Marfat.com

امتناع بالغیر نکلتا ہے علی ہذا القیاس علمائے اصول بھی مثل حضرات متکلمین آیۃ ان اللہ علی کل شئی
قدیر اور ان اللہ بکل شئی علیم کو صراحۃ عام فرماتے ہین البتہ آیہ اول اور اوسکی امثال سے فقط ذات
باری کو مثنی باستثناء عقلی فرمایا ہے مگر اس استثنا اور تخصیص سے کوئی صاحب یہ سمجھین کہ
عام مخصوص مین بذریعہ قیاس اور بھی تخصیص جاری ہوسکتی ہے کیونکہ اول تو تخصیص عقلی اس
حکم سے خارج ہے چنانچہ توضیح مین ارشاد فرمایا ہے۔ فان المخصص اذا کان ہو العقل و نحوہ فہو فی
حکم الاستثناء علی ما یاتی ولا یورث شبہۃ الی آخرہا قال صاحب تلویح تحریر فرماتے ہین۔ فان کان
المخصص ہو العقل کان العام قطعیا فی الباقی لعدم مورث الشبہۃ الخ دوسرے اگر خلاف ارشاد
علماء ہم تسلیم بھی کرلین کہ خالق کل شئی وغیرہ عام مخصوص اصطلاحی اور ظنی ہین تو کوئی حکم فقہی تو
نہین جو اسمین قیاس جاری کرکے تخصیص کیجائے مسائل عقاید مین خلاف سلف کسی قسم کی
تخصیص کیونکر مقبول ہوسکتی ہے اور اس سے بھی قطع نظر کیجیے تو غایۃ مافی الباب یہ ہوگا کہ
علماء اجتہاد و قیاس کی تخصیص معتبر سمجھنی پڑیگی اس صدی کے علما کی تخصیص تو پھر بھی مسموع
نہین ہوسکتی اور وہ بھی اس حالت مین کہ علمائے متکلمین بالتصریح کذب وغیرہ کو آیات مذکورہ
کی عموم مین داخل فرمارہے ہون کما مر و سیاتی اب اس تقریر پر غالبًا کوئی صاحب فرماوین تو یہ
فرماوین کہ جب آیۃ مذکورہ اور اوسکی امثال کو جملہ ممکنات پر شامل بلا تخصیص مانا گیا تو فعل اکل و شرب
و حرکت و انتقال وغیرہ بھی بوجہ ممکن ہونیکے مقدور باری ہونگے اور انکا صدور بھی ذات واجب سے
نعوذ باللہ ممکن بالذات ہونا چاہیے غایۃ مافی الباب کسی مانع کی وجود یا داعی کے عدم سے امتناع
بالغیر انکو لاحق ہوجائیگا حالانکہ یہ جملہ امور اور انکی امثال ممتنعات ذاتیہ مین بداہۃ شمار ہوتے ہین
سو اسکا **جواب** اول تو یہ ہے کہ احقر نے یہ بات ثابت کردی ہے کہ ظلم و جہل بمعنی معلوم اور کذب
اور سایر قبایح کی نسبت شارح مقاصد فرمارہے ہین فالقدرۃ علیہ لاتنافی امتناع صدورہ عنہ نظرا الی
وجود الصارف و عدم الداعی و امکان ممکنا فی نفسہ جس سے کذب کا ممکن فی نفسہ ہونا ثابت
ہے اور علماء کرام بھی اسکی تصریح فرمارہے ہین کما سیجی ادہر اکل و شرب وغیرہ امور مذکورہ بالنسبۃ الی
الباری سب کے نزدیک ممتنع بالذات ہین تو پھر اسکی جوابدہی کا بوجھ فقط ہمارے ذمہ کیون رکھا
جاتا ہے اس مین فرق بیان کرنا جیسا ہمارے ذمہ ہے اوس سے کم اور صاحبان اہل سنت کے

Marfat.com

ذمہ بھی نہین ہمارا مطلب تو فقط یہ تہا کہ تصریحات علمار کے مطابق آیات دالّہ علی عموم القدرۃ کذب متنازعہ فیہ کو بھی شامل ہین سو بحمد اللہ ثابت ہوگیا اور اگر خواہ مخواہ ہمکو ہی بوجہ مین دابنا منظور ہے تو سُنئے ابہی معروض ہوچکا ہے کہ خالق کل شیٔ وغیرہ عمومات سے حسب تصریحات اعلام ذات باری بہ بداہتہ عقل مستثنےٰ ہے تو جو امور ایسے ہونگے کہ اونکے تحقق سے تغیر و تصرف ذات باری مین لازم آئیگا اونکو تو ممتنع بالذات ہر کوئی تسلیم کریگا ہان جو امور تصرف فی ذات الباری کو مستلزم ہونگے وہ سرحد امکان ذاتی سے قدم باہر نہین رکھ سکتے سو فعل اکل و شرب حرکت وغیرہ چونکہ خواص اجسام اور لوازم امکان مین سے ہین اور اسلئے اونکے صدور سے تغیر و تصرف فی ذات الباری لازم ضرور ہے اور ذات کی طرح داخل قدرت نہین ہوسکتی تو لا محالا امور مذکورہ بھی احاطہ امکان سے خارج رہی بلکہ یون کہیئے کہ امور مذکورہ فی نفسہ تو ہرگز ممتنعات ذاتیہ نہین داخل نہین ورنہ ممکنات مین بھی اون کا تحقق و وجود کیونکر محقق ہوسکتا ہان یہ امر ممتنع ذاتی ہے کہ ذات باری ان افعال کے لئے محل صدور بنجائے جس سے صاف ظاہر ہے کہ ان امور کے غیر مقدور ہونیکی وجہ عدم مقدوریۃ ذات باری ہے اور خلاف عدل خلاف صدق وغیرہ قبائح بہی اگر ایسے ہوسکتے تو اونکو بہی ممتنعات ذاتی کہنا درست ہوتا مگر کون نہین جانتا کہ فعل مخالف حکمت و عدل اور کذب کلام لفظی کا محل ذات باری کو کسطرح نہین کہہ سکتے جو انکی وجہ سے تغیر فی الذات لازم آئے بلکہ فعل حکمت و عدل و قول صادق کے لئے بھی ذات واجب کو کسیطرح محل نہین بنا سکتے ان امور کی وجہ سے اگر تغیر آئیگا تو افعال و اقوال مین آئیگا اور اقوال و افعال نہ عین ذات ہین نہ لوازم ذات بلکہ مخلوقات و مفعولات مین شمار ہوتے ہین بالجملہ یہ قاعدہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ذات و صفات ذاتیہ حقیقیہ جناب باری فقط قدرت سے خارج ہین کیونکہ انکا خارج ہونا اول تو یون مسلم کہ مقدور باری اگر ہین تو ممکنات ہین انکو امکان سے کیا مطلب دوسرے تغیر صفات ذاتیہ تصرف فی الذات کو مستلزم ہے جو کسیطرح ممکن نہین انکے سوا جسقدر موجودات ہین افعال ہون یا اقوال اجسام ہون یا اعراض سبکے سب ممکن و مقدور ہین ہان جو افعال کہ تصرف فی الذات یا تصرف فی الصفات الذاتیہ پر موقوف اور اوسکو مستلزم ہونگے وہ افعال البتہ بوجہ تصرف مذکور غیر ممکن و غیر مقدور کہلائینگے اور اصل وجہ اس امتناع کی وہی ہے جو احقر شروع مقدمہ مین ہر سہ مواد امتناعی کی توضیح مین عرض کرچکا ہے کہ سلب

Marfat.com

لازم ذات عن الذات ممتنع بالذات ہے کیونکہ اثبات لوازم ذات للذات جیسا حمل اولی کو متضمن
ہے اسیطرح پر سلب لوازم ذات عن الذات سلب حمل اولی یعنی سلب الشی عن نفسہ کو مستلزم
ہوتا ہے تو جسطرح الاربعۃ فرد بوجہ استلزام الاربعۃ لیست باربعۃ کی ممتنع بالذات ہے بعینہ اسیطرح
الواجب اکل او متحرک چونکہ الواجب لیس بواجب کو متضمن ہو رہا ہے تو بالضرور داخل مواد امتناع ذاتی
کہنا ہوگا بخلاف ضد حکمت و ضد صدق کے کہ وہان یہ خرابی لازم نہ آئیگی اگر آئیگی تو بوساطۃ آئیگی
جیسا قضیہ عمر نبی اور ابوجہل مومن ہین چنانچہ اسکی کسیقدر تفصیل مقدمہ مین معروض ہو چکی ہے
جسکا محصل یہی ہوگا کہ خلاف عدل و خلاف صدق مین امتناع بالغیر ہے تو اکل و حرکت وغیرہ امور
مستلزمہ تغیر ذات باری ممتنع بالذات ہین اور یہی مطلب اوفق بالنصوص و العقل اور مطابق مذہب
اہل سنت ہے سو جو صاحب داخل زمرہ اہل سنت ہین یہ تو انشاء اللہ کسیطرح نہین کہہ سکتے کہ کذب
متنازعہ فیہ باوجود امکان ذاتی غیر مقدور ہے ظاہر ہے کہ فرمائینگے تو یہ فرمائینگے کہ کذب معلوم چونکہ ممتنعات
ذاتیہ مین داخل ہے اسلئے ان اللہ علی کل شیء قدیر وغیرہ عمومات سے خارج ہونے مین کیا تامل اور
کونسی خرابی ہے سو ایسی بات کا کہنا اہل علم کا تو کام نہین یہ تو خوب تماشے کی بات ہے کہ کذب مذکور کے
غیر مقدور ہونیکی دلیل تو امتناع ذاتی کو کہا اور ممتنع بالذات ہونیکی وجہ عدم مقدوریۃ کو کہدیا جو دور صریح
ہے ہاں اوسکا ممتنع بالذات ہونا کسی دلیل عقلی سے مسلم ہو جائے تو پھر ان آیات کے عموم سے بیشک
خارج کیجئے ابھی تلک تو امتناع ذاتی ہی ثابت نہین ہو سکا ہنوز روز اول ہے کوئی دلیل صاحبان معقول
نے قابل قبول اہل فہم ابتلک پیش نہین فرمائی بالفعل گو یہ دعوی بلا دلیل کسیکو معلوم ہو مگر انشاء اللہ
عنقریب یہ دعوی مدلل ہوا جاتا ہے علاوہ ازین جب حوالہ شرح مقاصد وغیرہ سے ہم یہ ثابت کر چکے
ہین کہ بالتصریح علماء مذہب کذب کو ممکن بالذات فرمارہے ہین اب کسیکا خلاف تصریحات اہل مذہب
کذب مذکور کو ممتنع بالذات کہکر عموم آیات مذکورہ سے خارج کرنا کیونکر مسموع ہو سکتا ہے رہی یہ بات
کہ شاید کوئی صاحب ہم پر بھی یہی شبہ پیش کرین کہ تا وقتیکہ کذب مذکور کا امکان ذاتی ثابت
نہو جائے اوسوقت تلک آیات مثبتہ عموم قدرت مین کیونکر داخل کر سکتے ہو تو اوسکا جواب یہ ہے
کہ اول تو ہم دلایل عقلیہ و قواعد کلیہ مسلمہ اہل سنت سے اوسکو ثابت کر آئے ہین معہذا عبارات منقولہ
سابقہ اس بات پر نص صریح ہے کہ اہل سنت کے نزدیک کذب وغیرہ قبایح مذکورہ ممکنات ذاتیہ

ہین محسوب ہین سواب کذب مذکور کی مقدوریۃ کا انکار کیونکر ہوسکتا ہے بالجملہ تصریحات علمار کلام سے
یہ امر ثابت ہے کہ آیات دالہ علی عموم القدرۃ کذب متنازع فیہ کو بھی شامل ہین اید ہر دلائل عقلیہ بھی
اسپر شاہد ہین کہ کذب مثل خلاف عدل مقدور باری ہے اوسکا حال اکل وشرب وغیرہ کا سا
نہین تو اب خالق کل شئ وغیرہ آیات کے حکم مین داخل ہونا خود مسلم ہوگا اور جیسا خود بلا واسطہ فعل
خلاف عدل وحکمت مثل تعذیب طایع ومغفرت مشرکین کے ایقاع پر اوسکو قدرت ہے گو بوجہ صارف
اوسکا موجود ہونا محال ہو اسیطرح پر کلام مخالف للواقع کے انعقاد پر بلا واسطہ اوسکو قدرت حاصل
ہے ہر چند بوجہ وجود صارف وعدم داعی اوسکے فعلیۃ کی نوبت نہین آسکتی علی ہذا القیاس آیۃ
لا یسئل عما یفعل اور ارشاد وظنوا انہم قد کذبوا القرات تخفیف تاویلات کو چھوڑکر حسب رای محققین
اسی جانب مشیر ہین اسیطرح چیر تصریحات واشارات حدیث بکثرت اس جانب مشیر ہین کہ جناب
باری مختار کل ہے نہ کوئی فعل قبیح اوسکی قدرت کو رافع نہ وعد ووعید اوسکے اختیار کے منافی جسکے
ساتھہ جو چاہے معاملہ کرے حکمت ورحمت کا جدا قصہ ہے قبل وعد وبعد وعد یکسان قدرت ہے
یغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء نمونہ قدرت ہے تو لا یظلم ربک احدا اور لا یظلم مثقال ذرۃ شعبہ
رحمت ہے جب ہمارا مدعا حسب تصریحات علمار وعقل سلیم نصوص قرانی واحادیث نبوی سے
ثابت ہوچکا تو اب اقوال علمار مذہب نقل کرنے مناسب ہین اسلیئے چند عبارتین کتب معتبرہ سے
ثبوت مدعا کے لیئے نقل کرتا ہون اہل انصاف کو انشاء الله اطمینان کلی کے لیئے کافی ووافی
ہونگی مواقف اور شرح مواقف مین فرماتے ہین الرابعۃ النظام ومتبعوہ قالوا لا یقدر علی الفعل
القبیح لانہ مع العلم بقبحہ سفہ ودونہ جہل وکلاہما نقص یجب تنزیہہ تعالی عنہ والجواب انہ لا قبح
بالنسبۃ الیہ فان الکل ملکہ فلہ ان یتصرف فیہ علی ای وجہ یراد وان سلم قبح الفعل بالقیاس الیہ
فغایتہ عدم الفعل بوجود الصارف عنہ وہو القبح وذلک لا ینفی القدرۃ علیہ۔ اس عبارت سے صاف
مفہوم ہوتا ہے کہ کوئی فعل قبیح ہونیکی وجہ سے قدرت باری تعالی سے خارج نہین ہوجاتا بلکہ
افعال قبیحہ مثل خلاف عدل وخلاف صدق سب مقدور باری ہین البتہ بوجہ قبیح مخالفت رحمت
وحکمت کی وجہ سے اونکا صدور کبھی نہوگا عروض قبیح کیوجہ سے افعال مذکورہ کو ممتنع بالذات
کہدینا مسلک اہل سنت کے خلاف اور فرقہ نظامیہ کا اتباع ہے اب انصاف کیجیے کہ اہل حق کو مزدا آ

Marfat.com

کہنا تو سراسر اتہام اور خیال خام ہی تہا اوسکی تو امید ہی نرہی اب تو یہی غنیمت ہے کہ فرقہ نظامیہ مین داخل ہونے سے جان بچ جائے کسی نے سچ کہا ہے من حفر بیرا لاخیہ فقد وقع فیہ اور بعینہ یہی شارح مقاصد منکرین عموم قدرت کی تفصیل مین فرماتے ہین اور یہ عبارت عنقریب گذر بھی چکی ہے

ومنہم النظام واتباعہ القائلون بانہ لا یقدر علی خلق الجہل والکذب والظلم وسایر القبایح اذ لو کان خلقہا مقدورا لہ لجاز صدورہ عنہ واللازم باطل لافضائہ الی السفہ ان کان عالما بقبح ذلک وباستغنائہ عنہ والی الجہل ان لم یکن عالما والجواب انا لا نسلم قبح شئ بالنسبۃ الیہ کیف وہو تصرف فی ملکہ ولو سلم فالقدرۃ علیہ لا تنافی امتناع صدورہ عنہ نظرا الی وجود الصارف وعدم الداعی وان کان ممکنا فی نفسہ انتہی

اس عبارت مین تو صراحۃ موجود ہے کہ کذب بلکہ جملہ افعال قبیحہ بوجہہ لحوق قبح قدرت سے خارج نہین ہین بلکہ ممتنع بالغیر ہین اور جواب اول قبل التسلیم جو شارح مواقف اور شارح مقاصد نے بیان فرمایا ہے اوس سے تو صاف یہ مفہوم ہوتا ہے کہ کذب وظلم وسایر قبایح مین بالنظر الی ذات الباری کوئی قبح ہی نہین یعنی ان افعال کی وجہ سے اوسکی ذات اقدس مین کوئی قبح لازم نہین ہوسکتا بلکہ محض مصلحت اور منفعت عباد کی وجہ سے ان افعال سے اجتناب واحتراز کیا جاتا ہے علاوہ ازین کذب اور اظہار معجزہ علی ید الکاذب دونون قبح مین برابر ہین کما صرح بہ البعض اور خود مولف تنزیہہ بھی اپنے رسالہ مین اسکو تسلیم فرماتے ہین حالانکہ شارح مقاصد منکرین نبوت کے شبہات کے جواب مین تحریر فرماتے ہین در العیان ظہور المعجزۃ علی ید الکاذب

لای غرض فرض وان جاز عقلا بناء علی شمول قدرۃ اللہ فہو ممتنع عادۃ معلوم الانتفاء قطعا کما ہو حکم سایر العادیات

عبارت مذکورہ سے اظہار معجزہ علی ید الکاذب کا امکان ذاتی ظاہر ہے جس سے حسب معروضہ بالا کذب ودیگر افعال کا ممکن ہونا لازم آتا ہے اور اونکا انتفاء وعدم وقوع قطعا ویقینا ثابت ہوتا ہے وہو المدعی اور لیجیے شرح صحایف مین مرقوم ہے لہم فلست ان الفعل

من غیر حاجۃ محال فان اردت انہ محال لذاتہ فذلک غیر مسلم لانا نعلم ضرورۃ ان ذلک الفعل لا یقتضی عدمہ لذاتہ بل نعلم ان نسبۃ وجودہ وعدمہ الی ذاتہ واحدۃ وان اردت انہ محال لان اللہ تعالی قادر حکیم لا یرید ان یفعل مثل ذلک الفعل فذلک مسلم لکن ذلک لا یوجب انتفاء القدرۃ علیہ بل ترکہ بقدرتہ وارادتہ انتہی

عبارت مذکورہ سے بہی یہی امر ثابت ہوتا ہے کہ فعل

قبیح بالنظر الی قدرۃ الباری ممکن ہے لیکن بالنظر الی الحکمۃ البتہ ممتنع وہو المقصود اور فعل قبیح مکو
کاکذب کو شامل ہونا ایسا نہین جسکا کوئی عاقل منصف منکر ہوجائے اور جملہ لایرید ان یفعل عبارت
مذکورہ مین بالعلی ندا کہہ رہا ہے کہ ذات ایزد متعال سے کذب وغیرہ افعال قبیحہ کا صادر نہونا اسوجہ سے
ہرگز نہین کہ قادر علی الاطلاق اسکے اصدار و ایجاد سے مجبور محض ہوگیا ہے بلکہ فقط اسوجہ سے
کہ حق سبحانہ اپنی حکمت و تقدس کی وجہ سے ایسے امور کے کرنیکا کبھی ارادہ نہین فرماتا موجود نہین
ہوسکتی اور ملاحظہ فرمایئے قمر کمال مین فرماتے ہین قالوا ان الخلف فی الوعید لایعد نقصا بل
یعد کرما یمدح بہ الباری تعالی بخلاف الخلف فی الوعد فانہ یعد نقصا یجب تنزیہ اللہ تعالی عنہ اذا
التخلف بالکرم لایلیق بالکریم القادر علیہ والحق ان التخلف جایز عقلا مطلقا لکنہ غیر واقع بالکتاب
والسنۃ والاجماع انتہی دیکھئے خلف فی الوعد والوعید جو کہ منجملہ افراد کذب ہین اونکو محشی موصوف
ممکن و غیر واقع فرمارہے ہین صاحب منہاج السنہ لکھتے ہین والقول الثانی ان الظلم مقدور واللہ
تعالی منزہ عنہ وہذا قول الجمہور من المثبتین للقدرۃ ولقانہ وہو قول کثیر من النظار المثبتۃ للقدر کا
الکرامیۃ وغیرہم وکثیر من اصحاب ابی حنیفۃ ومالک والشافعی واحمد وغیرہم وہو قول القاضی ابی حازم
والقاضی ابی یعلی وغیرہما وہذا کتعذیب الانسان بذنب غیرہ انتہی اعلم ان اللہ تعالی لما قال
فی کتابہ العظیم ان اللہ لایظلم مثقال ذرۃ وان تک حسنۃ یضاعفہا الایہ وقال الجمہور ان الظلم
مقدور وکذا قال الجمہور قالوا ان خلف الوعد جایز ممکن وان کان اللہ تعالی لایخلف وعدہ ابدا اذ اہیما لانہ حکیم کریم
ورحمتہ غالبۃ علی غضبہ ہر دو عبارت سے ظاہر ہے کہ امور قبیحہ مثل خلف وعد مقدور باری ہین اور یہ
امر خود بدیہی ہے کہ خلف مذکور کذب کی فرد ہے جسسے کذب کا مقدور باری ہونا ظاہر ہوتا ہے لیکن
چونکہ اوسکی رحمت و حکمت و کرم کی منافی ہے اسلیئے کذب و خلف کا تحقق و صدور کبھی نہین ہوسکتا
علامہ شہاب یعنی خفاجی ان اللہ لایظلم مثقال ذرۃ کی تفسیر مین فرماتے ہین قال المحقق ہو لا
یفعل الظلم لمنافاتہ الحکمۃ لا القدرۃ لان الظاہر من قولنا فلان لایفعل کذا فی الافعال التی ہی
اختیاریۃ فی نفسہا انہ ترکہ باختیارہ والقادر علی الترک قادر علی الفعل الخ یا تی یہ امر ملحوظ رہے کہ جس
ظلم کو جمہور اہل سنت حسب بیان صاحب منہاج السنۃ وغیرہ مقدور فرماتے ہین وہ ظلم خلاف
عدل یعنی وضع الشیئ فی غیر محلہ یا یون کہیے بمعنی فعل مالاینبغی ہے چنانچہ جملہ وہذا کتعذیب الانسان

Marfat.com

مذہب وغیرہ سے بداہۃً ثابت ہوتا ہے اور خود آیہ مذکورہ مین بھی یہی معنی مقصود ہین کما لا یخفی بلکہ آیات قرآنی مین لفظ ظلم اسی معنی مین شائع الاستعمال ہے باقی رہا ظلم بمعنی تصرف فی ملک الغیر اوسکا ممتنع غیر مقدور ہونا اظہر من الشمس ہے کیونکہ ایسی کوئی چیز ہو ہی نہین سکتی جو کہ مملوک جناب باری نہ ہی ہنوز زیادہ تصریح مطلوب ہے تو دیکھیے علامہ دوانی شرح عقائد مین فرماتے ہین والظلم قد یقال علی التصرف فی ملک الغیر وہذا المعنی محال فی حقہ تعالی لان الکل ملکہ فلہ التصرف فیہ کما یشاء وعلی وضع الشئ فی غیر موضعہ واللہ تعالی احکم الحاکمین واعلم العالمین واقدر القادرین فکل ما وضعہ فی موضع یکون ذلک احسن المواضع بالنسبۃ الیہ وان خفی وجہ حسنہ علینا اس عبارت سے بالتصریح ظلم کے ہر دو معنی مذکورہ ثابت ہوتے ہین اور صاحب حدس صائب کلام دوانی سے سمجھ سکتا ہے کہ ظلم بمعنی اول کے محال ہونیکی یہ وجہ ہے کہ اوسکا محل وموقع ہے متحقق نہین پھر اوسکا تحقق ہو تو کیونکر ہو اور معنی ثانی کا محل موجود ہے ادہر قدرت باری جو جملہ ممکنات کو شامل ہے وہ موجود یعنی فاعل وقابل دونون متحقق ہین لیکن صفات دیگر مثل علم وقدرۃ وغیرہ کی وجہ سے اوسکا تحقق نہین ہوگا کیونکہ بوجہ علم تام حق تعالی شانہ کو مناسب وغیر مناسب کا پورا پورا حال منکشف ہے پھر بوجہ کمال قدرۃ کوئی محل اوسکی قبول اثر قدرت کو رد نہین کرسکتا تو اب باوجود ان سب کمالات کے محل غیر مناسب مین کسی امر کی واقع کرنیکی کیا ضرورت ہوسکتی ہے محل مناسب کو چھوڑکر محل غیر مناسب مین بلا ضرورۃ کسی اثر کو متحقق کرنا صریح قضیہ حکمت کے خلاف ہے ہان نعوذ باللہ اگر ذات اقدس کا بوجہ نقصان علمی غیر مناسب کو مناسب سمجھ جانا ممکن ہوتا یا بوجہ نقصان قدرت محل مناسب مین اثر کرنے سے اوسکے عجز کا احتمال ہوتا تو پھر ظلم بمعنی الثانی کا تحقق سمجھ مین آسکتا تہا مسایرہ مصنفہ امام ہمام ابن ہمام اور اوسکی شرح مسامرہ مین ماتن وشارح دونون بالتصریح التام یہ ارشاد فرما رہے ہین اذ لا شک فی ان سلب القدرۃ عما ذکر من الظلم والسفہ والکذب ہو مذہب المعتزلہ واما ثبوتہا ای القدرۃ علی ما ذکر ثم الامتناع عن متعلقہا اختیارا بمذہب ای فہو بمذہب الاشاعرۃ الیق منہ بمذہب المعتزلہ ولا یخفی ان ہذا الالیق ادخل فی التنزیہ ایضا اذ لا شک فی ان الامتناع عنہا ای عن المذکورات من الظلم والسفہ والکذب من باب التنزیہات عما لا یلیق بجناب قدسہ تعالی فیسبر بالبناء للمفعول ای یختبر العقل فی ان ای الفصلین ابلغ فی التنزیہ عن الفحشاء اہو القدرۃ علیہ ای علی ما ذکر من الامور

Marfat.com

الثلاثة مع الامتناع ای امتناعه تعالی عنه مختاراً لذلک لا الامتناع اوالامتناع ای امتناعه عنه لعدم القدرة علیه فیجب القول بادخل القولین فی التنزیه وهوالقول الالیق بمذهب الاشاعرة انتہیٰ صاحبو بنظر فہم والصاف عبارت مرقومہ کو ملاحظہ فرمایئے اور دیکھیے کہ مدعائے احقر کس وضاحت و تشریح کے ساتھ ثابت ہوتا ہے بلکہ جو اس مدعا کے مخالف ہین اونپر الزام مخالفت اہل سنت اور موافقت معتزلہ لگایا جاتا ہے اور طرفہ یہ کہ افعال قبیحہ کا تحت القدرة داخل ہونا عموم قدرت باری کی تو مناسب سبکے نزدیک تہا ہی ان صاحبون کے ارشاد سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ مناسب تنزیہ باری بھی یہی ہے کہ افعال مذکورہ کو مقدور باری کہکر ممتنع التحقق مانا جائے چنانچہ احقر بھی بعینہ یہی مضمون کسی قدر توضیح سے عرض کر چکا ہے سو اب کس ذی پندار عاقل کا کام ہے کہ جو امر تنزیہ تام اور قدرت کاملہ کے مناسب ہو اوسکو ترک کرکے وہ جانب اختیار کرے کہ جو دونو صفتون کے مخالف ہو واقعی ایسا عقیدہ معتزلہ جیسے عقلا ہی کے مناسب ہے پہر تماشہ ہے کہ عقاید معتزلہ تو اس اخیر زمانہ مین عقاید اہل سنت قرار دیئے جائین اور جو بیچارے اہل سنت اپنے پرانے عقاید مطابق عقاید سلف پر قایم ہون اونپر مزداریہ ہونیکا اتہام لگایا جاوے والی اللہ المشتکی تحریر اور اوسکے شرح تقریر و تیسیر مین بھی مسایرہ کی اخیر عبارت مذکور دکی تائید فرمائی ہے وذکر فی المسایرہ بطریق الاشارة فی الجملة ان الثانی ای انہ یقدر ولا یفعل قطعاً ادخل فی التنزیہ ہکذا فی التحریر والتقریر والتیسیر اور سنیے عضدی شرح مختصر الاصول مین قاضی صاحب فرماتے ہین وقد یقال ان امتناع الفعل لقیام صارف عن القبیح لاینفی الاختیار اس عبارت سے تو مثل بعض عبارات سابقہ یہ معلوم ہوا کہ امر قبیح مثل کذب وغیرہ اگرچہ بوجہ صارف ومانع کبھی موجود نہین ہوسکتی لیکن یہ امتناع قدرت و اختیار کے منافی نہین پہر اسکے بعد دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہین الجواب عن الاول لانسلم امتناع اظہار المعجزة علی ید الکاذب والکذب علی اللہ تعالی امتناعاً عقلیاً وان کنا نجزم بعدمہ لانہما من الممکنات وقدرتہ شاملة قاضی صاحب کے حکم سے بھی اظہار معجزہ علی ید الکاذب اور کذب کا مقدور باری اور ممکن بالذات ہونا صراحةً ظاہر ہوتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بوجہ امتناع غیری کے کبھی اوسکی تحقق کی نوبت نہ آئیگی وہوالمطلوب اور اسی مضمون کو صاحب مسلم الثبوت اپنے منہیہ مین تحریر فرماتے ہین معتزلہ کے اس استدلال کے جواب مین کہ اگر حسن و قبح عقلی نہوگا تو کذب باری ممتنع نہوگا اور کذب جب ممتنع نہوا تو اظہار معجزہ علی

امتناع بالغیر نکلتا ہے علی ہذا القیاس علمائے اصول بھی مثل حضرات متکلمین آیۃ ان اللہ علی کل شئی
قدیر اور ان اللہ بکل شئی علیم کو صراحۃ عام فرماتے ہین البتہ آیہ اول اور اوسکی امثال سے فقط ذات
باری کو شئی باستثناء عقلی فرمایا ہے مگر اس استثنا اور تخصیص سے کوئی صاحب یہ سمجھین کہ
عام مخصوص مین بذریعہ قیاس اور بھی تخصیص جاری ہو سکتی ہے کیونکہ اول تو تخصیص عقلی اس
حکم سے خارج ہے چنانچہ توضیح مین ارشاد فرمایا ہے۔ فان المخصص اذا کان ہو العقل ونحوہ فہو فی
حکم الاستثناء علی ما یاتی ولا یورث شبہۃ الی آخرہا قال صاحب تلویح تحریر فرماتے ہین۔ فان کان
المخصص ہو العقل کان العام قطعیا فی الباقی لعدم مورث الشبہۃ الخ دوسرے اگر خلاف ارشاد
علماء ہم تسلیم بھی کر لین کہ خالق کل شئی وغیرہ عام مخصوص اصطلاحی اور ظنی ہین تو کوئی حکم فقہی تو
نہین جو اسمین قیاس جاری کر کے تخصیص کیجائے مسائل عقاید مین خلاف سلف کسی قسم کی
تخصیص کیونکر مقبول ہو سکتی ہے اور اس سے بھی قطع نظر کیجئے تو غایۃ ما فی الباب یہ ہوگا کہ
علماء اجتہاد و قیاس کی تخصیص معتبر سمجھنی پڑیگی اس صدی کے علما کی تخصیص تو پھر بھی مسموع
نہین ہو سکتی اور وہ بھی اس حالت مین کہ علمائے متکلمین بالتصریح کذب وغیرہ کو آیات مذکورہ
کی عموم مین داخل فرما رہے ہون کما مر و سیاتی اب اس تقریر پر غالباً کوئی صاحب فرماوین تو یہ
فرماوین کہ جب آیۃ مذکورہ اور اوسکی امثال کو جملہ ممکنات پر شامل بلا تخصیص مانا گیا تو فعل اکل و شرب
و حرکت و انتقال وغیرہ بھی بوجہ ممکن ہونیکے مقدور باری ہونگے اور انکا صدور بھی ذات واجب سے
نعوذ باللہ ممکن بالذات ہونا چاہیئے غایۃ ما فی الباب کسی مانع کی وجود یا داعی کے عدم سے امتناع
بالغیر انکو لاحق ہو جائیگا حالانکہ یہ جملہ امور اور انکی امثال ممتنعات ذاتیہ مین بداہتہ شمار ہوتے ہین
سو اسکا **جواب** اول تو یہی ہے کہ احقر نے یہ بات ثابت کر دی ہے کہ ظلم و جہل بمعنی معلوم اور کذب
اور سایر قبایح کی نسبت شارح مقاصد فرما رہے ہین فالقدرۃ علیہ لا تنافی امتناع صدورہ عنہ نظرا الی
وجود الصارف و عدم الداعی و امکان ممکنا فی نفسہ جس سے کذب کا ممکن فی نفسہ ہونا ثابت [illegible]
ہے اور علماء کرام بھی اسکی تصریح فرما رہے ہین کما مجی ادہر اکل و شرب وغیرہ امور تو [illegible]
الباری سب کے نزدیک ممتنع بالذات ہین تو پھر اسکی جوابدہی کا بوجھ فقط ہمارے ذمہ کیون رکھا
جاتا ہے اس مین فرق بیان کرنا جیسا ہمارے ذمہ ہے اوس سے کم اور صاحبان اہل سنت کے

Marfat.com

ذمہ بھی ہین ہمارا مطلب تو فقط یہ تہا کہ تصریحات علمار کے مطابق اثبات داخل علی عموم القدرۃ کذب متنازع
فیہ کو بھی شامل ہین سو بحمد اللہ ثابت ہو گیا اور اگر خواہ مخواہ ہمکو ہی بوجہ مین دابنا منظور ہے تو سنئے
ابھی معروض ہو چکا ہے کہ خالق کل شئی وغیرہ عمومات سے حسب تصریحات اعلام ذات باری سے
بداہتہ عقل مستثنیٰ ہے تو جو امور ایسے ہونگے کہ اونکے تحقق سے تغیر و تصرف ذات باری مین لازم
آئیگا اونکو تو ممتنع بالذات ہر کوئی تسلیم کریگا ہان جو امور تصرف فی ذات الباری کو مستلزم ہونگے
وہ سرحد امکان ذاتی سے قدم باہر نہین رکھ سکتے سو فعل اکل و شرب و حرکت وغیرہ چونکہ خواص اجسام
اور لوازم امکان مین سے ہین اور اسلئے اونکے صدور سے تغیر و تصرف فی ذات الباری ماننا ضرور ہے
اور ذات کی طرح داخل قدرت نہین ہو سکتی تو لا محالہ امور مذکورہ بھی احاطہ امکان سے خارج رہی بلکہ
یون کہیئے کہ امور مذکورہ فی نفسہ تو ہرگز ممتنعات ذاتیہ مین داخل نہین ورنہ ممکنات مین بھی اون کا
تحقق و وجود کیونکر متحقق ہو سکتا ہان یہ امر ممتنع ذاتی ہے کہ ذات باری ان افعال کے لئے محل
صدور بنجائے جس سے صاف ظاہر ہے کہ ان امور کے غیر مقدور ہونیکی وجہ عدم مقدوریۃ ذات
باری ہے اور خلاف عدل و خلاف صدق وغیرہ قبائح بہی اگر ایسے ہوتے تو اونکو بھی ممتنعات ذاتی کہنا
درست ہوتا مگر کون نہین جانتا کہ فعل مخالف حکمت و عدل اور کذب کلام لفظی کا محل ذات باری
کو کسطرح نہین کہہ سکتے جو انکی وجہ سے تغیر فی الذات لازم آئے بلکہ فعل حکمت و عدل و قول
صادق کے لئے بھی ذات واجب کو کسیطرح محل نہین بنا سکتے ان امور کی وجہ سے اگر تغیر آئیگا تو
افعال و اقوال مین آئیگا اور اقوال و افعال نہ عین ذات ہین نہ لوازم ذات بلکہ مخلوقات و مفعولات
مین شمار ہوتے ہین بالجملہ یہ قاعدہ یاد رکہنے کے قابل ہے کہ ذات و صفات ذاتیہ حقیقیہ جناب باری
فقط قدرت سے خارج ہین کیونکہ انکا خارج ہونا اول تو یون مسلم کہ مقدور باری اگر ہین تو ممکنات ہین
انکو امکان سے کیا مطلب دوسرے تغیر صفات ذاتیہ تصرف فی الذات کو مستلزم ہے جو کسیطرح
ممکن نہین انکے سوا جسقدر موجودات ہین افعال ہون یا اقوال اجسام ہون یا اعراض سبکے سب
ممکن و مقدور ہین ہان جو افعال کہ تصرف فی الذات یا تصرف فی الصفات الذاتیہ پر موقوف اور
اوسکو مستلزم ہونگے وہ افعال البتہ بوجہ تصرف مذکور غیر ممکن و غیر مقدور کہلائینگے اور اصل وجہ اس
امتناع کی وہی ہے جو احقر شروع مقدمہ مین ہر سہ مواد امتناعی کی توضیح مین عرض کر چکا ہے کہ سلب

Marfat.com

لازم ذات عن الذات ممتنع بالذات ہے کیونکہ اثبات لوازم ذات للذات جیسا حمل اولی کو متضمن
ہے اسیطرح پر سلب لوازم ذات عن الذات سلب حمل اولی یعنی سلب الشی عن نفسہ کو مستلزم
ہوتا ہے توجسطرح الاربعۃ ثمر دوجہ استلزام الاربعۃ میت بارلعۃ کی ممتنع بالذات ہے بعینہ اسیطرح
الواجب اکل او متحرک چونکہ الواجب لیس بواجب کو متضمن ہو رہا ہے تو بالضرور داخل ہوا امتناع ذاتی
کہنا ہوگا بخلاف ضد حکمت وضد صدق کے کہ وہاں یہ خرابی لازم نہ آئیگی اگر آئیگی تو بوساطۃ آئیگی
جیسا قضیہ عمر نبی اور ابو جہل مومن میں چنانچہ اسکی کسیقدر تفصیل مقدمہ میں معروض ہو چکی ہے
جسکا حاصل یہی ہوگا کہ خلاف عدل وخلاف صدق میں امتناع بالغیر ہے تو اکل وحرکت وغیرہ امور
مستلزمہ تغیر ذات باری ممتنع بالذات ہیں اور یہی مطلب اوفق بالنصوص والعقل اور مطابق مذہب
اہل سنت ہے سو جو صاحب داخل زمرہ اہل سنت ہیں یہ تو انشاء اللہ کسیطرح نہیں کہہ سکتے کہ کذب
متنازعہ فیہ باوجود امکان ذاتی غیر مقدور ہے ظاہر ہے کہ فرمائینگے تو یہ فرمائینگے کہ کذب معلوم ہونکہ ممتنعات
ذاتیہ میں داخل ہے اسلئے ان اللہ علی کل شئ قدیر وغیرہ عمومات سے خارج ہونے میں کیا تامل اور
کونسی خرابی ہے سو ایسی بات کا کہنا اہل علم کا تو کام نہیں یہ تو خوب تماشے کی بات ہے کہ کذب مذکور کے
غیر مقدور ہونیکی دلیل تو امتناع ذاتی کو کہا اور ممتنع بالذات ہونیکی وجہ عدم مقدوریۃ کو کہدیا حالانکہ
پہلے اوسکا ممتنع بالذات ہونا کسی دلیل عقلی سے مسلم ہو جائے تو پھر ان ایات کے عموم سے بیشک
خارج کیجئے ابھی تلک تو امتناع ذاتی ہی ثابت نہیں ہو سکا ہنوز روز اول ہے کوئی دلیل صاحبان معقول
نے قابل قبول اہل فہم ابتلک پیش نہیں فرمائی بالفعل گو یہ دعوی بلا دلیل کسیکو معلوم ہو مگر انشاء اللہ
عنقریب یہ دعوی مدلل ہوا جاتا ہے علاوہ ازیں جب حوالہ شرح مقاصد وغیرہ سے ہم یہ ثابت کر چکے
ہیں کہ بالتصریح علماء مذہب کذب کو ممکن بالذات فرما رہے ہیں اب کسیکا خلاف تصریحات اہل مذہب
کذب مذکور کو ممتنع بالذات کہکر عموم آیات مذکورہ سے خارج کرنا کیونکر مسموع ہو سکتا ہے رہی یہ بات
کہ شاید کوئی صاحب ہمپر بھی یہی شبہ پیش کریں کہ تا وقتیکہ کذب مذکور کا امکان ذاتی ثابت
نہو جائے اوسوقت تلک آیات مثبتہ عموم قدرت میں کیونکر داخل کر سکتے ہو تو اوسکا جواب یہ ہے
کہ اول تو ہم دلایل عقلیہ وقواعد کلیہ مسلمہ اہل سنت سے اوسکو ثابت کر آئے ہیں معہذا عبارات منقولہ
سابقہ اس بات پر نص صریح ہے کہ اہل سنت کے نزدیک کذب وغیرہ قبائح مذکورہ ممکنات ذاتیہ

ہین محسوب ہین سواب کذب مذکور کی مقدوریۃ کا انکار کیونکر ہوسکتا ہے بالجملہ تصریحات علمار کلام سے یہ امر ثابت ہے کہ آیات دالہ علی عموم القدرۃ کذب متنازع فیہ کو بھی شامل ہین اید ہر دلائل عقلیہ بھی اسپر شاہد ہین کہ کذب مثل خلاف عدل مقدور باری ہے اوسکا حال اکل وشرب وغیرہ کا سا نہین تو اب خالق کل شئی وغیرہ آیات کے حکم مین داخل ہونا خود مسلم ہوگا اور جیسا خود بلا واسطہ فعل خلاف عدل وحکمت مثل تعذیب طایع ومغفرت مشرکین کے ایقاع پر اوسکو قدرت ہے گو بوجہ صارف اوسکا موجود ہونا محال ہو اسیطرح پر کلام مخالف للواقع کے انعقاد پر بلا واسطہ اوسکو قدرت حاصل ہے ہر چند بوجہ وجود صارف وعدم داعی اوسکے فعلیۃ کی نوبت نہین آسکتی علی ہذا القیاس آیۃ لایسئل عما یفعل اور ارشاد وظنوا انہم قد کذبوا بالقرأت تخفیف تاویلات کو چھوڑکر حسب رائے محققین اسی جانب مشیر ہین اسیطرح جیر تصریحات واشارات حدیث بکثرت اس جانب مشیر ہین کہ جناب باری مختار کل ہے نہ کوئی فعل قبیح اوسکی قدرت کو رافع نہ وعد ووعید اوسکے اختیار کے منافی جسکے ساتھہ جو چاہے معاملہ کرے حکمت ورحمت کا جدا قصہ ہے قبل وعد وبعد وعد یکسان قدرت ہے یغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء نمونہ قدرت ہے لا یظلم ربک احدا اور لا یظلم مثقال ذرۃ شعبہ رحمت ہے جب ہمارا مدعا حسب تصریحات علمار وعقل سلیم نصوص قرانی واحادیث نبوی سے ثابت ہو چکا تو اب اقوال علمار مذہب نقل کرنے مناسب ہین اسلئے چند عبارتین کتب معتبرہ سے ثبوت مدعا کے لئے نقل کرتا ہون اہل انصاف کو انشاء الله اطمینان کلی کے لئے کافی ووافی ہونگی مواقف اور شرح مواقف مین فرماتے ہین الرابعۃ النظام ومتبعوہ قالوا لا یقدر علی الفعل القبیح لانہ مع العلم بقبحہ سفہ ودونہ جہل وکلاہما نقص یجب تنزیہہ تعالی عنہ والجواب انہ لا قبح بالنسبۃ الیہ فان الکل ملکہ فلہ ان یتصرف فیہ علی ای وجہ یراد وان سلم قبح الفعل بالقیاس الیہ فغایتہ عدم الفعل بوجود الصارف عنہ وہو القبح وذلک لا ینفی القدرۃ علیہ۔ اس عبارت سے صاف مفہوم ہوتا ہے کہ کوئی فعل قبیح ہونیکی وجہ سے قدرت باری تعالی سے خارج نہین ہوجاتا بلکہ افعال قبیحہ مثل خلاف عدل وخلاف صدق سب مقدور باری ہین البتہ بوجہ قبیح مخالفت رحمت وحکمت کی وجہ سے اونکا صدور کبھی نہوگا عروض قبیح کیوجہ سے افعال مذکورہ کو ممتنع بالذات کہدینا مسلک اہل سنت کے خلاف اور فرقہ نظامیہ کا اتباع ہے اب انصاف کیجئے کہ اہل حق کو مزدا

Marfat.com

کہناتو سراسر اتہام اور خیال خام ہی تہا اوسکی توامید ہی نرہی اب تو یہی غنیمت ہے کہ فرقہ نظامیہ مین داخل ہونے سے جان بچ جائے کسی نے سچ کہا ہے من حفر بیرًا لاخیہ فقد وقع فیہ اور بعینہ یہی شارح مقاصد منکرین عموم قدرت کی تفصیل مین فرماتے ہین اور یہ عبارت عنقریب گذر بھی چکی ہے ومنہم النظام واتباعہ القائلون بانہ لایقدر علی خلق الجہل والکذب والظلم وسایر القبایح اذ لوکان خلقہا مقدورا لہ لجاز صدورہ عنہ واللازم باطل لافضائہ الی السفہ ان کان عالما بقبح ذلک وباستغنائہ عنہ والی الجہل ان لم یکن عالما والجواب انا لانسلم قبح شی بالنسبۃ الیہ کیف وہو تصرف فی ملکہ ولو سلم فالقدرۃ علیہ لاتنافی امتناع صدورہ عنہ نظرا الی وجود الصارف وعدم الداعی وان کان ممکنا فی نفسہ انتہی اس عبارت مین تو صراحۃ موجود ہے کہ کذب بلکہ جملہ افعال قبیحہ بوجہہ لحوق قبح قدرت سے خارج نہین ہین بلکہ ممتنع بالغیر ہین اور جواب اول قبل التسلیم جو شارح مواقف اور شارح مقاصد نے بیان فرمایا ہے اوس سے تو صاف یہ مفہوم ہوتا ہے کہ کذب وظلم وسایر قبایح مین بالنظر الی ذات الباری کوئی قبح ہی نہین یعنی ان افعال کی وجہ سے اوسکی ذات اقدس مین کوئی قبح لازم نہین ہوسکتا بلکہ محض مصلحت اور منفعت عباد کیوجہ سے ان افعال سے اجتناب واحتراز کیا جاتا ہے علاوہ ازین کذب اور اظہار معجزہ علی ید الکاذب دونون قبح مین برابر ہین کما صرح بہ البعض اور خود مولف تنزیہہ بھی اپنے رسالہ مین اسکو تسلیم فرماتے ہین حالانکہ شارح مقاصد منکرین نبوت کے شبہات کے جواب مین تحریر فرماتے ہین ورابعہا ان ظہور المعجزۃ علی ید الکاذب لای غرض فرض وان جاز عقلا بناء علی شمول قدرۃ اللہ فہو ممتنع عادۃ معلوم الانتفاء قطعا کما ہو حکم سایر العادیات عبارت مذکورہ سے اظہار معجزہ علی ید الکاذب کا امکان ذاتی ظاہر ہے جس سے حسب معروضہ بالا کذب ودیگر افعال کا ممکن ہونا لازم آتا ہے اور اونکا انتفاء دنیا میں قطعا ویقینا ثابت ہوتا ہے وہو المدعی اور لیجیے شرح صحایف مین مرقوم ہے ثم قلت ان ... من غیر حاجۃ محال فان اردت انہ محال لذاتہ فذلک غیر مسلم لانا نعلم ضرورۃ ان ذلک الفعل لایقتضی عدمہ لذاتہ بل نعلم ان نسبۃ وجودہ وعدمہ الی ذاتہ واحدۃ وان اردت انہ محال لان اللہ تعالی قادر حکیم لایرید ان یفعل مثل ذلک الفعل فذلک مسلم لکن ذلک لایوجب انتفاء القدرۃ علیہ بل ترکہ بقدرتہ وارادتہ انتہی عبارت مذکورہ سے بہی یہی امر ثابت ہوتا ہے کہ فعل

Marfat.com

قبیح بالنظر الی قدرۃ الباری ممکن ہے لیکن بالنظر الی الحکمۃ البتہ ممتنع وہو المقصود اور فعل قبیح مذکور
کا کذب کو شامل ہونا ایسا نہین جسکا کوئی عاقل منصف منکر ہو جائے اور جملہ لا یرید ان یفعل عبارت
مذکورہ مین با علیٰ ندا کہہ رہا ہے کہ ذات ایزد متعال سے کذب وغیرہ افعال قبیحہ کا صادر نہونا سو جہ سے
ہرگز نہین کہ قادر علی الاطلاق اسکے اصدار وایجاد سے مجبور محض ہو گیا ہے بلکہ فقط اسو جہ سے
کہ حق سبحانہ اپنی حکمت وتقدس کی وجہ سے ایسے امور کے کرنیکا کبھی ارادہ نہین فرماتا موجود نہین
ہو سکتی اور ملاحظہ فرمایئے قمر کمال مین فرماتے ہین قالوان الخلف فی الوعید لا یعد نقصا بل
یعد کرما یمدح بہ الباری تعالی بخلاف الخلف فی الوعد فانہ یعد نقصا یجب تنزیہہ اللہ تعالی عنہ اذا
الخلف بالکرم لا یلیق بالکریم القادر علیہ والحق ان الخلف جایز عقلا مطلقا لکنہ غیر واقع بالکتاب
والسنۃ والاجماع انتہیٰ دیکھیے خلف فی الوعد والوعید جو کہ منجملہ افراد کذب ہین اونکو محشی موصوف
ممکن وغیر واقع فرما رہے ہین صاحب منہاج السنہ لکھتے ہین والقول الثانی ان الظلم مقدور واللہ
تعالی منزہ عنہ وہذا قول الجمہور من المثبتین للقدرۃ ولفانہ وہو قول کثیر من النظار المثبتۃ للقدر کا
الکرامیۃ وغیرہم وکثیر من اصحاب ابی حنیفہ ومالک والشافعی واحمد وغیرہم وہو قول القاضی ابی حازم
والقاضی ابی یعلی وغیرہما وہذا کتعذیب الانسان بذنب غیرہ انتہیٰ اعلم ان اللہ تعالی لما قال
فی کتابہ العظیم ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ وان تک حسنۃ یضعفہا الایہ وقال الجمہور ان الظلم
مقدور فکان الجمہور قالوا ان خلف الوعد جایز ممکن وان کان اللہ یخلف وعدہ ابدا دایما لانہ حلیم کریم
ورحمتہ غالبۃ علی غضبہ ہر دو عبارت سے ظاہر ہے کہ امور قبیحہ مثل خلف وعد مقدور باری ہین اور یہ
امر خود بدیہی ہے کہ خلف مذکور کذب کی فرد ہے جسسے کذب کا مقدور باری ہونا ظاہر ہوتا ہے لیکن
چونکہ اسکی رحمت وحکمت وکرم کی منافی ہے اسلیئے کذب وخلف کا تحقق وصدور کبھی نہین ہو سکتا
علامہ شہاب یعنی خفاجی ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ کی تفسیر مین فرماتے ہین قال المحقق ہو لا
یفعل الظلم لمنافاتہ الحکمۃ لا القدرۃ لان الظاہر من قولنا فلان لا یفعل کذا فی الافعال التی ہی
اختیاریۃ فی نفسہا انہ ترکہ باختیارہ والقادر علی الترک قادر علی الفعل الخ باقی یہ امر ملحوظ رہے کہ جس
ظلم کو جمہور اہل سنت حسب بیان صاحب منہاج السنۃ وغیرہ مقدور فرماتے ہین وہ ظلم خلاف
عدل یعنی وضع الشئی فی غیر محلہ یا یون کہیے یعنی فعل مالا ینبغی ہے چنانچہ جملہ وہذا کتعذیب الانسان

Marfat.com

بذنب غیرہ سے بداہتۃً ثابت ہوتا ہے اور خود آیہ مذکورہ مین بھی یہی معنی مقصود ہین کما لا یخفی بلکہ آیات قرآنی مین لفظ ظلم اسی معنی مین شائع الاستعمال ہے باقی رہا ظلم بمعنی تصرف فی ملک الغیر اوسکا ممتنع غیر مقدور ہونا اظہر من الشمس ہے کیونکہ ایسی کوئی چیز ہو ہی نہین سکتی جو کہ مملوک جناب باری ہی نہو زیادہ تصریح مطلوب ہے تو دیکھیے علامہ دوانی شرح عقاید مین فرماتے ہین والظلم قد یقال علی التصرف فی ملک الغیر وہذا المعنی محال فی حقہ تعالی لان الکل ملکہ فلہ التصرف فیہ کما یشاء، وعلی وضع الشیء فی غیر موضعہ واللہ تعالی احکم الحاکمین واعلم العالمین واقدر القادرین فکل ما وضعہ فی موضع یکون ذلک احسن المواضع بالنسبۃ الیہ ان خفی وجہ حسنہ علینا اس عبارت سے بالتصریح ظلم کے ہر دو معنی مذکورہ ثابت ہوتے ہین اور صاحب حدس صایب کلام دوانی سے سمجھ سکتا ہے کہ ظلم بمعنی اول کے محال ہونیکی یہ وجہ ہے کہ اوسکا محل وموقع ہے متحقق نہین پھر اوسکا تحقق ہو تو کیونکر ہو اور معنی ثانی کا محل موجود ہے ادہر قدرت باری جو جملہ ممکنات کو شامل ہے وہ موجود یعنی فاعل وقابل دونون متحقق ہین لیکن صفات دیگر مثل علم وقدرۃ وغیرہ کی وجہ سے اوسکا تحقق نہین ہوگا کیونکہ بوجہ علم تام حق تعالی شانہ کو مناسب وغیر مناسب کا پورا پورا حال منکشف ہے پھر بوجہ کمال قدرۃ کوئی محل اوسکو قبول اثر قدرت کو رد نہین کرسکتا تو اب باوجود ان سب کمالات کے محل غیر مناسب مین کسی امر کی واقع کرنیکی کیا ضرورت ہوسکتی ہے محل مناسب کو چھوڑ کر محل غیر مناسب مین بلا ضرورۃ کسی اثر کو محقق کرنا صریح قضیہ حکمت کے خلاف ہے ہان نعوذ باللہ اگر ذات اقدس کا بوجہ نقصان علمی غیر مناسب کو مناسب سمجھ جانا ممکن ہوتا یا بوجہ نقصان قدرت محل مناسب مین اثر کرنے سے اوسکے عجز کا احتمال ہوتا تو پھر ظلم بمعنی الثانی کا تحقق سمجھ مین آسکتا تھا مسایرہ مصنفہ امام ہمام ابن ہمام اور اوسکی شرح مسامرہ مین ماتن وشارح دونون بالتصریح التام یہ ارشاد فرمارہے ہین اذ لا شک فی ان سلب القدرۃ عما ذکر من الظلم والسفہ والکذب ہو مذہب المعتزلۃ واما ثبوتہا ای القدرۃ علی ما ذکرتم ثم الامتناع عن متعلقہا اختیارا بمذہب ای فہو بمذہب الاشاعرۃ الیق منہ بمذہب المعتزلۃ ولا یخفی ان ہذا الالیق ادخل فی التنزیہ ایضا اذ لا شک فی ان الامتناع عنہا ای عن المذکورات من الظلم والسفہ والکذب من باب التنزیہات عما لا یلیق بجناب قدسہ تعالی فیسبر بالبناء للمفعول ای یختبر العقل فی ان ای الفصلین ابلغ فی التنزیہ عن الفحشاء اہو القدرۃ علیہ ای علی ما ذکر من الامور

الثلاثة مع الامتناع ای امتناعه تعالی عنه مختارًا لذلک لا الامتناع او الامتناع ای امتناعه عنه لعدم القدرة علیه فیجب القول بادخل القولین فی التنزیه وہو القول الالیق بمذہب الاشاعرة انتہی صاحبو بنظر فہم والضاف عبارت مرقومہ کو ملاحظہ فرمایئے اور دیکھیے کہ مدعائے احقر کس وضاحت وتشریح کے ساتھ ثابت ہوتا ہے بلکہ جو اس مدعا کے مخالف ہین اونپر الزام مخالفت اہل سنت اور موافقت معتزلہ لگایا جاتا ہے اور طرفہ یہ کہ افعال قبیحہ کا تحت القدرة داخل ہونا عموم قدرت باری کی تو مناسب سبکے نزدیک تہا ہی ان صاحبون کے ارشاد سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ مناسب تنزیہ باری بھی یہی ہے کہ افعال مذکورہ کو مقدور باری کہکر ممتنع التحقق مانا جائے چنانچہ احقر بھی بعینہ یہی مضمون کسی قدر توضیح سے عرض کرچکا ہے سو اب کس دیندار عاقل کا کام ہے کہ جو امر تنزیہ تام اور قدرت کاملہ کے مناسب ہو اوسکو ترک کرکے وہ جانب اختیار کرے کہ جو دونو صفتون کے مخالف ہو واقعی ایسا عقیدہ معتزلہ جیسے عقلا ہی کے مناسب ہے پہر تماشہ ہے کہ عقاید معتزلہ تو اس اخیر زمانہ مین عقاید اہل سنت قرار دیئے جائین اور جو بیچارے اہل سنت اپنے پرانے عقاید مطابق عقاید سلف پر قایم ہون اونپر مزداریہ ہونیکا اتہام لگایا جاوے دالی الله المشتکی تحریر اور اوسکے شرح تقریر و تیسیر مین بھی مسایرہ کی اخیر عبارت مذکور کی تایید فرمائی ہے وذکر فی المسایرہ بطریق الاشارة فی الجملة ان الثانی ای انہ یقدر ولا یفعل قطعًا ادخل فی التنزیہ ہکذا فی التحریر والتقریر والتیسیر اور سنیے عضدی شرح مختصر الاصول مین قاضی صاحب فرماتے ہین وقد یقال ان امتناع الفعل لقیام صارف عن القبیح لا ینفی الاختیار اس عبارت سے تو مثل بعض عبارات سابقہ یہ معلوم ہوا کہ امر قبیح مثل کذب وغیرہ اگرچہ بوجہ صارف ومانع کبھی موجود نہین ہوسکتی لیکن یہ امتناع قدرت واختیار کے منافی نہین پہر اسکے بعد دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہین الجواب عن الاول لا نسلم امتناع اظہار المعجزہ علی ید الکاذب والکذب علی الله تعالی امتناعًا عقلیًا وان کنا نجزم بعدمہ لانہما من الممکنات وقدرتہ شاملة قاضی صاحب کے حکم سے بھی اظہار معجزہ علی ید الکاذب اور کذب کا مقدور باری اور ممکن بالذات ہونا صراحةً ظاہر ہوتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بوجہ امتناع غیری کے کبھی اوسکی تحقق کی نوبت نہ آئیگی وہو المطلوب اور اسی مضمون کو صاحب مسلم الثبوت اپنے منہیہ مین تحریر فرماتے ہین معتزلہ کے اس استدلال کے جواب مین کہ اگر حسن قبح عقلی نہوگا تو کذب باری ممتنع نہوگا اور کذب جب ممتنع نہوا تو اظہار معجزہ علی

Marfat.com

یدالکاذب بھی ممتنع رہیگا اور اب ثبوت نبوت نبی کی کوئی صورت نہوگی وقد یجاب بانا لانسلم امتناع الکذب علی اللہ تعالی وامتناع اظہار المعجزۃ علی ید الکاذب امتناعاً عقلیا لانہما من الممکنات وقدرتہ شاملۃ ولو سلم الامتناع فلا نسلم ان انتفاء القبح العقلی یستلزم انتفاءہ لجواز ان یمتنع لمدرک آخر وہو العادۃ اذ لا یلزم من انتفاء دلیل معین انتفاء العلم بالمدلول ولا یخفی ضعفہما انتہی اور کوئی صاحب شوق اعتراض مین لا یخفی ضعفہما کے ہٹی خراب نفرمانے لگین اسکا یہ مطلب ہرگز نہین کہ یہ مضمون ضعیف یا غلط ہے بلکہ صاحب مسلم اس مضمون کو موقع جواب معتزلہ مین بیان کرنیکو ضعیف فرماتے ہین اور مضمون مذکور کے بجائے خود صحیح ہونے مین ہرگز کلام نہین کیونکہ استدلال معتزلہ کی بنا تو فقط اتنی بات پر تھی کہ جب کذب باری ممتنع رہا تو اظہار معجزہ علی ید الکاذب کیونکر ممتنع رہیگا اور جواب اول مین بالتصریح کذب کو ممکن و مقدور تسلیم کر رہے ہین جو کہ اعتراض مذکور کا منشار تہا اور جواب ثانی مین جو کہ بعد التسلیم دیا گیا ہے کذب و اظہار معجزہ کو ممتنع عادی کہا ہے اور ممتنعات عادیہ کا تحقق بھی ممکن و صحیح ہے کوئی امر اونکی فعلیۃ کو مانع نہین ہوتا جتنے معجزات وخوارق ہوتے ہین سبکے سب محال عادی ہین بلکہ معجزات وغیرہ کی بنا ہی خرق عادت اور خلاف معتاد پر ہے اور اگر یہ مضمون اہل سنت کے مذہب کے خلاف اور اصل سے باطل ہوتا تو اول تو علماء اہل سنت ایسے باطل امر کو موقع جواب مین کیون بیان فرماتے اور پھر ایسے بے اصل جواب کو صاحب مسلم نے کیون نقل کیا اور کیا تہا تو ایسے باطل امر کی بالتصریح تغلیط ذرق بیان فرمانی تہی لا یخفی ضعفہما کہنے کا کیا موقع تہا علاوہ ازین یہ امر کہ جناب باری کلام غیر مطابق للواقع کے تکلم پر قادر ہے خود مسلم مین چند جگہ موجود ہے پھر اس مضمون کو فی نفسہ ضعیف اور غلط کہنا صاحب مسلم کی نسبت کیونکر مسلم ہو سکتا ہے دیکھئے بحث تکلیف مین فرماتے ہین۔

واما الصوری بان یتلفظ بصیغۃ الامر ویقول اوجد المحال اوآت باجتماع النقیضین فما ہو الا کقولک اجتماع النقیضین واقع وانما قیل بامتناعہ لمدرک آخر لو تم لتم عبارت مرقومہ اس امر پر دال ہے کہ چونکہ طلب حقیقی مین تصور نوع مطلوب بھی ضروری ہے اسلئے باوجود علم استحالہ ایسے مواقع مین طلب حقیقی البتہ نہین ہو سکتی اور آمر ممتنعات کی تکلیف اور اونکی طلب حقیقی کسی سے نہین کر سکتا لیکن فقط اتنی بات کہ امور ممتنعہ کو ظاہراً آمر کسی سے طلب کرے اور اوسکو اوسپر

عمل کرنیکی ظاہر مین تکلیف دی اور مثلا اوجد المحال وغیرہ کے ساتھ اوسکو خطاب کرے تو اوسکی
جواز وقوع مین کوئی امر مانع نہین یہ تو ایسا ہوگیا جیسا کوئی یون خبر دینے لگے کہ اجتماع نقیضین
موجود ہے سو اسکے تلفظ اور تکلم کے مقدور ہونے مین کسکو کلام ہے ماحصل اس نزاع کا یہ ہے
کہ بعض اشاعرہ نے تکلیف بالممتنع کو ممکن فرمایا ہے لیکن ماتریدیہ اور محققین اشاعرہ اسکو
منع فرماتے ہین اور دلیل اونکی صاحب مسلم نے یہ بیان فرمائی ہے کہ آمر کا کسی شے کو طلب
کرنا اسپر موقوف ہے کہ اوس شے کا تحقق اور وجود اوسکے نزدیک متصور ہو اور ممتنعات بالخصوص
ممتنعات ذاتیہ کا تحقق آمر علیم کے نزدیک ہرگز متصور نہین ہوسکتا تو پہر اونکی طلب کسی سے
کیونکر ہوسکتی ہے اسپر فریق اول نے یہ اعتراض کیا کہ امر اور طلب کے لئے فقط آمر کا اوجد
المحال یا آت باجتماع النقیضین فرمادینا کافی ہے شے مامور بہ کا متصور التحقق ہونا ہرگز ضروری
نہین سو اس شبہ کے دفع کرنیکے لئے صاحب مسلم نے وہ عبارت بیان کی جو احقر ابہی نقل
کرچکا ہے اور خلاصہ دفع یہ ہوا کہ ہمارا نزاع طلب حقیقی مین ہے وہ بدون تصور وجود مامور بہ
ہرگز واقع نہوگی باقی رہی طلب صوری اوسکے لئے تصور مذکور ہم بھی ضروری نہین کہتے تو اب
بنظر فہم یہ خلاف نزاع لفظی ہوگیا یعنی ممتنعات کے بارہ مین طلب حقیقی تو کسیکے نزدیک صحیح
نہین ہوسکتی اور طلب صوری کے ہم بہی منکر نہین وہ تو ایسے ہوگئے جیسا کوئی اجتماع النقیضین
واقع کہدے اسکے نفس تکلم و تلفظ پر ضرور آمر کو قدرت ہے لیکن اخبار حقیقی متصور نہین چنانچہ
مولانا بحر العلوم رحمۃ اللہ علیہ جملہ مذکورہ کے بارہ مین فان الاخبار بہ حقیقۃ غیر صحیح وانکان ما تلفظ
بہ صحیحاً فرمارہے ہین اب اسپر یہ خدشہ قوی پیدا ہوتا تہا کہ جب آمر کو جملہ اجتماع النقیضین واقع
کے تکلم پر قدرت ہوئی تو احکم الحاکمین کو ان جملون کے تکلم پر ضرور قادر ماننا پڑیگا حالانکہ ایسے جملون
کو بولنا کہ جنکے لئے کوئی حقیقۃ اور جنکے تکلم سے کوئی غرض واقعی متصور نہو صریح نقص وعیب
کی بات ہے تو اسکے ازالہ کے لئے صاحب مسلم نے عبارت مذکورہ وانما قیل بامتناعہ لمدرک آخر
لو تم لتم زیادہ فرمائی یعنی ان جملون کے تکلم کو باوجود مقدور ہونیکے جو ممتنع کہا جاتا ہے اوس کی
دوسری دلیل ہے جہان وہ دلیل موجود ہوگی تکلم مذکور بھی ممتنع ہوگا ورنہ نہین اور وہ دلیل
یہ ہے کہ جو آمر ایسا ہوگا کہ سفہ وہزل وعبث سے منزہ ہو اور صدور لغو وکذب کی وہان گنجایش،

Marfat.com

نہو وہان تو باوجود حصول قدرۃ ایسے جملونکا تکلم ممتنع ہو جائیگا اور جو آمر قبایح مذکورہ سے منزہ نہون بلکہ اونکا صدور اون سے خیز امکان مین ہو وہان تکلم مذکور بھی امکان اصلی پر قایم رہیگا اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ تعالی شانہ کو جملتین مذکورتین اور اونکے امثال پر قدرت حاصل ہے مگر معارضہ حکمت ورحمت وغیرہ کی وجہ سے اونکے صدور کی کبھی نوبۃ نہ آئیگی اور اسوجہ سے تکلم مذکور ممکن و مقدور ہوکر ممتنع بالغیر ہوگیا اور باقی آمرین مین چونکہ یہ مانع موجود نہتا اسلئے امکان صرف وہان باقی رہا چنانچہ عرض احقر کی تصدیق مولانا بحر العلوم کے ارشاد سے بھی بخوبی ظاہر ہوتی ہے والمدرک الآخر ہو ان التلفظ بہا لا یقصد سفہ او ہزل وہو مستحیل علی اللہ تعالی وان التکلیف بالمحال نقص مستحیل علیہ تعالی وہذا المدرک شامل للصوری والحقیقی الا انہ مختص بتکلیف اللہ تعالی فتدبر اور یہی مضمون خود مصنف رحمۃ اللہ نے اپنی منہیہ مین بیان فرمایا ہے باوجود ان سب باتون کے پہر بھی کوئی صاحب جملہ سابقہ ولا یخفی ضعفہا کے معنون مین الجہین تو پہر بجز اسکے کیا عرض کرون جو اسپر بھی نہ سمجھے کچھہ تو پہر اوس سے خدا سمجھے اور وہی فرقہ نظامیہ جو افعال قبیحہ کو قدرت قادر مطلق سے نکالکر اوسکی قدرت مین نقصان ظاہر کرتا ہے اور بزعم خود مثل بعض اہل علم زمانہ حال اوسکو کمال تنزیہہ خیال کرتا ہے اور جنکا ذکر بحوالہ عبارات کتب پہلے معروض ہوچکا ہے اوس فرقہ کے بیان مین صاحب مواقف اور شارح مواقف دوسرے مقام مین یون فرماتے ہین النظامیۃ اصحاب ابراہیم بن سیار النظام وہو من شیاطین القدریۃ طالع کتب الفلاسفۃ وخلط کلامہم بکلام المعتزلۃ قالوا لا یقدر ان یفعل بعبادہ فی الدنیا ما لا صلاح لہم فیہ ولا یقدر ان یزید فی الآخرۃ او ان ینقص من ثواب وعقاب لاہل الجنۃ والنار وتوہموا ان التنزیہ تعالی من الشرور والقبایح لا یکون الا بسلب قدرتہ علیہا فہم فی ذلک کمن ہرب من المطر الی المیزاب انتہی ناظرین بالانصاف ملاحظہ فرماوین کہ تنزیہہ جناب باری عز اسمہ کو عدم مقدوریۃ افعال قبیحہ پر موقوف کرنا حسب تصریحات علماء مزداریہ کے بڑے بہائی نظام شیطان قدری اور اوسکی اتباع کا مذہب ہے پہر باوجود اسقدر تصریحات کے اوسکو حضرات اہل سنت کا مذہب قرار دینا اور اوسکے منکرین کو مزداریہ کا لقب عطا کرنا اہل علم سے کیا عرض کرون کہ کسقدر عجیب و مستبعد ہے کلام مذکور سے بہی یہی مفہوم ہوتا ہے کہ اہل سنت کے نزدیک افعال قبیحہ مقدور باری تعالی ہین

گو بوجہ حکمت وغیرہ اونکا تحقق محال ہو اور لیجئے بحث عقاب مین صاحب مواقف اور شارح مواقف
ارشاد کرتے ہین واما العقاب ففیہ بحثان الاول اوجب جمع المعتزلۃ والخوارج عقاب صاحب الکبیرۃ
اذا مات بلا توبۃ ولم یجوزوا ان یعفو اللہ عنہ بوجہین الاول انہ تعالی اوعد بالعقاب علی الکبایر واخبر بہ
ای بالعقاب علیہا فلو لم یعاقب علی الکبیرۃ وعفا لزم الخلف فی وعیدہ والکذب فی خبرہ وانہ محال
والجواب غایتہ وقوع العقاب فاین وجوبہ الذی کلامنا فیہ اذ لا شبہۃ فی ان عدم الوجوب مع
الوقوع لا یستلزم خلفا ولا کذبا لا یقال انہ یستلزم جوازہما وہو ایضا محال لانا نقول استحالتہ ممنوعۃ
کیف وہما من الممکنات التی تشملہا قدرتہ تعالی انتہی دیکھئے صاحب مواقف اشارۃً اور شارح مواقف
کیسی تصریح و وضاحت کے ساتھ خلف اور کذب کو ممکن اور مقدور باری فرما رہے ہین اور شرح طوالع اصفہانی
مین مرقوم ہے وقال النظام انہ تعالی لا یقدر علی خلق القبیح لان فعل القبیح محال والمحال غیر مقدور له
اما ان فعل القبیح محال فلانہ یدل علی جہل الفاعل وحاجتہ وہما محالان علی اللہ تعالی والمودی الے
المحال محال واما ان المحال غیر مقدور فلان المقدور ہو الذی یصح ایجادہ وذلک یستدعی صحۃ الوجود
والممتنع لیس لہ صحۃ الوجود وجوابہ انہ لا قبیح بالنسبۃ الی اللہ تعالی وان سلم ان القبیح قبیح مطلقا ولکن
المانع من فعلہ متحقق لا ان القدرۃ زایلۃ لان القبیح حینئذ یکون محالا لغیرہ والمحال لغیرہ ممکن لذاتہ
مقدور فکونہ مقدورا لا ینافی کونہ محالا لغیرہ اور نظام کی اس دلیل کا جواب بعینہ یہی طوالع رومی مین
مرقوم ہے جوابہ انہ لا قبیح بالنسبۃ الیہ لانہ مالک الامور کلہا وان سلم ان القبیح قبیح مطلقا وبالنسبۃ
الیہ ایضا فالمانع من صدورہ عنہ تعالی وہو عدم الداعیۃ والارادۃ الی صدورہ حاصل لا ان القدرۃ
عنہ زایلۃ فہو قادر علی القبیح الا انہ لم یصدر عنہ لعدم ارادتہ منہ الی صدورہ لا انہ لیس بقادر علیہ انتہی
ہر دو شارح کے کلام سے صراحۃً معلوم ہوتا ہے کہ افعال قبیحہ کا مقدور باری تعالی ہو کر بوجہ امتناع بالغیر
ممتنع التحقق ہونا حضرات اہل سنت کا مسلک ہے اور افعال مذکورہ کو قدرت قدیمہ سے خارج
سمجھنا فرقہ نظامیہ معتزلہ کا مذہب ہے اور سنئے شرح تجرید اصفہانی مین لکھتے ہین وکلامہ تعالی
صادق لان الکذب قبیح لا یجوز علی اللہ تعالی لانہ حکیم والحکیم لا یصدر عنہ القبیح یہ کلام اسپر شاہد ہے
کہ امتناع کذب کی وجہ حکمت باری ہے اس امتناع کی بنا عدم مقدوریت پر ہرگز نہین اور یہ امر اہل علم
کے نزدیک ظاہر ہے کہ ایسے امتناع کو بالغیر کہتے ہین بالذات کوئی نہین کہتا کما مر مرارا فلاحظ فرما

ثبوت عموم قدرت باری تعالیٰ جمیع ممکنات کے لیے جو علمائے اہل سنت نے نصوص قرآنی سے استدلال کیا ہے اوس پر معتزلہ یہ کہتے ہین کہ جب اہل سنت کے نزدیک کذب وغیرہ قبائح مقدور باری ہین تو کلام الٰہی اور کلام رسول مین امکان کذب اور احتمال تلبیس بھی ہوسکتا ہے اور باوجود احتمال کذب کوئی حکم کلام الٰہی سے علی وجہ الیقین کیونکر قابل قبول ہوسکتا ہے تو ایسے ارشاد خالق کل شیٔ اور اوسکی امثال سے عموم قدرت پر اہل سنت کا استدلال پیش کرنا ہرگز درست نہوگا کیونکہ بوجہ مقدوریۃ کذب جملہ نصوص مین جب احتمال تلبیس و کذب موجود ہے تو نصوص مذکورہ دالہ علی عموم القدرۃ مین بھی احتمال کذب ضرور مسلم ہوگا واذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال اسی شبکا جواب علمائے اعلام یہ بیان فرماتے ہین کہ ہم بیشک کذب اور دیگر قبائح کو فی نفسہ ممکن و مقدور تسلیم کرتے ہین مگر بوجوہ معلومہ بالبداہۃ ان اشیاء کے وجود کو یقیناً منتفی اور محال بالغیر سمجھتے ہین اور یہ امر سب عقلا پر روشن ہے کہ جیسا بوجہ امتناع ذاتی کسی چیز کا عدم تحقق یقینی ہوتا ہے ایسے ہی بوجہ استحالہ بالغیر اوسکے وجود اور تحقق کو ممتنع الوقوع کہا جاتا ہے تو اب کذب وغیرہ قبائح کا امکان ذاتی بوجہ لحوق امتناع مذکور اونکے تحقق و فعلیۃ کا ادنیٰ احتمال بھی پیدا نہین کرسکتا جو کوئی متوہم نصوص مذکورہ کی دلیل قاطع ہونے مین متامل ہو سو اہل عقل کے نزدیک جواب مسطور بالبداہۃ اس امر پر شاہد ہے کہ حضرات اہل حق کے نزدیک کذب مقدور و ممکن بالذات اور ممتنع بالغیر ہے ورنہ یہ سوال درست ہوسکتا ہے نہ یہ جواب چنانچہ علامہ شرح مقاصد مین اس مضمون کو تحریر فرما رہے ہین فان قیل التمسک بالکتاب والسنۃ یتوقف علی العلم بصدق کلام اللہ تعالیٰ وکلام الرسول علیہ السلام ودلالۃ المعجزۃ وہذا لا یتاتی مع القول بانہ خالق لکل شیٔ حتی الشرور والقبائح وانہ لا یقبح منہ التلبیس والتدلیس والکذب واظہار المعجزۃ علی ید الکاذب ونحو ذلک مما یقدح فی وجوب صدق کلامہ وثبوت النبوۃ ودلالۃ المعجزات قلنا العلم بانتفاء تلک القوادح وان کانت ممکنۃ فی نفسہا من العادیات الملحقۃ بالضروریات الی آخرہا قال ارباب فہم بنظر انصاف ملاحظہ فرمایوین کہ عبارت مرقومہ امکان کذب وغیرہ پر کس صراحۃ کے ساتھ دال ہے آگے چلکر بحث حسن و قبح مین صاحب مواقف ارشاد فرماتے ہین الرابع لو لم یقبح منہ الکذب واظہار المعجزۃ عند الکاذب لم تثبت النبوۃ قلنا ربما یمکن الشیٔ ویقطع بعدم وقوعہ کسائر العادیات اس عبارت سے بھی کذب اور اظہار معجزہ علی ید الکاذب کا مقدور باری

Marfat.com

ہوکر ممتنع بالغیر ہونا ظاہر ہوتا ہے اسی جواب اہل سنت کی توضیح شارح مواقف اس طرح بیان فرماتے ہیں
والجواب ان الامکان العقلی لاینافی الجزم بعدم الوقوع اصلاً کسایر العادیات انتہی اور اسی شبہ کے
جواب میں شرح مواقف میں ماتن وشارح فرما رہے ہیں والجواب ان مدرک امتناع الکذب منه تعالی
عندنا لیس ہو قبحه العقلی حتی یلزم من انتفائه انتفاء العلم بامتناعه منه اذ یجوز ان یکون له مدرک آخر
وقد تقدم ہذا فی مباحث کونه تعالی متکلماً ودلالة المعجزة علی صدق المدعی عادیة فلا یتوقف علی
امتناع الکذب کما فی سایر العلوم العادیة التی لیست نقایضها ممتنعة فنحن نجزم بصدق من ظہرت
المعجزة علی یده مع ان کذبه ممکن فی نفسه فلا یلزم التباس وسیاق اس عبارت میں بھی کذب
کی امتناع بالغیر کی جانب اشارہ ہے اور ظہور معجزہ علی ید الکاذب کے امکان کی تصریح ہے اور ظہور
معجزہ علی ید الکاذب اور ظہور کذب کا حسب تصریحات علماء اور موافق تحریر مولف تنزیہ یکسان
حال ہے آگے چلکر جو شرح مواقف میں اوس طایفہ کا ذکر کیا ہے جو کہ ظہور معجزہ کو دال علی
التصدیق نہیں مانتے اور اونکے ذکر میں آٹھ اعتراض فرقہ مذکور کی جانب سے ایسے پیش کئے
ہیں جو کہ ظہور معجزہ کی دال علی التصدیق ہونے میں قادح ہیں منجملہ اونکے ایک شبہ یہ بھی ہے
الخامس انه لا یلزم من تصدیق اللہ ایاه صدقه الا اذا علم استحالة الکذب علی اللہ تعالی پھر ان
سب اعتراضوں کا جواب اجمالی یہ دیا ہے الجواب الاجمالی ما قررناه غیر مرة ای قررناه مراراً من ان
التجویزات العقلیة لا ینافی العلم العادی کما فی المحسوسات انتہی یہ عبارت بھی بالتصریح اسی امر کو
مثبت ہے کہ کذب مذکور عند العقل گو جایز وممکن ہے مگر اور وجوہ سے اوسکو امتناع عارض ہو رہا
ہے بالجملہ یہ مسئلہ اہل سنت کے نزدیک ایسا محقق ومصرح ہے اور اکثر کتب علم کلام واصول
میں موجود ہے کہ اہل انصاف سے ہرگز انکار نہیں ہو سکتا مگر آجکل کے اہل علم سے سخت تعجب
اور حیرت ہے کہ ایسی تصریحات معتبرہ مشہورہ سے کسی خدشہ سرسری کی وجہ سے روگردانی کر کے مذہب
اہل حق کو عقاید مزداریہ میں داخل فرمادیں اور کھلم کھلا فرقہ معتزلہ کے ہمصفیر بنکر اوسکو طریقہ
حق تصور فرمادیں یا للعجب ویضیعة الادب جسقدر عبارات کتب مختلفہ کی ہمنے عرض کی ہیں اہل
انصاف کے اطمینان کے لئے انشاء اللہ بہت کچھ ہیں زیادہ کی ضرورت نہیں ورنہ ہم اور
تصریحات واشارات بھی اسکے موید نقل کر سکتے ہیں لیکن جن صاحبوں کو بوجہ تعصب صلحا امت

اس مسئلہ کا انکار کرنا ہے مقصود اصلی اور منظور نظر ہے اونکے لئے نہ یہ سندین کافی ہوسکتی ہین نہ انکے اضعاف مضاعف سوایسون کو ہم بھی مخاطب بنانا نہین چاہتے نہ اون سے کچھ امید نہ کوئی شکایت بلکہ کیا عجب ہے جو ایسے لوگ بجائے اسکے کہ امر حق کو تسلیم فرماوین اور اونکے لئے ہمکو ہی ملزم بنانیکو تیار ہو بیٹھین اور فرمادین کہ پہلے تو فقط یہی ہوا تھا کہ کذب مذکور کی امکان کو تسلیم کرلیا گیا تھا اب اوسپر یہ طرہ ہوا کہ کذب کے ساتھ ظلم بمعنی خلاف عدل اور سفہ بمعنی خلاف حکمت اور عبث کے امکان کو بھی حق مان لیا گیا سو اس وجہ سے ایسے حضرات کو موقع بہتان بندی اور افترا پردازی اور بھی زیادہ ہاتھ آئیگا اور جسقدر زبان درازی ہو چکی ہے کیا عجب ہے جو اوس سے بدرجہا زاید کی اب نوبت آئے سو ایسے صاحب جو چاہین سو کرین مگر یہ یاد رہے کہ بہتان بندیکا مآل اچھا نہین اول تو ہمنے جو کچھ عرض کیا ہے اصول شرع کے موافق اور تصریحات علماء معتبرین کے مطابق عرض کیا ہے تو اس بہتان کی نوبت بہت دور تلک پہنچیگی آدمی کو جس امر کے فہم کی لیاقت نہو اوس مین دخل دینا اور علماء معتبرین کا تخطیہ کرنا اور وہ بھی عقاید جیسے مہتم بالشان علم مین سراسر بدفہمی اور کوتہ اندیشی ہے دوسری یہ بات سمجھنی تو چندان دشوار نہین بالخصوص اہل علم اور ماہران معقول کو کہ قدرت علی القبایح اور صدور قبایح مین فرق جلی ہے اول کمال ہے اور ثانی نقصان چنانچہ مکرر معروض ہو چکا ہے ورنہ چاہیئے کہ اخرس بلکہ جمادات بھی صلحائے مومنین بلکہ انبیاء مرسلین سے بوجہ عدم قدرت علی الذنوب افضل واشرف ہوجائین اور اوسکے البطال (لغویت) مین کوئی عاقل متامل نہین ہوسکتا اور جن صاحبون کو اتنی بات کے سمجھنے کا بھی فہم نہو اونکو محض اقوال اکابر کی تقلید ضروری ہے اونکے فہم مین آئے یا نہ آئے جزئیات فقہ مین جب ہم اپنی رائے پر کاربند نہین ہوسکتے تو عقاید کلامیہ مین ہر فہیم وغیر فہیم کی رائے کب قابل تسلیم ہوسکتی ہے عذاب قبر ووزن اعمال وپل صراط وغیرہ امور آخرویہ مین جو ظاہر بینون اور کوتہ اندیشون کو شبہات پیش آتے یا مسئلہ تقدیر وغیرہ مین جو اکثر دلن کو اعتراضات سوجھتے تو کیا یہ شبہات عقلیہ کسی درجہ مین معتبر ہوسکتے ہین اور اون اعتراضات کیوجہ سے کیا ان امور کا انکار کسی مرتبہ مین مقبول ہوسکتا ہے ہرگز نہین ہرگز نہین جو صاحب بذریعہ فہم خداداد بھی اونکے دافعیہ کو اچھی طرح سمجھ سکین تو سبحان اللہ

ورنہ حکم شرعی یہ ہے کہ ادن شبہات عقلیہ پر لاحول پڑہو اور امور مذکورہ کو حسب ارشاد شارع حق سمجھو سمجھہ مین آئین یا نہ آئین ورنہ ایمان کی خیر نظر نہین آتی ہان اتنی بات لایق گذارش اور باقی ہے کہ اس کمترین خلایق نے جسقدر عبارات ثبوت مقدوریۃ کذب مین پیش کی ہین اونمین اکثر تو وہ ہین کہ جو بالتخصیص مقدوریۃ کذب کے اثبات کے لئے نص صریح یا بمنزلہ نص صریح ہین اور بعض عبارات ایسی بھی ہین جن سے مطلقاً افعال قبیحہ یا سوائے کذب کسی اور امر قبیح کا مقدور ہونا ثابت ہوتا ہے مگر اہل فہم خوب جانتے ہین کہ جملہ افعال قبیحہ کذب ہون یا کچہہ اور سب خرابی مین متساوی الاقدام ہین خلاف حکمت ہو یا صداقت مخالف رحمت ہو یا عدالت سبکا حال بوجہ عروض قبیح یکسان ہوگا اسلئے بعض کی مقدوریۃ سے کل کی مقدوریۃ اور ایک کی عدم مقدوریۃ سے سبکی عدم مقدوریۃ ماننی پڑیگی تو اب بنظر فہم جو کوئی عدم مقدوریۃ کذب کا قایل ہوگا اوسکو من حیث لا یحتسب عدم مقدوریۃ خلاف عدل یعنی تعذیب طایع اور مغفرت کفار کا قایل ہونا بھی لازم ہوگا ظاہر ہے کہ جب کذب کلام لفظی کو بوجہ قبح معلوم غیر مقدور کہا جائیگا تو ضرور تعذیب طایع وغیرہ کو بوجہ مخالفت صدق و عدل و حکمت جو کہ قبیح ہے غیر مقدور کہنا پڑیگا اور جو کوئی خلاف عدالت و حکمت کو باوجود قبیح مقدور باری کہیگا اوسکو خلاف صدق یعنی کذب کو بھی مقدور کہنا ضروری ہوگا تو اب وہ عبارات کہ جن سے افعال قبیحہ کا مطلقاً یا کسی خاص فعل قبیح کا مقدور ہونا ثابت ہے وہ عبارات مقدوریۃ کذب متنازع فیہ پر بھی دلیل کافی اور حجۃ شافی سمجھی جائینگی کما مر اخیر مین ایک عبارت محقق دوانی رحمہ اللہ کی جو کہ خلاف حکمت کے مقدوریۃ پر دال بالتصریح ہے اور ایک عبارت تفسیر کبیر کی جو کہ افعال قبیحہ کے مقدور اور بالنسبۃ الی الباری غیر قبیح ہونے پر دال ہے عرض کئے دیتا ہون جسکی وجہ سے اہل فہم حسب بیان سابق کذب متنازع فیہ کا حکم آپ سمجھہ جائینگے محقق موصوف شرح عقاید مین ولا یجب علیہ

شئی کی دلیل مین فرماتے ہین لان الواجب اما عبارۃ عما یستحق تارکہ الذم کما قال بعض المعتزلہ او عما ترکہ مخل بالحکمۃ کما قال بعض آخر او ما قرر اللہ تعالی علی نفسہ ان یفعلہ ولا یترکہ وان کان ترکہ جایزاً کما اختارہ لبعض الصوفیۃ والمتکلمین کما یشعر بہ ظواہر الایات والاحادیث مثل قولہ تعالی ثم ان علینا حسابہم وقولہ علیہ السلام حاکیاً عن اللہ تعالی عبادی انی حرمت الظلم علی نفسی والادلۃ

Marfat.com

باطل لانہ تعالی المالک علی الاطلاق ولہ التصرف فی ملکہ کیف یشاء فلا یتوجہ الیہ الزام اصلا علی فعل
من افعال بل ہو المحمود فی کل فعال وکذا الثانی لانا نعلم اجمالا ان جمیع افعالہ تتضمن الحکم والمصالح
ولا یحیط علمنا بالحکمۃ والمصلحۃ فیہ وعلی الالتزام رعایۃ الحکمۃ والمصلحۃ لا یجب علیہ تعالی لا یسئل عما یفعل وہم
یسئلون وکذا الثالث لانہ ان قیل بامتناع صدور خلافہ منہ تعالی فہو ینافی ما صرح بہ فی التعریفہ
من جواز الترک وان لم یقل بہ فاین معنی الوجوب اذ حینئذ یکون محصلہ ان اللہ تعالی لا یترکہ علی طریق
جری العادۃ وذلک لیس من الوجوب فی شیء بل یکون اطلاق الوجوب مجرد اصطلاح انتہی اس عبارت
مین جملہ رعایۃ الحکمۃ والمصلحۃ لا یجب علیہ تعالی بالتصریح مقدوریہ خلاف حکمت پر دال ہے جس
سے مقدوریۃ کذب وعدم وجوب صدق بھی لازم آتا ہے اور جملہ ولہ التصرف فی ملکہ کیف یشاء فلا یتوجہ
الیہ الزام اصلاً وغیرہ سے مقدوریۃ جملہ افعال مفہوم ہوتی ہے حسن ہوں یا قبیح وہو المطلوب تفسیر
کبیر مین الا لہ الخلق والامر تبارک اللہ رب العالمین کے ذیل مین مذکور ہے ولت ہذہ الآیۃ علی ان
القبیح لا یجوز ان یقبح لوجہ عاید الیہ وان الحسن لا یجوز ان یحسن لوجہ عاید الیہ لان قولہ الا لہ الخلق والامر
یفید انہ تعالی لہ ان یامر بما یشاء کیف یشاء ولو کان القبیح یقبح لوجہ عاید الیہ لما کان من اللہ ان یامر
الا بما حصل منہ ذلک الوجہ ولا ان ینہی الا عما فیہ وجہ القبح فلم یکن متمکنا فی الامر والنہی کما یشاء
واراد مع ان الآیۃ تقتضی ہذا المعنی انتہی تقریر مسطور سے ظاہر ہے کہ فعل قبیح کا مامور بہ ہونا اور
فعل حسن کا منہی عنہ کر دینا قدرت باری تعالی مین داخل ہے کیونکہ اس حسن وقبیح کو ذات ایزد
متعال سے حسب ارشاد امام تعلق نہین بہت سے بہت یہ قبیح لاحق ہوگا تو کلام لفظی مخلوق کو
لاحق ہوگا اسی پر جمل خبریۃ کے حسن وقبیح اور دیگر افعال کے حسن وقبح کو قیاس فرمالیجیے اب ان
تصریحات علماء کے بعد عرض ہے کہ واقعی منشاء خلاف کل اتنی بات تھی کہ افعال قبیحہ جنکا عدم
صدور وعدم وقوع ذات اقدس سے متفق علیہ فریقین ہے وہ قدرت مین بھی داخل ہین
یا نہین سو جب اقوال اکابر سے بالبداہۃ معلوم ہوگیا کہ اہل سنت کے نزدیک افعال مذکورہ داخل
قدرت ہو کر بوجہ حکمت وغیرہ ممتنع الصدور ہوگئے ہین اور فرقہ نظامیہ کے عقیدہ مین حق تعالی
شانہ کا تنزہ اسی امر مین ہے کہ قبائح معلومہ کو قدرت قدیمہ سے خارج اور ممتنع بالذات مانا جاے
چنانچہ شرح مواقف وغیرہ کتب کے حوالہ سے یہ مضمون معروض ہو چکا ہے تو اب بحمد اللہ امر کا

Marfat.com

لعیان ہوگیا ہے کہ جو فرقہ افعال قبیحہ کذب لفظی وغیرہ کو فی حد ذاتہ مقدور اور بوجہ صفات دیگر اونکو ممتنع الصدور کہتا ہے وہ سراسر موافق اہل سنت اور تابع نصوص شریعتہ ہے اور جو صاحب امور مذکورہ کو غیر مقدور اور اختیار قادر مطلق سے خارج فرما رہے ہین بروئے انصاف فرقہ نظامیہ کے ہم صفیر بن رہے ہین اور اس خوبی پر متبعین سنت پر مزداریہ ہونیکا فتوی جاری کیا جاتا ہے اس برعکسی کا کیا علاج اگر حملہ اکابر اہل سنت خدانخواستہ مزداریہ ہی تھے تو یہ لقب اب ہمکو بھی برا نہین معلوم ہوتا حسب ارشاد حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہم بھی عرض کرتے ہین **شعر**

ان کان حب العلی رفضا + فاننی ارفض العباد + اہل اہوا اور اونکے اتباع کے تسنن سے تو انشاء اللہ ان حضرات کا مزداریہ ہونا بھی افضل ہوگا **شعر** - ترسم کہ صرفہ نبرد روز باز خواست + نان حلال شیخ ز آب حرام ما + اب نصوص شرعیہ اور اقوال اکابر کے بعد ہمکو ہرچند کسی اور دلیل کی حاجت نہین صاحب تنزیہہ نے انہین دو امرون سے اثبات مدعا کا ارشاد کیا تہا سو بحمد اللہ دونون امرون سے مدعا متبعین حضرت مولانا شہید بخوبی ثابت ہوگیا لیکن بعض وجوہ سے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ایک دو استدلال عقلی بھی ثبوت مدعائے مذکور کے لئے بیان کردیا جائے سو اول استدلال تو وہی ہے جو حضرت مولانا محمد اسمعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ وعلی اٰبائہ الکرام نے بیان فرمایا ہے جسکو بتمامہا دیباچہ مین احقر بھی عرض کرچکا ہے جسکا خلاصہ دو امر ہین اول امر یہ ہے کہ اکثر افراد انسان قضیہ غیر مطابق کو منعقد کرکے مخاطبین پر القا کرسکتے ہین اور اس امر پر قادر ہین سو اگر حملہ مذکورہ کے عقد والقا پر حضرت ذوالجلال کو بہی قادر مانا جائے تو فبہا ورنہ قادر مطلق کی قدرت سے بندہ عاجز کی قدرت کو زاید ماننا پڑیگا وہو باطل بالبداہتہ چنانچہ عبارت مرقومہ بالا مین ارشاد فرماتے ہین چہ عقد قضیہ غیر مطابقہ للواقع والقای آن بر ملایکہ وانبیاء خارج از قدرت الٰہیہ نیست والا لازم آید کہ قدرت انسانی ازید از قدرت ربانی باشد چہ عقد قضیہ غیر مطابقہ للواقع والقای آن بر مخاطبین در قدرت اکثر افراد انسانی است کذب مذکور از روئے منافی حکمت اوست پس ممتنع بالغیر است - اور ثانی امر یہ ہے کہ کمال اور مدح اسی مین ہے کہ باوجود قدرت علی الکذب بوجہ تنزہ اپنے اختیار سے اوسکو ترک کردیا جاوے اور اگر معذور ومجبور ہوکر کسی امر قبیح کو ترک کریگا تو اسمین کچہ خوبی نہین نکلنے ہان عجز تو بیشک ثابت ہوجائیگا بقول شیخ کہ کوتہ خود ندارد دست

برشاخ ورنہ آخرس و جماد بھی عدم کذب کی وجہ سے ممدوح ہونے چاہئین وہو ظاہر البطلان چنانچہ آگے ارشاد فرماتے ہین ولہذا' عدم کذب را در کمالات حضرت حق سبحانہ بیشمارند واو را جل شانہ بآن مدح میکنند بخلاف اخرس و جماد کہ ایشان را کسی بعدم کذب مدح نمیکند و پر ظاہر است کہ صفت کمال ہمین است کہ شخصے قدرت بر تکلم بکلام کاذب میدارد و بنا بر رعایت مصلحت و مقتضائے حکمت تنزہ از شوب کذب تکلم بکلام کاذب نمینماید ہمان شخص ممدوح میگردد بسلب عیب کذب واتصاف بکمال صدق بخلاف کسیکہ لسان او ماؤف شدہ باشد و تکلم بکلام کاذب نمیتواند کرد یا قوت متفکرہ او فاسد شدہ باشد کہ عقد قضیہ غیر مطابقہ للواقع نمیتواند کرد الی آخر کلامہ الشریف اور یہ استدلال بیان فرمودہ حضرت مولانا شہید ایسا بدیہی ہے کہ بجز متعصب ور متوہم کوئی فہیم منصف انشاء اللہ اسکا منکر نہو گا چنانچہ اسکے متعلق اگلے باب مین احقر بھی اور زیادہ عرض کریگا اوس سے استدلال مذکور کی خوبی بخوبی معلوم ہو جائیگی دوسرا استدلال عقلی وہ ہے جو مقدمات مذکورہ بالا سے اہل فہم خود انشاء اللہ تعالی سمجھ گئے ہونگے توضیح اوسکی یہ ہے کہ صدق چونکہ نہ عین ذات واجب ہے نہ صفات حقیقیہ ذاتیہ مین داخل ہے تو بحکم مقدمہ اولی ثبوت صفت صدق لذات الواجب ایجاب ذاتی کے مواد ثلثہ مین داخل نہو گا اور سلب صدق مواد ثلثہ امتناع ذاتی مین شمار نہو سکیگا تو اب الواجب صادق اور الواجب لیس بصادق ہر دو قضیہ قضایائے ممکنہ مین معدود ہونگے یہ دوسرا امر ہے کہ الواجب صادق کو بوجہ عروض ضرورۃ واجب بالغیر اور الواجب لیس بصادق کو بوجہ عروض امتناع ممتنع بالغیر کہنا ضرور ہو گا وہو المطلوب علاوہ ازین صدق و کذب کلام لفظی حقیقۃ مین کلام لفظی کے اوصاف ہین اور کلام لفظی مخلوق و حادث ہے چنانچہ مقدمہ سویم و ششم مین معروض ہو چکا ہے اور جملہ مخلوقات اور اون کے اوصاف قبیح ہون یا حسن بالبداہۃ مقدور باری ہین جس سے صدق و کذب کلام لفظی کا مقدور ہونا خود ظاہر ہوتا ہے باقی متکلم کو کسی کلام کے تکلم کے سبب صادق کاذب کہنا اور متصف بالصدق والکذب سمجھنا اہل فہم کے نزدیک اتصاف اضافی بلکہ اضافی اور اضافی ہے اتصاف مذکور کو حقیقی اور ذاتی کہنا تو اور ہے اونکا کام معلوم ہوتا ہے کیونکہ اول تو صدق و کذب خود کلام کے اوصاف ذاتیہ مین نہین متکلم کے اوصاف ذاتیہ مین تو کیا داخل ہونے سب جانتے ہین کہ بوجہ مطابقہ واقع

Marfat.com

اور عدم مطابقہ واقع کلام مذکور کو عروض صدق وکذب کی نوبۃ آتی ہے یہی وجہ ہے کہ جملۂ واحد کسی وقت
اور کسی محل اور کسی حالت مین صادق ہوتا ہی تو دوسری موقع اور وقت مین بعینہ وہی جملہ کاذب بنجاتا ہی ایک
ساعت مین زید قایم صادق آتا ہے تو دوسری وقت مین صادق نہین رہتا حالت اکل مین اگر
جملہ زید اکل صادق اور زید نایم یا شارب وغیرہ کاذب ہین تو حالت نوم وشرب قصہ بالکل
منعکس ہوجاتا ہے علی ہذا القیاس کسی محل مین سفید یا متحرک یا قایم یا نایم ہونا صادق ہوتا ہے
تو اوسیوقت دوسری محل کے اعتبار سے بسا اوقات صدق مذکور مبدل بکذب ہوکر کہلائی دیتا ہی اس سے صاف
ظاہر ہے کہ کلام کو صدق وکذب اضافات واعتبارات معلومہ کی وجہ سے عارض ہوتا ہی پھر کلام مذکور کے تکلم
وتلفظ کی وجہ سے متکلم کو بھی صادق یا کاذب کہدیتے ہین تو اب باوجود امر اضافہ در اضافہ کے
صدق یا کذب کو کسی متکلم کی نسبۃ کیونکر صفت حقیقی اور ذاتی کہہ سکتے ہین چنانچہ سب جانتے ہین کہ
صدق کو حق تعالی کی صفات حقیقیہ مین کسی نے بھی نہین شمار کیا - الحاصل جب یہ محقق ہوچکا کہ اول تو
کلام لفظی مخلوق جناب باری ہی دوسری حق تعالی شانہ کو متکلم بکلام لفظی کیوجہ سے متصف بالصدق
وغیرہ کہنا محض امر اضافی واعتباری ہی اوہر مقدمہ دوم مین یہ امر لکہ چکا ہے کہ [illegible] مقدورات
باری ہوتے ہین تو اب بالضرور صدق وکذب کلام لفظی کو مقدور [illegible] بالذات کہنا [illegible] یہ امر
کہ کسی وصف کا حمل کسی موصوف پر فقط امکان ذاتی دیکہکر کردیا جاتا [illegible] کی نوبت آئی یا نہ آئی اوسکا تحقق
کسی وجہ سے ممتنع ہو رہا ہو یا نہین ایسا نہین کہ کوئی عاقل [illegible] اوسکے بطلان مین متامل ہو اوسکی بعد
یہ عرض ہے کہ احقر نے جو استدلالات اپنی ثبوت مدعا کے لئے عرض کئے ہین انہین سے بعض استدلالات
پر مخالفین نے کچہہ خدشات بھی کئے ہین سو انکا جواب یہان دینا تو مناسب نہین بلکہ باب ثانی جواب
شروع کیا جاتا ہی اوسمین انشاء اللہ اعتراضات معلومہ کی کیفیت اور اونکے جواب معروض ہونگے اور نیز
یہ امر بھی واضح ہو کہ بعض استدلالات جو ہمارے مفید مدعا تہے ہمنے اونکو بنظر اختصار وعدم ضرورت یہان
ترک کردیا ہے لیکن باب ثانی وثالث مین حسب موقع وضرورت ہم اُن کو انشاء اللہ تعالی عرض
کرینگے - واللہ الموفق -

تمام

Marfat.com

حضرت مولانا مولوی رشید احمد صاحب عمّ فیضہٗ کی تصانیف

…وک عجوجدید	ترجمہ رسالہ مکیہ جو تصوف کا ایک مستند رسالہ ہے جس کو حضرت مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہی ادام اللہ ظلہم نے اوائل شباب میں بارشاد حضرت حافظ محمد ضامن صاحب رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ فرمایا تھا۔ فارسی … … … …	۴۔ر
…شیعہ	مہدی علی لکھنوی شیعی کے دس سوالوں اور ایک اشتہار کا جواب نہایت مدلل دیا ہے جو دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ رسالہ کئی بار چھپا مگر اب پھر کمیاب ہو گیا تھا اس لئے مع اصل اشتہار و سوالات پھر طبع کرایا گیا … … … …	۳۔ر
…المناسک	ضروریات حج سب اس میں درج ہیں۔ بحمد اللہ مسائل حج میں ایسی جامع اور مفید کتاب تالیف ہوئی ہے کہ پہلے نہ ہوئی تھی۔ چھوٹی تقطیع پر مسافروں کی جیب میں رہنے کے لائق ہے اسکے آخر میں ضروری روزمرہ کی عربی بول چال بھی درج ہے … …	۴۔ر و ۲۔ر
…ل الرشاد	یہ رسالہ مسائل مختلفہ اہل حدیث و حنفیہ جہر آمین فاتحہ خلف الامام و تقلید وغیرہ کی تحقیق میں حضرت مولانا نے تحریر فرمایا جس کو نہایت منصفانہ انداز پر ہونے کی وجہ سے موافقین و مخالفین دونوں نے تسلیم کر لیا ہے اردو میں … … … …	۱ر
…شیدیہ	بعض استفسارات متعلقہ آیات قرآنی کے جوابات میں مع فتویٰ ثبوت پردہ مروجہ شرفائے ہند بآیات و روایات و شرح حدیث مسلم شریف متعلقہ آخر میں دخل الجنہ یہ تحقیق بھی قابل دید ہے … … … … … …	۱ر
…راہت جماعت ثانیہ	مسجد محلہ میں تکرار جماعت کی کراہت روایات فقہ و احادیث صحیحہ سے ثابت فرمائی ہے اور وہ عبارات کتب معتبرہ سے حل فرمائی ہیں کہ جن سے منکرین کراہت کو شبہ پیدا ہوتا ہے۔ صاف خط عمدہ کاغذ پر طبع جدید … … … …	۱ر
…تراویح	غیر مقلدین کا رد اور مذہب مقلدین کا احادیث صحیحہ سے اثبات بست رکعت تراویح کی بابت … … …	۱ر
…ے میلاد	یہ استفتا کا جواب ہے جس میں حضرت مولانا ممدوح اور بہت سے علما کے مفصل جواب بارہ مجالس مروجہ میلاد مذکور ہیں اس لئے آخر میں فیصلہ ہفت مسئلہ کی بابت ایک تحقیق بھی قابل دید ہے … … … … … …	۱ر
…رسالہ جمعہ	اہل حدیث کے ایک فتوے کا جواب ہے جس میں انہوں نے احادیث و آیات سے اپنے نزدیک ثبوت جمعہ در قریٰ اور وجوب جمعہ بر اہل قریٰ خوب جرح و مدلل کر دکھایا تھا۔ اس کا جواب احادیث صحیحہ سے دیا گیا ہے … … … … …	۱ر
…رسالہ وقف	اہل حدیث نے ثابت کیا تھا کہ اوقاف قرآنی جن پر جملہ قرائے و حفاظ کا عملدرآمد ہے بدعت ہیں حضرت مولانا نے اسکا جواب احادیث صحیحہ سے دیا ہے اور ان کا ثبوت باسناد صحیح روشن فرما دیا ہے … … … … …	۔ر
…وسے الظہر	ظہر احتیاطی بعد جمعہ کا جواب جہاں جمعہ ہو جاتا ہے وہاں احتیاط الظہر کی حاجت نہیں اور جس جگہ جمعہ درست نہیں ہے وہاں صرف ظہر با جماعت مثل اور ایام کے ادا کرنی چاہئے … … … … … …	—ر
…المقتدے	یہ رسالہ قرأت فاتحہ خلف الامام میں آپ ہی اپنا نظیر ہے دیکھنے والا منصف موافق ہو یا مخالف اس کے مطالعہ کے بعد بخوبی اس دعوے پر قادر ہو جاتا ہے کہ قرأت فاتحہ خلف الامام پر کوئی دلیل نہیں ہے … … … … …	۲۔ر و ۲۔ر
…القاطعۃ …نوار الساطعہ	رد بدعت میں ایسی کتاب جامع اور مفید تحقیقات علمیہ اور بیان معانی نصوص شرعیہ پر مشتمل اور حاوی نہ سنی گئی نہ دیکھی گئی بنظر تحقیق سے ہر کتاب کو دیکھ لینا اور اس کے مضامین پر حاوی ہو جانا سنت و بدعت میں امتیاز کو کافی و وافی ہے … … … …	۱۲۔ر
…الیقین	تعلیم انگریزی کے زہر کا تریاق۔ کاغذ دیسی ۱۲ر کاغذ چکنا … … … … … …	ع
…البیان	حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب ہیں … … … … … … …	
…تقدیسیہ	یہ کتاب بھی ایک قابل دید کتاب ہے … … … … … … … … …	۳۔ر
…التیمم	یہ کتاب رد بدعت میں لاجواب ہے … … … … … … … … …	۸ر
…صلوٰۃ	نماز کے متعلق عمدہ کتاب ہے … … … … … … … … …	۲۔ر
…ب	علم غیب کے متعلق بے نظیر رسالہ … … … … … … … …	ر
…	… میں عجیب کتاب ہے … … … … … … … … …	۸ر

المشتہر محمد یحییٰ تاجر کتب دینیات، گنگوہ ضلع سہارن پور)

Marfat.com

تالیفات حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی نور اللہ مرقدہ

ضیاء القلوب	۳ر	جہاد اکبر	ا ر
غذائے روح	۳ر	ارشاد و رشد	
گلزار معرفت	۲ر	درد نامہ غمناک	ر
مثنوی تحفۃ العشاق	ار	تصفیۃ القلوب ترجمہ ضیاء القلوب	۴ر

تالیفات حضرت مولانا مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی

جس نے مولانا کی تقریر سنی ہوگی تو وہ جانتا ہی ہوگا اور جس نے نہیں سنی وہ آپ کی تالیفات سے دریافت کرسکتا ہے کہ آپ کو حق تعالیٰ نے کس درجہ کا علم و فہم عطا فرمایا تھا :-

آبحیات مضامین کہیں بھی نہ سنے کیا آپ نے سفر حج میں حضرت شیر حق کو سنا کر صلہ و تحسین کا خلعت لیا تھا اس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات کا اثبات ہے .. ۲ر

ہدیۃ الشیعہ	عہ ر	یہ تینوں رسائل جواب اعتراضات شیعہ میں تالیف فرمائے ہیں۔
اجوبہ اربعین	عہ ر	
انتباہ المومنین	ا ر	
تقریر دلپذیر	عہ ر	ان دونوں میں دلائل حقانیت دین اسلام ہیں۔
حجۃ الاسلام مع تتمہ	۳ر	
مباحثہ شاہجہانپوری	۶ر	ان چاروں رسائل میں وہ مباحثے درج ہیں جو مولانا نے غیر مذہب والوں سے کئے جواب عقلی کو دلائل سے رد کیا۔ تحریر فرمائے ہیں۔
میلا خدا شناسی	۲ر	
انتصار الاسلام	۲ر	
قبلہ نما	۵ر	
تصفیۃ العقائد	۲ر	سید احمد خان کی ایک تحریر کا جواب ہے۔
توثیق الکلام	ار	بحث قرأت فاتحہ خلف الامام
دلیل محکم	ار	
تحفہ لحمیہ	ر	اس میں بحث ذبح گوشت خور بنایا گیا ہے ۔

قصائد قاسمی	۲ر	جمال قاسمی	ار	مناظرہ عجیبہ جواب شبہات تحذیر الناس ۴ر	
لطائف قاسمی	ار	تحذیر الناس	۲ر		
ترجیح ثبوت رکعات تراویح	ار	اسرار قرآنی	۲ر		
ترغیب الخیرات	ار	گلستان مناقب	ار	حفظ ایمان	ر

طریقہ مولد۔ اس میں بتلایا گیا ہے کہ مولود کس طرح کرنا چاہئے	ر
تبیین الغایات فی نسخ الآیات ۔ آیات قرآنی کا باہمی ارتباط	۸ر
مسامرہ فی شرح المسایرہ	۸ر

حمائل شریف معرا خوشخط مصطفائی مجلد پارچہ .. .. عہ ر
" صحیح خوشخط کاغذ سفید عا کاغذ بیلگوں .. ..
" مترجم و محشی بترجمہ بامحاورہ مطبوعہ خیر المطابع .. .. ..
بار دوم
" مولانا شاہ رفیع الدین صاحب مطبوعہ بلالی ساڈھورہ .. ..

تالیفات مولانا اشرف علی صاحب

تکمیل الیقین	حتی الامکان دین اسلام کے اصول کے مطابق عقائد کی تکمیل کی گئی ہے خوبی سے تحقیق کی ہے
سائنس اور اسلام	یہ وہ کتاب ہے جس میں فلسفی زمانہ حال جیسی خبر دی ہے دیکھنے سے دریافت ہوسکتا ہے کہ اسلام اور احکام اسلام کے مطابق بتلایا ہے .. .. ..
تعلیم الدین	ضروریات مسائل و تعلیم فضائل و مراقبات و مکاشفات
صفائی معاملات	فقہ کی ضروری باتیں جن کی ہر بشر کو ضرورت رہتی ہے بیع و شراء و اجارہ وغیرہ میں .. .. ..
فروع الایمان	مومن میں جو خصلتیں ہونی چاہئیں یعنی خصائل ایمانی
اصلاح ترجمہ دہلویہ	ڈپٹی نذیر احمد صاحب دہلوی کے ترجمہ قرآن کے اغلاط
جزاء الاعمال	اس میں اعمال حسنہ ... کا لازمی طور پر مرتب ہونا بیان کیا گیا ہے .. .. ..
تحقیق تعلیم انگریزی	اس میں انگریزی پڑھنے کے نفع و نقصان کو مفصل بیان کیا گیا ہے .. .. ..
حق السماع	راگ کے بارہ میں منصفانہ و محققانہ بحث ..
خطبہ ماثورہ	اس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے جو خطبے منقول ہوئے وہ جمع کئے ہیں .. .. ..
اصلاح الخیال	نیچریہ کے خیالات کی معقول تردید اور اصلاح کی گئی ہے باذن اللہ مفید و نافع ہوتے ..
تجوید القرآن	قرآن شریف کی تلاوت کے ضروری قواعد اور ادائے حروف کے طریقہ نظم کئے ہیں ..
شجرہ مع تعلیم الطالب	شجرہ منظومہ حضرت حاجی صاحب میں مشائخ سلسلہ کے مقامات و فن و تاریخ وفات اضافہ کئے ہیں ..
علاج القحط	دربارہ قحط عالمگیر کار روحانی علاج جو حسب دستور زمانہ ہے جس پر قیمت صرف .. .. ..
حقوق الاسلام	اہل دنیا کے باہمی حقوق کی تفصیل ..
اصلاح الرسوم	یہ کتاب نہایت مفید واقع ہوئی ہے جس میں رسوم و بدعات کو ... سے باطل کیا ہے ۔ جزاہم اللہ خیرا الجزاء
بہشتی زیور	ایک نہایت مفید اور جامع کتاب مستورات کے قابل ۔ دس حصے قیمت فی حصہ

القول البدیع فی اشتراط المصر ...

نصیحۃ المسلمین ۲ر ۔ بیان شوکت ۳ر

مستدعی حضرات بنام محمد یحییٰ مقیم لال مسجد گنگوہ ضلع سہارنپور کے ہوا

Marfat.com

نسخۂ بدیع جامع علوم نافعہ و فنون کثیرہ

بحمد اللہ الکریم المنعام دریں ایام سعادت التیام رسالۂ نادرہ عجالۂ نافعہ
مشتمل بر دلائل عموم قدرت باریتعالیٰ عزّ اسمہ المسمّٰی بہ

جہد المقل

فی تنزیہ

المعز والمذل

تالیف منیف و تصنیف شریف علامۂ زمان حضرت مولانا محمود حسن صاحب مدرس اول
مدرسہ عربیہ دیوبند

باہتمام العبد المبتلو بالبلوی محمد احمد المدعو بہ یحییٰ

قد طبع فی المطبع البلالی الواقع ساڈھورہ
ضلع انبالہ

قیمت فی جلد (۸/)

Marfat.com

[illegible]

اگرچہ رسالہ اوثق العریٰ مصنفہ [illegible]
[illegible] مولوی [illegible] رشید احمد صاحب [illegible]
بڑی عالم مصنف [illegible] کی حمایت [illegible] کے واسطے عمدہ ذریعہ [illegible] بمقتضائے کلام الملوک ملوک الکلام [illegible]
عبارت میں بہت سے مضامین اور عجیب تحقیقات مندرج ہیں [illegible] سمجھنے کے [illegible]
کی چال اور کم مایہ بے ہنر لوگوں کا حال یہ ہے کہ کیسا ہی [illegible] مسئلہ ہو جب تک [illegible]
میں نہیں آتا۔ اس لئے ضرورت تھی کہ رسالہ مذکورہ کے مضامین کی توضیح ایسے طور پر کی جائے کہ [illegible]
عالی مضامین جو اختصار عبارت کے سبب بہت سے متوسط علم و فہم اشخاص کی نظروں سے بھی [illegible]
جائیں۔ علاوہ ازیں وہ فرقہ جس کو مذہب احناف سے بغض ذاتی ہے اور جو مسئلہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ [illegible]
کیسا ہی مطابق حدیث نبوی صلے اللہ علیہ وسلم اور کلام الٰہی کے کیوں نہ ہو اُس فرقہ کے نزدیک اُس [illegible]
سمجھا جاتا ہے۔ اور مثل روافض کے تبرا گوئی کا نام علم و عمل سمجھ رکھا ہے چنانچہ اسی بنا پر ان کے بعض [illegible]
محمد سعید صاحب بنارسی اور مولوی محمد علی صاحب [illegible] اور مولا بخش [illegible] صاحب [illegible]
رسالہ کو بھی نہ چھوڑا۔ اور تنخواہ حلال کرنے کے واسطے چند ورقے دو تین رسالے [illegible]
اوثق العریٰ وغیرہ لکھ ڈالے۔ اگرچہ بڑی علم کے نزدیک ان کے اعتراضات کی حقیقت تار عنکبوت سے زیادہ نہ تھی [illegible]
سے عجب [illegible] صاحبان کو مذہب امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی حقانیت اور قول رسول صلے اللہ علیہ وسلم [illegible]
طرح ذہن نشین ہو جائے۔ اور جواب دینے کا زعم باطل [illegible] سے دور ہو جائے لہذا جناب [illegible]
صاحب مدرس اول مدرسہ عربیہ دیوبند ضلع سہارنپور نے رسالہ مذکور کی توضیح کے [illegible]
محققانہ دیا ہے کہ جس کی قدر دانی حقیقت شناس تو جیسی کچھ کرینگے کر ہی رہینگے۔ مگر عام دیکھنے والوں [illegible]
ہو جائیگا۔ بلکہ کیا عجب ہے اگر خدا تعالیٰ توفیق انصاف عطا فرمائے تو مخالفین بھی حقانیت کلام [illegible]
باز رہینگے یا کم از کم اپنے آپ کو ایسے معرض خطر [illegible] فی الحال پسند نہ کرینگے۔ جو شخص رسالہ احسن [illegible]
کریگا اُس پر بخوبی واضح ہو جائیگا کہ رسالہ اوثق العریٰ کی تردید میں فرقہ مذکور کے [illegible] مصنفین نے [illegible]
کی بھرمار کی تھی۔ اسی قدر اپنے زور میں [illegible] اور کیسی غلطیاں کی ہیں کہ اگر انصاف [illegible]
ایسی جرأت سے ضرور باز رہینگے۔ اور اگرچہ اب تک کسی سے ایسا نہیں ہو سکا مگر اب [illegible]
کاربند ہونگے ؎

مزن بے تامل بگفتار دم ۔ نکو گوی گر دیر گوئی چہ غم

بحمد اللہ اس کتاب احسن التوضیح کے دیکھنے سے ناظرین کو اپنے مذہب کی [illegible]
سی اور سچا سمجھیں اور اُس [illegible] کا اندازہ بھی خوب ہو جائیگا۔ یہ کتاب ایسے [illegible]
چھوٹی بڑی بحث بھی ہو اُس کے دیکھنے سے [illegible] ہو یا سمجھ نہ ہو [illegible]

[illegible] تاجر کتب [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْبَابُ الثَّانِیْ

اس باب میں حسب وعدہ سابق ہم اُن اعتراضات کا جواب عرض کرینگے کہ جو خدشات یا جوابات مؤلف تنزیہہ نے ہمارے دلائل مرقومہ فی الباب الاول میں سے کسی دلیل کے مقابلے میں پیش کئے ہیں یا امور مذکورہ فی المقدمہ میں سے کسی امر کو مجروح کیا ہے۔ مگر اس سے پہلے عرض ضروری یہ ہے کہ اثنائے تالیف میں ایک رسالہ مسمی بعجالۃ الراکب مولفہ مولوی مفتی عبداللہ صاحب ٹونکی پروفیسر کالج لاہور ہماری نظر سے گذرا جسکا نام تاریخی حسب بیان بعض ظرفا غالباً خدع لثعالب یا خداع الثعلب ہے۔ اور ہمارے نزدیک بروے انصاف بالنظر الی تمویہ الادلہ ونیز بوجہ بعض مناسبات خفیہ نسج العناکب کہنا مناسب ہے مؤلف موصوف نے اپنے اثبات مدعا اور ہمارے مطلب کے ابطال کے لئے دلایل عقلیہ پیش کرنے میں بہت کچھ جد و جہد کی ہے۔ اور جیسا مؤلف تنزیہہ نے دلایل نقلیہ کے بیان کرنے میں سعی بلیغ فرمائی تھی۔ مؤلف عجالہ نے دلایل عقلیہ کے لکھنے میں کوشش تام کی ہے اور بعد غور یہ معلوم ہوتا ہے کہ جیسا مؤلف تنزیہہ نے بلا تامل و تدبر عجلت کے ساتھ اپنا رسالہ مرتب کیا ہے۔ ایسا ہی پروفیسر موصوف نے غور و فکر کے ساتھ اپنا رسالہ انجام کو پہنچایا ہے۔ گو کسی مصلحت سے عجالہ کے ساتھ موسوم کر دیا ہے۔ مگر اہل فہم اصل کو دیکھ کر امر واقعی سمجھ لیتے ہیں۔ مقتضا نام سے دھوکا نہیں کھایا کرتے بلکہ میرے خیال ناقص میں تو صاحب تنزیہہ کو بوجہ اقتضاء عجلت اس قدر بھی مہلت نہیں ملی کہ بطور تمویہ و تلمیع اپنے دلایل و مدعا کو مثل مؤلف عجالہ ظاہر میں ہی ایسا کر دیتے کہ کوئی نظر سرسری میں دھوکہ میں آجاوے یا اُس

Marfat.com

مصلحت کو سمجھتے جو کہ اسم عجالہ میں پروفیسر صاحب سمجھے ہیں ورنہ اُن کا رسالہ
بروے انصاف اس اسم کا واقع میں مستحق معلوم ہوتا ہے ظاہر ہے کہ جو رسالہ چند سال
میں ترتیب دیا جائے وہ تو عجالہ کہلائے اور جو رسالہ چند ہفتوں میں لکھا جائے وہ
اس خطاب سے محروم رہے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ بعض دواعی غیر قابل اللسان
کی وجہ سے فاضل ٹونکی اُس وقت سے اس مسئلہ کی تحقیق میں سرگرم تھے کہ جس وقت
تک بقول شخصے مولوی احمد حسن صاحب کے فرشتوں کو بھی اس قصہ کی خبر نہ تھی۔ بہر
حال رسالہ مذکورہ کو دیکھ کر یہی دل میں سمائی کہ بنام خدا رسالہ اول کے جواب کے ساتھ رسالہ
ثانی کی باتوں کا بھی جواب لکھا جانا مناسب ہے کیونکہ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ شہید اور
اُن کے اتباع کے مقابلہ میں آج کل جس قدر رسالے مرتب ہوئے ہیں اُن سب میں
فاضل کانپوری اور پروفیسر لاہوری کا رسالہ اعلیٰ اور افضل ہونا چاہیے اور بروے انصاف
اُن جملہ رسائل میں یہی دو رسالے احسن جا لگتے ہیں مصرعہ جنکی بہار یہ ہے پھر اسکی
خزاں نہ پوچھ * اور بعض مبتدعین نے جو اس بارہ میں رسائل لکھے ہیں وہ تو اس
قابل بھی نہیں کہ کوئی فہیم اُنکو دیکھنے کا قصد کرے جواب لکھنا تو بہت مشکل ہے اور
نیز بعض امور جو بوجہ عجلت صاحب تنزیہ سے فروگذاشت ہو گئے تھے صاحب
عجالہ نے اُن کی تکمیل کر دی ہے اِسلئے ناظرانِ فہیم کی خدمت میں یہ التماس ہے کہ
دونوں حضرات نے اپنے اثبات مدعا کے لئے جس قدر دلایل عقلیہ و نقلیہ تحریر فرمائی
ہیں۔ ہم انشاء اللہ سب کا جواب باب ثالث میں عرض کریں گے اور جس قدر اعتراضات
دونوں صاحبوں نے ہماری دلایل پر پیش کئے ہیں۔ اُن کا جواب بنامِ خدا اس
باب میں عرض کرتے ہیں۔ ہاں وہ دلایل جو کہ ہم نے اپنے رسالہ میں بیان ہی نہیں
کئے اُن پر جو اعتراض ہونگے اُن کی جواب دہی ہر چند بروے انصاف ہمارے ذمہ
پر نہیں لیکن تبرعاً حسب موقع مجملاً یا مفصلاً بنظر اظہار خطاء معترضین بعض اُن اعتراضات
کا بھی جواب دیا جائے گا خوف طول نہ ہوتا تو انشاء اللہ تعالیٰ بالاستیعاب جانب ہم اس
امر کو بھی بیان کرتے کیونکہ ہم کو اس تحریر سے مقصود فقط مسئلہ مذکورہ کا اثبات ہے نہ کسی

دوسری تحریر کی تائید کرنی لفظاً غرض اصلی نہیں اس لئے جمادولایل مخالفین کا
جواب دینا تو ہم کو ضرور ہے لیکن منجملہ اعتراضات مخالفین کے اُنہیں اعتراضات کا
جواب دینا کافی ہے جو ہماری ولایل پر پیش کئے گئے ہیں اگر ارشاد الحق یعلو کا
سہارا اور من بارز لي وليا فقد اذنته بالحرب کی دوسری جانب کی طمع نہ ہوتی تو
بوجہ اپنی ہیچمدانی اور گمنامی کے ہم شاید ایسے دو معقولیوں کے مقابلہ میں کہ ہر ایک
اپنے آپ کو معدوم النظیر سمجھتا ہے ایسے اطمینان سے قلم اُٹھانے کی جرأت نہ کرتے
وما توفیقی الا باللہ اور ہماری تحریر میں مؤلف اول سے علامہ کانپوری صاحب تنزیہہ
اور مؤلف ثانی سے فاضل لاہوری صاحب مجادلہ مراد ہونگے اور یہ امر بھی لایق اظہار
ہے کہ جتنے امور مقدمہ میں ہم لکھ آئے ہیں اور باب اول میں جس قدر دلائل نقلیہ
وعقلیہ ہم نے بیان کئے ہیں اُن میں سے فقط ایک ایک دو دو امر پر ہر دو مصنفین
نے بحث کی ہے باقی دلایل یا انکو پیش نظر نہ تھے یا اونپر کسی وجہ سے یہ صاحب
اعتراض نہیں کر سکے مگر احتمال ثانی راجح معلوم ہوتا ہے کیونکہ امر اول ستہ نظر کے سراسر
مخالف ہے۔ جس کے یہ صاحب مدعی ہیں اور اُس کے نہ ہونے کا الزام مؤلف
اول شد ومد کے ساتھ اپنے مخالفین پر لگا رہے ہیں سو اول ہم اُنہیں چند الزامات کا
جواب عرض کرتے ہیں کیونکہ بحسب عرض سابق اُنہیں امور کا فقط جواب دینا ہماری ذمہ
ضروری ہے اُسکے بعد جیسا مناسب ہوگا دیکھا جائیگا۔ سو اول مؤلف اول نے اپنی دلیل
کے ذیل میں ایک اعتراض وجواب بطور دفع دخل بیان فرمایا ہے جس کی عبارت بعینہ
یہ ہے **قولہ** اور اگر کہا جائے کہ کذب بیشک نقصان اور محال ہے۔ مگر امکان
کذب ایسا نہیں تو یہ بعینہ ایسی بات ہے کہ کوئی کہے کہ جہل وعجز وغیرہ صفات
نقص محال ہیں مگر اُن کا امکان محال نہیں اور یہ بدیہی البطلان ہے علاوہ اس کے عقلاء
کے نزدیک یہ مقدمہ مبرہن ہے کہ امکان المحال محال" انتہی **اقول بتوفیق اللہ**
ہم جانتے ہیں کہ صاحب تنزیہہ کا یہ جواب حقیقت میں ہمارے مقدمہ ہفتم پر
ہے کیونکہ مقدمہ مذکور کا خلاصہ یہی تھا کہ صدور قبایح عن ذات الواجب نقصان

ومحال ہے اور قدرت علی القبائح مسلم اہل حق اور موجب کمال ہے اور اسکی تائید میں
شرح طوالع کی عبارت پیش کی تھی جس میں جملہ فہو قادر علی القبیح الا انہ لم
یصدر عنہ الخ صریح موجود ہے اور جملہ مقدمات کے بعد باب اول میں جو ہم نے
عبارات علما اپنے موافق بیان کی ہیں اُن میں مسائرہ اور مسامرہ اور تحریر و تقریر و شرح
مواقف و شرح مقاصد وغیرہ کی عبارات میں افعال قبیحہ کو برابر مقدور وغیر صادر کہا ہے
بلکہ چند عبارتوں میں اس کی تصریح بھی موجود ہے کہ یہی قول الیق اور ادخل فی التنزیہ
ہے۔ باب اول کو ملاحظہ فرمایئے اور مولف موصوف جواب مذکور میں یہ فرماتے ہیں
کہ افعال قبیحہ اور امور ردیہ کا صدور و امکان دونوں محال ہیں۔ سو صاحب تنزیہ
نے نہ ہماری عبارات منقولہ کا کچھ جواب دیا اور نہ کوئی نقل اپنے مفید مدعا بیان فرمائی
بلکہ اپنے قرارداد کے خلاف اپنے خیالات و استنباطات پر قناعت کر کے وہ امر ہمارے
مقابلہ میں بیان کئے۔ اول تو بطور الزام یہ فرمایا کہ اس صورت میں جہل و عجز کی نسبت
بھی یہی کہنا ہوگا کہ مثل افعال قبیحہ یہ دونوں بھی مقدور باری اور ممتنع الصدور ہیں
حالانکہ جہل و عجز صفت ردیہ کا امتناع ذاتی مسلم اور بدیہی ہے سو اسکا جواب بروے
انصاف و حسب قرارداد مؤلف موصوف تو ہماری طرف سے وہی نصوص علما
ہیں جن کی طرف ابھی اشارہ کر آیا ہوں اور اگر ہماری مخالفت میں مؤلف تنزیہ
اپنے خیالی الزام اور عقلی استنباط کے روبرو تمام علماء معتبرین کے قول کو مردود و
باطل فرمانے کی جرأت فرماویں تو پھر اسکا کیا جواب کہ جو امر اُن کے نزدیک ایسا مسلم
تھا کہ اُسکی پابندی کی سب کو ہدایت کی گئی تھی۔ خود اُس کی پابندی کیوں نہ فرمائی
اور ایسے جلد اُسکو کیوں بھلا دیا۔ علاوہ ازیں مؤلف کے اس الزام خیالی سے بنظر
فہم و انصاف عبارات علماء پر حقیقت میں کوئی خلجان و شبہ عاید نہیں ہوتا چنانچہ
ہم عرض کرینگے ہاں ناظران فہیم کو انشاء اللہ اس قسم کے امور ملاحظہ کرنے کے
بعد یہ امر محقق ہو جائیگا کہ مدعیان معقول کی سنت آبائی ہے کہ جوش علم میں آکر
مطلق العنانی کی سوجھتی ہے اور کسی کی پابندی کا مطلق خیال نہیں ہوتا بہرحال

Marfat.com

اور ذکو پیہ ستی دائرہ سنت سے خارج کرکے مردار بنایا جاتا ہے اور انکی تکفیر و تفسیق کی جاتی ہے بعینہ یہی سلوک ان حضرات کی طرف سے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب رح شہید کے ساتھ ہوا ہے بالجملہ جب ہم نے اپنی بات کو علماے معتبرین کے اقوال کے ذریعے سے پورا ثبوت کو پہنچا دیا تو بنظر انصاف و حسب تسلیم مولف اب ہمکو کسی جواب کی ضرورت نہ تھی مگر مزید اطمینان و وثوق کے لئے بطریق الزام تو ہماری طرف سے یہ جواب ہے کہ جملہ امور قبیحہ کو ذات واجب تعالیٰ سے جیسا ممتنع الصدور اور مستحیل الوقوع کہتے ہیں۔ اگر ایسا ہی حسب بیان صاحب تنزیہہ اُن جملہ امور کو ممتنع بالذات اور غیر مقدور باری بھی مانا جائے اور اُس کے اثبات کے لئے جہل و عجز کی مثال پیش کی جائے تو یقیناً یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ تعذیب طایع اور مغفرت مشرکین و عدم ارسال رسل اور عدم انزال کتب وغیرہ فقط ممتنع الصدور ہی نہونگے بلکہ ممتنع اور غیر مقدور بھی کہلائیں گے۔ حالانکہ یہ امر اول تو مذہب اہل سنت کے صریح مخالف ہے۔ دوسرے صاحب تنزیہہ نے اپنے رسالہ میں صراحۃً تعذیب طائع اور مغفرت مشرکین کو ممتنع بالغیر مانا ہے اور سب پر روشن ہے کہ ممتنع بالغیر ممتنع الوقوع ہونے کے ساتھ فی حد ذاتہٖ ممکن و مقدور رہتا ہے تو جب صاحب تنزیہہ کے ارشاد کے موافق بھی یہ امر محقق ہوگیا کہ مغفرت مشرک وغیرہ باوجود مستحیل الوقوع ہونے کے فی نفسہ مقدور و ممکن ہے تو اُن کے ارشاد کے موافق یہ قصہ بعینہ ایسا ہوگا کہ کوئی کہے کہ جہل و عجز وغیرہ صفات ردیہ تو محال ہیں مگر اُن کا امکان محال نہیں اور مولف صاحب کو یہ الزام فقط امثلہ مذکورہ ہی میں کھانا نہوگا بلکہ جملہ ممتنعات غیریہ میں یہی خرابی اٹھانی پڑیگی کما لا یخفے اور جب مولوی صاحب ممدوح بتوفیق الٰہی [illegible] مخلصی کی کوئی صورت نکال لیں گے اُس وقت انشاء اللہ [illegible] ہم لوگ بھی الذمہ سمجھ جائیں گے ورنہ اپنی برارت کی صورت ہم عرض کر دینگے۔ اور بطور تحقیقی منظور ہے تو سنئے جملہ عقلا کے نزدیک مسلم ہے کہ ضدین کا حال مقدوریت و عدم مقدوریت میں یکساں ہونا ضروری ہے مسلم الثبوت میں فرماتے ہیں والعدم

علی الشیئ قدرۃ علی ضدہ انتہی اور جبکہ علم [illegible]

قدیم سے خارج اور صفات فعلیہ در جملہ افعال بر تعالی مقدور و اختیاری ہیں چنانچہ [illegible]

کتاب میں بالتفصیل معروض ہو چکا ہے تو اب ہر فہیم بالبداہۃ سمجھ جائیگا کہ علم و قدرت

بوجہ اوصاف حقیقیہ ذاتیہ ہونے کے جب مقدور نہ ہوئی تو ان کے اضداد [illegible]

جہل و عجز بھی مقدمہ اولیٰ کے موافق مقدور و ممکن نہیں ہو سکتی اور مغفرت مشرک و [illegible]

طائع اور صدق و کذب متنازعہ فیہ چونکہ صفات ذاتیہ سے خارج اور افعال میں داخل

ہیں تو مقدمہ ثانیہ کے مطابق ان جملہ امور اور ان کے اضداد کو ممکن و مقدور باری ماننا

پڑے گا جس کا خلاصہ یہ ہوا کہ مؤلف موصوف کا جواب مذکور میں جہل و عجز کو کذب کیلئے

لئے مقیس علیہ بنانا درست نہیں اور ایک کے امتناع ذاتی سے دوسرے کو

ممتنع بالذات بنانا باطل ہے بلکہ ہر فہیم پر ظاہر ہو جائیگا کہ حق یہی ہے کہ صفات حقیقیہ

کے اضداد کو ممتنع بالذات اور صفات فعلیہ اور اوصاف اضافیہ کے اضداد

کو مقدور فی نفسہ اور ممکن بالذات کہا جائے مؤلف موصوف کا باوجود دعوی وسعت

نظر ایسے امور میں فرق نہ کرنا کیا عرض کروں کہ کس قدر تعجب خیز امر ہے۔ اس جواب

الزامی کے بعد مؤلف نے جو امکان کذب کے بطلان پر قضیہ مسلمہ امکان المحال محال

کو پیش کیا ہے۔ اہل انصاف کے نزدیک اس قابل نہیں معلوم ہوتا کہ اس کو جواب

میں خامہ فرسائی ضروری ہو اول تو قابل استفسار یہی امر ہے کہ مؤلف محقق نے قضیہ

مذکورہ میں لفظ محال سے کونسا محال مراد لیا ہے اگر محال ذاتی مراد ہے تو ہم کو کیا دقت

پیش آسکتی ہے ہم تو کذب کو محال بالغیر کہتے ہیں اور استدلال مرقوم سے یہ نکلا

کہ محال بالذات کا امکان محال ہے اول کذب متنازعہ فیہ کا استحالہ ذاتی ثابت فرمایئے

پھر کہیں قضیہ مذکورہ کو اسپر منطبق کیجئے۔ مگر سب جانتے ہیں کہ امتناع ذاتی کے ثبوت

کے بعد نہ کوئی عاقل اعتراض مذکورہ تنزیہہ پیش کر سکتا ہے اور نہ مقدمہ مذکورہ کو

جواب میں بیان کرنے کی حاجت اور اگر لفظ محال قضیہ مذکورہ میں محال بالغیر کو بھی

شامل ہے تو بے شک بروئے انصاف مؤلف تنزیہہ کے اشتباہ [illegible]

Marfat.com

ایسی دلیل قوی ہے کہ تمام رسالہ میں بھی کوئی ایسی دلیل نہیں مگر اس صورت میں یہی
ادنی تعلیم نظر آتی ہے کہ اول تو جملہ اہل عقل کا خلاف لازم آئیگا کیونکہ سارا جہان ممتنع
بالغیر کے لئے ممکن بالذات ہونا ضروری تسلیم کئے ہوئے ہے۔ دوسرے حسب
معروضہ سابق خلاف علم و اخبار باری تعالی اور عدم ارسال رسل وغیرہ کے امکان ذاتی سے
دست برداری کرنی پڑیگی جو خود مولف سلمہ کے نزدیک بھی مسلم ہے۔ بالجملہ یہ ساری
خرابی صفات ذاتیہ اور صفات فعلیہ کے عدم فرق سے ناشی ہوئی ہے جس کو ہم مقدمہ
کتاب میں بالتفصیل عرض کر چکے ہیں۔ اگر تفاوت معلوم ملحوظ نظر ہوتا تو مولف موصوف
صدق و کذب کو علم و جہل و قدرت و عجز پر ہرگز قیاس نہ فرماتے اور ماہران معقول بھی
ہرگز اس کی تصدیق نہ کرتے۔ اہل حق کے نزدیک تو جملہ افعال خیر ہوں یا شر حسن ہوں
یا قبیح فی نفسہا مقدور جناب باری ہیں البتہ چند افعال کا کہ جنکا تحقق تغیر فی ذات الواجب
پر موقوف اور اسکو مقتضی ہے مثل حرکت و انتقال و اکل و شرب وغیرہ وہ اس عموم
سے مستثنے ہیں اور خلاف عدل و خلاف صدق ہرگز تغیر ذات کو مقتضی نہیں تو ضرور
عموم مذکور میں داخل مان کر مقدور باری کہنا پڑیگا اور بوجہ عروض امتناع ممتنع بالغیر اور
ممتنع الصدور سمجھے جائیں گے وہو المطلوب چنانچہ مقدمہ کتاب میں یہ جملہ امور تفصیل
کے ساتھ مدلل معروض ہو چکے ہیں۔ جب اس سے فراغت پائی تو اب یہ عرض ہے کہ
جس قدر دلائل نقلیہ ہم نے باب اول میں بیان کئے ہیں۔ ان میں سے کسی عبارت
بیان صاحبوں نے جرح قدح نہیں کیا فقط ایک عبارت شرح مواقف پر جو کہ
سید سند نے بحث عقاب میں بیان فرمائی ہے ہر دو مولف نے اپنی اپنی فہم
کے مطابق اس کے جواب دیے ہیں۔ فرق ہے تو یہی ہے کہ مولف اول [illegible]
کر کے ہمارے استدلال کرنے کو تین طرح سے رد فرمایا [illegible] مولف ثانی نے
فقط عبارت سید سند کی تغلیط کر کے ہمارے استدلال سے پیچھا چھڑایا ہے۔ سو اول
عبارت کو بتلاتا ہوں۔ اس کے بعد جملہ امور مع جوابات ذکر کرونگا۔ عبارت تو وہی
ہے سید صاحب نے اہل سنت کی دلیل پر سے اعتراض اٹھانے کے لئے

کذب اور خلف کو مقدور وممکن فرمایا ہے وھو ہذا الا ان یقول انہما [illegible] عقلاً
وھما من الممکنات التی تشملہا قدرتہ تعالیٰ چنانچہ یہ عبارت بتمامہا
باب اول میں موجود ہے اور عبارت مذکورہ سے بالتصریح خلف وکذب کی مقدوریت
وامکان ظاہر ہوتا ہے اب سنئے اس کے جواب میں اول تو مولف اول یہ فرماتے
ہیں کہ یہ جواب سید سند نے اہل سنت کے مذہب کے موافق نہیں دیا بلکہ الزاماً
معتزلہ کے مذہب کے موافق جواب دیا ہے چنانچہ اُن کی عبارت بعینہ یہ ہے **قولہ**
بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ سید صاحب نے یہ الزامی جواب دیا ہے چونکہ بعض معتزلہ
کذب باری کو ممکن کہتے ہیں اور قدرت کے تحت میں داخل کرتے ہیں اسلئے معتزلہ
کے جواب میں ایسا کہا گیا انتہیٰ مگر بروے انصاف اس جواب کو الزامی قرار دینا ظاہراً
اور حقیقۃً دونوں طرح غلط ہے ظاہر کے موافق غلط ہونے کی تو یہی وجہ ہے کہ سید
صاحب کی عبارت میں کوئی لفظ ایسا نہیں کہ جس سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ سید صاحب
اپنے مذہب کے خلاف جواب دے رہے ہیں بلکہ صاحب ذوق سلیم اسلوب کلام سے
بالبداہتہ سمجھتا ہے کہ سید صاحب جو کچھ اہل سنت کی طرف سے جواب دے رہے ہیں
وہ اُن کے مذہب کے مطابق بیان فرما رہے ہیں علاوہ ازیں اصل یہی ہے کہ جو
کلام متکلم سے صادر ہوتی ہے تاوقتیکہ کوئی قرینہ صارفہ نہ ہو مصدقہ ومسلم متکلم سمجھی جاتی
ہے اسلئے مولف تنزیہہ کا یہ احتمال کہ یہ جواب سید صاحب کی طرف سے الزامی ہے
بلا دلالت قرینہ معتبرہ بروے انصاف معتبر نہ ہوگا ہاں آگے چل کر جو مولف موصوف
نے ایک دو قرینہ اپنے مفید مدعا تحریر فرمایا ہے وہاں ہم بھی ظاہر کر دینگے کہ مولف
موصوف کا توہم بے اصل ہے۔ اب حقیقۃ الامر کو ملاحظہ فرمائیے کہ سید صاحب کی
غرض اس موقع میں یہ ہے کہ اہل سنت نے جو استدلال معتزلہ کا جواب دیا تھا اُس میں
امکان خلف وکذب کا شبہ کسی کو پیدا ہوسکتا تھا اس لئے سید صاحب اُس کا ازالہ
اس طرح فرماتے ہیں کہ کذب وخلف کا استحالہ ہی مسلم نہیں بلکہ یہ دونوں امور داخل
ممکنات ہیں تو اب اُن کے امکان سے اہل سنت پر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا۔

Marfat.com

ب جواب مذکور کو الزامی کہنا بشرط فہم سید صاحب کے مدعا کے خلاف معلوم ہوتا
ہے اول تو سید صاحب کی عبارت سے فقط اتنا ظاہر ہوتا ہے کہ اس اعتراض مظنون
الوقوع کا یہ جواب ہو سکتا ہے۔ اعتراض مذکور کوئی پیش کرے اعتراض مذکور کی وجہ
خصوصیت معتزلہ کے ساتھ کوئی نہیں معلوم ہوتی تو اب اسکے کیا معنے کہ معترض خواہ
کوئی ہو مگر خاص معتزلہ کو الزاماً جواب دیا جاتا ہے علاوہ وازیں حسب ارشاد صاحب
تنزیہہ معتزلہ میں سے امکان کذب کا قایل فقط ایک طائفہ مزداریہ ہوا ہے اور مسئلہ
مذکورہ عقاب میں جمیع معتزلہ سے نزاع ہے مواقف وشرح مواقف کو ملاحظہ فرمائیے
اس بحث کی ابتدا میں فرماتے ہیں اوجب جمیع المعتزلة والخوارج عقاب
صاحب الکبیرة پھر تماشا ہے کہ نزاع تو جمیع معتزلہ وخوارج سے ہو اور جواب
الزامی سے فقط مزداریہ کی گوشمالی کی جاتی ہے اور اگر ان جملہ امور سے قطع نظر کرکے
موافق حکم صاحب تنزیہہ جواب الزامی ہی مان لیا جاوے تو پھر اس کا کیا جواب کہ اہل
عقل وعلم کے نزدیک جواب الزامی سے گو خصم ساکت ہو جائے مگر ثبوت مدعائی
نفس الامر کے لئے مفید نہیں ہوتا تو اول تو جواب مذکور جملہ مخالفین کے لئے الزامی
بن ہی نہیں سکتا اور اگر مولف موصوف کی خاطر سے فقط مزداریہ کے الزام پر
قناعت کی جائے تو پھر سید صاحب پر یہ اعتراض ہوگا کہ گو مخالف کے مذہب کے
موافق آپ کے قول پر اعتراض نہ ہو سکے مگر آپ کے مسلک کے موافق تو آپکا قول
محال وباطل ہے یہی وجہ ہے کہ علامہ دوانی وفاضل چلپی نے سید صاحب کی کلام
کے یہی معنے سمجھے ہیں کہ سید صاحب جو کچھ فرما رہے ہیں مذہب اہل سنت کی موافق
سمجھ کر فرما رہے ہیں۔ تو اب سیدھی بات کو ایسے محمل پر حمل کرنا کہ جو قرائن و دلائل
واقوال سلف کے مخالف ہو اور پھر اسکو ظاہر سمجھنا کیا عرض کروں مدعیان معقول
ہی کا حصہ ہے اسکے بعد مولف تنزیہہ اپنے دعوے کی تائید لیئے جواب مذکور کے
الزامی ہونے کے ثبوت میں دو قرینے پیش فرماتے ہیں **قوله** اور اس کی تائید
مذہب کے اس قول سے ہوتی ہے جو انہوں نے فرقہ مزداریہ کے بیان

Marfat.com

میں لکھا ہے وہو ہذا المزداریة هو ابو موسی عیسی بن صبیح المزدار وهو تلمیذ بشر اخذ العلم عنه وتزهد حتی سمی راهب المعتزلة قال الله قادر علی ان یکذب ویظلم ولو فعل لکان الها کاذبا ظالما تعالی الله عما قالوا علوا کبیرا انتهی۔ **اقول وبہ نستعین** مولف سلمہ کا مطلب اس عبارت کے پیش فرمانے سے یہ ہے کہ سید صاحب نے خود شرح مواقف میں دوسرے موقع میں جو فرقہ مزداریہ کا حال بیان فرمایا ہے اُس میں صاف موجود ہے کہ کذب وظلم کا مقدور باری کہنا مزداریہ کا مذہب ہے اور خود سید صاحب اس عقیدہ فاسدہ سے سخت بیزاری وتحاشی ظاہر فرماتے ہیں تو اب ظاہر ہوگیا کہ کلام سابقہ متنازع فیہا میں جو کذب وخلف کے بارہ میں سید صاحب نے وهما من الممکنات فرمایا ہے وہ سید صاحب کا مذہب کسی طرح نہیں ہو سکتا ورنہ سید صاحب کے ہر دو قول متعارض ہو جائیں گے تو اب ہو نہ ہو اسکو مزداریہ کا مذہب کہنا ضروری ہوگا اور جواب مذکور کا بعینہٖ مزداریہ کے قول کو قرار دیئے بغیر کلام درست نہیں ہو سکتی لیکن احقر سابق میں جو عرض کر آیا ہے اُسکے ملاحظہ کے بعد مؤلف موصوف کا یہ استدلال خیال خام سے زیادہ ہرگز وقعت نہیں رکھتا اول تو مقدمہ ثانیہ میں بذریعہ اقوال علماء اعلام ہم یہ ثابت کر آئے ہیں کہ قدرت کے دو معنے ہیں اول بمعنے صفت قدیمہ جو جملہ ممکنات ذاتیہ کو اگرچہ ممتنع بالغیر ہی کیوں نہ ہوں شامل ہے دوسرے بمعنے تقدیر جسکا ارادہ اور حکمت کے موافق ہونا ضرور ہے اور ممتنعات غیریہ باوجود امکان ذاتی کے اُس سے خارج ہیں تو اب ہم مولف موصوف سے پوچھتے ہیں کہ آپکی عبارت منقولہ میں جو لفظ قادر موجود ہے اُس میں کونسی قدرت مراد ہے اگر قدرت بمعنے اول یعنے بالمعنی الاعم مراد ہے تو اُس کی دلیل کیا ہے مگر دلیل خدا کے لئے ایسی ہو جو خصم پر حجت ہو سکے اور جانب مخالف کا احتمال باقی نہ چھوڑے یہ نہو کہ دو چار یا دس بیس مثالوں سے کام نکالا جائے یا اپنی عادت کے موافق یہاں بھی کسی طرح کھینچ تان کر یراد به الفرد الکامل یا کثرت استعمال سے مطلب براری کی فکر

کیجائے اور ہماری التماس کی تسلیم سے انکار ہے تو کر دیکھئے۔ انشاء اللہ آپ کو کسی طرح یہ امر
مفید نہ ہوگا اور اگر بالمعنی الثانی یعنی بالمعنے الاخص مراد ہے۔ تو ہمارے مدعا کو سراسر
موافق ہے کیونکہ اب عبارت مذکورہ کا یہ مطلب ہوگا کہ مرزاریہ کے نزدیک کذب
وظلم مذکور مقدور یعنے مراد باری اور قابل قضا و مشیئت واجب تعالی ہیں حتے کہ
صدور کذب وظلم عن ذات الواجب کو کوئی امر مانع نہیں اور یہ امر اہل حق کے نزدیک
صریح باطل اور ایزد متعال کے تنزہ کے سراسر مخالف ہے بالجملہ مقدمہ ثانیہ مذکورہ
سے جب یہ امر محقق ہو چکا ہے کہ قدرت دو معنوں میں مستعمل ہے تو اب تا وقتیکہ
مولف تنزیہیہ یہ امر ثابت نہ فرمائیں گے کہ اُن کی عبارت منقولہ میں قدرت بالمعنے
الاول مراد ہے اور دوسرے احتمال کی گنجایش نہیں اُس وقت تک حسب قاعدہ
مسلمہ اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال اُن کا استدلال قابل سماعت
نہ ہوگا اور جب اُس تقریر کو ملاحظہ کیا جائے جسکو ہم بطور تمہید شروع باب اول میں
لکھ چکے ہیں۔ تو انشاء اللہ ہر ذی انصاف فرقہ مرزاریہ کا مدعا سمجھ سکتا ہے۔ اور
جان سکتا ہے کہ مولف تنزیہیہ نے اول مرزاریہ کی مراد سمجھنے میں دھوکا کھایا پھر
اُس کی وجہ سے مولانا شہید اور اُن کے موافقین بلکہ جملہ سلف صالحین کو مرزاریہ بنا کر
بنار فاسد علی الفاسد کا پورا تماشا دکھایا تمہید مذکور کے ضمن میں ہم یہ بات ثابت کر چکے
ہیں کہ کذب وظلم افعال قبیحہ کے صدور میں تین رائے ہیں۔ ایک فرقہ ممتنع کہتا ہے
دوسرا طائفہ ذاتا اور تحقیقا ہر دو طرح ممکن سمجھتا ہے اور تیسرا گروہ ممکن ممتنع الصدور فرماتا
ہے۔ مولف تنزیہیہ کو بوجہ اشتیاق اثبات مدعا فقط دو احتمال تک ہی رسائی ہوئی
جس کی وجہ سے مذہب نظامیہ اختیار کر کے جملہ اہل حق کو بلا تردد مرزاریہ بنا دیا۔ علاوہ
ازیں صاحب فہم سلیم عبارت مذکورہ میں جملہ ولو نفعل لکان الہا کاذبا ظالما دیکھکر
خوب سمجھ سکتا ہے کہ مرزاریہ خذلہم اللہ کے نزدیک امور قبیحہ کے صادر عن الواجب
ہونے کو بھی کوئی امر مانع نہیں یعنی یہ قبائح نہ ممتنع بالذات ہیں نہ ممتنع بالغیر اور اسپر
ہم صاحب انکار اور اسی کو تنزیہیہ باری کی مخالف سمجھتے ہیں اور ہماری التماس کے

Marfat.com

قبول فرمانے میں اب بھی کوئی خیال مانع ہو تو اتنا ہی بتلا دیجئے کہ جب مرزداریہ کا حسب بیان صاحب تنزیہہ یہ ٹھہرا کہ وہ افعال قبیحہ کو ممکن بالذات اور ممتنع بالغیر ہیں اور اہل سنت اور مرزداریہ کے مذہب میں مخالفت بھی ضرور تسلیم کی جائے تو اس کا کیا جواب ہوگا کہ سید صاحب اس موقع میں تو مرزداریہ کے مذہب کو نقل فرما کر تعالی اللہ عما قالہ علوّاً کبیراً فرما رہے ہیں اور دیگر مواقع میں افعال قبیحہ کو بالنسبۃ الی قدرت الواجب ممکن بالذات اور ممتنع الصدور قرار دے رہے ہیں۔ چنانچہ چند عبارتیں شرح مواقف کی باب اول میں مذکور ہو چکی ہیں۔ فرقہ نظامیہ کے ذکر میں فرماتے ہیں ونوھموا ان تنزیہہ تعالی من الشرور والقبائح لا یکون الا بسلب قدرتہ علیہا فہم فی ذلک کمن ھرب من المطر الی المیزاب دوسرے موقع میں فرماتے ہیں فغایتہ عدم الفعل لوجود الصارف عنہ وھو القبح وذلک لا ینفی القدرۃ علیہ اسکے سوا اور بھی چند عبارتیں شرح مواقف کی گذر چکی ہیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ شرور قبائح اہل سنت کے نزدیک ممکن بالذات اور مقدور باری ہیں۔ البتہ بوجوہ دیگر ممتنع التحقق والصدور ہو رہے ہیں حالانکہ یہ مذہب بعینہ وہی ہے جو مولف تنزیہہ اپنے زور طبع سے مرزداریہ کا مطلب فرما رہے ہیں تو اب یا تو یہ فرمائیے کہ مسلک اہل سنت و فرقہ مرزداریہ میں اتحاد ہے یا سید صاحب کی اس عبارت مرقومہ صاحب تنزیہہ اور عبارات مبینہ احقر میں تعارض ہے لیکن وہ اتحاد اور یہ تعارض وعناد دونوں اہل عقل کے نزدیک بدیہی البطلان ہیں اسکے سوا تعذیب طائع اور مغفرت مشرکین میں بھی خدشہ موجود ہے اگر اہل سنت کے نزدیک انکو مقدور باری کہئے تو شرور و قبائح کی مقدوریت تسلیم کرنی پڑتی ہے جس کی وجہ سے کذب و ظلم بالمعنی المعلوم کو بھی فی نفسہ مقدور و ممکن کہنا ہوگا۔ جسکو صاحب تنزیہہ مرزداریہ کا مسلک سمجھے بیٹھے ہیں اور ان امور کو اگر مقدور باری نہ مانئے تو اول تو مذہب اہل سنت کے خلاف دوسرے خود مؤلف تنزیہہ کے قول کے معارض الغرض فہم و انصاف ہو تو ہر طرح یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ شرور مذکورہ عند اہل الحق مقدور اور ممتنع بالغیر

Marfat.com

ہیں اور مرزاریہ کے نزدیک ایسے ممکن ہیں کہ اُن کے صدور کو کوئی غیر بھی مانع نہیں یعنی ممتنع بالغیر ہی نہیں اور اس صورت میں انشاء اللہ کوئی خلجان نہیں ہو سکتا جملہ اقوال بلا تعارض اپنے موقع پر واجب التسلیم رہتے ہیں کاش مؤلف تنزیہہ اس مختصر سی بات کو سمجھ جاتے تو سلف صالحین کو ہرگز ہرگز مرزاری نہ بتاتے اور نہ اس عبارت کو سید صاحب کے جواب کے الزامی بنانے کی تائید میں نقل فرماتے اسکے بعد دوسرا قرینہ جو مؤلف موصوف نے سید صاحب کے کلام سے اپنی تائید میں نقل فرمایا ہے یہ ہے **قولہ** اسی طرح سید صاحب کے اُس قول سے بھی میری مدعا کی تائید ہوتی ہے جو انھوں نے کتب منطقیہ میں لکھا ہے وہ قول یہ ہے فلا یرد ان یخبر اللہ تعالے والرسول لا یحتمل الکذب یہاں سے بھی صاف ظاہر ہوتا ہے کہ سید صاحب کے نزدیک باری تعالی کی کلام میں کذب کا امکان نہیں پس شرح مواقف کا جواب مذکور بالضرور الزام پر حمل کیا جائے گا الی آخرہ **اقول** اہل فہم تو انشاء اللہ اول نظر میں سمجھ لیں گے کہ یہ تائید کتنی لغو اور بیہودہ ہے بلکہ خود مؤلف کے مدعا کے صریح مخالف ہے اسی واسطے اسکے جواب میں خامہ فرسائی کرنے سے بھی ہم کو تو اہل فہم سے حجاب معلوم ہوتا ہے لیکن جب یہ دیکھتے ہیں کہ مؤلف تنزیہہ اور اُن کے رسالہ کی خوبی تحقیق وعمدگی تدقیق صحت معانی و استقامت مبانی ہمواری دلایل و حقیقت مقاصد کی ستایش و توصیف میں حقیقت شناسان معقول و حکمت و رموز دانایان ادب و ہیئت تقریظاً و تحریراً اس کثرت کے ساتھ سرگرم ہو رہے ہیں کہ مؤلف تنزیہہ اور کسی قسم کا صلہ تو کیا دے سکتے ہیں اگر بمقتضاے ایمانی صلہ فرمودہ حضرت سرور کائنات علیہ الصلوۃ والتسلیمات بھی دینا چاہیں تو ہر چند بظاہر بے حقیقت اور قلیل المؤنت ہے مگر ہندی مثل کے موافق وہ صلہ بھی مؤلف سے پورا ہونا دشواری سے خالی نہیں اسلئے اول تو یہ عرض ہے کہ احقر تحریر مقدمات اور تقریر محل نزاع میں یہ امر مدلل عرض کر چکا ہے کہ کسی عبارت میں بہ نسبت کذب مذکور فقط لفظ ممتنع یا محال یا غیر ممکن یا غیر مقدور دیکھکر اپنے اثبات مدعا کی امید نہ رکھیں بلکہ

Marfat.com

کسی تصریح یا دلیل قابل تسلیم سے یہ بھی ثابت کرنا ضرور ہوگا کہ امتناع و استحالہ سے امتناع ذاتی مراد ہے نہ بالغیر سو جب ممتنع اور محال اور غیر مقدور وغیرہ الفاظ کا یہ حال ہے تو اب فقط لفظ لایحتمل سے جو میر صاحب کی کلام میں موجود ہے امتناع ذاتی سمجھ لینا انہیں کا کام معلوم ہوتا ہے کہ جنکو حق و باطل میں تمیز اور خطاء و صواب سے کچھ بحث نہو یہ حضرت مولنا شہید رحمہ اللہ علیہ کی کرامت یا ماہران معقول کی خوبی لیاقت ہے کہ میر قطبی کے سیدھے سے جملہ کی ایسی مٹی خراب کی جاتی ہے کہ اہل فہم کا دل تو ایسے معنے سنکر مالش کرنے لگے تو عجب نہیں سو اب مؤلف تنزیہہ اور اُن کے مقرظین کو لازم ہے کہ کسی دلیل قابل قبول سے یہ بیان فرمائیں کہ عبارت منقولہ میں لفظ لایحتمل سے امتناع ذاتی مراد ہے اور یہ بھی ارشاد ہو کہ حضرت انبیاء کرام کی معصومیت میں اہل سنت کے نزدیک احق بالقبول کیا امر ہے امور قبیحہ اُن کی نسبت مقدورات اور ممکنات ذاتیہ میں محسوب ہوتے ہیں۔ یا ممتنعات ذاتیہ میں جتنے کہ اُن کو قدرت قدیمہ سے بھی خارج کیا جائے گا سمجھ کر جواب عنایت ہو اہل فہم تو اب بھی حقیقۃ الحال کو بخوبی سمجھ رہے ہیں مگر مؤلف موصوف جب امور مذکورہ کی تفصیل فرما دینگے۔ اُس وقت انشاء اللہ ہر کوئی صراحۃً تائید مذکور کی خوبی سمجھ جائیگا اور مؤلف ممدوح نے جو شروع رسالہ میں عبارات مفسرین اپنے اثبات مدعا کے لئے نقل فرمائی ہیں۔ وہاں تفسیر حقانی کی عبارت میں جملہ والغیر وان دلت الدلائل علی صدقہ فکذبہ ممکن اذا لم ینظر الیہا اور تفسیر ابوسعود کی عبارت میں جملہ والکذب محال علیہ سبحانہ دون غیرہ صریح منقول ہے جس سے صراحۃً معلوم ہوتا ہے کہ ذات باری کے سوا کذب اور کہیں ممتنع نہیں ہے تو اب بروے انصاف مؤلف تنزیہہ کو چاہیے کہ اپنی عبارات منقولہ میں رفع تعارض کی صورت نکالیں کیونکہ ہر دو تفسیر کی عبارت کا تو یہ مدعا تھا کہ امتناع کذب فقط بہ نسبت الی ذات الباری ہی ہے اور کہیں یہ امتناع محقق نہیں اور میر کی عبارت کا حسب فرمودہ مولف تنزیہہ یہ مدعا ہے کہ خبر جناب باری اور خبر رسول

دونوں میں کذب ممتنع بالذات ہے اور یہ صریح تعارض ہے اور ہم سے پوچھئے تو شرط
فہم مؤلف تنزیہہ جو اکابر علماء کو مزدار یہ بتاتے تھے اب من حیث لا یحتسب انہی قرار
دادوں کے موافق مزداریہ ہونے کے لئے کمربستہ ہو رہے ہیں کیونکہ یہ بات تو عبارت میں
سے خوب اُن کی سمجھ میں آگئی کہ کلام الٰہی اور کلام رسول دونوں میں کذب کا امتناع
یکساں ہے اب اس قدر تحقیق باقی ہے کہ کلام رسول میں کذب کا امتناع بالذات
ہے یا بالغیر سو مؤلف مذکور جب تدبر کے ساتھ اقوال علماء کو دیکھیں گے تو کیا عجب ہے
کہ کذب مذکور کا ممتنع بالغیر ہونا احق بالقبول سمجھا جائے جس پر مزداریت کا فتوے لگا
چکے ہیں ملا علی قاری وغیرہ نے تحریر فرمایا ہے۔ وقال بعضهم العصمة فضل
من الله ولطفه ولكن على وجه يبقى اختيارهم بعد العصمة فى الاقدام
على الطاعة والامتناع عن المعصية واليه مال الشيخ ابو منصور
الماتريدى حيث قال العصمة لا تزيل المحنة اى الابتلاء والامتحان
يعنى لا تجبره على الطاعة ولا تعجزه عن المعصية بل هى لطف من الله
تعالى يحمله على فعل الخير ويزجره عن الشر مع بقاء الاختيار تحقيقاً
للابتلاء والاختيار على هذا القياس شرح مواقف میں موجود ہے وایضاً
فالاجماع منعقد على انهم اى الانبياء مكلفون بترك الذنوب مثابون
به ولو كان الذنب ممتنعاً عنه لما كان والامر كذلك اذ لا تكليف بترك
الممتنع ولا ثواب عليه لما عرفت آنفاً انتهى آگے چلکر فرماتے ہیں فلا
يمتنع صدور الذنب عنهم كما عن سائر البشر انتهى اور یہ تو انشاء اللہ کسی کا
مذہب نہ ہوگا کہ صدور معصیت عن الانبیاء واجب تعالیٰ کی قدرت سے [illegible]
مانا جائے جس پر امتناع ذاتی کا سمجھنا متفرع ہے بہر حال مؤلف موصوف نے
گو عبارت مذکور کو بلا تدبر اپنی تائید میں نقل کیا مگر حسن اتفاق سے اکثر خلاف و نزاع
تو اسکی وجہ سے رفع ہوگیا اب فقط یہ امر قابل استفسار ہے کہ کذب فی کلام الرسول کی
نسبت مؤلف نے چونکہ کوئی تصریح نہیں فرمائی اس لئے اُن سے اس تصریح کی طلب ہے

Marfat.com

اگر کذب مذکور ممتنع بالغیر ہے تو مرحبا بالوفاق اور اگر اُسکی امتناع ذاتی کے قائل ہیں تو دلیل مثبت مدعا ارشاد ہو اُس کے بعد انشاء اللہ ہم بالتفصیل اس مرحلہ کو طے کرنے کا قصد کرینگے پھر تماشا ہے کہ مولف تنزیہہ ایسے قرائن واہیہ کو نقل کر کے فرماتے ہیں قولہ سید صاحب کے اسی الزامی قول سے مدعیان امکان کذب باریتعالی نے دھوکہ کھایا ہے۔ افسوس اگر ان صاحبوں کی نظر وسیع ہوتی تو اس دھوکے میں نہ پڑتے انتہی۔ مقام حیرت ہے کہ مولف موصوف نے ایک عبارت شرح مواقف کی اور دوسری عبارت میر کی اپنی تائید کے لیے نقل فرمائی اور ہر دو عبارت کے فہم مطلب میں صریح غلطی کھائی کما مر مفصلاً پھر اسپر کیسے فخر اور مباہات کے ساتھ متبعین سنت کے اوپر عدم وسعت نظر کا الزام لگایا جاتا ہے مگر ایسے بے اصل الزام سے کیا کام چلتا ہے اہل فہم سے پوچھئے کہ وہ مولف مذکور کے اس کلام کو دیکھ کر یہی فرماویں گے کہ اگر وسعت نظر کے یہی معنے ہیں کہ سیدھے مختصر مشہور جملوں کے مطلب سمجھنے کی بھی یہ کیفیت ہے تو نعوذ باللہ من ذلک بروے انصاف کسی عبارت مشہور کا محفوظ نہ ہونا ایسا بیجا نہیں جیسا باوجود شب و روز پیش نظر ہونے کے اُس کا مطلب غلط سمجھنا حیرت فزا اور پھر اسپر طعن و تشنیع کی ساتھ پیش آنا خلاف انصاف و حیا ہے یہی انصاف ہے تو کل کو بھی ماہران معقول حسب استدلال عبارات رسائل منطقیہ وغیرہ السماء فوقنا والارض تحتنا کو دیکھ کر تحتیتہ سماء اور فوقیت ارض کو بھی ضرور ممتنع بالذات اور قدرت واجب تعالی سے خارج ہونے کا فتوے دینگے اور جملہ اہل فہم پر عدم وسعت نظر کا الزام لگانے کو تیار ہونگے یا للعجب لتضیعۃ الادب جیسے مولف اول نے جو عبارت شرح مواقف کو جواب الزامی پر محمول فرما کر ہر دو عبارت مرقومہ سید صاحب سے اُس کی تائید کی تھی۔ اُسکی کیفیت تو ناظرین با انصاف کو معلوم ہو گئی اسکے بعد جو مولف نے دوسرا جواب استدلال مذکور کا بیان کیا ہے وہ عرض کرتا ہوں قولہ ثانیاً بالفرض اگر سید صاحب ہی کا یہ قول ہو تو جمہور اہل حق کے مقابلے میں کب لائق قبول اور قابل تمسک ہو سکتا ہے انتہی اقول

غالباً مؤلف تنزیہ سید صاحب کا لحاظ کر گئے ورنہ فقط یہی نہ فرماتے کہ جمہور اہل
حق کے مقابلہ میں سید صاحب کا قول غیر مقبول ہے بلکہ اپنے قاعدہ کے مطابق
سید صاحب پر بھی ضرور مزواری ہونیکا فتوے لگاتے تا کہ نام بھی بڑا ہوتا اور کام
بھی زیادہ نکلتا۔ خیر مؤلف موصوف اور اُن کے ہم مشرب تو سید صاحب بلکہ جمہور اہل
سنت کی طرف غالباً بزور معقول ایسے ہی خیال ناروا جما وینگے مگر اہل فہم کو بعد ملاحظہ
عبارات منقولہ کتب جو باب اول میں احقر عرض کر چکا ہے۔ انشاء اللہ بخوبی معلوم
ہو جاویگا کہ مذہب اہل حق اسباب میں کیا ہے باقی جو عبارات کہ مؤلف موصوف
نے اپنے اثبات مدعا کے لئے شروع رسالہ میں بیان فرمائی ہیں اُن میں ایک
عبارت بھی مثبت مدعائے مؤلف نہیں جسکا دل چاہے ملاحظہ کر دیکھے۔ مگر منشاء
نزاع کو خوب سمجھ کر اور جملہ قیود اور شرائط کو محفوظ کر کے پھر استدلالات مؤلف
کو دیکھنا لازم ہے چنانچہ مقدمہ کتاب اور بیان منشاء نزاع کے ذیل میں احقر مفصلاً
عرض کر آیا ہے۔ مؤلف مذکور کے اکثر استدلالات اسی قسم کے ہیں جیسا کہ
عبارت مذکورہ میر قطبی خبر اللہ تعالیٰ والرسول لا یحتمل الکذب سے امتناع
ذاتی سمجھ لیا ہے اور انشاء اللہ باب ثالث میں ہم بھی تفصیل کے ساتھ اُن دلائل
کی حقیقت واشگاف کر کے دکھلاوینگے امور مذکورہ کے ملاحظہ کے بعد ہر ذی فہم
یقین کر سکتا ہے کہ قول مذکور سید صاحب کو جمہور اہل حق کے مخالف سمجھنا خیال خام ہے
جمہور اہل حق کذب مبحوث عنہ کو مثل سید صاحب کے ممتنع بالغیر فرماتے ہیں جس کا
جی چاہے باب اول کو ملاحظہ فرمالیوے اسکے بعد عبارت منقولہ شرح مواقف کا
پھر اجواب مؤلف اول نے بیان فرمایا ہے قولہ ثالثاً جن محققین نے سید صاحب
کے قول مذکور کے الزامی ہونے کی طرف خیال نہیں کیا اُنھوں نے اُسے مردود ٹھیرایا
ہے چنانچہ محقق دوانی شرح عقاید جلالی میں کہتے ہیں قلت الکذب نقص والنقص
علیہ تعالیٰ محال فلا یکون من الممکنات ولا یشملہ القدرۃ کما لا یشتمل القدرۃ
سائر وجوہ النقص علیہ تعالیٰ کالجہل والعجز ونفی صفات الکمال انتہیٰ اقول

وبہ نستعین مولف موصوف نے کلام شارح مواقف کے مقابل جو کہ اہل حق
مستدل تھی جس قدر جوابات تحریر فرمائے ہیں سب سے عمدہ جواب یہ ہے بلا انصاف
سے دیکھئے تو دونوں رسالوں میں جتنی عبارت ہر دو مولف نے اپنے مثبت مدعا بیان
کی ہیں ان سب میں یہ عبارت منقولہ محقق دوانی جس قدر اُن کو مفید ہے ایسی کوئی
عبارت مثبت مقصود نہیں اسلئے مناسب ہے کہ اسکی اصل حقیقت ہدیہ ناظرین کیجائے
شرح مواقف اور شرح عقاید جلالی وغیرہ کتب کلامیہ میں مذکور ہے کہ معتزلہ اور خوارج
صاحب کبیرہ جو بلا توبہ مرجائے اُسپر عذاب کرنا حق تعالی پر واجب اور عفو کو ممتنع بتلاتے
ہیں اور اہل سنت اس وجوب کے منکر ہیں بلکہ عدم وقوع عذاب کے فعلیۃ کے قائل
ہیں معتزلہ اور خوارج کا یہ استدلال ہے کہ جب نصوص کثیرہ میں حق تعالی شانہٗ عقاب
صاحب کبیرہ کی خبر دے چکا تو اُسکا معذب ہونا واجب ہوگیا ورنہ درصورت عدم عقاب
حق تعالی شانہٗ کے کلام پاک میں کذب اور خلف لازم آئیگا جو کہ محال ہے اہل سنت
اسکے جواب میں یہ فرماتے ہیں کہ اس استدلال سے غایت ما فی الباب یہ ثابت
ہوتا ہے کہ عدم عقاب یعنی عفو اہل کبائر کے وقوع کی نوبت نہ آئی وجوب عقاب یعنی
امتناع عفو جو کہ دعوے معتزلہ و خوارج تھا اس سے ثابت نہ ہوا جسکا خلاصہ یہ ہوا کہ
غایت ما فی الباب بوجہ اندیشہ لزوم خلف و کذب یہ تسلیم کیا جائیگا کہ ہر ایک صاحب
کبیرہ معذب ہو اور اسکی مغفرت کی کبھی نوبت نہ آئی مگر فقط تحقق تعذیب اور عدم
تحقق مغفرت سے اول کا وجوب اور ثانی کا امتناع جو کہ مقصود معتزلہ و خوارج تھا ہرگز
ثابت نہیں ہوتا سب جانتے ہیں کہ فعلیۃ وجوب سے اور عدم امتناع سے عام ہے
ہرگز ان میں تلازم نہیں البتہ اگر فعلیۃ اور وجوب یا عدم اور امتناع میں باہم مساوات و
تلازم ہوتا تو پھر یہ استدلال معتزلہ اور خوارج کو مفید ہوتا اور استدلال مذکور اہل ہوا کے
مقابلہ میں یہ جواب شرح مقاصد و شرح مواقف وغیرہ کتب کلامیہ میں موجود ہے شارح
مواقف نے اہل سنت کی طرف سے اس جواب کو نقل فرما کر یہ شبہ پیش کیا کہ اس صورت
میں فعلیۂ خلف و کذب تو بیشک لازم نہ آئیگی مگر ظاہر ہے کہ امکان خلف و کذب کو عیب مانا

Marfat.com

پڑیگا کیونکہ جب عدم عقاب صاحب کبیرہ کو ممکن مان لیا تو نصوص وعید کا امکان خلف جو اسپر متفرع ہے واجب التسلیم ہوگا۔ پھر اسکا جواب شارح موصوف نے اہل سنت کی جانب سے یہ دیا نقول استحالتہما ممنوعہ کیف وہما من الممکنات التی یشملہا قدرتہ تعالیٰ انتہی یعنے امکان کذب و خلف کا استحالہ ممنوع ہے کیونکہ کذب و خلف ممکنات میں کہ جنکو قدرت واجب شامل ہے داخل ہیں اور اس عبارت سے صاف ہمارا مدعا ثابت ہوتا ہے اب اس جواب پر محقق رحمۃ اللہ علیہ نے شرح عقاید جلالی میں یہ اعتراض بیان فرمایا قلت الکذب نقص و النقص علیہ تعالیٰ محال فلا یکون من الممکنات ولا یشملہ قدرۃ اللہ تعالیٰ کما لا یشتمل القدرۃ سایر وجوہ النقص علیہ تعالیٰ کالجہل والعجز و نفی صفۃ الکلام وغیرہا من الصفات الکمالیۃ انتہی یعنے شارح مواقف کا یہ فرمانا کہ کذب ممکن و مقدور باری ہے صحیح نہیں کیونکہ کذب نقص ہے اور واجب تعالیٰ میں نقص ہونا محال ہے اور جیساکہ جہل و عجز وغیرہ نقایص صفات کمالیہ بوجہ نقص مستحیل ہیں ایسے ہی کذب و خلف بھی بوجہ نقص ممکن و مقدور نہیں ہو سکتے اور یہ عبارت علامہ دوانی کی صاحبان معقول کو ایسی تکیہ گاہ بے حجت معلوم ہوتی ہے کہ جیسے فریق اول کو سید صاحب کی عبارت مرقومہ بالا دستاویز کامل سمجھ میں آتی تھی لیکن عرض جواب سے پہلے یہ التماس ہے کہ مولف منہیہ نے جواب اول میں یہ فرمایا تھا کہ سید صاحب نے یہ جواب بطریق الزام معتزلہ کے مقابلہ میں بیان فرمایا ہے اور اس کے الزامی ہونے کی تائید میں شرح مواقف اور میر قطبی کی عبارت نقل کرکے اپنے مخالفین پر یہ طعن کیا تھا کہ یہ صاحب بوجہ عدم وسعت نظر اس جواب الزامی کو سید صاحب کا مذہب سمجھ بیٹھے چنانچہ جملہ امور مع جواب گذر چکے مگر حسن اتفاق سے مؤلف صاحب نے جس وجہ سے ناقلین کو بے نظری ثابت فرمائی تھی علامہ دوانی بھی اس وجہ میں شریک ہوکر حسب الحکم مؤلف موصوف اسی لقب کے ساتھ ملقب ہوگئے اور جس احتمال کو مؤلف ظاہر فرماتے تھے اور اس کی سمجھ پر افسوس کرتے تھے تقدیر سے علامہ دوانی بھی مثل اتباع مولانا شہید رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

اوس احتمال کو اصلا نہ سمجھے ظاہر ہے کہ جب فریق اول صرف اس وجہ سے کہ جواب مذکور کو الزامی نہ کہا بلکہ مذہب سید صاحب سمجھ لیا وسعت نظر سے محروم کیا گیا۔ تو پھر محقق ممدوح بھی چونکہ انہوں نے اس احتمال ظاہر کی طرف خیال نہ فرمایا ضرور مثل فریق اول کے وسعت مذکور سے محروم کیئے جاوینگے۔ مؤلف موصوف عنقریب ایک خوش اسلوبی کے ساتھ سید شریف کو عزواری بنا کر آئے تھے اور اب محقق دوانی کا بزعم معقول غیر وسیع النظر ہونا محقق فرمادیا پھر اب کسی کو کیا موقع شکایت کا باقی رہا بقول شخصے مصرع ایسے قاتل کا کیا کرے کوئی + ہاں سید صاحب اور علامہ دوانی برد مرحوم کی طرف سے بطور حسرت یہ عرض ہے شعر کس نیاموخت علم تیر از من ، کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد + اور جب یہ دیکھا جاتا ہے کہ مؤلف ثانی جو کہ مؤلف تنزیہہ کے پورے حامی ومعین بلکہ خواجہ تاش ہیں وہ بھی اس ظاہر احتمال یعنی جواب مذکور کے الزامی ہونے کو نہیں سمجھے چنانچہ اُن کے رسالہ سے ہویدا ہے اور حسب ارشاد مولف تنزیہہ وہ بھی کوتہ نظر ٹھیرے تو اب تو ہمکو مولف اول کے اس طعن پر خوشی کرنے کا موقع ہے شعر شادم کہ از رقیبان دامن کشاں گذشتی + گو مشت خاک ما ہم برباد رفتہ باشد + اور چونکہ مؤلف ثانی بھی بڑے زور شور کے ساتھ رسالہ تنزیہہ کے مصدق اور مقرظ ہیں تو اب تو وہ خود بھی اپنے قصور نظر کے معترف قرار دیے جائینگے بالجملہ ان جملہ امور سے مقصد یہ ہے کہ مولف اول کا سید صاحب کے جواب مذکور کو الزامی فرمانا خاص اُن کا اجتہاد ہے اور کوئی اس کا قائل نہیں ہوا اسکے بعد یہ عرض ہے کہ محقق کی عبارت مذکور صاحبان معقول کو فقط اسی امر میں مفید نہیں کہ جو استدلال ہم نے سید صاحب کے ارشاد سے پیش کیا تھا اسکا جواب ہو جائے بلکہ بشرط انصاف اُن کی اثبات مدعا کے لئے بھی بظاہر ایسی نص صریح ہے کہ تمام رسالہ بلکہ ہر دو رسالہ میں ہماری فہم کے موافق کوئی عبارت اُن کے مدعا پر ایسی دال بالتصریح نہیں کیونکہ جس قدر عبارات کتب ان صاحبوں نے نقل فرمائے ہیں ان سے فقط استحالہ یا امتناع کذب ثابت ہوتا ہے امتناع ذاتی جو کہ متنازع فیہ

Marfat.com

کسی تصریح یا قرینہ معتبرہ سے معلوم نہیں ہوتا کما سیاتی فی الباب الثالث اور علامہ محقق
کلام میں جملہ ولا یشتملہ قدرۃ اللہ تعالی اور تمثیل جہل و عجز اور نیز کلام مذکور کا تردید
سید صاحب میں پیش کرنا ثبوت امتناع ذاتی کے لئے عمدہ قرینہ معلوم ہوتا ہے اسلئے
جیسا سید صاحب کے کلام کا جواب دینا انکو ضروری تھا ایسا ہی علامہ دوانی کے ارشاد کی
تائید ہی ہم پر لازم ہے سو اپنے فہم کے موافق جواب واقعی تو انشاء اللہ بعد میں عرض کرونگا
اول اتباعاً لصاحب التنزیہہ یہ التماس ہے کہ ہر سہ جواب مرقومہ بالا جو مولف موصوف نے
سید صاحب کے جواب میں ذکر فرمائے ہیں بجنسہ ہماری طرف سے عبارت محقق مستدلہ
مولف صاحب کے مقابلہ میں کارآمد ہیں وللہ الحمد مثلاً جواب اول مولف کی طرف سے
یہ تھا کہ سید صاحب کا معتزلہ کو یہ جواب دینا بطور الزام ہے۔ چونکہ بعض معتزلہ کذب باری کو
مقدور کہتے ہیں اسلئے معتزلہ کے مشرب کے موافق اسکو ممکن مان کر سید صاحب نے
ان کے اعتراض کا جواب دیا تو اب ہم بھی یہی عرض کرتے ہیں کہ علامہ دوانی جو سید
صاحب کے جواب پر اعتراض بیان کرتے ہیں اپنے مذہب کے موافق نہیں فرماتے
چونکہ بعض معتزلہ کذب مذکور کو ممتنع کہتے تھے اور مقدور نہیں مانتے اسلئے انکی طرف سے
سید صاحب کے جواب میں ولا یشتملہ قدرۃ اللہ تعالی الخ کہا گیا خلاصہ مقصود
یہ ہے کہ حسب بیان مرقومہ بالا یہ امر معلوم ہو چکا کہ معتزلہ و خوارج عقاب صاحب کبیرہ کو
واجب اور اسکے عدم عقاب کو ممتنع کہتے ہیں اور اس کی وجہ وہی لزوم کذب و خلف بتلاتے
ہیں پھر اسکا جواب جو اہل سنت کی طرف سے بیان کیا تھا اسپر امکان کذب کی خرابی لازم
آتی ہے سو حسب ارشاد مولف تنزیہہ میر صاحب نے جملہ معتزلہ و خوارج میں سے خاص
نظامیہ کے مشرب کی موافق جو کہ کذب وغیرہ قبائح کے صدور کو ممکن کہتے ہیں بطریق الزام
امکان کذب کو تسلیم فرما کر ان کے جواب میں نقول استحالہ ممنوعہ فرمایا تھا سو اب
ہماری عرض یہ ہے کہ اسی طرح پر علامہ دوانی نے بھی خاص فرقہ نظامیہ کے مسلک کے
سوا جو کہ کذب وغیرہ قبائح کو ممتنع کہتے ہیں بطریق الزام امتناع کذب کو تسلیم کرنیکے
بعد سید صاحب کے جواب کی تردید میں فلا یکون من الممکنات ولا یشملہ القدرۃ

ارشاد فرما دیا اور جیسا مؤلف تنزیہہ نے جواب سید شریف کے الزامی ہونے پر
عبارت کو پیش کیا تھا کہ جو سید صاحب نے فرقہ مزداریہ کے بیان میں تحریر فرمائی
اور جسکا جواب باصواب احقر مکرر عرض کر چکا ہے بعینہ اسی طور پر ہم یہاں بھی علامہ دوانی کی
تردید مذکور کے الزامی ہونے پر اُن عبارتوں کو شاہد لاتا ہوں جو کہ شرح مواقف ومقاصد وشرح طوالع
ومسایرہ وغیرہ کتب کلامیہ میں فرقہ نظامیہ کے بیان میں مذکور ہیں اور باب اول میں منقول
ہو چکی ہیں جو بالتصریح اسی امر پر دال ہیں کہ فرقہ نظامیہ کذب وظلم بمعنے فعل مالاینبغی وغیرہ کو
غیر مقدور کہتے ہیں اور اہل سنت ممتنع بالغیر فرما رہے ہیں سو جب حسب تصریحات
اعلام یہ معلوم ومحقق ہو گیا کہ فرقہ نظامیہ بخلاف اہل سنت کذب مذکور کے امتناع اور
غیر مقدوریہ کا قایل ہے پھر کیونکر خیال ہو سکتا ہے کہ محقق رحمہ اللہ علیہ کذب مذکور کی
نسبت خلاف حضرات علماء اہل سنت لا یکون من الممکنات ولا یشتمل القدرۃ
کا حکم فرمائیں ہونہو صاحب تنزیہہ کی تحقیق کے موافق ضرور یہ قول الزامی ہے اور
جیسا فاضل کانپوری نے شرح مواقف اور میر قطبی کی عبارت کو اپنی تائید میں
پیش کر کے جنکا شافی جواب معروض ہو چکا ہے یہ ارشاد کیا تھا افسوس اگر ان صاحبوں
کی نظر وسیع ہوتی تو اس دھوکے میں نہ پڑتے ایسے ہی یہ احقر بھی اُن عبارات
متعددہ کتب کلامیہ وغیرہ کو جو کہ باب اوّل میں مذکور ہیں یاد دلا کر گستاخی معاف
فاضل مذکور کا وہی جملہ افسوس اگر ان صاحبوں کی نظر وسیع ہوتی تو اس دھوکے
میں نہ پڑتے عرض کرتا ہے **شعر** کرتے جوں کو نہیں ہم تو سخن میں سبقت ؎
پر وہ کچھ ہم سے سنے گا جو کہے گا ہم کو ؎ اسکے بعد دوسرا جواب جو مؤلف ممدوح نے سید
صاحب کے کلام کا یہ بیان کیا تھا کہ بالفرض اگر سید صاحب ہی کا یہ قول ہو تو جمہور
اہل حق کے مقابلے میں کب لائق قبول ہو سکتا ہے سو بعینہ یہی جواب ہماری طرف
سے علامہ دوانی کے قول کا سمجھ لیجئے اور انشاء اللہ بوقت موازنہ اہل فہم وانصاف
کو یہ امر خود بخود ثابت ہو جائے گا کہ جمہور اہل حق کا کیا مذہب ہے اور دونوں فریق
میں کونسا دعوے مدلل اور کونسا بے اصل ہے اور عبارات مستندہ فضلائے منقول کی

کیفیت اشارۃً تو معروض کرچکا ہوں مگر آئندہ اُن استدلالات کی حالت تفصیل کے
ساتھ بھی بتوفیق الٰہی عرض کرونگا اس سے فراغت پاکر مولف تنزیہ نے سید
صاحب کے قول کا تیسرا یہ جواب بیان کیا تھا کہ محقق دوانی نے شرح عقاید
جلالی میں سید صاحب کے قول کو مردود ٹھیرایا ہے سو اسی طرح ہم بھی عرض کرتے
ہیں کہ کذب مذکور کے امتناع ذاتی کو بہت سے محققین نے مردود فرمایا ہے جسکا
جی چاہے عبارات منقولہ باب اول کو دیکھ لے حتے کہ صاحب عمدہ کی وہ عبارت جوکہ
مؤلف تنزیہ کو بعد طبع رسالہ میسر آئی ہے اور اُن کے مدعا پر اُن کے خیال کے
موافق ایسی نص قطعی ہے کہ جو کوئی اُن کے رسالہ کی بابت کسی خدشہ کے رفع کا طالب
ہوتا ہے تو محل بے محل وہی عبارت سپر بنائی جاتی ہے خود اُس کی بابت امام ابن
ہمام مسایرہ میں کانہ انقلب علیہ فرماکر تخطیہ کررہے ہیں اور یہ احقر باب ثالث
میں اور استدلالات کے ذیل میں انشاءاللہ عبارت مذکورہ کی کیفیت بھی کماینبغی
بیان کرونگا بالجملہ اگر جلال المحققین کی اس تردید کی وجہ سے سید صاحب کا ارشاد پا
یا نہ ہوا خیال کیا جاتا ہے تو بروے انصاف ابن ہمام وغیرہ محققین کے انکار کی وجہ سے
محقق موصوف کا قول بھی ہبا منثورا سمجھا جائیگا۔ جب یہ امر واضح ہوچکا کہ مولف
تنزیہ نے تحقیق و تدقیق کے بعد جو تین جواب ہماری عبارت مستدلہ کے مقابلہ میں
بیان فرمائے تھے وہی ہر سہ جواب ہماری طرف سے باحسن وجوہ اُن کی طرز کے موافق
اُن کی عبارت منقولہ کے ہوسکتے ہیں تو اب بروے انصاف ہم کو کسی اور جواب کی
حاجت نہیں لیکن بنظر مزید اطمینان مناسب معلوم ہوتا ہے کہ منشا و غرض اعتراض
علامہ محقق بیان کرکے جواب تحقیقی بھی حسب وعدہ عرض کردیا جاوے تاکہ اہل فہم
سمجھ جائیں کہ محقق دوانی جو فرماتے ہیں واقعی عمدہ بات فرماتے ہیں اور فاضل [illegible]پوری
کو اُنکے مقصود تک غالباً رسائی نہیں ہوئی ورنہ قول علامہ دوانی سے ہم کو نہ دھمکاتے
ظاہر ہوجائے کہ جیسا سید شریف نے جو کچھ فرمایا ہے وہ سب ہمارے موید ہے ایسا ہی
محقق موصوف جو ارشاد کرتے ہیں وہ بھی اصلاً ہمارے مدعا کے خلاف نہیں ہر چند

Marfat.com

ماہران معقول کی مغالطہ دہی دیکھ کر رہا سہا اعتماد بھی اپنی فہم نارسا پر باقی نہ رہا اور مجاوبین بھی ڈرتا ہے لیکن اہل فہم کی خدمت میں یہ عرض ہے کہ پریشانی تقریر پر نظر فرما کر اگر قابل قبول ہو تو قبول فرمائیں ورنہ ابھی عرض کر چکا ہوں کہ مؤلف تنزیہ کے جواب کے لئے جو لکھ چکا ہوں وہ بھی کافی ہے اسلئے عرض ہے کہ دربارہ عقاب و عدم عقاب صاحب کبیرہ جو اختلاف فی مابین اہل سنت اور مابین معتزلہ و خوارج واقع ہوا ہے اُس کی کیفیت تو معروض ہو چکی ہے اور استدلال مخالفین مع جواب علمائے اہل سنت و دفع دخل سید شریف و تردید محقق دوانی بالترتیب والتفصیل بھی بہ نینگ خلایق عرض کر آیا ہے اب قابل اظہار فقط یہ امر ہے کہ دفع دخل سے سید صاحب کا اور اُسپر اعتراض فرمانے سے حضرت محقق کا اصل مقصود اور منشا کیا ہے سو بعد تامل بالبداہت معلوم ہوتا ہے کہ حسب معروضہ سابق معتزلہ و خوارج نے لزوم خلف و کذب سے عقاب صاحب کبیرہ کو واجب اور اُس کی مغفرت کو ممتنع کہا تھا اور اُسکا جواب علماء اہل سنت نے یہ دیا تھا غایته وقوع العقاب فاین وجوبه الذي کلامنا فیه اذ لا شبهة في ان عدم الوجوب مع الوقوع لا یستلزم خلفا ولا کذبا یعنے معتزلہ اور خوارج کے استدلال سے غایت مافی الباب تحقق عقاب صاحب کبیرہ ثابت ہوتا ہے وجوب عقاب مذکور جو کہ متنازع فیہ ہے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کیونکہ جب باوجود عدم وجوب عقاب کے ہم نے عقاب کو واقع اور موجود مان لیا پھر لزوم خلف و کذب کیونکر ہو سکتا ہے ہاں اگر عدم وجوب عقاب کے ساتھ عقاب مذکور کو غیر محقق و غیر موجود کہا جاتا تو البتہ تحقق خلف و کذب لازم آتا اب اسکے بعد سید صاحب نے جو دفع دخل کیا ہے مقصود اصلی اُس سے فقط یہ ہے کہ جواب مذکور اہل سنت کی جانب سے صحیح اور تام ہے کیونکہ جواب مذکور میں اگر خدشہ ہو سکتا ہے تو فقط یہ ہو سکتا ہے کہ اس صورت میں ہر چند تحقق کذب لازم نہ آئے مگر امکان کذب کا ضرور اہل سنت کو قائل ہونا پڑے گا سو اسکا جواب سید صاحب نے یہ فرمایا کہ امکان کذب تام ہے مسکلے امکان ذاتی اور مقصود دید کے

Marfat.com

ہم منکر نہیں سو حسب ارشاد سید صاحب اب جواب مذکور تام ہو گیا اور بظاہر کوئی خدشہ باقی نہ رہا اب اس دفع دخل سید صاحب پر جو جلال المحققین اعتراض فرماتے ہیں اُسکا مطلب ہرگز ہرگز یہ نہیں کہ محقق موصوف کذب کے امکان ذاتی و مقدوریۃ کو باطل فرماتے ہیں بلکہ اُن کی غرض یہ ہے کہ سید صاحب کے اس دفع دخل سے علماء اہل سنت کا جواب صحیح نہیں ہو سکتا اور سید شریف کا اس جواب کو تام فرمانا جس پر کہ ان کی کلام دال ہے بنظر تحقیق ٹھیک نہیں کیونکہ جواب مذکور اہل سنت کی طرف سے معتزلہ و خوارج کے مقابلہ میں جب درست ہوتا جب اہل سنت کے نزدیک عقاب صاحب کبیرہ باوجود عدم وجوب نزدیں واقع اور متحقق بھی ہوتا حالانکہ اہل سنت کا عدم عقاب یعنے مغفرت صاحب کبیرہ کی فعلیت کا قایل ہونا اظہر من الشمس ہے بہت سے ایسے صاحب کبیرہ جو کہ بلا توبہ مر گئے محض حق تعالیٰ شانہ کی رحمت یا انبیا علیہم السلام وغیرہ کی شفاعت سے بلا فعلیت و تحقق عقاب مغفور ہو کر حسب ارشاد اہل سنت داخل جنت ہو جائینگے۔ سو جب حضرات اہل سنت عدم عقاب صاحب کبیرہ کی تحقق اور فعلیت کے قائل ہیں تو اب ضرور وہ نصوص جو کہ اہل کبائر کے عقاب پر دال تھیں اُن میں فعلیت خلف اور تحقق کذب لازم آئیگا وہو باطل بالبداہۃ اور جواب اہل سنت میں جو یہ جملہ تھا ان عدم الوجوب مع الوقوع لا یستلزم خلفا ولا کذبا بالکل غلط ہو جائیگا کیونکہ عدم وجوب عقاب کے ساتھ اگر وقوع عقاب اہل سنت کا مسلک ہوتا تو بیشک تحقق کذب نہ ہوتا اور جب اہل سنت عدم وجوب عقاب کے ساتھ عقاب کے عدم وقوع یعنے فعلیت مغفرت کے قائل ہیں پھر تحقق کذب میں کونسی حالت منتظرہ باقی ہے تو اب سید صاحب کے دفع دخل میں وھو من الممکنات التی یشملہا قدرتہ ممکن اور مقدور سے ممکن بالذات مراد لینا تو لغو معلوم ہوتا ہے کیونکہ حسب بیان سابق معتزلہ و خوارج درصورت عدم عقاب اہل سنت کے مذہب کے موافق لزوم فعلیۃ کذب کا اعتراض کرتے ہیں پھر کذب ممکن بالذات تسلیم کرنے سے اُن کا اعتراض کیونکر رفع ہو سکتا ہے تو اب بقرینۂ اعتراض جواب

میں ممکن سے امکان وقوعی مراد لینا پڑیگا و ہو کما تری اور مقدمہ کتاب میں بذریعہ نقول معتبرہ معروض ہو چکا ہے کہ کسی نے پر ممکن و مقدور جیسا امکان ذاتی کی وجہ سے اطلاق کیا جاتا ہے ایسا ہی کبھی وقوع اور فعلیت کے لحاظ سے بھی بولا جاتا ہے سو جب بقرینہ سوال میر صاحب کے دفع دخل میں ممکن سے مراد ممکن الوقوع والفعلیۃ لینا ضرور ہوا ورنہ سوال جواب میں کچھ ربط نہ ہوگا تو اب علامہ محقق اسی مقدوریۃ و امکان کی تردید میں فلا یکون من الممکنات ولا یشملہ القدرۃ ارشاد کرتے ہیں کذب و خلف کی امکان ذاتی کو باطل کرنا ہرگز منظور نہیں اور جہل و عجز وغیرہ امثلہ سے بھی یہی مقصود ہے کہ ممتنعات غیریہ اور ممتنعات ذاتیہ عدم تحقق و امتناع فعلیۃ میں مساوی ہیں ممتنعات ذاتیہ جیسے ازلاً و ابداً ضروری العدم ہیں اسی طرح پر ممتنعات غیریہ بھی ضروری العدم ہیں سو کذب و خلف بوجہ امتناع بالغیر جب دائم العدم ہوئے تو انکی فعلیۃ جو کہ اہل سنت کے مسلک کے موافق بوجہ تسلیم فعلیۃ عدم عقاب کو لازم آتی ہے کیونکر لائق تسلیم ہو سکتی ہے اور معتزلہ کی استدلال اور اہل سنت کے جواب اور سید صاحب کے دفع دخل سے بھی اگر قطع نظر کی جائے تو بشرط انصاف خود محقق دوانی کے کلام سے بھی کذب و خلف کا امتناع غیری ثابت ہوتا ہے کیونکہ عبارت محقق میں کذب کے امتناع کی دلیل یہ بیان کی جاتی ہے الکذب نقص والنقص علیہ تعالیٰ محال اور یہ ہیچمدان مقدمہ کتاب میں بذریعہ نقول اعلام یہ ثابت کر چکا ہے کہ کذب متنازع فیہ داخل افعال ہے اور نقص فی الافعال ممتنع بالغیر ہے جیسا کہ نقص صفات کمالیہ ممتنع بالذات ہے اور باب ثالث میں انشاء اللہ کسی قدر تفصیل کے ساتھ اسکو عرض کرونگا تو خود دلیل بیان فرمودہ محقق سے کذب کا امتناع بالغیر مفہوم ہوتا ہے وہو المقصود۔ بالجملہ سید شریف المحققین اور جلال المدققین کا فقط اس امر میں خلاف ہے کہ اول صاحب جواب مذکورہ اہل سنت کو تام اور دوسرے صاحب غیر تام فرماتے ہیں کذب کے امکان ذاتی کا دونوں صاحبوں میں سے کوئی منکر نہیں بلکہ بشرط تدبر ہر دو صاحب کے نزدیک امکان ذاتی مسلم ہے فرق یہی ہے کہ سید صاحب فقط امکان ذاتی کی بنا پر دفع دخل فرماتے ہیں اور

Marfat.com

اور محقق علیہ الرحمۃ کا یہ مطلب ہے کہ درصورت عدم عقاب صاحب کبیرہ اہل سنت کے
مشرب کے موافق کذب میں امکان ذاتی کے ساتھ امکان وقوعی بھی لازم آتا ہے
حالانکہ امتناع بالغیر ہونے کی وجہ سے کذب مذکور کو کوئی ممکن الوقوع نہیں کہہ سکتا
اسلئے جواب تام نہ ہوا اور امر واقعی یہ ہے کہ ہر دو علامہ کا مطمح نظر جدا امر ہے اسکے
موافق ہر ایک کا قول فی نفسہ درست ہے سید صاحب کا تو فقط یہ مقصود ہے کہ جواب
اہل سنت معتزلہ اور خوارج کے ابطال مذہب کے لئے کافی ووافی ہے۔ خواہ
اہل سنت کے مذہب کے موافق ہو یا مخالف اور خواہ یہ جواب اہل سنت پیش
کریں یا کوئی اور کیونکہ اصل جواب تو یہی تھا کہ استدلال معتزلہ سے اُن کا مدعا
یعنے وجوب عقاب ثابت نہیں ہوتا بہت سے بہت وقوع عقاب ثابت ہوگا
اور اس صورت میں فعلیۃ کذب ہرگز لازم نہ آئیگی بیش برین نیست کہ امکان کذب
لازم آئے وہو مسلم غایتہ ما فی الباب بوجہ تسلیم فعلیۃ مغفرت اہل کبائر یہ جواب
اہل سنت کے بھی موافق نہ ہوا مگر سب جانتے ہیں کہ گو اہل سنت کے موافق نہو
مگر استدلال معتزلہ وخوارج تو ضرور باطل ہوگیا وہو المطلوب اور محقق دوانی کا مطلب
یہ معلوم ہوتا ہے کہ بیشک امر ضروری یعنی ابطال قول خصم کے لئے جواب معلوم
کا کافی ہونا مسلم لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ مناسب یہی ہے کہ قول خصم کو ایسی
طرح باطل کیا جائے کہ اپنے مسلمات کے مخالف نہ ہوجائے تو اب جواب مذکور میں
جیسے یہ خوبی ہوئی کہ استدلال خصم باطل ہوگیا ایسا ہی یہ قصور بھی ہے کہ خود مجیب کی
مذہب کے بھی مخالف ہے یہی وجہ معلوم ہوتی ہے جو شرح عقاید جلالی میں محقق
نے سید صاحب کے کلام پر اعتراض کرنے کے بعد بل الوجہ فی الجواب الخ
فرماکر استدلال معتزلہ اور خوارج کا ایسا جواب بیان فرمایا کہ استدلال معتزلہ بھی
باطل ہوگیا اور مذہب اہل سنت کے موافق بھی رہا جس سے فہیم متیقظ سمجھ سکتا ہے کہ
جواب محقق کے نزدیک انسب واسب ہے یہ نہیں کہ جواب سابق باطل ہے اور
شرح مقاصد کو ملاحظہ کیجئے تو اس سے عرض احقر کی پوری تصدیق ہوتی ہے۔

Marfat.com

الثالث الآيات والاحاديث الواردة فی تحقق الثواب والعقاب بیوم الجزا
فلو لم یجب وجاز ان عدم لزم الخلف والکذب و یرد بان غایته الوقوع
التبة وھو لا یستلزم الوجوب علی اللہ والاستحقاق من العبد علی ما ھو
المدعی ھذا والمذھب جواز الخلف فی الوعید بان لا یقع العذاب
وحینئذ تیاکد الاشکال دیکھئے کلام اخیر والمذھب جواز الخلف الی آخرہ
سے صاف ظاہر ہے کہ اہل سنت چونکہ نصوص وعید کے خلاف یعنے عدم وقوع
عذاب کے تحقق کے قایل ہیں۔ اسلئے اشکال لزوم کذب خوب متاکد ہوجاتا
ہے جس سے جواب مذکورہ اہل سنت کا خود اُن کے مذہب کے خلاف ہونا ہر
فہیم کے نزدیک بدیہی معلوم ہوتا ہے کہ سو بعینہ یہی مطلب محقق دوانی کا ہے کہ جواب
اہل سنت باوجود دفع دخل سید صاحب کسی طرح مذہب اہل سنت کے موافق نہیں ہوتا
اور علامہ محقق کا یہ ارشاد سراسر حق ہے مگر چونکہ سید صاحب کی طرف سے یہ عذر ہو سکتا
ہے کہ اُن کی غرض فقط ابطال استدلال معتزلہ وخوارج ہے تو اس لئے محقق دوانی
نے جواب اول کی تغلیط نہ فرمائی بلکہ بل الوجہ فی الجواب فرما کر جواب اول کے
نقصان و مرجوحیت کی طرف اشارہ کر گئے اور جواب کامل وراجح اسکے بعد بیان
فرمایا اس تحقیق کے بعد انشاء اللہ منصف مزاج سمجھ سکتا ہے کہ کذب کو امکان ذاتی
کے ساتھ تردید محقق کو کچھ علاقہ نہیں اور بجائے خود ہر دو علامہ حق فرماتے ہیں اور محقق
دوانی کو فقط جواب اول کی مرجوحیت اور سید صاحب کے دفع دخل کی عدم کفایت
بیان کرنی منظور ہے اب اگر ہماری یہ تفصیل ماہران معقول کے نزدیک بھی بجا ہے
تو پھر ہمارا شعر۔ چو بشنوی سخن اہل دل مگو کہ خطا است۔ سخن شناس نہ دلبرا خطا
اینجا است۔ عرض کرنا بھی بیجا نہ ہوگا اور اگر بوجہ نشہ معقول ہماری عرض و معروض
قابل قبول نہ ہو تو پھر بھی ارشاد ہو کہ کلام سید صاحب و محقق دوانی میں امکان و قدرت
سے کیا مراد ہے ذاتی یا فعلی یا ہماری عرض کے موافق اول میں ذاتی اور ثانی میں
فعلی مراد ہے مگر جو ارشاد ہو فکر صحیح اور انصاف کے ساتھ ہو محض نظر سرسری اور ظاہر

Marfat.com

پرستی اور تعصب سے نہو ہماری عرض طویل کا یہی خلاصہ ہے کہ سید صاحب کی کلام
میں جو کہ ہماری مستدل ہے کذب کا امکان ذاتی مقصود ہے اور حضرت محقق کی یہہ
غرض ہے کہ کذب کی مقدوریۃ فعلیۃ اور امکان وقوعی محال ہے جس پر جواب اہل سنت
کا تام ہونا موقوف ہو کما مر مفصلاً جب یہ امر بحمد اللہ واضح ہو چکا کہ مؤلف اول نے جتنے
جواب سید صاحب کے کلام یعنی ہماری استدلال کے مقابل بیان کئے تھے ایک
بھی صحیح نہیں بلکہ خود مؤلف کو مطلب عبارت سمجھنے میں غلطی ہوئی تو اسکے بعد مؤلف
ثانی نے جو استدلال مذکور کا جواب دیا تھا اسکو بھی بیان کرنا مناسب ہو اسلئے
عرض ہے کہ مؤلف ثانی نے جو عبارت مذکور کا جواب دیا ہے اُسکا یہ خلاصہ ہو کہ
سید صاحب سے صریح غلطی ہوئی جیسا کہ مؤلف اوّل کے جواب ثانی کا بھی یہی مطلب
تھا فرق اگر ہے تو یہ ہے کہ مؤلف اول نے غلطی کی وجہ جمہور اہل حق کی مخالفت قرار
دی تھی جیسا کہ معروض ہو چکا اور مؤلف ثانی سید صاحب کے تخطیہ کی وجہ یہ بیان کرتے
ہیں کہ کلام لفظی اور کلام نفسی میں چونکہ انطباق ضروری ہے منہذا کلام نفسی میں
کذب کا احتمال نہیں ہو سکتا تو اب کلام لفظی میں بھی کذب کسی طرح متصور نہ ہوگا
کیونکہ کلام لفظی کاذب درصورت عدم انطباق مذکور کلام باری تعالیٰ ہی نہ ہوگی مگر اسکا
جواب تحقیقی منظور ہے تو مقدمہ کتاب کو ملاحظہ فرمائے کہ مقتدایان اسلام کی نقول سے
امر ثابت ہے کہ کلام نفسی دو معنوں میں مستعمل ہے ایک مبدأ تکلم جو کہ صفت ذاتی
بسیط غیر مغایر للذات دوسرے مدلولات وضعیہ الفاظ مرکبہ غیر متحدہ بالذات اول میں
کذب بلکہ صدق بھی متصور نہیں اور ثانی میں باوجود لحوق امتناع مثل کلام لفظی کذب
متصور ہے اور کلام لفظی کی دلالت اول پر عقلی اور ثانی پر وضعی ہے اور اسی کیساتھ
احتمال الصدق والکذب ضروری ہے چنانچہ جملہ امور بالتفصیل مقدمہ میں موجود
ہیں صورت میں کلام لفظی سے امکان کذب پر عدم مطابقت کی خرابی لازم نہیں
آتی کیونکہ جس معنی میں کذب متصور نہیں اُسکے ساتھ مطابقت مذکورہ غیر مسلم بلکہ بدیہی
البطلان ہے اور جہاں مطابقت ضروری ہے وہاں کذب کا بطور امکان ذاتی منصور

ہونا مسلم ہے اور تماشا یہ ہے کہ خود مولف ثانی اپنے منہیہ میں صاحب کشف
نقل کرتے ہیں کہ قرن تاسع میں بین العلما، کلام نفسی کے امکان و امتناع کذب میں
بحث واقع ہوئی مگر یہ معلوم نہیں کہ کیا امر طے ہوا اور اب کلام لفظی میں امکان کذب
تسلیم کرنے والوں کو اہل سنت سے خارج کرنے پر برابر فتوے دے رہے ہیں
کہ قرن تاسع کے اُن علمار کی شان میں جو کہ امکان کذب کلام نفسی کے قائل ہوئے ہیں
کیا کچھ فرمائینگے اور انکا رجوع بھی محقق نہیں بلکہ یہ بھی احتمال ہے کہ سب امکان
ہی کے قائل ہو گئے ہوں بلکہ خود مولف مذکور چند اہل علم کے روبرو سید شریف کے
ارشاد کو کچھ عرصہ ہوا جو قبول کر چکے ہیں ؎ چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد
اور وہ تفصیل جو بذریعہ اقوال علما، احقر نے بیان کی ہے تسلیم کی جائے تو قرن تاسع کے
علمار کا نزاع بہت سہولت سے طے ہو جاتا ہے بلکہ ہر ایک کے قول کی تصحیح ہو سکتی
ہے کما ہو ظاہر تو اب ان صاحبوں کو لازم ہے کہ اول کلام نفسی کا مصداق معین فرما دیں
اُسکے بعد کلام نفسی کا ممتنع الکذب ہونا ثابت کریں اس سے پہلے انکا استدلال ناتمام
اور غیر قابل للجواب ہے اور جواب الزامی مطلوب ہے تو سنئے جملہ اہل سنت خلاف
وعد اور خلاف مخبر بہ کو ممکن و مقدور فرماتے ہیں جو کہ بالبداہتہ کذب کو مستلزم ہے
مدعیان معقول بھی اسکے قائل ہیں سو جب اُن سے یہ کہا جاتا ہے کہ بوجہ استلزام مذکور ایک
کا امکان دوسرے کے امکان کو مقتضی ہو گا جس سے بداہتہ امکان کذب کا قائل ہونا
پڑے گا تو جواب ملتا ہے کہ مثل عدم عقل و عدم واجب کبھی ممکن بالذات اور ممتنع
بالذات میں بھی باہم استلزام ہوتا ہے سو خیر اس جواب کی حقیقت تو یہ ناکارہ انشاء اللہ
اپنے موقع پر ظاہر کر دیگا مگر یہاں لایق بیان صرف یہ امر ہے کہ جیسا ان صاحبوں نے باوجود
تحقق استلزام خلاف مخبر بہ اور کذب میں ایک کو ممتنع بالذات اور ایک کو ممکن بالذات
فرما دیا بعینہ اسی طرح پر ہم بھی باوجود علاقہ مطابقت و استلزام اگر کذب کو کلام نفسی میں
ممتنع بالذات اور لفظی میں ممکن بالذات کہیں تو کیا دشواری ہے پھر ان اشداللہ
کے بھروسے پر سید صاحب جیسے کامل کی تغلیط کی جاتی ہے اس بیباکی کا کیا ٹھکانا

Marfat.com

شیخ علیہ الرحمۃ نے درست فرمایا ہے ؎ فہم سخن گر نکند مستمع * قوت طبع از
متکلم مجوے * جب یہ امر محقق ہوچکا کہ کلام حضرت سید شریف بلا غبار ہے اور ہر دو مؤلف
نے اسکے مقابلہ میں جس قدر عرق ریزی کی ہے بحمد اللہ سب رائیگان و بیکار رہے تو اب
ہمارے مدعا کے لئے حجت قطعی ہونے میں کیا تردد ہے وھو المرام ۔ اب قابل گذارش
امر ہے کہ باب اول میں جو ہم نے اپنے ثبوت مدعا کے لئے جواب عقلی مولانا محمد اسمٰعیل
صاحب رحمۃ اللہ علیہ شہید کی کلام سے بالتفصیل نقل کیا تھا جسکا خلاصہ کل دو امر تھے
اول یہ کہ اکثر افراد انسانی قضیہ غیر مطابق للواقع کے انعقاد اور القاء علی الآخر پر قادر ہیں
پس اگر واجب تعالیٰ کو بھی جملہ مذکورہ کے انعقاد و انزال پر قادر مانا جائے تو فبہا ورنہ
قادر مطلق کی قدرت سے بندہ عاجز کی قدرت زاید ہوجائے گی وھو باطل بالبداہۃ دوسری
بات یہ تھی کہ کمال اور مدح اسی میں ہے کہ متکلم باوجود قدرت علی الکذب اپنے ارادہ
و اختیار سے اسکو ترک اور صدق کو اختیار کرے اور بوجہ مجبوری اگر صدور صدق
اور عدم صدور کذب کی نوبت آئی تو کمال نہیں البتہ مثل اخرس وجماد عجز تو بیشک
ثابت ہوجائیگا سو مؤلف ثانی نے اول امر پر تین اعتراض اور امر ثانی پر ایک اعتراض
بیان کیا ہے ہر چہار اعتراض مع جوابات بترتیب عرض کرتا ہوں ۔ اول اعتراض یہ ہے
بندہ کے قادر علی الکذب ہونے اور حق تعالیٰ کے قادر نہ ہونے سے اگر حق تعالیٰ
کی قدرت میں کمی لازم آتی ہے تو اکل و شرب و جماع وغیرہ افعال قبیحہ کو کیا کہا جائیگا
تو اونکے ایمان و فہم والا بھی نہیں کہہ سکتا کہ نعوذ باللہ افعال مذکورہ بہ نسبت الی ذات
واجب ممکن الوقوع ہیں سو جب لامحالہ انکو ممتنع مانا گیا باوجودیکہ بندہ کو افعال مذکورہ
پر قدرت ہے تو وہی عجز واجب لازم آئیگا **اقول بحولہ** صاحبان فہم سلیم و فکر
مستقیم کی خدمت میں عرض جواب سے پہلے یہ التماس ہے کہ جو مضمون بطور تمہید و
تفہیم ہم نے بیان اوراق گذشتہ میں بیان کرچکے ہے جس سے دربارۂ تنزیہات واجب
مشرب اہل سنت و اہل اعتزال میں باہمی تفاوت بخوبی واضح ہوتا ہے اگر اسکو
بنظر سابق یہی یقین ہوتا ہے کہ متبعان معقول نے افسوس یہاں بھی بار

عقاید دینیہ میں مسلک اہل سنت کو ترک فرما کر اہل اعتزال کی چال اختیار کی یعنی احکام شرعیہ اور عقاید دینیہ میں نصوص صریحہ اور اقوال معتبرہ کو خدشات ظاہری کی وجہ سے چھوڑ کر اور اپنی رائے کو امام بنا کر اتباع اہل حق سے منحرف ہو گئے دیکھئے مثل سابق یہاں بھی حق تعالیٰ کے عموم و شمول قدرت پر جو کہ مجمع علیہ اہل سنت ہے یہ شبہ پیدا ہوا کہ اکل شرب وغیرہ افعال باوجودیکہ مقدور عباد ہیں لیکن واجب جل مجدہ ان امور کے کرنے پر قادر نہیں پھر عموم قدرت کیونکر صحیح ہو سکتا ہے سو فلسفی خیال صاحبوں نے فقط یہ امر دیکھ کر کہ یہ امور ذات اقدس سے کسی طرح صادر نہیں ہو سکتے بساط قدرت قدیمہ کے تنگ فرمانے کی طرف رغبت کی اور بعض ممکنات ذاتیہ کے غیر مقدور ہونے کی قائل ہو گئے اور عموم قدرت کے انکار سے کچھ خوف نہ کیا اور اُن نصوص کا کچھ خیال نہ کیا جو کہ عموم قدرت باری جل وعلا پر دال ہیں اور اقوال علما جو اسی مدعا پر دلیل صریح ہیں انکو بھی پس پشت ڈالدیا دیکھئے کتب کلامیہ میں یہ مسئلہ موجود ہے قدرته غیر متناهية بمعنى ان جواز تعلقها لا ينقطع وشاملة للكل بمعنى ان تعلقها لا يقتصر على البعض لان المقتضي للقادرية هو الذات والمصحح للمقدورية هو الامكان ولا تمايز قبل الوجود يخصص البعض والاولى التمسك بمثل والله على كل شيء قدير انتهى شارح مقاصد اسکے ذیل میں فرماتے ہیں ولان المقتضى للقادرية هو الذات والمصحح للمقدورية هو الامكان ولا انقطاع لهما وبهذا استدلوا على شمول قدرة الله تعالى لكل موجود ممكن بمعنى انه يصح تعلقها بہت سے بہت فرق ہے تو یہ ہے کہ معتزلہ کذب و ظلم وجملہ قبائح کو اصل سے مخلوق واجب تعالیٰ ہی نہیں مانتے اور صاحبان معقول مخلوقیت کو تسلیم فرما کر صدور قبائح کو ممتنع بالذات اور غیر مقدور کہہ رہے ہیں چنانچہ یہ امر ملاحظہ کلام ہر دو فریق سے ظاہر ہے جس کا مآل یہ ہے کہ اہل اعتزال کھلم کھلا عباد کو ان امور کے لئے خالق کہتے ہیں اور فریق ثانی حسب ارشاد علما سنت خالق جملہ افعال خیر ہوں یا شر ایزد متعال ہی کو کہتا ہے لیکن اسی کے ساتھ اسکا بھی قائل ہے کہ افعال قبیحہ کو فاعل

Marfat.com

کے یہ معنے ہیں کہ افعال قبیحہ کو جس محل میں چاہتا ہے بواسطہ عباد مخلوق و ظاہر
کرتا ہے مثلاً کذب کو جس کی زبان سے چاہتا ہے ظاہر کرا دیتا ہے اور بلا واسطے
حق اُسکی ذات پاک سے امور قبیحہ کا مخلوق ہو کر ظاہر ہونا ہرگز ممکن نہیں بلکہ اظہار
واسطہ بر ذات واجب کو غیر قادر اور اظہار مذکور کو غیر مقدور مانا جاتا ہے مگر صاحب
صحیح جانتا ہے کہ گو بظاہر یہ صاحب فقط صدور قبائح کو ممتنع بالذات فرماتے ہیں
مگر امتناع صدور اور انکار خالقیۃ باہم متعاضد و متلازم ہیں اسلئے امور مذکورہ
ذات واجب سے ممتنع الصدور کہنے سے انکار نسبت واجب تعالی غیر مخلوق ہونا
خواہ مخواہ لازم آئیگا جو کہ مسلک اہل سنت کے صریح مخالف ہے اور امتناع
اور انکار خالقیۃ میں استلزام کی بڑی وجہ تو یہی ہے کہ علماے کلام الکسب
... ادالقادریہ والخلق یصح فرمارہے ہیں سو اب اگر ان حضرات
کے مطابق امور مذکورہ کو مخلوق باری اور غیر متصور الصدور کہا جائے تو خلق
... مستقل فی نفسہ بلکہ محتاج الی الکسب ہو جائیگی علاوہ ازیں معتزلہ نے
قبیحہ کے غیر مقدور ہونے پر یہ دلیل پیش کی ہے اذ لو کان خلقہا مقدوراً
تعالی لجاز صدورہ عنہ واللازم باطل الخ اس عبارت سے صاف
ظاہر ہے کہ کسی شے کا مخلوق و مقدور ہونا اُسکے صدور بلا واسطہ کے جواز کو مستلزم
وھو المدعی اور حضرت اہل سنت نے جو اسکا جواب دیا ہے تو استلزام مذکور کا
ہرگز نہیں کیا بلکہ استلزام مذکور کو مسلم رکھا ہے چنانچہ باب اول میں شرح مقاصد
وکتب کے حوالے سے یہ جملہ مطالب معروض ہو چکے ہیں تو جب افعال قبیحہ کے
کو ذات واجب کی نسبت ممتنع بالذات مان لیا تو اُس کی مقدوریۃ کا انکار بھی
لازم آجائیگا جو بعینہ مذہب معتزلہ ہے بالجملہ جملہ امور ممکنہ کا مقدور باری ہونا
اہل سنت کے نزدیک حق اور مسلم ہے اور ہر ایک مخلوق و مقدور کا فی حد ذاتہ
... ہونا بھی صحیح و درست ہے جس کی وجہ سے صاحب فہم بالبداہۃ سمجھ سکتا
... نسبت عبد مقدور اور ممکن الصدور ہو گی حق تعالی کو بالضرور اُسکے ایجاد و

سے آتا ہے سو اگر مفعول اور محل کی وجہ سے فعل مذکور ممتنع ہو اور امتناع میں کسی فاعل کی خصوصیت کو دخل نہ ہو یعنی خود ذات محل میں قبول فعل مذکور کی قابلیت و استعداد نہ ہو جیسے جمع اور اجتماع نقیضین یا عدم و اعدام واجب الوجود یا وجود و ایجاد شریک الباری تو فعل مذکور ممتنع بالذات سمجھا جاتا ہے اور اگر محل تو قابل قبول فعل ہو لیکن کسی وجہ سے اُسکا صدور ذات فاعل سے ممنوع ہو یعنی تحقق امتناع فعل مذکور میں خصوصیت فاعل کو دخل ہو تو اُس کی دو صورت ہیں کبھی تو یہ ہوتا ہے کہ فاعل خاص سے فعل مذکور کے صدور میں مواد ثلثہ امتناع ذاتی جو مقدمہ اولی میں عرض کر چکا ہوں اُن میں سے کوئی لازم آجاتا ہے یعنی سلب الشئ عن نفسہ یا تخلف اثبات عن الذات یا انفکاک لازم الذات عن الذات میں سے کوئی صورت پیش آجاتی ہے جیسے افعال اکل و شرب کا صدور ذات واجب سے یا خلق جواہر و اجسام کا تحقق ذات ممکنہ سے کیونکہ اثبات لوازم ذات للذات جیسا حمل اولی کو متضمن ہے اسی طرح پر سلب لوازم ذات عن الذات سلب حمل اولی یعنے سلب الشئ عن نفسہ کو مستلزم ہے تو جیسا الاربعۃ فرد الاربعۃ لیست باربعۃ کو مستلزم ہو رہا ہے اسی طرح پر الواجب اکل الواجب لیس بواجب کو اور الممکن خالق الممکن لیس بممکن کو مستلزم ہوگا تو اس صورت کو بھی اگرچہ توسعًا ممتنع بالذات کہہ سکتے ہیں مگر نظر حق شناس اسکو خلاف حقیقت سمجھتی ہے ہر ایک عاقل ادنے توجہ میں سمجھ سکتا ہے کہ اس صورت اور صورت سابقہ کے امتناع میں فرق بین اور بون بعید ہے۔ حق یہ ہے کہ قسم اول میں جیسا اجتماع النقیضین و وجود شریک الباری وغیرہ کو ممتنع لذاتہ قرار دیا تھا قسم ثانی میں اکل و شرب واجب تعالی کو ممتنع لذاتہ کے عوض ممتنع لذات الفاعل کہا جائے چنانچہ صاحب مسلم اور شارح مواقف وغیرہ علماء کلام کے ارشاد سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ قسم ممتنعات ذاتیہ سے خارج ہے اور کبھی یہ ہوتا ہے کہ صدور فعل مذکور ذات فاعل سے تو متصور ہے اور مواد ثلثہ مذکورہ میں سے کوئی صورت پیش نہیں آتی لیکن امر آخر صدور مذکور کو مانع ہو رہا ہے جیسا قول غیر صادق یا فعل خلاف عدل و حکمت

مثل تعذیب مطیع و مغفرت مشرک بالنظر الی ذات الواجب ممکن و مقدور ہیں اور انکی فرض وقوع سے کوئی خرابی ہر سہ خرابی مذکورہ بالا میں سے لازم نہیں آتی اگر آئے گی تو مثل قضیہ عمر بنی یا ابوجہل مومن بواسطہ کوئی خرابی لازم آئیگی جسکا ماحصل وہی امتناع بالغیر نکلتا ہے چنانچہ اسکی تحقیق مقدمہ کتاب اور تمہید میں عرض کر چکا ہوں سو اس قسم اخیر کو ممتنع بالغیر بلکہ ممتنع لغیر الذات و غیر الفاعل کہنا مناسب ہے الحاصل اقسام ثلثہ مذکورہ میں جب قسم اول ممتنع بالذات اور ثانی ممتنع لذات الفاعل اور ثالث ممتنع لغیر الذات و لغیر ذات الفاعل ہوئی تو اول کو غیر مقدور اور ثالث کو مقدور اور ثانی کو من جہۃ الذات مقدور اور من جہۃ الفاعل غیر مقدور کہنا لازم ہے اور فعل اکل و شرب قسم ثانی میں اور کذب متنازع فیہ حسب معروضہ بالا قسم ثالث میں داخل ہے کیونکہ فعل مخالف عدل و حکمت اور قول مخالف صدق کے لئے ذات ایزد تعالی کسی طرح محل نہیں ہو سکتی جو ان کی وجہ سے تغیر فی الذات لازم ہو ان کی وجہ سے تغیر اور تصرف لازم آئیگا تو افعال اور کلام لفظی میں آئیگا جنکو نہ عین ذات کہہ سکتے ہیں اور نہ لوازم ذات بلکہ مفعولات و مخلوقات میں شمار ہوتے ہیں جنکے مقدور و مخلوق ہونے میں ادنی تامل بھی اہل عقل کو نہیں ہو سکتا پھر اس بون بعید پر کذب و اکل کو یکساں سمجھنا اور باہم مقیس و مقیس علیہ بنانا بالکل خلاف تدبر ہے کون نہیں جانتا کہ در صورت اکل ماکولات میں یہ تغیر ہوتا ہے کہ ایک موقع سے منتقل ہو کر دوسرے موقع میں پہنچ جاتے ہیں تو خود آکل میں بھی یہ تصرف ضرور ہوتا ہے کہ بذریعہ حلق و دہن کسی چیز کو پیٹ میں داخل کرنا پڑتا ہے پھر ذات پاک ایزد ذو الجلال میں جو کہ جوارح جسمیہ اور [illegible] آلات سے منزہ ہے اسکا تحقق کیونکر متصور ہو سکتا ہے جس سے ہر فہیم یہی سمجھتا ہے کہ فعل اکل کے ممتنع الوقوع ہونے کی یہ وجہ ہرگز نہیں کہ ماکولات [illegible] خارج ہیں بلکہ اسکے امتناع کی یہ وجہ ہے کہ ذات باری قدرت قدیمہ [illegible] مقدورات عباد چونکہ مقدور و مخلوق ہیں اسلئے ان میں نہ خلق جوارح [illegible] کوئی استحالہ تو اب یہ کہنا کہ فعل اکل و شرب مقدور عباد

Marfat.com

ہے اور قدرت قدیمہ سے خارج ہے ظاہر بینوں کا کام ہے حقیقۃ الامر یہ ہے کہ ذات
واجب چونکہ مقدور نہیں اسلئے افعال مذکورہ کا صدور اس سے ممنوع ہی اور ذوات ممکنات
چونکہ مقدور و مخلوق ہیں اس وجہ سے فعل اکل وغیرہ کا صدور ان سے ممکن ہے بخلاف کذب
متنازع فیہ اور فعل خلاف عدل و حکمت کے کیونکہ یہاں نہ ذات محل قبول تاثیر فاعل
سے منکر اور نہ ذات فاعل ایجاد و تاثیر سے آبی ذات محل کا قبول تاثیر سے منکر نہونا
تو اسی سے ظاہر ہے کہ وہ منجملہ ممکنات ذاتیہ اور مخلوقات ہیں اور ذات فاعل کا ایجاد
و تاثیر سے آبی نہ ہونا اس سے ہویدا ہے کہ در صورت ظہور تاثیر کوئی تغیر و تصرف مستحیل
ذات قدیم میں لازم نہیں آتا حکمت و تقدس کا قدرت سے جدا قصہ ہے بخلاف
صورت اولے کے وہاں ذات محل ہرچند قبول تاثیر سے انکار نہیں کرتی کیونکہ اکل
و شرب میں تو فقط انتقال من محل الی محل آخر ہی ہوتا ہے تصرفات عظیمہ حتے کہ ایجاد
و اعدام تک قدرت قدیمہ سے اسپر طاری ہوتے ہیں پھر محل کو غیر قابل قدرت واجب
کے نسبت کون عاقل کہہ سکتا ہے البتہ ذات فاعل چونکہ مقدور نہیں اسلئے افعال
معلومہ کا صدور ممتنع ہو رہا ہے اور بغیر تصرف فی ذات الفاعل ان افعال کی تحقق
کی کوئی صورت نہیں جائے غور ہے کہ ابو القاسم بلخی افعال ممکنہ کے مقدور باری
ہونے کا منکر نہیں ہاں مثل فعل عبد کو غیر مقدور کہتا ہے اور وجہ یہ بیان کرتا ہے کہ فعل
عبد یا طاعت ہوتا ہے یا معصیت یا سفہ اور فعل باری میں اسکی گنجایش نہیں اہل
سنت باوجودیکہ فعل واجب کو معصیت و طاعت وغیرہ سے منزہ اور مبرہ سمجھتے
ہیں مگر اس کی وجہ اسکو تسلیم نہیں کرتے کہ مثل فعل عبد مقدور باری نہیں بلکہ قول
بلخی کی تردید فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ امور اعتباریہ تماثل فی الماہیۃ کے منافی نہیں
علمائے زمانہ حال سے تو کیا عجب ہے کہ بلخی کے ہم صفیر ہو جائیں انہوں نے تو
فقط مماثلت ہی کا انکار کیا تھا یہ صاحب تو جملہ افعال جوارح اور افعال قبیحہ کو بالکلیہ
غیر مقدور فرما رہے ہیں شعر انچہ بفیضی نظر دوست کرد ؃ حیف کہ آں دشمن جانی
کند ؃ اور فرق معروضہ احقر کے بعد جملہ افعال جوارح کے ممتنع الصدور ہونے کی کیفیت

ہوئی تامل سے ظاہر ہوسکتی ہے اور قدرت کاملہ قدیمہ میں شائبہ نقصان بھی متوہم نہیں ہوتا اور مابین کذب مذکور وافعال اکل وشرب وغیرہ فرق ظاہر معلوم ہوتا ہے فعل اکل وشرب وغیرہ حسب معروضہ سابق مقدوریۃ ذات واجب اور سلب وجوب عن ذات الواجب کو مقتضی ہے جو کہ مستحیلات ذاتیہ میں محسوب ہیں اور جملہ غیر مطابق للواقع کے انعقاد و تنزیل میں کوئی تغیر وتصرف ذات واجب تعالیٰ میں لازم نہیں آتا اور جب حق تعالیٰ کا متکلم ہونا مسلم ہے تو نفس تکلم میں سب قضایا مساوی ہیں صادقہ ہوں یا غیر صادقہ معنے تکلم دونوں جگہ یکساں ہیں حالت قیام زید میں جب حق تعالیٰ کو جملہ زید قایم کے تکلم پر قدرت ہے اور اُس کی وجہ سے کوئی تغیر ذات باری میں ظاہر نہیں ہوتا۔ تو اب انصاف کیجئے کہ حالت قعود زید میں وہ امکان ذاتی مبدل بامتناع ذاتی کیونکر ہوسکتا ہے ورنہ انقلاب ذاتی کا قایل ہونا پڑیگا اور مثل بلخی بوجہ اختلاف اعتبارات تماثل ماہیۃ کا انکار کرنا لازم آئے گا سو حالت قعود میں بالفرض اگر جملہ مذکور کو جناب باری منعقد و نازل فرما دے تو کونسا تغیر ذات واجب میں لازم آئیگا البتہ بوجہ حکمت بتنزیہ جناب باری جملہ مذکورہ کا ممتنع ہونا مسلم وہو المطلوب الحاصل مولانا شہید رحمہ اللہ علیہ کا یہ استدلال عقلی بدیہی سراسر حق ہے اور شبہ مذکور کا مبنے سو تدبیر یا تعصب ہے پھر تعجب یہ ہے کہ اس خوش فہمی پر حضرت مولانا شہید کے استدلالات کو مخموران نشہ فلسفہ اغلوطات سے تعبیر فرماتے ہیں جس سے علاوہ خوش فہمی کے ادب وعظمت اکابر دین بھی مترشح ہے ولنعم ما قال العارف **بیت** از خدا جوئیم توفیق ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب ، دوسرا خدشہ جو مولف ثانی نے استدلال مذکور پر پیش کیا ہے اُسکا خلاصہ یہ ہے کہ انسان کو اگر عقد کلام کاذب پر قدرت ہے تو بوجہ کلام پر قدرت ہے حق تعالیٰ کی کلام پر تو قدرت نہیں اور حق تعالیٰ کی قدرت سے اگر خارج ہے تو کلام جناب باری خارج ہے اور دونوں کلامیں متباین فی الحقیقۃ ہیں اور کمی زیادتی دو قدرتوں میں مقدور واحد کے اعتبار سے محقق ہوتی ہے اور جب مقدور متباین ہیں تو پھر اس تفاوت کے ظہور کی کوئی صورت نہیں **اقول** حاصل اس خدشہ

کی مقتضیٰ یہ امر ہے کہ مولف نے کلام انسانی اور کلام ربانی کو مختلف الحقیقت یا متباین النوع قرار دے کر اول کو مقدور عبد اور ثانی کو غیر مقدور باری کہا ہے اسلئے اسکے جواب میں اتنا ہی کہدینا کافی ہے کہ یہ غلط ہے کیونکہ اگر کلام مذکور سے مؤلف کی غرض کلام نفسی ہے جو کہ صفات وجودیہ ذاتیہ میں معدود ہے تو اسکا متباین فی النوع ہونا مسلم مگر اسکو کیا کیجئے کہ وہ مبحث سے خارج ہے اور اگر کلام لفظی مراد ہو تو اسکا اختلاف نوعی غیر مسلم پہلے اسکا اختلاف نوعی کسی دلیل قوی سے ثابت کرنا چاہئے اسکے بعد کیجئے الزام دینے کی امید کرنی مناسب ہے علاوہ ازیں یہ ننگ اہل سنت مقدمہ سویم کے ضمن میں اس امر کو ثابت کرچکا ہے کہ صفات حقیقیہ ذاتیہ واجب تعالیٰ تو بیشک صفات ممکنات سے مغایر فی الحقیقہ ہیں جیسے علم و قدرت وغیرہ لیکن صفات سلبیہ اور اور صفات فعلیہ میں بجائے مخالفت مذکور اتحاد موجود ہے جیسے سلب جسمیۃ و جوہریۃ یا ثبوت تعذیب و مغفرت و عدل و صداقت اور یہ بھی معروض ہوچکا ہے کہ کذب متنازع فیہ صفات ذاتیہ میں داخل نہیں بلکہ صفات فعلیہ میں داخل ہے پھر کلام لفظی حق تعالیٰ اور کلام انسانی کو بلا دلیل مختلف النوع کہنا کیونکر قابل تسلیم سمجھا جاسکتا ہے البتہ کیفیت تکلم میں فرق مسلم ہے مگر اُس سے حقیقت کلام میں فرق لازم نہیں آتا معہذا یہ امر بدیہی ہے کہ کلام لفظی واجب کی لیجئے یا ممکنات کی اسکے مفردات یہی حروف تہجی ہیں جن کی حقیقت کلام ربانی و انسانی ہر دو میں یکساں ہے یہ نہیں کہ جو الف با تا کلام لفظی واجب تعالیٰ کے اجزا ہیں اُن کی حقیقت کچھ اَور ہے اور جو کلام ناس کے اجزا ہیں اُن کی حقیقت کچھ اَور ہے اگر فقط اضافات و اعتبارات کے تغیر سے اختلاف نوعی لازم آتا ہے تو کلام ممکنات میں بھی بوجہ تغیر مذکور باہم اختلاف نوعی ماننا پڑیگا بلکہ جملہ افعال منسوبہ الی الواجب اور منسوب الی الممکنات میں بوجہ مذکور تغایر حقیقی ماننا ضرور ہوگا اور کسی فعل کے مقدور عبد ہونے کی وجہ سے مقدور واجب ہونے پر استدلال نہوسکیگا حالانکہ علماء معتبرین کی کلام میں استدلال مذکور متعدد مواقع میں موجود ہے شرح مواقف میں بحث صدق کلام باری میں فرماتے ہیں فانا نعلم

بالضرورة ان من علم شيئاً امكن له ان يخبر عنه على ما هو عليه
دیکھئے حق تعالیٰ کی نسبت قدرۃ علی الصدق بالقیاس علی قدرۃ العباد ثابت
فرماتے ہیں اور مولف مذکور کی بات تسلیم کی جاوے تو یہاں بھی یہی اعتراض ہوگا کہ
کلام باری اور کلام انسانی چونکہ مختلف النوع ہیں اسلئے ایک کے مقدور للعباد ہونے
سے دوسرے کا مقدور باری ہونا ثابت نہیں ہوسکتا حالانکہ عبارت مذکورہ کو مولف
نے خود اپنے استدلال میں ذکر کیا ہے اور اس سے بھی عجیب یہ امر ہے کہ عبارت مذکورہ
پر بطور اعتراض فاضل چلپی فرماتے ہیں انا نعلم بالضرورة ان من علم شيئاً
امكن له ان يخبر عنه لا على ما هو عليه دیکھئے خود کذب کی نسبت یہ
کہتے ہیں کہ اُسکا مقدور باری ہونا بدیہی ہے اور وجہ بداہتہ وہی قیاس مذکور ہے
پھر اسکے جواب میں فاضل موصوف کہتے ہیں اجيب عنه بان قوله من علم
شيئاً الخ ممنوع ودعوى الضرورة غير مسموعة اذ ليس الكلام
في الصدق والكذب اللفظيين حتى يمكنه ذلك بل في النفسانيين الخ
اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ صدق و کذب لفظی میں یہ قیاس مسلم ہے تو اب
مولف مذکور کا یہ کہنا کہ دونوں کلاموں حقیقت میں متباین ہیں اور در صورت تباین
ایک کے مقدور عباد ہونے سے دوسرے کا مقدور باری ہونا لازم نہیں آتا صحیح
اقوال علماء کے بھی مخالف ہے اب بجز اسکے کہ مؤلف مذکور اپنی عادت کے موافق
محقق شریف اور فاضل چلپی اور دیگر علماء کی بلا دلیل تغلیط کریں اور کوئی صورت سمجھ
میں نہیں آتی اور اس امر سے قطع نظر کر کے کہ یہ قول بداہتہ عقل و مسلمات علماء کے
مخالف ہے اس صورت میں یہ خرابی اور لازم آئیگی کہ جملہ صفات اضافیہ یعنے افعال
جنکو افعال عباد سے مختلف الحقیقت مانکر جس فعل ممکن و مقدور عبد کو چاہے سطور پر
مقدوریہ سے خارج کر دیجئے اور یہی دلیل پیش کر دیجئے کہ صفات واجب فی انیہ ہیں
اضافیہ جنکو افعال سے تعبیر کیجئے صفات و افعال ممکنات سے مغائر بالذات ہیں
غیر مقدوری معدوم ہو گئے اور در صورت تعدد مقدور موازنہ بین القدرتین کیونکر ہو سکتا ہے

Marfat.com

حالانکہ بلخی کے مقابلہ میں تردید اہل سنت جو خدشہ اول کے جواب میں عرض کر چکا ہوں
مغایرت مذکورہ کے بطلان کے لئے کافی ہے شرح مواقف و شرح مقاصد
وغیرہ میں بجواب بلخی مذکور ہے فالمقدور فی نفسہ حرکات وسکنات و
تلحقہ ہذہ الاحوال والاعتبارات بحسب قصد العبد د اعیتہ
ولیست من لوازم الماھیۃ فانتفائھا لا یمنع التماثل انتہی اس عبارت
سے صاف ثابت ہے کہ اہل سنت کے نزدیک افعال واجب اور افعال عباد مماثل
فی الحقیقۃ ہیں اور عقد کلام لفظی کا صفات اضافیہ فعلیہ میں محسوب ہونا مکرر معروض ہو چکا
ہے تو پھر ہر دو کلام کو مخالف فی النوع کون تسلیم کر سکتا ہے اور اگر بپاس خاطر صاحبان
معقول ان سب خرابیوں سے قطع نظر کر کے ہم اس بات کو بھی تسلیم کر لیں کہ کلام لفظی واجب
تعالی اور کلام ممکنات متبائن فی الحقیقہ ہیں تو اس سے فقط نفس کلامین کا مختلف ہونا
لازم ہو گا صدق و کذب جو کہ کلام کے اوصاف عارضہ ہیں ان کا مختلف ہونا کسی طرح
قابل تسلیم نہ ہو گا اور یہ امر یوں بھی بدیہی ہے کہ صدق و کذب مطابقت و عدم مطابقت
کلام کو کہتے ہیں کلام واجب ہو یا کلام ممکن اور یہ امر بھی کوئی عاقل تسلیم نہیں کر سکتا
کہ کلام صادق اور کلام کاذب مختلف الحقیقت ہیں سب جانتے ہیں کہ کلام واحد
اضافات واعتبارات مختلفہ کی وجہ سے کبھی صادق ہو جاتی ہے اور کبھی کاذب اور
جب یہ ہر دو امر ثابت ہو چکے کہ کذب منسوب الی الواجب اور منسوب الی الممکن
کی حقیقت واحد ہے ادھر کلام صادق اور کلام کاذب متحد بالذات والنوع ہیں تو
اب یہ فرق کرنا کہ بوجہ اختلاف نوعی انسان اپنے کلام کاذب کے انعقاد پر قادر ہے
اور واجب تعالی اپنے کلام کاذب پر قادر نہیں بالکل لغو ہو گیا کیونکہ یہ نزاع فقط کلام
کاذب میں ہے کلام صادق لفظی کے عقد و انزال کو تو کوئی غیر مقدور الباری نہیں کہتا
سو جب عقد کلام صادق مقدور باری ہے اور کلام صادق و کاذب متحد بالذات ہیں
تو کلام کاذب کے مقدور ہونے میں کیا تامل باقی رہ گیا مثلاً جب انعقاد قضیہ کون
زید قائم کو مقدور باری مان لیا اور حالت قیام زید و قعود زید میں جملہ مذکورہ کی حقیقت بدل

Marfat.com

ئی اختلاف نہیں تو ایک حالت میں اسکو ممکن بالذات اور دوسرے موقع میں [illegible] بالذ
نے کی کیا صورت ہوگی تا وقتیکہ کلام صادق و کلام کاذب کو متغایر بالذات [illegible]
سوقت تک کلام صادق کو ممکن اور کلام کاذب کو ممتنع بالذات کہنا کسی طرح درست نہوگا
حالانکہ تغایر مذکور باطل ہے بلکہ بالبداہتہ یہ امر قابل تسلیم ہے کہ جیسا انسان بوجہ قدرت علی
الکلام کسی جملہ کو ہر دو حالت مطابقت و عدم مطابقت میں بول سکتا ہے ایسا ہی واجب تعالی
بحیثیت قدرت اپنے کلام لفظی کو ہر ایک حالت میں عقد و انزال فرما سکتا ہے اگر بہ
الفرض کلام لفظی واجب و ممکن متباین الحقیقت ہوں اب بجز اسکے کوئی مفر نہیں معلوم
ہوتا کہ کلام لفظی صادق کے عقد پر بھی ذات واجب تعالی کو قادر نہ مانا جائے او عجب
نہیں کہ بمقتضائے الضرورات تبیح المحظورات کوئی صاحب یہ بھی تسلیم کریں کہ کلام لفظی
صادق بھی غیر مقدور ہے مگر اول تو جواب اول مذکور سابق کا کیا جواب دوسرے واہ
نواہی شرعیہ جو کہ کلام لفظی سے مستفاد ہیں اور بالاتفاق مقدور و مراد باری ہیں ان سب کا
غیر مقدور ہونا لازم آئیگا تیسرے علماء کلام دربارہ کلام الٰہی جو بل انما یصیر احد
تلك الاقسام عند التعلقات وذلك فیما لا یزال واما فی الازل فلا
انقسام اصلا اور الحادث ھو التعلق وغیرہ فرما رہے ہیں جس سے صاف ظاہر
ہے کہ تعلقات کلام حادث ہیں اور خبریتہ و انشائیتہ بالبداہتہ بعد تعلق [illegible]
ہے اسکے بعد کہیں صدق و کذب کی گنجایش ہوگی ان عبارات کا بھی کوئی محل [illegible]
ہوگا یا محض تغلیط ہی سے کارروائی ہوگی کیونکہ بذریعہ عبارات سابقہ [illegible]
صدق و کذب کلام باری میں حادث ہے اور جملہ حوادث کا ممکن و مقدور [illegible]
ایک مسلم ہے پھر باوجود اسکے کسی صاحب کا بالعکس یہ فرمانا کہ [illegible]
مبادی نہیں کیونکر صحیح سمجھا جائیگا الحاصل خدشہ ثانیہ مولانا [illegible]
کر ناسر بے اصل اور مفاسد عدیدہ کو متضمن ہے اگر ان سب کی اصلاح نہو سکے
تو کم سے کم اول یہ امر توضیحا للاعتراض ضروری ہے کہ ضمن خدشہ میں جن دو
امور کا ذکر ہے انکو حل کر دیا جائے اول تو یہ کہ کلام لفظی واجب و ممکن کو متباین

Marfat.com

انوع ہونے کی کیا وجہ دوسرے درصورت تسلیم تباین نظر رفتہ کلام کاذب کے غیر مقدور
اور ممتنع بالذات ہونے کی کیا صورت تاوقتیکہ یہ دونوں امر محقق نہ ہونگے بروی انصاف
خدشہ مذکورہ کی جوابدہی ہمارے ذمہ نہ ہوگی اور یہ ہیچمدان تو تجبر تحاہر دو امر کی تغلیط مدلل
عرض کر چکا ہے پھر اس شوخ چشمی کو دیکھئے کہ ایسی دعاوی محیرہ اللہ بلکہ باطلہ کے بھروسے
ایسے راسخین فی العلم کے استدلالات کو اغلوطات سے تعبیر کیا جاتا ہے اور
عباد اللہ المخلصین کو سب وشتم سے یاد کیا جاتا ہے ولنعم ما قال العارف بیت چوں
خدا خواہد کہ پردہ کس درد ۔ میلش اندر طعنۂ پاکاں برد ۔ تیسرا خدشہ جو مؤلف مذکور نے
استدلال مرقومہ حضرت مولانا شہید پر پیش کیا ہے اسکا خلاصہ یہ ہے کہ انسان کو صحت
کلام کاذب پر قادر کہنے سے اگر یہ مراد ہے کہ انسان قضیہ کاذبہ کا خالق ہے تو بالبداہۃ
غلط ہے کیونکہ اہل سنت کے نزدیک افعال عباد کا خالق حق تعالی شانہ ہے اور اگر
مطلب ہے کہ انسان اسکے لئے کاسب ہے تو مسلم مگر اب یہ کہنا کہ اگر حق تعالی
کلام کاذب پر قادر نہ ہوگا تو قدرت انسانی قدرت ربانی سے زاید ہو جائیگی بالکل غلط
ہو جائیگا کیونکہ اس صورت میں تو یہ مطلب ہوا کہ کلام کاذب کے لئے بندہ کاسب
ہے اور حق تعالی اسکا خالق نہیں اور کسب اور خلق میں فرق ظاہر ہے خلق سے کسب
سہل اور ادون ہے قدرت بشر کا قدرت رب اکبر سے زاید ہونا تو جب لازم آتا کہ
جو قدرت ذات واجب سے مسلوب کی جاتی ہے وہی قدرت بعینہ انسان کو نسبت
کلام کاذب حاصل ہوتی اور یہاں قدرت علی الخلق جسکو قدرت حقیقیہ اور قدرت
تامہ کہیئے اسکو ذات واجب سے مسلوب مانا ہے اور قدرت کاسبہ جسکو قدرت
مجازی اور قدرت ناقصہ کہیئے اسکو انسان کے لئے ثابت کیا ہے پھر قدرت بنی
آدم قدرت خالق عالم سے کیونکر زاید ہو سکتی ہے اقول یہ تو قدرت خداوندی کیا ہوئی
باللہ نواب صدیق الحسن خان صاحب کی نوابی ہوگئی بوجہ خطاب نوابی لقب نوابیت
کنارہ کشی کی نفی بوجہ معزولی جب خطاب نوابی سے بھی معزول ہوگئے تو اب نواب
نہ مولوی محض صدیق الحسن خان رہ گئے ایسے ہی بوجہ کمال قدرت حق تعالی کے لئے قد

Marfat.com

ے الخلق تسلیم کرکے اسکی ذات پاک کو کسب سے جس میں واسطہ آلات کے احتیاج ہوتی ہے
منزہ مانا گیا تھا اب علماء معقول نے بہ نسبت کذب وغیرہ قدرت علی الخلق کا بھی انکار کر دیا
سلیے کسب باقی رہا نہ قدرت بندہ کو قدرت ناقصہ یعنی اختیار کسب تو اُن افعال پر حاصل
ہے ذات واجب کے لئے تو نہ قدرت کاملہ یہاں موجود ہے نہ قدرت ناقصہ افسوس ہے
کہ حقیقت شناسان معقول نے یہ عجب انداز اختیار کیا ہے کہ خلاف مذہب اہل سنت طرح
طرح سے عموم قدرت باری میں رخنہ اندازی کی جاتی ہے اور اصطلاحات معقول کے ذریعہ
سے بلا تدبر تصریحات علماء اسلام کے خلاف پر کمر باندھی جاتی ہے کہیں فرقہ نظامیہ کے
مصیفر بنگئے کہیں جوش علمی میں آکر ابوالقاسم بلخی اور اسکے اتباع سے بھی کچھ آگے
بڑھ گئے حقیقت میں فرق مذکورہ کو بھی اتباع واعتماد عقل نے ہی اس خرابی میں مبتلا
کیا چنانچہ شروع رسالہ میں احقر اس امر کی تشریح کر چکا ہے مقتدایان اسلام نے انہیں وجوہ
سے لوگوں کو توغل فلسفہ بلکہ خوض علم کلام سے بھی روکا ہے شارح عقاید فرماتے ہیں
والمنع عنه فانما هو للمتعصب فی الدین والقاصر عن تحصیل الیقین
والقاصد الی فساد عقاید المسلمین والخایض فیما لا یفتقر الیه من
غوامض المتفلسفین انتهی — دیکھئے تدقیقات فلسفیہ کی شہرت سے تو اکابر نے
علم کلام سے بھی لوگوں کو روکا ہے اور فلسفہ کی قباحت میں تو بکثرت اکابر کے اقوال موجود
ہیں یہ حضرات اقوال سلف اور نصوص شرعیہ کو اصل عقاید بنا کر نظر عقل کو اُسکا متبع اور
خادم کرتے تو ان وساوس کی وجہ سے کسی خرابی میں ہرگز مبتلا نہ ہوتے بلکہ بہدایۂ عقل
ان وساوس کو دفع فرماتے اور اتباع سلف سے محروم نہ ہوتے اور [illegible]
بات یہی خیال فرمالیتے کہ کذب مذکور ممتنع بالذات ہے تو مقدور ہونے [illegible]
ممتنع بالذات ہے تو قدرت قدیمہ سے خارج ہونے کی کیا [illegible] شرب وغیرہ
افعال بیجا کا خدشہ یا کلام لفظی واجب اور کلام ممکنات کے تغایر روائی کا شبہ گند اٹھا تو بذریعہ
حق شناسی اسکے ازالہ کی فکر فرماتے تھے چنانچہ احقر ہر دو امر کی نسبت عرض کر چکا ہے
عقائد کو شبہات مذکورہ کی وجہ سے قضیہ عموم قدرت ہی میں تخصیصات غیر مسلمہ

Marfat.com

جاری ہونے لگیں اور بوسیلہ عقل شبہات مذکورہ کی تائید و تقویت میں سعی کرنے لگیں اور نیز
یہ امر بھی ثابت ہو چکا ہے کہ کلام صادق و کاذب میں اتحاد ذاتی اور تغایر اعتباری ہے پھر
جب بحالت صدق اس میں امتناع ذاتی نہ تھا تو بحالت کذب میں کلام مذکور میں امتناع
ذاتی کیونکر پیدا ہو گیا جسکو انقلاب ذاتی مستحیل کہتے ہیں اور کسب و خلق کے فرق سے
اگر یہ بیان لیا جائے کہ ایک شے مقدور عبد اور غیر مقدور للباری ہو سکتی ہے تو مثل خدشہ
سابق یہاں بھی یہ خرابی لازم آئیگی کہ کسی فعل کا مقدور عبد ہونا مقدور باری ہونے کو مستلزم
نہ ہوگا اور مقدور عبد ہونے کی وجہ سے مقدور واجب ہونے پر استدلال نہ ہو سکیگا حالانکہ کلام
علما میں استدلال مذکور موجود ہے کما مر آنفا ساری خرابی کی وجہ یہ ہے کہ معنی خلق و کسب
میں تدبر نہیں کیا اگر حقیقت خلق و کسب کو سمجھتے تو ایسی بات کبھی نہ فرماتے خلق میں عطائے
وجود ہوتا ہے اور کسب میں مباشرت اسباب جنکی وجہ سے بطریق جری عادت خالق
کائنات کی طرف سے ابتداءً افاضہ وجود کی نوبت آتی ہے چنانچہ کتب کلامیہ میں موجود
ہے افعال العباد الاختیاریۃ واقعۃ بقدرۃ اللہ تعالی وحدھا و
لیس بقدرتھم تاثیر فیھا دوسرے موقع میں فیخلق اللہ الفعل عقیبھا
عادۃً موجود ہے کہیں یستند جمیع الممکنات الی اللہ تعالی ابتداءً مذکور
ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ قدرت باری عز اسمہ دربارہ خلق کسب عباد کے
اصلا محتاج نہیں بلکہ کسب تحقق مطلوب میں خلق کا محتاج ہے چنانچہ کلام علما اہل سنت
میں یہ امر مصرح موجود ہے کیونکہ مؤثر حقیقی قدرت و خلق واجب تعالی ہے اور کسب عباد
فقط سبب عادی ہے تو اب یہ امر محقق ہو گیا کہ خلق اشیا اور وجود ممکنات کے لئے قدرت
و خلق واجب علت مستقلہ ہے اور مباشرت اسباب یعنی کسب عباد محض سبب ظاہری
ہے تو اب کسی ممکن ذاتی کو غیر مقدور باری کہنا یا قدرت جناب باری کو اس کے ایجاد
میں محتاج کسب سمجھنا کیونکر عند العقلا مسموع ہو سکتا ہے بالجملہ کسی امر کو مقدور یعنی مکتسب
عباد کہنا اور مقدور باری نہ کہنا اور پھر معنے قدرت میں تفاوت نکالکر اس کی تصحیح نہ کرنا
سراسر عقل سلیم اور اقوال قطعیہ شرعیہ کے مخالف ہے دیکھئے فاضل چلپی فرماتے ہیں

Marfat.com

ان کل موجود سوی صفاته تعالی واقع بقدرته ابتداء بحیث لا موثر فیه سواه وان توقف تاثیره فی البعض علی شرط کتوقف ایجاده للعرض علی ایجاده لمحله لامتناع قیامه بنفسه وسیجئی فی مباحث التولید ان الاحتیاج فی الحقیقة للعرض لا ان سبحانه محتاج فی ایجاده الی شئ فلا محذور انتہی شارح مواقف فرماتے ہیں والتحقیق انه لا محذور لان الاحتیاج فی الحقیقة راجع الی الفعل المتولد والعرض دیکھئے عموم قدرت باری اور استغناء ذات واجب پر جو یہ خدشہ ہوتا تھا کہ خلق باری مثلاً ایجاد اعراض میں تحقق جواہر کی محتاج ہے اسکی وجہ سے حضرات اہل سنت نے یہ نہیں کیا کہ اس احتیاج کے قایل ہو جاتے یا عموم قدرت قدیمہ میں کسی تخصیص کو قبول فرما لیتے بلکہ یہ کیا کہ عموم مذکور اور استغناء معلوم کو علی حالہ رکھ کر اس احتیاج کو اعراض اور فعل متولد کی طرف راجع کیا بشرط تدبر و انصاف ان عبارات سے ہر سہ خدشہ مذکورہ کی بیخ کنی ہوتی ہے اہل معقول نے ما نحن فیہ جیسا فعل اکل و شرب کی وجہ سے قدرت باری کے عموم میں تخصیص کر لی تھی یا خلق و کسب کے تفاوت کی وجہ سے بعض افعال کو صراحۃ قدرت قدیمہ سے خارج کر دیا تھا ایسا ہی ضرور خلق افعال متولدہ اور اعراض میں ذات واجب کی احتیاج کے قایل ہو جاتے خیر اب بھی کچھ نہیں گیا مقتضائے ایمانی اور تقاضائے انصاف یہی ہے کہ بعد تنبیہ قبول حق میں چون و چرا نہ ہو مگر کیا عجب ہے جو بعض حضرات ہماری مخالفت کی وجہ سے فاضل چلپی اور شارح مواقف کی تردید پر کمر بستہ ہوں لیکن ہمارا اس میں کچھ نقصان نہیں ہمکو تو فقط یہی ظاہر کرنا مقصود ہے کہ یہ حضرات اپنے اجتہاد کے زور پر کسی بڑے کی بھی نہ چھوڑینگے اور بشرط توفیق الٰہی اس وقت ہم بھی انشاء اللہ ظاہر کر دینگے کہ فاضل چلپی اور شارح ممدوح کی کلام بلا غبار ہے اب یہ التماس ہے کہ مؤلف ثانی نے جو یہ تین اعتراض مولانا شہید کے استدلال اول پر وارد کئے تھے واقع میں سب کا خلاصہ یہی ہے کہ ایجاد و لیت کے بھروسہ پر طرح طرح سے عموم قدرت واجب میں خلل اندازی کی ہے جو مذہب اہل سنت کے مخالف ہے اور چند عبارات بطور نمونہ جو احقر نے نقل کی ہیں

Marfat.com

طالبان حق انشاء اللہ تعالیٰ اُن کو ملاحظہ فرما کر سمجھ لیں گے کہ عموم قدرت واجب ایسا مسئلہ مسلمہ اہل سنت ہے کہ کوئی ممکن ذاتی اور مقدور عبد اُس سے خارج نہیں ہو سکتا البتہ فرق باطلہ مثل نظامیہ و اسواریہ و بلخی وغیرہ نے شبہات عقلیہ کی وجہ سے عموم مذکور میں خلاف کیا ہے جسکو علماء سنت نے ہر طرح سے باطل فرمایا ہے پھر اس خوبی پر متبعان سنت کو مزداریہ بنایا جاتا ہے اور حضرت مولانا شہید جیسے کامل فی العلم والعمل کو خارج از اہل سنت سمجھا جاتا ہے واللہ المستعان اسکے بعد حضرت مولانا شہید رحمۃ اللہ علیہ نے جو دوسرا استدلال بیان کیا تھا جسکا خلاصہ یہ تھا کہ کمال (خوبی) اسی میں یہ ہے کہ باوجود قدرۃ علے الکذب متکلم اُس سے اجتناب کرے اور صدق کو اختیار کرے اور اس میں چنداں کمال نہیں کہ بوجہ مجبوری کلام کاذب کے صدور کی نوبت نہ آئی ورنہ اخرس وجماد اس خوبی کے اول مستحق ہونگے اسپر پروفیسر صاحب نے جو اعتراض کیا ہے اسکا ماحصل یہ ہے کہ قاعدہ مذکورہ یعنے تمدح مقدوریت کو مستلزم ہے اور درصورت عدم قدرت فاعل لائق مدح نہیں ہوتا غیر مسلم ہے کیونکہ درصورت تسلیم اول تو یہ خرابی لازم آئے گی کہ کلام نفسی کے صدق کی وجہ سے ذات باری قابل مدح نہ ہو ورنہ صدق کلام نفسی بھی مقدور باری ہوگا جس سے کلام نفسی کے کذب کو بھی ممکن کہنا پڑیگا علاوہ ازیں لا تاخذہ سنۃ ولا نوم اور قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد اور ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ سے بھی تمدح باری حاصل ہو سکیگا کیونکہ یہ جملہ امور غیر مقدور ہیں اور امام رازی اور قاضی عضد نے جو اپنی کلام میں یہی استدلال بیان فرمودہ حضرت شہید ذکر کیا تھا اُسکا ایک جواب تو فاضل ٹونکی نے یہ دیا ہے کہ یہ قاعدہ بنی آدم کے اوصاف کے ساتھ مختص ہے شان حق تعالیٰ میں جاری نہیں ہو سکتا اور دوسرا جواب یہ بیان کیا ہے کہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے استدلال مذکور بطریق جدل اور بارادہ الزام خصم بیان فرمایا ہے خود حضرت امام کا یہ مذہب نہیں کیونکہ معتزلہ کے مقابلہ میں خود امام نے استدلال مذکور کو چند مواقع میں باطل فرمایا ہے مثلاً معتزلہ نے آیات دالہ علی نفی الظلم سے یہ استدلال کیا ہے کہ ظلم مقدور باری ہے کیونکہ

Marfat.com

نفی ظلم کو حق تعالیٰ اپنی مدح کے موقع میں ذکر فرماتا ہے اور کسی فعل کا ترک اسی وقت
لائق مدح گنا جاتا ہے کہ جب فاعل با وجود حصول قدرت اسکو ترک کرے اس کے
جواب میں امام ممدوح نے آیۃ لا تاخذہ سنۃ ولا نوم کو ذکر فرما کر انکے استدلال
مذکور کو باطل کیا ہے تو اب اس سے ظاہر ہو گیا کہ امام نے استدلال مذکور بوجہ الزام علی المعتزلہ
ذکر فرمایا تھا اسکے بعد فاضل خیالی و فاضل لاہوری کی عبارت مؤلف ثانی نے اپنی تائید
میں نقل کی ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ حق یہی ہے کہ کسی شے کا فاعل ہے ممتنع الصدور
ہونا نفی تمدح کو مستلزم نہیں بلکہ امتناع مذکور سے تمدح میں مبالغہ ہو جاتا ہے تو اب مولانا
شہید کا استدلال مذکور سے کذب کو ممکن فرمانا غلط ہو گیا **اقول بحولہ** اس جملہ تقریر کا
خلاصہ یہ ہے کہ مولانا شہید نے جو عدم مقدوریۃ کذب کو منافی مدح فرمایا ہے اسپر مؤلف
مذکور نے دو اعتراض کئے ہیں اول یہ کہ اگر استدلال مذکور تسلیم کر لیا جاوے تو پھر صدق
کلام نفسی کو حق تعالیٰ کی مدح میں بیان کرنا درست نہ ہوگا کیونکہ صدق کلام نفسی واجب اور
اُس کا کذب ممتنع بالذات ہے مگر اسکا جواب تحقیقی تو یہی ہے کہ احقر بذریعہ عبارات متعددہ
معتبرہ یہ امر ثابت کر چکا ہے کہ کلام نفسی دو معنی میں مستعمل ہے اور جو اُن میں سے صفت
حقیقیہ ذاتیہ بسیطہ ہے اس میں نہ تو احتمال کذب اور نہ گنجایش صدق سو اُس کا ممتنع
الکذب بمعنی المعلوم ہونا مسلم مگر اس امتناع کذب سے وجوب صدق کا کوئی عاقل قائل
نہیں ہو سکتا اور معنی ثانی جسکو الفاظ کے لئے مدلول وضعی کہتے ہیں اُسکا صدق مقدور
باری ہے پھر اُسکی وجہ سے ذات واجب کو ممتنع التمدح کہنا کیونکر لازم آسکتا ہے اور
اگر ہم دعوے مؤلف کو تسلیم کر لیں اور صدق کلام نفسی کو واجب بالذات اور غیر مقدور
باری تعالیٰ فرض کر لیں تو پھر بھی صدق مذکور کے ساتھ تمدح جائز ہونے سے انشاء اللہ
... پر انشاء اللہ کوئی خدشہ نہیں ہو سکتا چنانچہ تفصیل اُس کی دوسرے امر کے جواب
میں عرض کرونگا۔ دوسرا اعتراض کا خلاصہ یہ ہے کہ اس صورت میں ایک خرابی
... تسلیم کر کے لا تاخذہ سنۃ ولا نوم وغیرہ نصوص مذکورہ کو محل مدح باری
... ذکر کرنا جائز نہ ہوگا کیونکہ اُن میں امور غیر اختیاریہ موجود ہیں وھو باطل بالبداہۃ

Marfat.com

سو اسکا جواب تحقیقی یہ ہے کہ تنزیہات باری تعالیٰ جنکو صفات سلبیہ بھی کہتے ہیں جو غیر متناہی ہونے کے تین اقسام ہی میں منحصر ہیں کیونکہ مرجع اس سلب کا یا ذات واجب تعالیٰ ہوگی یا صفات ہونگی یا افعال چنانچہ امام فخر الملۃ والدین اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں اقسام السلوب بحسب الذات وبحسب الصفات وبحسب الافعال غیر متناهیۃ۔ ادھر یہ امر بھی مسلمات بدیہیہ سے ہے اور احقر بھی مقدمہ میں عرض کرچکا ہے کہ امور ثلثہ مذکورہ میں سے ذات وصفات واجب تعالیٰ تو قدرت قدیمہ سے خارج اور ضروری الوجود ہیں لیکن افعال واجب البتہ مخلوق ومقدور ہیں اور یہ امر بھی واجب التسلیم ہے کہ جیسے احد النقیضین کے وجوب سے نقیض آخر کا امتناع اور امتناع سے وجوب ثابت ہوتا ہے اسی طرح پر امکان احد النقیضین ثانی کے امکان ومقدوریۃ کو مستلزم ہے تو اب یہ امر محقق ہوگیا کہ جمیع سلوب راجع الی الذات یا الی الصفات ہمیشہ واجب بالذات ہونگے یا ممتنع اور جن سلوب کا مرجع افعال باری ہونگے وہ ضرور ممکن بالذات اور مقدور ہونگے وجوب امتناع ذاتی کی گنجایش نہ نکلیگی البتہ امتناع غیری چونکہ امکان ذاتی کے منافی نہیں اُسکا تحقق ہوسکتا ہے اس عرض کے بعد انشاء اللہ ہر منصف فہیم سمجھ جائیگا کہ سلوب راجعہ الی الذات میں جیسے انہ تعالیٰ لیس بجوہر و لا جسم اور سلوب راجعہ الی الصفات میں مثلاً وما اللہ بغافل عما تعملون اور وما کان ربک نسیا جسکا مرجع صفۃ علم ہے یا وما مسنا من لغوب اور وما نحن بمسبوقین جسکا مرجع صفت قدرت ہے تمدح ذات باری اس پر موقوف ہوگا کہ سلوب مذکورہ کو غیر مقدور کہا جائے اور ان سلوب کو واجب الثبوت اور اُن کے نقائض کو ممتنع الثبوت بہ نسبت الی ذات الواجب مانا جائے ورنہ در صورت تسلیم امکان علم وقدرت وغیرہ صفات کا سلب ذات واجب سے ممکن ہوگا وہو باطل اور سلوب راجعہ الی الافعال جیسے وما خلقنا السموت والارض وما بینہما باطلا اور وما خلقنا السموت والارض وما بینھما لاعبین اور افحسبتم انما خلقنکم عبثا اور ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین وغیرہا

Marfat.com

تمدح مذکور جبھی حاصل ہوگا کہ ان مسلوب کے مقدور باری اور ممکن بالذات ہونے کا
اقرار کیا جائے ورنہ امکان سلب قدرۃ عن الممکنات لازم آئیگا اور مدح واجب تعالیٰ
اور توصیف ممکنات سب میں یہی قاعدہ جاری ہے چنانچہ زید شریف النسب یا
جمیل الوجہ میں مدح اسی کو مقتضی ہے کہ یہ اوصاف بالتخلف و ممتنع الزوال اس میں
موجود ہوں اگر یہ ممتنع ایسا نہ پایا گیا تو بجائے مدح ذم کا مستحق ہوگا اور فلان یعطی الجزایل
یا حلیم یا صادق اسی صورت میں داخل مدح ہوگا جب افعال مسطورہ بالاختیار اس
سے صادر ہوں۔ بالجملہ اہل فہم کو اس قاعدہ بدیہی کا ملحوظ رکھنا ضرور ہے اور کلام علما بھی
اسکی طرف مشیر ہے آخر یہ بات تو کوئی عاقل نہیں کہہ سکتا کہ تمدح ہر حال میں مقدوریۃ
یا عدم مقدوریۃ کو مقتضی ہے ہم بالبداہۃ دیکھتے ہیں کہ مواقع کثیرہ میں توصیف افعال اختیاریہ
کی وجہ سے کی جاتی ہے اور بہت جگہ امور غیر اختیاریہ منشاء مدح ہو رہے ہیں اور کہیں
مقدوریۃ خلاف مدح سمجھی جاتی ہے اور کہیں عدم مقدوریۃ پھر اس اختلاف کی کیا وجہ ہے
لا تاخذہ سنۃ ولا نوم وغیرہ میں تمدح امتناع کو مقتضی ہے تو لاریب بکم
العسر اور لا یضیع اجر المحسنین اور لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا میں تمدح
مقدوریۃ پر موقوف ہے ہاں جو صاحب مطلقاً تمدح باری کو امتناع پر موقوف فرمانے
لگیں وہ ان نصوص میں بھی امتناع کے قائل ہو جائیں تو عجب نہیں جب یہ قاعدہ
معلوم ہو چکا تو اب کذب متنازع فیہ اور امثالہ مزعومہ صاحب عجالہ کو بنظر انصاف دیکھنا
ضرور ہے کہ کون کس نوع میں داخل ہے تاکہ یہ بات محقق ہو جائے کہ خدا مد حضرت مولانا
شہید رحمۃ اللہ علیہ کا استدلال حق ہے یا فاضل ٹونکی کا اعتراض بجا ہے سو اول تو ملحوظ
رہے کہ لا تاخذہ سنۃ ولا نوم کو پیش کیا ہے مگر عقلا اور نقلا یہ امر [illegible]
کہ سلب سنہ اور سلب نوم جو اس آیت میں مذکور ہے [illegible] علم ہے
[illegible] نوم جو مستلزم غفلت ہے اضداد علم میں محسوب ہے کہ حسب قاعدہ معروضہ
[illegible] ضروری الصدق ہوگا اور ان کا غیر مقدور ہونا لازم [illegible] تسلیم کیا جائیگا - بلکہ
[illegible] کے موافق تمدح یہاں عدم مقدوریۃ نوم کو مقتضی ہوگا اور امام رازی فرماتے ہیں

Marfat.com

اما ما یکون من باب اضداد العلم فاقسام احدها نفی النوم قال تعالیٰ لا تاخذہ سنۃ و لا نوم تو جب عقل و نقل اس امر پر شاہد ہے کہ نوم ضد علم ہے تو اب سلب مذکور کا مرجع صفت علم کو کہا جاویگا اور حسب عرض سابق اسکی عدم مقدوریت مسلم ہے پھر اسکی عدم مقدوریت سے استدلال مذکور پر اعتراض کرنا فرق مذکور کے معلوم نہ ہونے کا ثمرہ ہے دوسرا شاہد مؤلف مذکور نے سورۂ اخلاص کو پیش کیا ہے جس میں لم یلد ولم یولد ولم یکن له کفوًا احد صفات سلبیہ مذکور ہیں مگر اوسکے التفات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان ہر سہ صفات کا مرجع صفت وحدت ہے واما السلوب العائدۃ الی صفۃ الواحدۃ وھو مثل نفی الشرکاء والاضداد والانداد فالقرآن مملو منہ امام رازی کا ارشاد ہے اسلئے اُن کی عدم مقدوریت سے بھی ہم پر کوئی الزام عائد نہیں ہو سکتا بلکہ حسب قاعدہ معروضہ یہاں بھی کمال تمدح عدم مقدوریت کو مستلزم ہے تیسرا شاہد آیۃ ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ ہے مگر اول تو یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ آیت مذکورہ میں ظلم کون سے معنی میں مستعمل ہے جاننے والے جانتے ہیں اور احقر بھی مقدمہ کتاب میں عرض کر چکا ہے کہ لفظ ظلم دونو معنوں میں مستعمل ہوتا ہے اول تصرف فی ملک الغیر جسکو ظلم حقیقی بھی کہتے ہیں دوسرے ضد عدل یعنی فعل ما لا ینبغی و ترک ما ینبغی جیسے تعذیب طائع یا کسی کے حسنات کو ناقص اور معاصی کو زاید کر دینا جسکو صورۃً اور مجازاً ظلم سے تعبیر کرتے ہیں سو اگر آیت مذکورہ میں ظلم سے معنی ثانی مراد لئے جائیں چنانچہ ارشاد آینہ وان تک حسنۃ یضعفھا الخ اور ذوق سلیم اس پر شاہد ہے اور علماء تفسیر مثل قاضی بیضاوی و صاحب معالم التنزیل و مدارک و ابو سعود و خفاجی و قنوی وغیرہم نے اسی معنے کو اختیار فرمایا ہے تو اب تو آیت مذکور کو پیش کرنے سے کوئی نفع معلوم نہیں ہوتا مقدمہ کتاب میں ثابت ہو چکا ہے اور نیز مسلم جمیع اہل سنت ہے کہ ظلم بالمعنی الثانی مقدور باری ہے طایفہ معتزلہ جو کہ وجوب عدل کے قایل ہیں وہ البتہ ظلم مذکور کے امتناع کے قایل ہونگے متبعین طریقہ سنت میں سے ایسا کون ہوگا جو تعذیب طائع یا نقصان ثواب یا نفی العقاب کی عدم مقدوریت اور

امتناع کا قایل ہو اور اگر ان وجوہ سے قطع نظر کرکے آیتہ مذکورہ میں ظلم بمعنی الاول مراد لیا جائے تو اسکا نسبت الی الباری غیر منصور لوقوع ہونا مسلم مگر سب جانتے ہیں کہ اسکے امتناع کی علت ملک جناب باری ہے جسکو صفت لازم مرذات واجب اور خاصہ مختصہ کون عالم کہنا چاہئے۔ الحاصل ظلم بالمعنی الاول سکے امتناع کی وجہ یہی ہے کہ اسکا مرجع صفت ملک اور تکوین ہے تو اب جیسا بوجہ لا تاخذہ سنة ولا نوم وغیرہ ہم پر کوئی الزام بوجہ عدم مقدوریت نوم واقع نہیں ہوسکتا تھا ایسے ہی آیت ان اللہ لا یظلم کی بنا پر بوجہ عدم مقدوریت ظلم بالمعنی الاول ہمارے مطلب میں کوئی خلل نہیں ہوسکتا اور تقاریر سابقہ سے بشرط تامل ظلم بالمعنے الاول کے ممتنع ہونے کی مفصل کیفیت سمجھ میں آسکتی ہے بالجملہ قاعدہ معروضہ احقر کے بعد یہ امر ظاہر ہے کہ مولف عجالہ نے جو آیات اپنے اثبات مدعا کے لئے ذکر فرمائی تھیں اُن سے کوئی خلل استدلال مرموز مولانا شہید رحمۃ اللہ علیہ میں نہیں آسکتا کما مر مفصلاً اور نقل آیات کے بعد مولف مذکور نے اپنی تائید مطلوب میں فاضل خیالی اور فاضل لاہوری کی کلام بھی نقل کی ہے چنانچہ فاضل اول کی یہ عبارت ہے ولحق ان امتناع الشیٔ لا یمنع التمدح بنفیہ اذ قد ورد التمدح بنفی الشریک واتخاذ الولد الخ مگر جیسا مولف عجالہ قاضی عضد اور سید سند کے مقابلہ میں جو کہ اس بارہ میں مولانا شہید کے موافق ہیں لردہ شاھد الایات فرمارہے ہیں ایسا ہی ہم بھی فاضل خیالی کی عبارت مذکور کے جواب میں بیردہ بداھة العقل عرض کرسکتے ہیں حالانکہ مؤلف مذکور کا یہ کہنا بے اصل تھا کما مر اور انصاف سے دیکھئے تو فاضل خیالی کی عبارت مولانا شہید کی مخالف ہی نہیں جو کسی کے ذمہ جوابدہی ضرور ہو کیونکہ حسب بیان سابق مولانا شہید کا یہ مطلب ہے کہ افعال کا امتناع تمدح کے منافی ہے یہ مطلب نہیں کہ امتناع مطلقاً خواہ صفات میں ہو یا افعال میں ہو منافی تمدح ہے جسکا حاصل ایجاب جزئی ہوتا ہے اور فاضل خیالی کے ارشاد کا بشرط انصاف یہ خلاصہ ہے کہ امتناع شئے ہر ایک محل میں منافی تمدح نہیں جس کا حاصل سلب جزئی ہے یہی وجہ ہے جو دلیل میں اذ قد ورد الخ فرمارہے ہیں جس کا مفاد

ایجاب جزئی یعنی نقیض سلب کلی ہے اور جب یہ امر محقق ہو گیا کہ مولانا شہید کا مقصد ایجاب جزئی اور فاضل ممدوح کا مطلوب سلب جزئی ہے تو دونوں قول میں منافات وتعارض ہی نہ ہوا جو کسی کو تکلیف جواب سر دھرنی پڑے اور فاضل لاہوری کا ارشاد جو مؤلف نے پیش کیا ہے یہ ہے الحق ان امتناع الشیٔ لا یمنع التمدح بنفیہ اذا کان من صفات النقص بل الامتناع یدل علی کمال المدح فانہ اذا کان المنفی من صفات النقص فکلما کان النفی اقوی کان التمدح اقوی انتہی۔ سو اسکے دو جواب تو بعینہ وہی ہیں جو ابھی استدلال اول کے ذیل میں عرض کر چکا ہوں اسکے سوا عبارت مذکورہ سے بشرط فہم یہ معلوم ہوتا ہے کہ فاضل لاہوری بحمد اللہ بالکل ہمارے ہم زبان ہیں اور قضیہ امتناع الشیٔ لا یمنع التمدح بنفیہ کو جو مؤلف مذکور کا عین مقصود ہے صفات کے ساتھ مخصوص فرما رہے ہیں چنانچہ جملہ اذا کان من صفات النقص اسپر شاہد ہے اور قوت نفی سے تمدح کا اقوی ہونا بھی اسپر دال ہے جملہ مذکورہ سے اخراج افعال منظور ہے ورنہ در صورت تعمیم اس قید زاید کی کیا حاجت تھی اور یہ مطلب ہے کہ نفی صفات صورت نقص کی صورت میں کمال مدح اسی کو مقتضی ہے کہ نفی اقوی یعنے صفت منفی ممتنع الصدور ہو اور یہی بعینہ ہمارا مطلب ہے لیکن افعال کو اسپر قیاس نہیں کر سکتے جو حضرات افعال میں بھی یہی قاعدہ جاری فرماویں ان کو کوئی استدلال لایق اعتبار پیش کرنا چاہیئے فاضل لاہوری کے ارشاد سے تو افعال کا حال حسب مدعاے مؤلف ثابت نہ ہوا اور جب یہ خیال کیا جاوے کہ فاضل لاہوری یہ مضمون فاضل خیالی کی شرح کلام میں فرما رہے ہیں تو یہ بات مانئی پڑتی ہے کہ فاضل لاہوری بھی کلام خیالی کا وہی مطلب سمجھے جو ہم عرض کر آئے ہیں وہو المطلوب جب یہ امر ظاہر ہو چکا کہ مؤلف عجالہ نے جو باستشہاد آیات و استمداد عبارات حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ کے استدلال پر خدشہ وارد کیا تھا وہ بحمد اللہ بے اصل نکلا تو اس کے بعد یہ مناسب ہے کہ حضرت امام رازی اور قاضی عضد رحمۃ اللہ علیہما نے جو اپنی تصنیفات میں استدلال مرقومہ مولانا شہید بیان کیا ہے اور اس کے جوابات مؤلف عجالہ نے دیے ہیں

Marfat.com

اُن کی کیفیت بھی مدیہ ناظرین کی جاوے اس لئے عرض ہے کہ بحث عصمت انبیا
علیہم السلام میں جو امام رازی اور قاضی عضد نے استدلال مذکور پیش کیا ہے اُسکا
جواب تو مولف مذکور یہ دیتے ہیں کہ امتناع کا منافی تمدح ہونا امور متعلقہ بنی آدم میں ہے
شان خالق عالم میں یہ قاعدہ جاری نہیں مگر اول تو یہ دعوے محض بے دلیل ہے وجہ
فرق کوئی معلوم نہیں ہوتی علاوہ ازیں یہ امر شاہد ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ کی مدح میں جیسا
مقدورات و ممتنعات دونوں حسب موقع معلوم بیان کئے جاتے ہیں بعینہ اسیطرح
مدح بنی آدم میں امور اختیاریہ و غیر اختیاریہ بلا نکیر مذکور ہوتے ہیں مگر یہ یاد رہے کہ اختیار
و عدم اختیار بہ نسبت ممدوح مراد ہے ایسا نہ ہو کہ ممدوح تو انسان ہو اور اختیار و عدم اختیار
بہ نسبت واجب تعالیٰ لے لیا جاوے چنانچہ ارشاد امام و قاضی عضد درباره عصمت
انبیا علیہم السلام میرے مدعا پر شاہد عدل ہے جسکو خود مولف ثانی نقل فرما رہے ہیں
بالجملہ امام رازی و قاضی عضد کے کلام کی یہ توجیہ کرنی خلاف واقع اور بے اصل ہے
توجیہ واقعی وہی ہے جو احقر عرض کر چکا ہے اور بحث رویت میں جو حضرت امام نے
بھی استدلال بیان فرمودہ مولانا شہید تحریر فرمایا ہے اُس کے جواب میں مؤلف
ثانی یہ فرماتے ہیں کہ خود امام کا یہ مذہب ہرگز نہیں۔ بلکہ بطریق الزام و جدل معتزلہ
کے مقابلے میں استدلال مذکور پیش کیا ہے اور الزامی ہونے کا قرینہ یہ ہے کہ بحث
علم میں خود امام بشہادۃ ارشاد لا تاخذہ سنۃ ولا نوم استدلال مذکور کی
تضعیف فرما رہے ہیں مگر اس جواب کو وہ شخص کہ جس نے کلام امام کو مطالعہ نہ کیا ہو
شاید درست سمجھ لے اور جس نے کلام امام کو بنظر فہم ملاحظہ کیا ہو گا وہ انشاء اللہ کبھی
استدلال مذکور کے الزامی ہونے کا قایل نہ ہو گا۔ امام نے مبحث رویت جناب
باری میں استدلال مذکور کو مواقع متعددہ میں مدلل بیان کیا ہے جس سے صاحب
فہم بالبداہتہ کہہ سکتا ہے کہ عندالامام امتناع فعل تمدح کو مانع ہے جسکا دل چاہے
دیکھ لے منجملہ کے ایک موقع پر ضمن تقریر میں فرماتے ہیں وتمام التحقیق فیہ
انہ تعالیٰ لو کان فی نفسہ بحیث یمتنع رویتہ فحینئذ لا یلزم من عدم

رویته مدح وتعظیم للشی اما اذا کان فی نفسه جایز الرویة ثم انه قدر علی حجب الابصار عن رویته وعن ادراکه کانت هذه القدرة الکاملة دالة علی المدح والعظمة الخ دوسری جگہ فرماتے ہیں ثم نقول ان النفی یمتنع ان یکون سببًا لحصول المدح والثناء وذلک لان النفی المحض والعدم الصرف لایکون موجبا للمدح والثناء والعلم به ضروری بل اذا کان النفی دلیلا علی حصول صفة ثابتة من صفات المدح والثناء قیل بان ذلک النفی یوجب المدح ومثاله ان قوله لا تاخذه سنة ولا نوم لایفید المدح نظرا الی هذا النفی فان الجماد لا تاخذه سنة ولا نوم الا ان هذا النفی فی حق الباری تعالی یدل علی کونه تعالی عالمًا بجمیع المعلومات ابدا من غیر تبدل ولا زوال وکذلک قوله وهو یطعم ولا یطعم یدل علی کونه قائما بنفسه غنیا فی ذاته لان الجماد ایضا لا یاکل ولا یطعم اذا ثبت هذا فنقول قوله لا تدرکه الابصار یمتنع ان یفید المدح والثناء الا اذا دل علی معنی موجود یفید المدح والثناء وذلک هو الذی قلناه فانه یفید کونه تعالی قادرًا علی حجب الابصار ومنعها عن ادراکه ورویته انتہی صاحبان فہم سلیم ملاحظہ فرمالیں کہ امام کے یہ بیانات مدلل استدلال مذکور کے الزامی ہونے پر دال ہیں یا تحقیقی ہونے پر حضرت امام تو بالتصریح اس استدلال کو تحقیق تام اور بدیہی فرما رہے ہیں باوجود اسکے پھر اُس کو الزام وجدل کہنا قصہ تعجب خیز ہے اس سینہ زوری کا تو یہ جواب ہے کہ امام نے مسئلہ رویت اور بیان عصمت میں جو کچھ فرمایا ہے بطریق تحقیق فرمایا ہے اور مبحث ظلم میں جو ارشاد کیا ہے وہ بطور الزام ارشاد کیا ہے کیونکہ جب امام کے دو قول مخالف ہوئے تو کسی خاص قول کو بلا دلیل الزامی کہنا کب قابل تسلیم ہو سکتا ہے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دوسرا قول الزامی ہو دوسرے قول امام و یمدح بانه لا تدرکه الابصار ولم یدل ذلک عند المعتزلة علی انه یصح ان تدرکه الابصار جس کو خود مولانا

ثانی نقل کرتے ہیں اس مدعی پر دال ہے تو اب بروے انصاف اگر احد القولین
کے الزامی بنانے کی ہی ٹھیرے تو پھر اسی قول کو الزامی بنانا مناسب ہے اور ہم سے
پوچھئے تو ہم تو یہی عرض کرینگے کہ حضرت امام کے کسی قول کو الزامی کہنے کی ضرورت
نہیں بلکہ حسب قاعدہ معروضہ سابق عصمت انبیا علیہم السلام اور رویت جناب
باری کا مرجع چونکہ ذات و صفات نہیں اسلئے اُن کی امتناع کو حضرت امام منافی تمدح
فرمارہے ہیں اور ثبوت ولد اور نوم اور ظلم حقیقی کا مرجع چونکہ صفات کمالیہ ہیں اسلئے
وہاں امتناع کو منافی تمدح نہیں فرماتے بلکہ کمال تمدح یہاں امتناع ہی کو مقتضی ہے
تو اس صورت میں ہر دو قول بجاے خود صحیح قابل تسلیم اور سراسر موافق قول حضرت
مولانا شہید ہیں والحمد للہ اور مولف کا یہ کہنا کہ قول امام اور قول قاضی عضد کی اگر
یہ توجیہہ نہ کی جائے گی تو بوجہ مخالفت ارشاد لا تاخذہ سنۃ ولا نوم وغیرہ
ہر دو قول مردود ہونگے کسی طرح قابل قبول نہ رہا اور استدلال مولانا شہید پر مؤلف
ثانی نے جو کلام نفسی کی وجہ سے الزام لگایا تھا جسکا جواب تحقیقی مذکور ہو چکا ہے
اب اگر ہم کلام نفسی کے صدق کو واجب اور اُس کے خلاف کو ممتنع بھی مان لیویں تو
بھی کوئی خدشہ لازم نہیں آتا اور کسی طرح ہمارے قاعدہ کے موافق یہ امتناع منافی
تمدح نہیں ہو سکتا کیونکہ کلام نفسی داخل صفات حقیقیہ ہے اور کلام لفظی داخل افعال
ہے کما مر آنفا اسلئے اول صورت میں امتناع منافی تمدح نہ ہوگا البتہ صورت ثانیہ
میں حسب بیان سابق امتناع منافی تمدح سمجھا جائیگا وہو المطلوب۔ ان جملہ امور کے
بعد بحمد اللہ ہمارا مدعا باحسن وجوہ ثابت ہو چکا اور جملہ خدشات مخالفین کی جوابات
معلوم ہو گئے اسلئے ہر چند ہم کو تائید مدعا کے لئے کسی دلیل کی حاجت نہیں لیکن
تبرکا جاوت اطمینان کے لئے دو چار حوالہ معتبرہ عرض کئے دیتا ہوں تاکہ استدلال مرحوم
حضرت مولانا کی تصدیق ہیں اور نیز اہل انصاف اور متوسط الفہم کو بھی تامل باقی نہ رہے
محقق دوانی شرح عقاید جلالی میں فرماتے ہیں وما یتا من التمدح لیس فیہ دلیل
علی مطلوبهم بل هو حجة لنا لانه لو امتنع الرؤية لم يكن فيه مدح

انما تمدح للمتمنع المعتز حیث لا یریٰ فی الدنیا انتہی علی ھذا
القیاس قاضی عضد اور سید السند دونوں صاحب فرماتے ہیں بل فیہ الحجۃ علی
صحۃ الرؤیۃ لانہ لو امتنعت رؤیتہ لما حصل المدح بنفیہا عنہ اذ لا
مدح للمعدوم بانہ لا یریٰ حیث لم یکن لذلک وانما المدح فیہ
فی عدم الرؤیۃ للمتمنع المعتز بحجاب الکبریاء کما فی الشاہد انصاف
سے دیکھ لیجئے کہ علامہ دوانی اور قاضی صاحب اور سید صاحب وہی فرما رہے ہیں
جو مولانا شہید نے فرمایا تھا اور صاحبان فہم سلیم کو اس عبارت سے یہ بھی معلوم
ہوجائیگا کہ فاضل ٹونکی نے جو یہ فرمایا تھا کہ قاضی عضد اور سید صاحب جو امتناع
کو منافی تمدح کہتے ہیں یہ تمدح انسانی کے ساتھ مخصوص ہے تمدح باری میں یہ قاعدہ
نہیں یہ توجیہ خود ہر دو حضرات کے ارشاد کے مخالف ہے دیکھئے ارشاد کما فی الشاہد
اس امر پر شاہد ہے تو قطع نظر اس سے کہ یہ فرق غلط ہے کما مر یہ دوسری خرابی ہے
کہ خود ہر دو صاحب اسکے خلاف کی تصریح فرما رہے ہیں توجیہ الکلام بما لا
لا یرضی بہ قائلہ اسی کا نام ہے علاوہ ازیں مقاصد و شرح عقائد نسفی میں بعینہ
یہی استدلال موجود ہے اور سنئے علامہ شہاب الدین خفاجی فرماتے ہیں قال المحقق
ھو لا یفعل الظلم لمنافاتہ الحکمۃ لا المقدرۃ لان الظاہر من قولنا
فلان لا یفعل کذا فی الافعال التی ھی اختیاریۃ فی نفسہا وانہ ترکہ
باختیارہ والقادر علی الترک قادر علی الفعل والتمدح بترک الفعل الاختیاری
لا یکون الا حیث یمکن فعلہ بخلاف غیر الاختیاریۃ مثل لا تاخذہ
سنۃ ولا نوم فان التمدح بتنزھہ عنہ وعدم اتصافہ بہ مبناہ علی
ان مدلول الکلام الترک لا عدم الاتصاف انتہی اس عبارت سے چند امور
ہمارے مفید مدعا ثابت ہوتے ہیں اول ظلم غیر حقیقی کا مقدور ہونا دوسرے افعال
غیر اختیاری کا منافی تمدح ہونا جو مقصود بالبیان ہے تیسرے یہ کہ یہ قاعدہ امور اختیاریہ
یعنی افعال میں جاری ہے امور غیر اختیاریہ یعنی صفات کمالیہ میں معتبر نہیں چنانچہ

ارشاد و التمدح بترک الفعل الاختیاری الخ بشرط فہم اسپر دال ہے اور یہ وہی قاعدہ ہے جو احقر اوپر عرض کرچکا ہے کہ دربارہ تمدح افعال وصفات میں باہم فرق ہو افعال میں اگر امتناع تمدح کے منافی ہے تو صفات مذکورہ میں زیادتِ تمدح کا باعث ہے باقی رہا یہ امر کہ اکثر علماء نے استدلال فرمودہ حضرت مولانا مسئلہ رویتہ باری میں بیان کیا ہو تاوقتیکہ رویتہ کا داخل افعال ہونا ثابت نہ ہو اسوقت تلک اس موقع میں اس استدلال کی صحۃ مسلم نہیں ہوسکتی تو بروے انصاف ہمکو اس قصہ سے کیا مطلب۔ ہمارا مدعا تو فقط یہ تھا کہ افعال میں عدم اختیاریتہ منافی تمدح ہے اور کلام لفظی کا داخل افعال ہونا مکرر ثابت ہوچکا ہے باقی رویتہ مبحوث عنہا ہماری طرف سے کچھ ہو داخل افعال ہو یا صفات ہمارا ثبوت مدعا اسپر موقوف نہیں لیکن استحساناً ہم اس امر کو بھی طے کئے دیتے ہیں شارح مقاصد فرماتے ہیں ودفع بان امتناع الزوال انما ھو فیما یرجع الی الذات والصفات واما ما یرجع الی الافعال فقد یزول بحدوثہا والرویۃ من ھذا القبیل فقد یخلقہا اللہ فی العین وقد لا یخلق انتہی یہی بعینہ علامہ چلپی کہتے ہیں والجواب ان ذلک فیما یرجع الی الصفات والتمدح بنفی الرویۃ یرجع الی التمدح بخلق ضدھا و ہو من قبیل الافعال کما ان خلق الرویۃ ایضا منہا اہل فہم کو اسی قدر کافی ہے اور ہر دو صاحبوں کا ارشاد بشرط انصاف فرق صفات وافعال معروضہ احقر پر دال ہے بالجملہ بشہادۃ عقل ونقل یہ امر محقق ہوگیا کہ افعال میں امتناع منافی تمدح ہے اور صفات میں یہ امتناع تمدح کے معارض نہیں اور کذب کلام لفظی اور رویتہ باری چونکہ داخل افعال ہیں اس لئے اُن کے سلب کے ساتھ کسی کی مدح کرنا مثبت امکان اور منافی امتناع ہوگا اور سلب نوم وغیرہ چونکہ معدود فی الصفات ہیں اسلئے مثبت امکان و منافی امتناع نہ ہونگے یہی وجہ ہے کہ علماء کلام وغیرہ نے امتناع کو منافی تمدح علی العموم نہیں فرمایا بلکہ جہاں یہ استدلال بیان کیا ہے رویتہ وغیرہ کسی فعل کے ساتھ مقید کرکے بیان کیا ہے چنانچہ عبارات مرقومہ بالا اس پر شاہد ہیں لیکن

Marfat.com

پروفیسر صاحب نے غالباً بوجہ غفلت یا بوجہ تغافل اس قاعدہ کو عام طور پر بیان کیا چنانچہ اُن کی عبارت بجنسہ یہ ہے ان تمدح الشی بالشی لا یصح الا اذا کان مما لصندہٖ وقادرًا علیہ سو اس قاعدہ کو عام سمجھنا اور پھر اسکو آیات و کلام علماء کے مخالف کہنا اسکا الزام اُن کے ذمہ ہے مولانا شہید کے استدلال اور ہمارے مدعا کو اس سے کوئی ضرر نہیں مگر مجھ کو اہل زمانہ کی انصاف پرستی سے یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ اول تو عبارات منقولہ کی تغلیط پر کمر باندھینگے اور تطبیق کا خیال ہوگا تو جملہ عبارات مذکورہ کو ایک طرف سے جواب الزامی پر محمول کرنے کا حکم لگا دیا جائیگا مگر ان اکابر کی تغلیط کی وجہ بجز اسکے اور کوئی سمجھ میں نہیں آتی کہ یہ جملہ حضرات اس بارہ میں حضرت مولانا شہید کے ہمزبان ہو رہے ہیں اسلئے کچھ عجب نہیں کہ بوجہ مخالفت حضرت مولانا بداہتہ عقل و ارشادات اکابر کو بے تکلف پس پشت ڈالا جاوے چنانچہ ہر دو رسالوں کے ملاحظہ سے یہ امر معلوم ہوتا ہے کہ جب علماء اعلام کی کلام اُنکے خلاف ہوتی ہے تو بے تکلف بلا وجہ وجیہہ اُسکی تغلیط کی جاتی ہے اور اگر حسن اتفاق سے تطبیق دی جاتی ہے تو جو قول مخالف معلوم ہوتا ہے بلا دلیل معتبر اُسکو الزام جدل پر محمول فرمایا جاتا ہے اور بزور معقول اُسکے الزامی ہونے پر کوئی قرینہ بھی بیان کر دیا جاتا ہے یہی امر مولف اول نے کلام سید شریف میں پہلے بیان فرمایا تھا اور مولف ثانی نے کلام قاضی عضد اور سید شریف میں یہاں ارشاد فرمایا ہے۔ پھر اس خوبی پر اس بے باکی کو ملاحظہ فرمائیے کہ پروفیسر موصوف آیت لا تاخذہ سنۃ ولا نوم وغیرہ اپنے استدلال میں تحریر فرما کر مولانا شہید اور اُن کے موافقین پر کہ جن میں سید شریف اور قاضی عضد اور امام رازی اور علامہ سعدالدین اور محقق دوانی وغیرہ رحمۃ اللہ علیہم سب شامل ہیں بطور تعریض آیت ولقد انزلنا الیک آیات بینات وما یکفر بہا الا الفاسقون نقل فرما رہے ہیں ان گستاخیوں کے مقابلہ میں حکایۃ للاصفیا جو کچھ ان صاحبوں کو کہا جائے بروئے انصاف تھوڑا ہے مگر ہمارے حوصلہ کو دیکھئے کہ ہم ایسے امور کے جواب میں حسب ارشاد خداوندی سلام علیکم

Marfat.com

لا نبتغی الجاهلین ہی پر قناعت کرتے ہیں اور بوجہ اخوت اسلامی تنبیہاً عارف کا شعر سُنائی دیتے ہیں۔ شعر گنج قارون کہ فرو میرود از قعر ہنوز + خوانده باشی کہ ہم از غیرت درویشان است + فقط

اب قابل اظہار یہ امر ہے کہ ہم نے ضمن مقدمات و تمہید کتاب و ذیل تقریرات میں یہ بیان کیا ہے کہ کلام لفظی اہل سنت کے نزدیک حادث و مخلوق ہے مگر صاحب تنزیہہ و مولف عجالہ شد و مد کے ساتھ اسکے منکر ہیں اور بجائے حدوث کلام لفظی کی قدیم و غیر مخلوق ہونے کے مدعی ہیں بالخصوص مؤلف ثانی نے اس امر میں بہت سعی و جانفشانی کی ہے اگر بحث مذکور کو اُن کے رسالہ کا لُب لباب اور جزو اعلیٰ کہا جائے تو درست ہے مؤلف اول نے تو صاحب مواقف اور انکی تبعیت میں شارح عقاید کو اور میر سید شریف ہی کو اپنا طرفدار کہا ہے مگر مولف ثانی نے بزور بلکہ معقول حضرت امام ابوحنیفہ و حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعن آبائہ الکرام اور امام محمد اور امام احمد حنبل اور شیخ داود طائی اور ابوالحسن اشعری اور محمد بن عبد الکریم شہرستانی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ اور جملہ سلف صالحین کا مذہب یہی قرار دیا ہے اور فقط اسیقدر پر اکتفا نہیں کیا بلکہ بعض قرائن و شواہد عقلیہ سے بھی قدم کلام لفظی کو مدلل کرنے میں سعی کی ہے اور ہم اس امر کے مدعی ہیں کہ صاحب مواقف کی عبارت کا اگر یہی مطلب لیا جائے جو بظاہر مفہوم ہوتا ہے اور جو ہر دو مؤلف سمجھے ہیں تو انشاء اللہ متاخرین و متقدمین علماء معتبرین اہل سنت میں سے کوئی بھی اُن کا موافق نہ نکلیگا سو اول تو بحث معلوم یعنے حدوث و قدم کلام لفظی کو ثبوت امکان و امتناع کذب معلوم میں مداخلت تامہ اسکے سوا ہم میں اور ہر دو صاحبان معقول میں یہ اختلاف عظیم کہ وہ جمہور سلف صالحین اور اعلام موصوفین کو کلام لفظی جناب باریتعالیٰ کے قدم کا قائل بتلاتے ہیں اور ہمارے نزدیک اُو حضرات تو درکنار صاحب مواقف بھی بنظر غور انشاء اللہ ہمارے ہی موافق نظر آتے ہیں اسلئے اہل فہم کی خدمت میں یہ عرض ہے کہ بحث مذکور کو بنظر غور و انصاف ملاحظہ فرمائیں اور کسی قدر طول سے نہ گھبرائیں ہم مؤلف ثانی کے شکر گذار

ہیں کہ اُنہوں نے اپنے حوصلہ کے موافق نقلیات وعقلیات کے جمع کرنے میں کف
اول کی طرح کوتاہی نہیں فرمائی یہ اُن کی عرقریزی ہی کا ثمرہ ہے کہ اول دعوے عظیم
کر کے اسکے بعد چند عبارات وقراین بیان فرماکر صورت مجموعی ایسی بنا دی کہ جس سے
بنظر ظاہری اگر کوئی یہ سمجھ جائے کہ جملہ سلف صالحین قدم کلام لفظی کے قایل ہیں تو
کچھ مستبعد نہیں معلوم ہوتا اور مؤلف موصوف تو اپنے استدلالات وتحقیقات کو لیا
لاجواب سمجھ رہے ہیں کہ اسکے مقابلہ میں ہماری بات کو اوھن من بیت العنکبوت
فرما رہے ہیں مگر مقتضائے عقل وانصاف یہ ہے کہ ناظران حق پسند ہمارے اور آنکے
دعوے سے قطع نظر کر کے دلایل جانبین کو ملارعایت ملاحظہ فرماکر حق کو باطل پر ترجیح
دیں اور قایل کی شہرت یا گمنامی پر اصلا خیال نہ کریں۔ لا تنظر الی من قال
بزرگوں کا ارشاد ہے اول بنام خدا علماء معتبرین متقدمین ومتاخرین کے چند اقوال
نقل کرتا ہوں جس سے صاحب فہم وانصاف بالبداہۃ سمجھ جائے کہ مذہب اہل
سنت سلف وخلف یہی ہے کہ کلام لفظی حادث ومخلوق ہے اسکے بعد انشاءاللہ
دلایل مخالفین کی کیفیت اپنے فہم کے موافق عرض کرونگا باقی یہ بات ظاہر ہے
کہ تمنازع فیہ فقط یہ امر ہے کہ ہم حدوث کلام لفظی کو مذہب اہل سنت کہتے ہیں اور
ہمارے مقابلین ازلیتہ وقدم کلام مذکور کے قایل ہیں دیکھئے صدرالشریعۃ والاسلام
تنقیح میں فرماتے ہیں لان القرآن یطلق علی الکلام الازلی وعلی المقرو
جس سے صاحب طبع سلیم سمجھ سکتا ہے کہ مقرو قدیم نہیں اور مقرو سے مراد
الفاظ مقرو ہیں پھر توضیح میں لکھتے ہیں فان القرآن لفظ مشترك یطلق
علی الکلام الازلی الذی ھو صفۃ للحق عز وعلا ویطلق ایض
علی مایدل علیہ وھو المقرو اس سے بھی مقرو یعنے کلام لفظی کا غیر ازلی
اور کلام قدیم پر دال ہونا معلوم ہوتا ہے جس کی تصریح صاحب تلویح اس طرح فرماتے
ہیں وھی صفۃ قدیمۃ منافیۃ للسکوت والآفۃ لیست من جنس
الحروف والاصوات لا یختلف الی الامر والنہی والاخبار ولا یتعلق

Marfat.com

بالماضی والحال والاستقبال الا بحسب التعلقات والاضافات کالعلم والقدرة وھذا الکلام اللفظی الحادث المؤلف من الاصوات و الحروف القائمة بمحالھا یسمی کلام اللہ تعالی والقران علی معنی انہ عبارة عن ذلک المعنی القدیم انتہی اس سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ کلام نفسی قدیم ہے اور کلام لفظی حادث اور دال علے النفسی کا نام ہے مولانا نظام الملة والدین شرح مسلم میں فرماتے ہیں والکلام الالٰھی لیس لفظیا حادثا بل ھو کلام قایم بذات اللہ تعالی لیس من جنس الحروف و الاصوات لایختلف الی الامر والنھی والاخبار ولایتعلق بالماضی والحال والاستقبال الا بحسب التعلقات والاضافات کالعلم والقدرة وھذا الکلام اللفظی الحادث المولف من الاصوات و الحروف القائمہ بمحالھا یسمی کلام اللہ تعالی والقران علی معنے انہ عبارة عن ذلک المعنی القدیم انتہی اس سے بھی واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ کلام نفسی قدیم ہے اور کلام لفظی حادث اور دال علی النفسی کا نام ہے مولانا نظام الملة والدین شرح مسلم میں فرمائے ہیں والکلام الالٰھی لیس لفظیا حادثا بل ھو کلام قایم بذات اللہ تعالی لیس من جنس الحروف والصوت وھو قدیم کسائر صفاتہ انتہی عمر نسفی عقاید میں فرماتے ہیں وھو متکلم بکلام ھو صفة لہ ازلیة لیس من جنس الحروف والاصوات اور شارح عقاید نسفی ایک موقع پر فرماتے ہیں ولا یقال القران غیر مخلوق لئلا یسبق الی الفھم ان المولف من الاصوات والحروف قدیم کما ذھب الیہ الحنابلہ جھلا او عنادا دوسری جگہ فنحن لانقول بقدم الالفاظ والحروف فرماتے ہیں آگے چلکر فرماتے ہیں واما استدلالھم بان القران متصف بما ھو من صفات المخلوق وسمات الحدوث من التالیف والتنظیم والانزال والتنزیل وکونہ عربیا مسموعا فصیحا معجزا

Marfat.com

الی غیر ذلک فانما یقوم حجة علی الحنابلة لا علینا لانا قائلون بحدوث النظم انتہی ایک اور موقع پر لکھتے ہیں فحیث یوصف القران بما ھو من لوازم القدیم کما فی قولنا القران غیر مخلوق فالمراد حقیقتہ الموجود فی الخارج وحیث یوصیف بما ھو من لوازم المخلوقات والمحدثات یراد بہ الالفاظ اسکے بعد دوسری جگہ فرماتے ہیں قلنا التحقیق ان کلام اللہ تعالی اسم مشترک بین الکلام النفسی القدیم ومعنی الاضافة کونہ صفة لہ تعالی وبین اللفظی الحادث المولف من السور والایات ومعنی الاضافة انہ مخلوق اللہ تعالی۔ انتہی جملہ عبارات مسطورہ کو دیکھ لیجئے کہ بالتصریح کلام لفظی کے حدوث پر ناطق ہیں بلکہ قائلین قدم کلام لفظی کو منسوب بجہل وعناد کیا جاتا ہے اور اگر مذہب سلف یہ ہوتا تو پھر علامہ اسکو منسوب بجہل وعناد نہ کرتے اور حاشیہ خیالی وحاشیہ مولوی عبد الحکیم کو ملاحظہ فرما لیجئے کہ ہر دو فاضل مواقع متعددہ میں اسی امر کی تائید وموافقت فرما رہے ہیں طریقہ محمدیہ میں جو کہ معتبر ومشہور کتاب ہے عقاید اہل سنت کے بیان میں والکلام الذی لیس من جنس الحروف والاصوات موجود ہے علی ہذا القیاس تبر مسبوک مصنفہ حضرت امام غزالی کے ترجمہ عربی میں موجود ہے والتوریة والقران والانجیل والزبور والکتاب المنزلة من السماء علی الانبیاء علیہم السلام جمیعہا کلامہ وکلامہ صفتہ وکل صفاتہ قدیمة لم تزل وکما ان الکلام عند الادمی حرف وصوت فکلام اللہ تعالی منزہ عن الحرف والصوت انتہی شیخزادہ حاشیہ بیضاوی میں مذکور ہے وبانہ ذکر ھو المرکب من الحروف والاصوات وحدوثہ مما لا نزاع فیہ وانما النزاع فی قدم کلام اللہ تعالی عز وجل یعنی اخر انتہی دوسرے موقع میں لکھتے ہیں ونحن لا ننکر ما ثبتوا من الکلام اللفظی بل نقول بہ وبکونہ حادثا غیر قائم بذاتہ تعالی علی ہذا القیاس اور چند جگہ ایسا ہی فرمایا ہے ان حضرات کا ارشاد بھی ہمارے مدعا کے

Marfat.com

مطابق ہے قاضی بیضاوی طوالع الانوار میں فرماتے ہیں وکلامہ لیس بحرف ولا صوت یقوم بذاتہ خلافا للحنابلہ والکرامیہ شرح طوالع میں مذکور ہے واتفق اصحابنا علی ان کلامہ تعالی لیس بحرف ولا صوت یقوم بذاتہ تعالی لان الاصوات والحروف محدثۃ ویمتنع ان یکون محلا للحوادث خلافا للحنابلہ والکرامیۃ فانہم قالوا کلام اللہ تعالی اصوات وحروف قائمۃ بذاتہ تعالی انتہی اس سے بھی یہ معلوم ہوا کہ حدوث حروف اہل سنت کے نزدیک متفق علیہ ہے اور اس میں مخالف بعض حنابلہ اور کرامیہ ہوئے ہیں محقق دوانی رحمۃ اللہ علیہ شرح عقاید جلالی میں فرماتے ہیں والاشاعرۃ قالوا کلامہ معنی واحد بسیط قایم بذاتہ تعالی قدیم فہم منعوا ان کلامہ مولف من الحروف والاصوات ولا نزاع بین الشیخ والمعتزلۃ فی حدوث الکلام اللفظی انما نزاعہم فی اثبات الکلام النفسی وعدمہ انتہی مقاصد میں مذکور ہے ثم کلامہ عندنا صفۃ ازلیۃ منافیۃ للسکوت والآفۃ یدل علیہا بالعبارۃ او الکتابۃ لیست من جنس الاصوات والحروف وخالفنا فی ذلک جمیع الفرق ذھابا الی ان المعقول من الکلام ھو الحسی دون النفسی ولم یقل بقدمہ الا الحنابلۃ والحشویۃ جہلا منہم او عنادا اس کی تشریح شرح مقاصد میں اس طرح کی ہے فعند اہل الحق کلامہ لیس من جنس الاصوات والحروف بل صفۃ ازلیۃ قائمۃ بذات اللہ تعالی منافیۃ للسکوت والآفۃ کما فی الخرس والطفولیۃ ھو بہا آمر ناہ مخبر وغیر ذلک یدل علیہا بالعبارۃ او الکتابۃ او الاشارۃ فاذا عبر عنہا بالعربیۃ فقران وبالیونانیۃ فانجیل وبالعبرانیۃ فتوراۃ وبالسریانیۃ فزبور والاختلاف فی العبارات دون المسمی کما اذا ذکر اللہ تعالی بالسنۃ

Marfat.com

متعددة ولغات مختلفة وخالفنا فی ذلك جميع الفرق وزعموا ان لامعنى للكلام الا المنتظم من الحروف المسموعة الدال على المعانی المقصودة وان الكلام النفسی غير معقول ثم قالت الحنابلة و الحشوية ان تلك الاصوات والحروف مع توالیها وترتب بعضها على البعض وكون الحرف الثانی من كل كلمة مسبوقا بالحرف المتقدم عليه كانت ثابتة فی الازل قائمة بذات الباری تعالى وتقدس وان المسموع من اصوات القراءة والمرئی من اسطر الكتاب نفس كلام الله تعالى القديم وكفی شاهدا على جهلهم ما نقل عن بعضهم ان الجلدة والغلاف ازليان ان عبارات سے بتصريح تمام یہ معلوم ہوتا ہے کہ اہل سنت اور اہل حق کے نزدیک بلا خلاف یہ امر محقق ہے کہ حروف حادث ہیں اور اس میں خلاف کرنے والے جاہل و معاند ہیں بلکہ صاحب فہم سلیم اس عبارت سے یہ بھی سمجھ جائیگا کہ اصل میں کلام نفسی صفت باریتعالی ہے اور حروف اور نقوش اور اشارات اسکے لیئے معبر اور اس پر دال ہیں اور دال ہونے اور کلام ازلی سے مغائر ہونے میں تساوی الاقدام ہیں تو اب اگر کوئی حروف الفاظ کو قدیم یا قایم بذات الباری کہے گا اسکو من حیث لا یحتسب ضرور نقوش قرآنی کو بھی قدیم وقایم ماننا پڑے گا علاوہ ازیں مقاصد و شرح مقاصد میں چند مواقع میں حدوث الفاظ و حروف کی تصریح موجود ہے ایک موقع میں فرماتے ہیں والمنتظم من الحروف حادث یمتنع قیامه بذات الله تعالى اور یہ بھی لکھ رہے ہیں فمنعنا المعتزلة کونه من صفات الله تعالى والکرامیة کون کل صفة قدیمة والاشاعرة کونه من جنس الاصوات والحروف اسکے بعد میں فلا نزاع لنا فی حدوث الکلام الحسی فرماتے ہیں آگے چلکر وکون المنتظم من الحروف المسموعة مترتب الاجزاء ممتنع البقاء ثابت ضرورة بیان فرماتے ہیں اسکے سوائے چند مواضع میں ایسی تصریح

کی تصریح موجود ہے سب کی نقل کرنے میں اور زیادہ طول ہوا جاتا ہے اگر ماہران معقول کو کتب کلامیہ کے مطالعہ کا دماغ و مہلت ہوتی تو بروے انصاف اس بدیہی مسئلہ کے اثبات میں اس قدر عبارات کا نقل کرنا بھی غیر ضروری معلوم ہوتا ہو لیکن ہم تو ان صاحبوں کے انداز سے یہ سمجھ رہے ہیں کہ اگر کسی دن کو بھی جوش آگیا وَمَا فِيهِمْ دِينٌ تو اپنی تحریف ولا نسلم کے روبرو کسی کی بھی سنوائی نہ ہوگی مگر ہرچہ بادا باد ہم اپنا کام پورا کئے دیتے ہیں انشاء اللہ جو اہل انصاف ہیں ان سے تو امید قبول قوی ہے اسی امید پر چند سندیں معتبر اور بھی عرض کئے دیتا ہوں دیکھئے خود صاحب مواقف کہ جنکے بھروسے پر یہ حضرات جملہ اہل حق کے خلاف پر کمربستہ ہو رہے ہیں فرماتے ہیں۔ ثم قال الحنابلة كلامه حرف وصوت يقومان بذاته وانه قديم وقد بالغوا فيه حتى قال بعضهم جهلاً الجلد والغلاف قديمان وهذا باطل بالضرورة الخ آگے چلکر فرماتے ہیں

اذا عرفت هذا فاعلم ان ما يقوله المعتزلة وهو خلق الاصوات والحروف وكونها حادثة قائمة فنحن نقول به ولا نزاع بيننا و بينهم في ذلك وما نقوله من كلام النفس فهم ينكرون ثبوته ولو سلموه لم ينفوا قدمه فصار محل النزاع نفي المعنى واثباته فاذن الادلة الدالة على حدوث الالفاظ انما تفيدهم بالنسبة الى الحنابلة واما بالنسبة الينا فيكون نصباً للدليل في غير محل النزاع واما ما دل على حدوث القرآن مطلقاً فحيث يمكن حمله على حدوث الالفاظ لايكون لهم فيه حجة علينا ولا يجدي عليهم الا ان يبرهنوا على عدم المعنى الزايد على العلم والارادة

انتہی اسکے بعد قاضی صاحب موصوف نے معتزلہ کی وہ دلیلیں جن سے قرآن کا حادث ہونا معلوم ہوتا ہے ذکر فرمائی ہیں پھر اُن کے جواب میں فرماتے ہیں والجواب انها تدل على حدوث اللفظ وهو غير المتنازع فيه صاحب مواقف کی یہ عبارات بلا خفا اس امر پر

Marfat.com

والاہین یا کہ اہل سنت حروف والفاظ کو حادث کہتے ہیں اور اُن کے حدوث میں معتزلہ کے ساتھ اصلا نزاع وخلاف نہیں کرتے اور یہی مضمون صاحب مواقف کی دیگر عبارات سے بھی مفہوم ہوتا ہے اور سید السند بھی بلا نکیر یہی ارشاد فرما رہے ہیں اور سنیئے علامہ قوشجی مذہب اہل سنت کے بیان میں فرماتے ہیں والاشاعرة قالوا ان کلامہ لیس من جنس الحروف والاصوات بل ھو معنی قائم بذاتہ تعالی یسمی بالکلام النفسی وھو مدلول للکلام المرکب من الحروف وھو قدیم انتہی۔ آگے چلکر معتزلہ کے اعتراضات کے جواب میں لکھتے ہیں وجوابھا انہ لانزاع فی اطلاق اسم القران وکلام اللہ تعالی بطریق الاشتراک علی ھذا المؤلف الحادث وھو المتعارف عند العامة والقراء والاصولیین والفقھاء والیہ یرجع الخواص التی ھی من صفات الحروف وسمات الحدوث انتہی اسکے بعد فرماتے ہیں فالکلام القائم بذات الحق تعالی لایجوز ان یکون ھو الحسی اعنی المنتظم من الحروف المسموع لانہ حادث الخ حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر کبیر میں مواقع کثیرہ میں حدوث کلام لفظی کی تصریح فرمائی ہے چنانچہ تفسیر ومن من اصدق من اللہ حدیثا کے ذیل میں استدلال معتزلہ کا یہ جواب بیان فرمایا ہے وجوابنا عنہ انکم انما تحکمون بحدوث الکلام الذی ھو الحروف والصوت ونحن لاننازع فی حدوثہ انما الذی ندعی قدمہ شیء اخر غیر ھذہ الحروف والاصوات الخ دوسری جگہ حتی یسمع کلام اللہ کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں واما الحشویة والحمقی من الناس فقالوا ثبت بھذہ الایة ان کلام اللہ لیس الا ھذہ الحروف والاصوات وثبت ان کلام اللہ قدیم فوجب القول بقدم الحروف والاصوات الخ دوسرے موقع میں فرماتے ہیں احدھما الحنابلة الذین قالوا بقدم ھذہ الحروف وھولاء اخس من ان یذکروا فی زمرة العقلاء آگے چلکر فرماتے ہیں واما العقلاء من الناس فقد اطبقوا علی ان ھذہ الحروف والاصوات کائنة بعد ان لم تکن حاصلة بعد ان کانت

معدومة انتہی اور اسی بحث میں یہ بھی بیان فرمایا ہے اجمعت الامة علی
ان اللہ تعالی متکلم ومن سوی الاشعری واتباعه اطبقوا علی ان کلام اللہ
ھو ھذہ الحروف المسموعة والاصوات المولفة واما الاشعری واتباعه
فانھم زعموا ان کلام اللہ تعالی صفة قدیمة یعبر عنھا بھذہ الحروف
والاصوات امام کے ارشادات سے ثابت ہوتا ہے کہ قائلین قدم حروف اس
قابل بھی نہیں کہ زمرۂ عقلا میں مذکور ہوں اور ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے
اتباع اور جمیع عقلا کا اس پر اتفاق ہے کہ حروف مخلوق وحادث ہیں وھو المطلوب
دوسرے موقع میں حضرت امام بجواب معتزلہ ارشاد فرماتے ہیں الاول قول ابی منصور
الماتریدی وائمة ماوراء النھر وھو ان الکلام القدیم القائم بذات اللہ تعالی
غیر مسموع انما المسموع ھو الصوت والحروف وذلك کان مخلوقا فی
الشجرة ومسموعا منھا وعلی ھذا التقدیر زال السوال انتہی سورہ انبیا میں
حدوث الفاظ کے باب میں لکھتے ہیں وذلك مما لا نزاع فیه بل حدوثه معلوم
بالضرورة ان دونوں عبارتوں سے معلوم ہوگیا کہ امام ابو منصور رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک
حروف حادث ومخلوق ہیں اور اہل سنت ان کے حدوث پر متفق ہیں اور حدوث
مذکور بدیہی ہے بالجملہ نقول معتبرہ اس پر شاہد وناطق ہیں کہ اشاعرہ وماتریدیہ دو طائفہ
اہل سنت سلف وخلف حدوث الفاظ کے قائل اور اس پر متفق ہیں اور ناظرین تفسیر
کبیر خوب جانتے ہیں کہ حضرت امام نے بہت سے مواقع میں حدوث کلام لفظی کی
تصریح کی ہے جن میں سے چند اقوال حقیر نے نقل کئے ہیں اور یعنی حضرت امام
کمال الدین محمد بن ہمام مسایرہ میں فرماتے ہیں انه تعالی متکلم بکلام قائم
بذاته لیس بحرف ولا صوت اور اس کی شرح میں صاحب مسامرہ تحریر فرماتے ہیں
واعلم ان کلام النفسی لا یوصف بانه متبعض ولا متجز ولا یوصف بانه عبری
ولا سودی ولا عربی انما العبری والسودی والعربی ھو اللفظ الدال علیه ثم
المخالفین فی صفة الکلام فرق منھم مبتدعة الحنابلة قالوا کلامه تعالی

حروف واصوات تقوم بذاته وهو قد يرو بالغو احتی قال بعضهم جهال
الجلد والغلاف قدیمان فضلا عن المصحف وهذا قول باطل بالضرورة
دو سطر کے بعد پھر فرماتے ہیں ومنهم المعتزلة قالوا کلامه تعالی اصوات وحروف یخلقها
فی غیرہ کاللوح المحفوظ وجبریل والرسول وهو حادث عندهم خلافا للحنابلة
وهذا الذی قالته المعتزلة لاننكره نحن بل نقول به ونسمیه کلاما لفظیا ولکنا
نثبت امرا وراء ذلك وهو المعنى القائم بالنفس ونقول هو الکلام حقیقة فهو
قدیم قائما بذاته وهو غیر العبارات کما قدمناه انتهی اخیر بحث میں حضرت امام ہمام
اور شارح دونوں فرماتے ہیں فوجب اعتقاد انه تعالی متکلم بهذا المعنى وهو
قيام المعنى المسمى بالکلام النفسی بذاته المقدسة تعالی واما کونه متکلما
بالمعنى الاخر ای اللفظی وهو قیام الحروف بذاته تعالی علی تقدیر الاعتبار ای کون
الکلام مطلقا اعم من اللفظی والنفسی فیجب نفیه عنه تعالی لامتناع قیام
الحوادث به تعالی والقول بان الحروف قدیمة کما قال الحشویة وبعض الحنابلة
مکابرة للحس لایلتفت الیه الی اخر کلامهما الشریف ناظرین بانصاف خود
ملاحظہ فرمالیویں کہ یہ ارشادات مدعای احقر کے کس وضاحت و تاکید کے ساتھ موید
ہیں ابن تمجید رحمۃ اللہ علیہ بمقابلہ معتزلہ حاشیہ بیضاوی میں فرماتے ہیں واجاب
الاصحاب عنه بان کونه ناسخا ومنسوخا انما هو من عوارض الالفاظ و
العبارات ولا نزاع فی حدوثها الخ صاحب تفسیر نیشاپوری تحریر فرماتے ہیں
واحتجت المعتزلة بالایة علی ان القران محدث واجاب الاشاعرة بانه لا
نزاع فی حدوث المرکب من الاصوات والحروف لانه متجدد فی النزول و
انما النزاع فی الکلام النفسی الذی لایصح علیه الاتیان والنزول انتہی صاحب
تمہید فرماتے ہیں وقالت المعتزلة ان القران مخلوق لانه کلام والکلام لا
بد له من التکلم والحروف والبداية والنهاية والله تعالی منزه عن ذلك
الجواب قلنا الکلمة تقطیع الاصوات والحروف وحرکة الاعضاء والاصوات

Marfat.com

والکلام بدون ہذہ الاشیاء کلاما لان الکلام المعنی الذی یفہم والدلیل علیہ قولہ تعالیٰ الخ دوسرے موقع میں فرماتے ہیں واما من قال ان الحروف والکلمات لیس بمخلوق فہذا یؤدی الی الکفر اسکے بعد فرماتے ہیں والاصح ان نقول ان القرآن کلام اللہ تعالیٰ غیر مخلوق ولیس لہ حروف ولا صوت ولا کلمۃ ولا آیۃ ولا سورۃ ولا تقطیع ولا تفصیل ولا بدایۃ ولا نہایۃ الی آخر ما قال یہ عبارات بھی اسی پر دال ہیں کہ الفاظ و حروف اہل سنت کے نزدیک بالاتفاق حادث ہیں اور اُن کا قدیم کہنا مؤدی الی الکفر بتلاتے ہیں والعیاذ باللہ الکریم اگر مذہب سلف یہی ہے تو یہ تکفیر کیسی۔ افضل المتاخرین عمدۃ المحققین مولانا بحر العلوم رحمۃ اللہ علیہ کی ایک عبارت یہ احقر دربارہ تحقیق کلام نفسی مقدمہ کتاب میں عرض کر چکا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ مولانا بحر العلوم فقط مبدء تکلم کو صفات ذاتیہ میں شمار کرتے ہیں اور اُس میں استکمال بالغیر کو محال کہتے ہیں جس سے حق شناس سمجھ سکتا ہے کہ کلام لفظی صفات ذاتیہ اور اوصاف کمالیہ میں داخل نہیں بلکہ حسب ارشاد مولانا مرتبہ اولیٰ کے تابع اور اُسپر متفرع ہے وہو المطلوب اور سنئے عمدۃ الواصلین زبدۃ الکاملین صاحب القدر السامی مولانا عبد الرحمٰن جامی اپنی مثنوی مسمی بسلسلۃ الذہب میں ارشاد فرماتے ہیں اشعار کمن از حق گراں چو معتزلی

ایز المیش دان ولم یزلی + حرف و صوتے کہ نو بنو حادث۔ ہیشود نیست چون و دال لا بث
شد آن پیش عقل خوردہ شناس۔ مر کلام قدیم را چو لباس + دمبدم چون شود لباس بدل
نحص بیج حب لباس را چہ خلل + ان اشعار سے بوضاحت قدم کلام نفسی اور حدوث الفاظ

ثابت ہوتا ہے دوسرے موقع میں مثنوی کے حضرت موصوف نے اور زیادہ شرح و بسط سے اس مضمون کو تحریر فرمایا ہے اور اُس میں اصل کلام کو بسیط فرما کر پھر اسکے مدارج منزل کی تفصیل کی ہے بخوف طول اسی قدر پر اکتفا کرتا ہوں شیخ شہاب الدین خفاجی حاشیہ بیضاوی میں لکھتے ہیں والاشاعرۃ قالوا کلامہ قدیم نفسی قائم بذاتہ لا باصوات و حروف فلا نزاع بینہم وبین المعتزلۃ فی حدوث کلامہ اللفظی انما النزاع فی اثبات ... مولوی اسمٰعیل دہلوی تحریر فرماتے ہیں ای قولہ محدث صفۃ جرت علی غیر

ما هی له ولم یصرف الحدوث الی نفسه لرعایة الادب فان نظم القرآن و
انکان حادثا عند جمہور اہل السنة لکنه یتحاشی عن الاطلاق علیه ادب
انتہی ہر دو کلام اسی امر پر دال ہیں کہ اہل سنت حروف و نظم کو حادث فرماتے ہیں اور
کلام ثانی سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ بوجہ ادب و احتیاط اطلاق مذکور سے اجتناب مناسب
ہے تو اب کلام لفظی کے حادث کہنے کی ممانعت بھی اگر کسی معتبر کی کلام سے مفہوم
ہو گی تو حسب ارشاد علامہ قنوی اُسکو ادب اور احتیاط پر محمول کرنا چاہئے یہ نہیں
کلام مذکور سے قدم کلام لفظی پر استشہاد لایا جائے فلیحفظ اور سنئے ارشاد الساری
شرح صحیح بخاری ہیں مرقوم ہے فالمذکور وھو القرآن قدیم والذکر حادث
لانتظامه من الحروف الحادثة فلا تمسك للمعتزلة بهذه الاية علی حدوث
القرآن انتہی دیکھیے حدوث حروف کی تصریح فرما رہے ہیں اور کوئی صاحب
کلام منقول ہیں ذکر بالمعنی المصدری لینے کا ارادہ نہ فرماویں ورنہ بجز اظہار خوش فہمی انشاءاللہ
اور کوئی فائدہ نہ ہو گا بلکہ ذکر سے کلام لفظی مراد ہے کما لا یخفی علامہ ابن حجر فتح الباری ہیں
ارشاد فرماتے ہیں وقال بعضهم القرآن یطلق ویراد به المقروء وھو الصفة
القدیمة ویطلق ویراد به القراءة وهی الالفاظ الدالة علی ذلك وبسبب
ذلك وقع الاختلاف اس عبارت سے ایک امر تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ الفاظ و
حروف صفت قدیم پر دال ہیں خود صفت قدیم نہیں دوسرے یہ کہ قراءة سے الفاظ
مقروء مراد ہیں بلکہ یہ اصطلاح قابل یادداشت ہے کہ ملفوظ و مقروء جب بولتے ہیں تو
اکثر معانی نفسیہ مراد ہوتے ہیں اور قراءة و لفظ و ذکر سے الفاظ و حروف متبادر ہوتے
ہیں پھر اسکے بعد علامہ ممدوح بیان مذہب اشاعرہ کے ذیل ہیں فرماتے ہیں واما
قولهم انه منزه عن الحروف والاصوات فمرادهم الکلام النفسی القائم
بالذات المقدسة فهو من الصفات الموجودة القدیمة واما الحروف فانکانت
حرکات ادوات کاللسان والشفتین فهی اعراض وانکانت کتابة فهی اجسام
وقیام الاجسام والاعراض بذات الله تعالی محال۔ دوسرے موقع میں ارشاد

موصوف تحریر فرماتے ہیں واختلف اہل الکلام فی ان کلام اللہ ہل ہو بحرف وصوت اولا فقالت المعتزلۃ لایکون الکلام الا بحرف وصوت والکلام المنسوب الی اللہ قایم بالشجرۃ وقالت الاشاعرۃ کلام اللہ لیس بحرف ولاصوت واثبت الکلام النفسی وحقیقتہ معنی قائم بالنفس وان اختلفت عنہ العبارۃ کالعربیۃ والعجمیۃ واختلافہما لایدل علی اختلاف المعبر عنہ والکلام النفسی ہو ذلک المعبر عنہ الخ ان عبارات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کلام نفسی قایم بذات الباری اور قدیم ہے اور حروف واصوات دال اور غیر قایم بذات الباری

ہیں۔ اسکے سوا اور بھی چند مواقع میں علامہ ابن حجر نے اس مسئلہ کے متعلق بحث کی ہے انشاء اللہ آیندہ جب استدلالات ہر دو مولف کا ہم جواب دینگے اس موقع پر اسکو پیش کرینگے۔ اور علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ بھی کلام قدیم باریتعالیٰ کو حروف سے منزہ بتلا رہے ہیں فیسمعون عند ذلک الکلام القدیم القایم بذاتہ الذی لایشبہ کلام المخلوقین اذ لیس بحروف ولا تقطیع الخ اس سے معلوم ہو گیا کہ کلام قدیم قایم بذات الباری کو کلام مخلوقات سے تشابہ نہیں اور حروف وتقطیعات کی وہاں گنجایش نہیں ملا علی قاری رحمۃ اللہ نے شرح امالی میں فرماتے ہیں واتفق المسلمون علی اطلاق لفظ المتکلم علی اللہ لکنہم اختلفوا فی معناہ فذہب اہل الحق الی ان کلامہ معنی قائم بذاتہ لیس بحرف ولاصوت۔ جملہ مذاہب بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں

دلیل اہل الحق ان الحروف والصوت مخلوقان وکلام اللہ غیر مخلوق لامتناع قیام الحوادث بذاتہ تعالیٰ اذ ہو من امارات الحدوث نعم القرآن مقرو بالسنتنا محفوظ فی صدورنا مکتوب فی مصاحفنا کما نقول اللہ مذکور بالسنتنا معبود فی مساجدنا مسجود فی محاریبنا غیر حال فیہ ولا ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر میں مواقع متعددہ میں حدوث الفاظ کو بیان کیا ہے

ایک جگہ فرماتے ہیں فانما الحادث ادلۃ کلامہ وھی الحروف والکلمات لا حقیقۃ کلامہ القدیم بالذات فان کلام الحق لایشبہ کلام الخلق کسایر الصفات آگے چلکر فرماتے ہیں ومبتدعۃ الحنابلہ قالوا کلامہ حروف واصوات یقوم بذاتہ وھو قدیم وبالغ بعضہم جھلاحتی قال الجلد والقرطاس قدیمان فضلا عن المصحف وھذا القول باطل بالضرورۃ ومکابرۃ للحس انتہیٰ اسی پر اور مواقع کو قیاس فرمالیجیے ارشادات مذکورہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اہل حق حدوث الفاظ کے قایل اور ان کے مخالف مبتدع اور جاہل ہیں اور الفاظ کو قدیم کہنا باطل اور خلاف بداہت ہے ادنی صاحب فہم بھی جانتا ہے کہ اگر سلف صالحین کا یہ مذہب ہوتا تو ایسے الفاظ ہرگز نہ فرماتے۔ امام محمد بن عبدالکریم شہرستانی ملل ونحل میں فرماتے ہیں وکلامہ واحد ھو امر ونہی وخبر واستخبار ووعد ووعید وھذہ الوجوہ ترجع الی اعتبارات فی کلامہ الازلی لا الی عدد فی نفس الکلام والعبارات والالفاظ المنزلۃ علی لسان الملائکۃ الی الانبیاء علیہم السلام دلالات علی الکلام الازلی والدلالۃ مخلوقۃ محدثۃ والمدلول قدیم ازلی والفرق بین القراءۃ والمقرو والتلاوۃ والمتلو کالفرق بین الذکر والمذکور فالذکر محدث والمذکور قدیم وخالف الاشعری بھذا التدقیق جماعۃ من الحشویۃ اذ قضوا بکون الحروف والکلمات قدیمۃ والکلام عند الاشعری معنی قایم بالنفس سوی العبارۃ بل العبارۃ دلالۃ علیہ من الانسان فالمتکلم عندہ من قام بہ الکلام وعند المعتزلۃ من فعل الکلام غیر ان العبارۃ یسمی کلاما اما بالمجاز واما باشتراک اللفظ انتہی۔ اس عبارت سے بھی یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ امام اشعری الفاظ کو حادث فرماتے ہیں البتہ حشویہ حروف وکلمات کے قدم کے قایل ہیں اور ملاحظہ فرمائیے حامی شریعت وطریقت جامع معرفت وحقیقت امام ربانی حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات میں

Marfat.com

ایک موقع میں فرماتے ہیں " قرآن کلام خداست جل سلطانہ کہ بلباس حرف وصوت درآوردہ
بر پیغمبر ما علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام منزل ساختہ است وعباد را بآں امر ونہی فرمودہ چنانچہ
ما کلام نفسی خود را بتوسط کام وزبان در لباس حرف وصوت درآوردہ ظاہر می سازیم و
مقاصد خفیہ خود را در عرصہ ظہور مے آریم ہمچنیں حضرت حق سبحانہ کلام نفسی خود را بے
توسط کام وزبان بقدرت کاملہ خود لباس حرف وصوت عطا فرمودہ بر عباد فرستادہ است واوامر
ونواہی خفیہ خود را در ضمن حرف وصوت آوردہ بمنصہ ظہور جلوہ دادہ است انتہی جملہ بلباس حرف
وصوت درآوردہ اور ارشاد بقدرت کاملہ خود لباس حرف وصوت عطا فرمودہ - اور
تشبیہ بکلام انسان بالتصریح مقدوریت وحدوث الفاظ وحروف پر دال ہے دوسرے موقع
میں فرماتے ہیں والحال کہ تبلاحق افکار منقح شدہ است گوئیم کہ محل نزاع اگر حروف
وکلمات اند کہ دال اند بر کلام نفسی شک نیست کہ حادث اند ومخلوق واگر مدلولات
مراد باشد قدیم وغیر مخلوق است ایں تنقیح از برکات تلاحق افکار است انتہی ایک اور
مکتوب میں تحقیق فرماتے ہیں - وایضاً از سخنان ایں جماعت معلوم میگردد کہ آں کلام
را می شنوند ونسبت آں بحضرت حق سبحانہ ہمچو نسبت کلام بمتکلم مے دانند وایں
عین الحاد است حاشا وکلا کہ از حضرت حق سبحانہ کلامے صادر شود بطریق تکلم کہ در
وے ترتیب باشد وتقدیم وتاخیر بود کہ آں علامات حدوث است سخنان مشائخ کبار
ایشاں را در غلط انداختہ است چہ مشائخ نیز اثبات کلام ومکالمہ باں حضرت جل
سلطانہ نمودہ لیکن باید دانست کہ مشائخ نسبت آں کلام را بحضرت حق سبحانہ ہمچو
نسبت کلام بمتکلم نے توانند بلکہ ہمچو نسبت مخلوق بخالق یقین میکنند دانجا ہیچ
محظور نیست حضرت موسے علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ از شجرہ مبارکہ کلام حق
شنید جل شانہ نسبت آں کلام بحق جل سلطانہ ہمچو نسبت مخلوق بود بخالق نہ ہمچو نسبت
کلام بمتکلم وہمچنیں کلامیکہ از حضرت جبرئیل علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام شنید نسبت
آں کلام بحضرت حق سبحانہ وتعالیٰ ہمچو نسبت مخلوق بود بخالق غایت مافی الباب آں
کلام نیز کلام حق است جل سلطانہ ومنکران کافر وزندیق گویا کلام حق مشترک است

درمیان کلام نفسی وکلام لفظی کرے تو ظاہر ہے حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ ایجاد آں نمایند پس
کلام لفظی نیز بحقیقت کلام حق باشد جل وعلا پس ناچار منکر آن کافر بود فافهم فان هذا
التحقيق ينفعك في كثير من المواضع والله سبحانه الموفق انتهى اس کلام سراج
رشد وہدایۃ کو بنظر تدبر دیکھنا چاہیئے کہ کس شرح وبسط کے ساتھ حروف والفاظ کی مخلوقیت
وحدوث کو بیان فرمایا ہے اور بہ نسبت کلام لفظی حق تعالیٰ شانہ کے متکلم کہنے کو عین الحاد
فرمایا ہے مگر یہ ملحوظ رہے کہ حضرت مجدد کلام مسموع مولف من الحروف والالفاظ کی نسبت
یہ فرما رہے ہیں کہ اسکے لحاظ اور اعتبار سے حق تعالیٰ شانہ کو حقیقۃً متکلم بالمعنی المتبادر
کہنا الحاد ہے علے الاطلاق حق تعالیٰ کو بہ نسبت کلام مسموع متکلم کہنے پر حکم الحاد جاری
نہیں فرماتے جس سے مجوزین سماع کلام نفسی کا ملحد ہونا سمجھ میں آتا ہے چنانچہ اُن کی
عبارت سے یہ مطلب خوب مفہوم ہوتا ہے اور ایک مکتوب میں جو دربارہ استماع
کلام ربانی لکھا ہے اس مسئلہ کی تحقیق کی ہے اُسکی اخیر کی عبارت یہ ہے وگروہے کہ
گمان بردہ اند کہ ما حروف وکلمات را ازاں حضرت جل سلطانہ استماع مینمائیم دو فریق اند
یکے ازاں فریق کہ احسن حالند میگویند کہ ایں حروف وکلمات حادثہ مسموعہ دال اند
براں کلام نفسی قدیم وفریق دیگر اطلاق قول بسماع کلام حق جلشانہ مینمایند وہمیں حروف
وکلمات مترتبہ را کلام حق میدانند جل وعلا وفرق نمی کنند درمیان آنکہ لائق بشان
او تعالیٰ کدام است کہ شایان جناب قدس او نیست سبحانہ وهم الجهال البطال لم
يعرفوا ما يجوز عليه وما لا يجوز عليه تعالى انتهى علیٰ ہذا القیاس حضرت
شیخ کا ایک اور مکتوب عربی جو اس بحث میں لکھا ہے موجود ہے حضرت شیخ
نے اول یہ فرمایا ہے کہ جو عبد خطاب خداوندی اور اُس سے اخذ کرنے کی استعداد
وقابلیت تام رکھتا ہو وہ خطاب الٰہی کو اول تلقی روحانی سنتا ہے اور توسط صوت
وندا کی اصلا احتیاج نہیں ہوتی پھر وہ معنے قوت خیالیہ میں بصورت حرف وصوت
متمثل ہو جاتے ہیں کیونکہ عالم شہادت میں افادہ اور استفادہ بلا واسطہ حرف و
صوت کبھی نہیں ہوتا اُسکے بعد فرماتے ہیں فصح انه يجوز ان يسمع كلام تعالى

المجرد من الحروف والصوت بلا کیف ثم بعد ذالک تمثل ذالک الکلام فی الخیال بصورۃ حروف وکلمۃ لیحصل الافادۃ والاستفادۃ فی عالم الاجسام ایضاً ومن لم یطلع علی ھذہ الدقیقۃ زعم بعض منھم وھم احسن حالا انھم یسمعون کلامہ تعالی لکن بتوسط حروف وکلمات حادثۃ دالۃ علیہ وبعضھم اطلقوا القول بانھم یسمعون کلامہ تعالی ولم یفرقوا بین ما یلیق بشانہ تعالی وما لا یلیق وھم الجھال البطال لم یعرفوا ما یجوز علی اللہ تعالی عما لا یجوز والحق ما حققت بفضل اللہ سبحانہ واحسانہ تعالی انتہیٰ ۔ قول کلام کے ملاحظہ سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ کلام جناب باری حروف و صوت سے منزہ ہے اور بالقاء روحانی بلا توسط حروف وہ کلام متعدد کو مسموع ہوتی ہے لیکن مرتبہ ثانیہ میں بعد سماع وہ کلام سامع کے مخیلہ میں بصورت حروف و کلمات متمثل ہو جاتی ہے اور سب جانتے ہیں کہ حروف منطوقہ کا درجہ اسکے بھی بعد میں ہے سامع متوسط الحال جب اُن کلمات متمثلہ کو اپنے اندر مرتسم پاتا ہے اور اُس کلام لفظی کا سماع اُسکو محسوس ہوتا ہے تو اُسکو اصل کلام خیال کرکے یہ سمجھ جاتا ہے کہ حقیقت کلام یہی حروف و کلمات ہیں حالانکہ یہ حروف و کلمات کلام متلقی کے صور خیالیہ ہیں اسلئے جو شخص اس کلام لفظی کو بعینہ حق تعالیٰ کی کلام سمجھتا ہے اسکو حضرت شیخ جاہل و بطال فرما رہے ہیں اور یہ ہر دو مکتوب قابل ملاحظہ ہیں احقر نے بار خشیہ طول اسیقدر پر اکتفا کیا اسی مضمون کی طرف رئیس المحققین مقدام الراسخین خاتم ولایت محمدیہ شیخ محی الدین ابن عربی المعروف بشیخ اکبر فتوحات مکیہ میں اشارہ فرماتے ہیں فظھر فی قلبہ علی صورۃ لم یظھر بھا فی لسانہ فان اللہ جعل لکل موطن حکماً لا یکون لغیرہ فظھر فی القلب احدی العین فجرہ الخیال وقسمہ فاخذہ اللسان فصیرہ ذا حرف وصوت وقید بہ سمع الاذان وابان انھم ترجم عن اللہ لا عن الرحمن لما فیہ من الرحمۃ والقھر والسلطان فقال تعالی ما جی حتی یسمع کلام اللہ فتلاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلسانہ اصواتا وحروفا سمعہ الاعرابی بسمع اذنہ فی حال ترجمتہ فالکلام للہ بلا شک

والترجمة للمتكلم به كان من كان فلا يزال كلام الله من حين نزوله يتلى حروفا واصواتا الی اخر کلامه الشریف اول عبارت کا وہی مطلب ہے جو حضرت شیخ مجدد فرما چکے ہیں اور اخیر جملہ اسپر شاہد ہے کہ حروف و اصوات ذریعہ تلاوت کلام الٰہی ہیں دوسری فصل میں ارشاد فرماتے ہیں اعلم ان الله انزل هذا القران حروفا منظومة من اثنين الى خمسة احرف متصلة ومفردة وجعله كلمات وايات وسورا ونورا وهدى وضياء وشفاء ورحمة وذكرا وعربيا ومبينا وحقا وكتابا ومحكما ومتشابها ومفصلا پھر اس کی تفصیل میں تحریر فرماتے ہیں فمن ذلك كونه حرفا والمفهوم من هذا الاسم امران الامر الواحد المسمى قولا وكلاما ولفظا والامر الاخر يسمى كتابة ورقما وخطا والقران يخط فله حروف الرقم وينطق به فله حروف اللفظ الخ اول کلام میں لفظ انزال وجعل و منظوم اور نیز عطف سور و آیات کلمات کے حدوث پر دال ہیں اور عبارت ثانیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کلام الٰہی کو جیسے بوجہ خط مرقوم و منقوش کہتے ہیں ایسا ہی بوجہ نطق حروف ملفوظہ کہہ سکتے ہیں دوسری فصل میں حضرت شیخ آیہ کریمہ ما یاتیہم من ذکر من الرحمن محدث کی تفسیر میں فرماتے ہیں یعنی عندهم وان كان قد تكلم به مع غيره قبل هذا مثل التورية وغيرها مما هو في القران هذا اذا قلنا انه يريد كلام الله الذي هو صفة له وان كان الظاهر ان السامع انما سمع كلام الله المترجم عن الله كما قال ان الله قال على لسان عبده سمع الله لمن حمده انتہی یعنی لفظ محدث جو آیہ میں ہے بظاہر معتزلہ کے موافق ہے اہل سنت جو کلام الٰہی کو قدیم کہتے ہیں اُن کے مخالف معلوم ہوتا ہے تو حضرت شیخ علیہ الرحمۃ نے اس کی دو توجیہ کی طرف اشارہ فرمایا توجیہ اول کا حاصل یہ ہے کہ اگر ہم ذکر سے مراد ذکر نفسی صفت باری مراد لیں تو اگرچہ خلاف ظاہر ہے مگر اُسکا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ کلام مذکور فی نفسہ قدیم ہے مگر اُسکا تعلق مخاطبین کے ساتھ حادث ہے چنانچہ جملہ یعنی عندهم وان كان قد تكلم به مع غيره الخ کا یہی مفاد ہے اور اگر موافق ظاہر اس سے کلام لفظی مراد لی جائے

Marfat.com

جسکو کلام مترجم کہتے ہیں تو پھر کوئی خلجان ہی نہیں رہتا کیونکہ اُسکا حدوث مسلم ہے چنانچہ
اس مضمون پر جملہ هذا اذا قلنا انه یرید کلام الله الذي هو صفة له الخ شاہد ہے
دوسرے موقع میں فرماتے ہیں فکل ذی کلام موصوف بانه قادر علی ان یتکلم
متمکن فی نفسه من ذلك والحق لا یوصف بانه قادر علی ان یتکلم فیکون
کلامه مخلوقا وکلامه قدیم فی مذهب الاشعریه وعین ذاته فی مذهب
غیره من العقلاء فنسبة الکلام الی الله مجهولة لا تعرف کما ان ذاته لا
تعرف ولا یثبت الکلام لله الا شرعا لیس فی قوة العقل ادراکه من حیث
فکره انتهی صاحب فہم سلیم جانتا ہے کہ یہ جملہ اوصاف کلام نفسی پر صادق ہیں کلام لفظی انکا
مصداق نہیں ہوسکتی جیسے کلام مذکور کو غیر مخلوق کہنا اور بعض کا قدیم اور بعض کا اسکو
عین ذات سمجھنا اور اسکی نسبت کا مجہول و غیر معلوم ہونا اور اُسکے ادراک سے عقل کا
عاجز ہونا اسپر شاہد ہے کہ کلام نفسی مراد ہے سب اہل علم پر روشن ہے کہ جمیع متبعین عقل
نے بوجہ اتباع عقل اگر انکار کیا ہے تو کلام نفسی کا انکار کیا ہے کلام لفظی کو بوجہ شہادت
عقل سب تسلیم کرتے ہیں چنانچہ عبارات سابقہ اسپر شاہد ہیں فافهم ولا تکن من
القاصرین ولا من العقلاء الجاهلین بلکہ بشرط فہم مدلولات وضعیہ بھی اس کا
مصداق نہیں ہوسکتے اور حضرت شیخ اکبر رحمہ الله علیہ نے فتوحات میں جس مقام میں
حقیقت حروف تہجی کو بیان فرمایا ہے وہاں بھی حروف کے حدوث بلکہ کیفیات احداث
کی بھی مکرر سہ کرر تصریح فرمادی ہے اور حضرت شیخ ابو محمد روزبہان رحمہ الله علیہ جو محققین
صوفیہ کرام میں ہیں اپنی تفسیر عرایس البیان میں تحقیق فرماتے ہیں وان الله سبحانه
اذا اراد ان یسمع کلامه احدا من الانبیاء والاولیاء یعطیه سمعا من اسماعه
فیسمع بها کلامه کما حکی علیه السلام عنه تعالی فاذا احببته کنت سمعه
الذي یسمع به الحدیث اسمعه کلامه ولیس هناك الحروف والاصوات الخ
حضرت شمس المفاخر والمعالی امام ابو حامد غزالی رحمہ الله علیہ احیاء العلوم میں ارشاد فرماتے ہیں
الاصل السادس انه سبحانه وتعالی متکلم بکلام وهو وصف قایم بذاته تعالی

ليس بصوت ولا حرف بل لا يشبه كلامه كلام غيره كما لا يشبه وجوده وجود
غيره والكلام بالحقيقة كلام النفس وانما الاصوات قطعت حروفا
للدلالات كما يدل عليها تارة بالحركات والاشارات وكيف التبس هذا
على طائفة من الاغبياء ولم يلتبس على جهلة الشعراء حيث قال قائلهم شعر
ان الكلام لفي الفؤاد وانما ٭ جعل اللسان على الفؤاد دليلا ومن لم يعقل
تقاه ولا نهاه نهاه عن ان يقول لساني حادث ولكن ما يحدث فيه
الحادثة قديم فاقطع عن عقله طمعك وكف عن خطابه لسانك
ومن لم يفهم ان القديم عبارة عما ليس قبله شيء وان الباء قبل السين
في قوله بسم الله فلا يكون السين المتاخر عن الباء قديما فنزه عن الالتفات
اليه قلبك فلله سبحانه سر في ابعاد بعض العباد ومن يضلل الله فما
له من هاد انتهى كلامه الشريف دیکھیے حضرت امام جو افاضل اشاعرہ میں معدود
ہیں کس قدر تصریح اور تنبیہ کے ساتھ ہمارے مدعا کو ثابت فرما رہے ہیں اور حدوث
الفاظ میں خلاف کرنے والوں کو کیسے الفاظ سے ذکر فرماتے ہیں حضرت مولانا شاہ ولی اللہ
صاحب رحمہ اللہ علیہ نے ثبوت قدم قرآن مجید کی جو تحقیق بیان فرمائی ہے ہمیں یہ
فرما رہے ہیں "بعد از آنچہ حضرت پیغامبر صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث شدند آں
علوم بحد غیبی کہ از صلب خطیرۃ القدس برخاستہ است وہمہ ملاء اعلی ہمہ آں را التعین نمودہ
وجبریل مقدم ایشان است ورین تعین در لطیفہ عقلیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لباس
لفظ عربیت واسلوب بدیع سور وآیات پوشید وآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آن را
بمردمان رسانیدند ودر تبلیغ آں جارحہ شدند از جوارح آلہی وبقوت غیبی آں کار را بانجام
دادند" آگے چلکر فرماتے ہیں پس در موطنی از عالم مثال کہ متوسط است در عالم علوی
وسفلی وبرکات ارض وسما ہر دو در انجا جمع مے شود صورت طرفہ وصفتے پیدا کرد پس
قرآن قدیم است باصل خود ومحدث است باعتبار نزول در عربی است وکلام حضرت
حق است ومنزل بواسطہ ملک کریم ومتلو بر السنہ عباد ومکتوب در مصاحف انتہے

اس کلام سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ قرآن باعتبار اصل قدیم ہے اور منزل و
عربی اور مکتوب اور متلو ہونا حادث ہے حضرت امام المسلمین و رئیس المجتہدین افضل
الائمہ و ہادی الامۃ امامنا الاعظم حضرت ابو حنیفہ کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعن اتباعہ
فقہ اکبر میں ارشاد فرماتے ہیں وصفاتہ کلہا بخلاف صفات المخلوقین یعلم لا کعلمنا ویقدر لا
[illegible] لا کقدرتنا ویتکلم لا ککلامنا ویسمع لا کسمعنا نحن نتکلم بالآلات
[illegible] سبحانہ یتکلم بلا آلۃ وحروف والحروف مخلوقۃ وکلام اللہ تعالیٰ غیر
[illegible] میں تحریر فرماتے ہیں نقر بان القرآن کلام اللہ تعالیٰ و وحیہ و
تنزیلہ وصفتہ لا ہو ولا غیرہ بل ہو صفۃ علی التحقیق مکتوب فی
المصاحف مقروء بالالسن محفوظ فی الصدور من غیر حال فیہا والحروف
والحبر والکاغذ والکتاب کلہا مخلوقۃ لانہا افعال العباد وکلام اللہ تعالیٰ
غیر مخلوق لان الکتابۃ والحروف والکلمات والآیات کلہا آلۃ القرآن
لحاجۃ العباد الیہ وکلام اللہ تعالیٰ قائم بذاتہ ومعناہ مفہوم بہذہ الاشیاء
انتہیٰ دیکھیے دونوں عبارتوں میں بالتصریح حضرت امام الائمہ حروف کو مخلوق فرماتے
ہیں۔ اب یہ ہیچمدان بس کرتا ہے اور عرض کرتا ہے کہ اگرچہ اس بارہ میں عبارات
بہت کثرت سے اور بھی موجود ہیں لیکن ہمارے مقابل اگر بنظر فہم و تدبر بلا خطر ملاحظہ فرمائینگے
تو عبارات منقولہ ہی کو دیکھ کر انشاء اللہ یہ کہیں گے مصرع تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ
کجا کجا نہم۔ بلکہ فی الواقع یہ مسئلہ ایسا مسلم ہے کہ اسقدر عبارات کا نقل کرنا بھی طول سے
خالی نہیں معلوم ہوتا مگر فقط اس اندیشہ سے کہ ہر دو فاضل معقول چونکہ قدم کلام لفظی کے حق
ہونے پر زور دے رہے ہیں اور بالخصوص مولف ثانی جملہ سلف صالحین کا یہی مذہب
بتلا رہے ہیں اور قول حدوث کلام لفظی کو اوہن من نسج العنکبوت فرما [illegible]
عبارات متعددہ کا پیش کرنا ضروری معلوم ہوا سو حسب اتفاق نے علمائے معتبرین اصولیین
مفسرین و متکلمین و اعلام محققین کی تصریحات سے حدوث کلام مذکور [illegible]
کر دیا اور یہ بھی ظاہر کر دیا کہ قدم حروف و الفاظ [illegible]

Marfat.com

کا یہ مذہب ہے جن کو اعلام اہل سنت سخت الفاظ سے یاد فرماتے ہیں تو اب بروے انصاف ہمکو کسی دلیل مخالفین کا جواب دینا ضروری نہیں ہمارا مدعا بحمد اللہ بلا غبار ہے بالخصوص جب ہم اس امر کو دیکھتے ہیں کہ اکابر امت ایسے لوگوں کے قول کی طرف توجہ اور التفات سے بھی منع فرما رہے ہیں کما مر اور ساتھ ہی میں یہ بھی خیال کرتے ہیں کہ ہر دو مؤلف نے اپنے موافق مدعا ایک دو عبارت کو دیکھ کر بلا تدبر اسکو ثبوت مدعا کے لئے کافی سمجھ لیا اور جمہور علماء رشد و مد کے ساتھ اسکے منکر ہیں اُن کے خلاف کا اصلا خیال نہیں کیا اور نہ کچھ فکر جواب فرمایا تو پھر تو کسی درجہ میں بھی ہمارے ذمہ مخالفین کے خیالات کی جوابدہی لازم نہیں ہو سکتی تعجب ہے کہ مسایل فقیہہ ظنیہ میں بھی راجح مرجوح مفتی بہ غیر مفتی بہ کی تمیز ضروری ہے ہر خاص و عام کو یہ اجازت نہیں کہ اپنی خواہش کے موافق جس روایت پر چاہے عمل کر لے پھر امور اعتقادیہ متعلقہ ذات و صفات میں بالفرض اگر ایک دو عبارت فضلاء معقول کی قسمت سے اُن کے موافق بھی نکل آئی تو بلا ترجیح و دلیل معتبر جمہور کے مقابلہ میں ہر کہ و مہ اسکو کیونکر معتقد علیہ بنا سکتا ہے بالجملہ بوجوہ مذکورہ بالا ہر چند ہم کو اُن خیالات کی طرف توجہ کرنا ہرگز ضروری نہ تھا مگر بنظر بعض مصالح یہی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ استدلالات منقولہ ہر دو مؤلف کی کیفیت بھی حسب موقع عرض کر دی جاوے تاکہ تحقیق مدعا اور اطمینان ناظرین میں کوئی دقیقہ باقی نہ رہجاے سو مؤلف تنزیہہ نے تو اس بارہ میں بہت ہی کوتاہی کی ہے وہ تو شاید جملہ عالم کو اپنا شاگرد یا معتقد خیال فرماتے ہیں کہ غلط صحیح جو کچھ میرے قلم سے نکلیگا اُسکے مقابلہ میں نہ متقدمین کے قول کو کوئی معتبر سمجھے گا نہ متاخرین کے ارشاد کو البتہ مؤلف عجالہ نے ظاہر میں چند نقلیات اور عقلیات ملا کر اپنے دعوے کو مدلل کر دیا ہے گو سمجھنے والے سمجھتے ہیں کہ بالکل ملمع کاری ہے کام کی باتیں ہرگز نہیں فقط ایک عبارت صاحب مواقف علیہ الرحمہ کی دوسری میر سید شریف نے جو اسکی تائید فرمائی ہے جسکو مؤلف اول نے بھی پیش کیا ہے اسکے سوا جو کچھ لکھا ہے کھلم کھلا دعوے بے اصل بلکہ دعوے خلاف دلیل ہے اسلئے مؤلف ثانی کے دلایل کی کیفیت عرض کئے دیتا ہوں

Marfat.com

مولف اول کے جملہ امور کا جواب اُس سے مع شئے زاید انشاء اللہ معلوم ہو جائیگا لیکن
یہ مناسب ہے کہ اول اُن نقلیات کی کیفیت بیان کی جاوے جو مولف ثانی نے
محض اپنی عرقریزی اور قوت طبع سے ایجاد فرمائی ہیں اس کے بعد صاحب مواقف
کی کلام کی تفصیل جو کہ اس بارہ میں اصل اصول سمجھی جاتی ہے عرض کرونگا باقی یہ امر
پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ ہر دو مولف کلام لفظی کو جو کہ حروف وکلمات سے مرکب ہی قدیم
اور قایم بذات الباری فرماتے ہیں اور یہی سلف صالحین کا مشرب تبلاتے ہیں اور
ہمارا دعوے یہ ہے کہ کلمات وحروف اور جو کلام اُن سے مرکب ہے سب مخلوق ہیں حادث ہیں بتلانے والے
ہیں اور علمار معتبرین متقدمین ومتاخرین کا یہی مذہب ہے درحقیقت ما بہ النزاع فقط
یہی امر ہے سو ہماری دلایل قطعیہ نقلیہ جو کلام مذکور کی مخلوقیت پر دال ہیں محققین اعلام
اور علمار کرام کی کلام سے منقول ہو چکی جو علاوہ مخلوقیت کلام مذکور کے اس امر پر بھی
بالتصریح دال ہیں کہ قائلین قدم کلام لفظی جاہل و باطل مبتدع اور معاند ضال وغیرہ قابل
نا التفات ہیں اور صاحب تمہید نے تو کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی لیکن اب اُن دلایل
کو بھی بنظر فہم دیکھنا چاہئے جو مولف عجالہ نے بڑے دعوے کے ساتھ نقل فرمائی
ہیں اور جنکے اعتماد پر دعوے مخلوقیت کلام لفظی کو اوہن من نسج العنکبوت تبلا رہے ہیں
اور جملہ سلف کا یہی عقیدہ قرار دے رہے ہیں سو اول تو مولف موصوف نے میر سید شریف
اور قاضی عضد کی عبارت نقل فرمائی ہے جسکا جواب اخیر میں معروض ہوگا اُس کے بعد
حضرت مولانا بحرالعلوم کی دو عبارتیں نقل کی ہیں اول عبارت جس میں صاحب مواقف کے
کلام کی تائید و تحقیق موجود ہے اس کی کیفیت مفصلہ صاحب مواقف کے کلام
کے جواب میں عرض کرونگا البتہ کلام ثانی بقدر حاجت نقل کر کے اُس کی کیفیت
اول عرض کرتا ہوں وہو ہذا ومسئلۃ کون الکلام صفۃ لہ تعالی غیر مخلوقۃ
قطعیۃ لا وجہ للریب والارتیاب فیہ الا تری کیف قال الامام ابو حنیفہ
رحمہ اللہ تعالی من قال بخلق القرآن فہو کافر قالوا ہو من الکفران
اومن الکفر وکیف صبر الامام احمد علی انحاء التعذیبات ولم یجز

خلافهما على اللسان فضلا عن الانكار وانظر الى ما قال الامام الشيخ داؤد الطائی عند حلول هذه الحادثة قاد احمد مقام الانبياء وسئل الامام الهمام جعفر بن محمد الصادق كرم الله وجهه ووجوه اباءه الكرام عن القران هل هو خالق او مخلوق فاجاب القرٰن كلام الله غير مخلوق وبالجملة مسئلة عدم خلق القرٰن وكونه صفة قديمة مجمع عليه اجماعا قطعيا لا يعتبر بمخالفة الحمقاء وكذا لا يضر مخالفة الكرامية فی امتناع قیام الحوادث به تعالى فتدبر انتهى اس عبارت کے نقل کرنے کے بعد مؤلف ثانی فرماتے ہیں کہ یہ عبارت اس بات پر شاہد صادق ہے کہ حضرت شیخ داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام جعفر بن محمد صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعن آبائہ الکرام کا مسلک بھی وہی ہے جو ہم نے دعوے کیا تھا یعنی کلام لفظی قدیم ہے کیونکہ سایل نے کلام لفظی کی ہی نسبت دریافت کیا تھا اور وجہ اسکی یہ ہے کہ اگر کلام نفسی کی نسبت سوال ہوتا تو سایل یہ نہ کہتا کہ قران مخلوق ہے یا غیر مخلوق بلکہ یہ کہتا کہ قران موجود ہے یا نہیں کیونکہ قران نفسی کی نسبت جو اہل سنت والجماعت اور معتزلہ میں خلاف ہے تو اُس کے تحقق اور عدم تحقق میں خلاف ہے اور قائلین کلام نفسی سب قدم کے قایل ہیں اور جملہ منکرین قدم کلام نفسی کے منکر ہیں یہ نہیں کہ معتزلہ کلام نفسی کو مانکر پھر قدیم ہونے کا انکار کرتے ہوں تو اب منشا نزاع مابین الفریقین فقط ثبوت کلام نفسی اور عدم ثبوت کلام نفسی ہے اور قدم وحدوث محض اس پر متفرع ہے اسلئے کلام نفسی کی نسبت سوال کرنا منظور ہوتا تو سائل کلام نفسی کے وجود اور عدم ثبوت سے سوال کرتا قدم وحدوث خود بخود اُس ہی معلوم ہوجاتا انتہے۔ **اقول** بحو مدہم اس عبارت کو دیکھتے ہیں اور تعجب کرتے ہیں کہ اس کلام سے صاحب عجالہ کا مدعی جسکے بڑے شد ومد سے مدعی تھے کس طرح ثابت ہوتا ہے کلام مذکور سے کلام لفظی کا قدیم سمجھنا بالکل ایسا ہی معلوم ہوتا ہے جیسا کسی شائق نے غایۃ اشتیاق ہن داؤد کے جواب میں چار رڈیں لکھا تھا مولانا بحر العلوم

Marfat.com

کے ارشاد سے تو فقط یہ مفہوم ہوتا ہے کہ کلام کا صفت الٰہی اور غیر مخلوق ہونا قطعی
یقینی ہے اس میں مخالفت کرنی حمقا کا کام ہے اور اس ارشاد کی تائید میں حضرت
امامنا الاعظم اور شیخ داؤد طائی اور حضرت ہادی عالم امام جعفر صادق رضوان اللہ
تعالیٰ علیہم اجمعین کے اقوال اور حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا حال فرمایا ہے ۔
اس امر کا اہل سنت میں سے کون منکر ہے کلام لفظی مرکب من الحروف والاصوات کا
قدم ثابت کرنا تھا جس سے یہ جملہ ارشادات ساکت و خالی ہیں فواتح الرحموت دیکھ لیجیے
صاف معلوم ہوتا ہے کہ مولانا بحر العلوم نے معتزلہ اور کرامیہ کے مقابلہ میں یہ ارشاد فرمایا
ہے جو کہ کلام الٰہی کو صفت قایم بذات الباری نہیں کہتے یا ذات واجب تعالیٰ کو محل
حوادث کہنے سے انکار نہیں کرتے مگر کلام نفسی کے انکار میں دونوں فریق موافق ہیں
سو چونکہ یہ دونوں فریق کلام نفسی کے منکر ہیں اور کلام الٰہی کے حادث کہنے میں موافق
ہیں اس لیے اُن پر رد کرنے کے لئے مولانا بحر العلوم نے یہ اقوال نقل فرمائے ہیں جس سے
بالبداہتہ معلوم ہوتا ہے کہ مولانا بحر العلوم کی غرض ان اقوال کی نقل سے ثبوت قدم
کلام نفسی ہے جسکو تمام اہل حق تسلیم فرماتے ہیں اور معتزلہ و کرامیہ اس کے منکر ہیں جملہ
اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال مشہور و معروف تھا مگر یہ برعکس ابھی دیکھنے
میں آئی ہے کہ جانب مخالف کے ثبوت پر اگرچہ قرائن قویہ دال ہوں تو بھی استدلال
میں خامی نہیں آتی بالجملہ ہر صاحب فہم ادنیٰ تامل سے سمجھ سکتا ہے کہ ان اقوال میں
کلام نفسی کا قدم ثابت کرنا مقصود ہے کلام لفظی سے کچھ علاقہ نہیں بلکہ ایسی عبارات
کو موقع استدلال میں پیش کرنا دلیل عجز ہے اور یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ مؤلف
موصوف نے فقط نقل عبارت پر قناعت کی اور کوئی وجہ ایسی بیان نہیں کی جو
ثبوت مدعا پر دال ہو فقط حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جواب کے
ساتھ ایک قرینہ خیالی بیان کیا جسکا جواب عرض کرونگا باقی اور حضرات کی کلام
میں اتنا بھی نہیں کیا دیکھئے حضرت امامنا الاعظم کا تو فقط یہ جملہ ہے من قال
بخلق القرآن فہو کافر جس میں کلام لفظی کا نام و نشان بھی نہیں بلکہ فہم سلیم ہو تو

حضرت امام اعظم کا قائلین خلق قران کو کافر فرمانا خود اس پر دال ہے کہ قران سے
کلام نفسی مراد ہے ورنہ مولف عجالہ کو بھی حسب ارشاد امام جملہ متاخرین اہل سنت
کی تکفیر تسلیم کرنی پڑے گی لاحول الخ اور حضرت شیخ داؤد رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کا
خلاصہ حسب ارشاد صاحب عجالہ صرف یہ ہے کہ جب حضرت امام احمد کو مسئلہ
خلق قران کے قصہ میں طرح طرح کے مصائب و شداید جھیلنے پڑیں اور جناب امام
رحمۃ اللہ علیہ نے اُن پر تحمل فرما کر بوجہ اندیشہ حبس و قتل امر حق کا سر مو خلاف نہ کیا
تو اُس وقت شیخ داؤد طائی نے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں مقام احمد
مقام الانبیاء فرمایا سو حقیقت الامر تو یہ ہے کہ اول تو شیخ داؤد طائی کا یہ مقولہ
ہی نہیں ہو سکتا ابن خلکان وغیرہ تواریخ معتبرہ میں ملاحظہ فرمالیجئے کہ حضرت امام احمد
کو یہ قصہ سنہ دو سو بیس میں پیش آیا ہے اور شیخ داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام
ابو حنیفہ کے شاگرد ہیں اور اُن کی وفات سنہ ایک سو ساٹھ یا پینسٹھ میں ہو چکی
ہے جو حضرت امام احمد کے قصہ سے ساٹھ برس مقدم ہے باوجود اسقدر تقدم کے
قول مذکور کو حضرت کو حضرت شیخ کی طرف منسوب کرنا کیونکر قابل تسلیم ہو سکتا ہے
ہاں یہ احتمال کوئی نکال سکتا ہے کہ بطور کرامت قبل از وقوع حضرت شیخ نے ایسا
فرما دیا ہو اور بوجہ وثوق کامل بجائے یقوم لفظ قام کہا ہو مگر احتمال قابل قبول اہل فہم
یہ ہے کہ غالباً یہ مقولہ داؤد ظاہر کا ہے جسکا مولد سن دو سو دو یا ایک و کم ہے اور سن
وفات دو سو ستر ہیں اور ظاہر کا طائی لکھ دینا قلم نساخ سے کچھ بعید نہیں واللہ اعلم
اور اگر بپاس خاطر صاحب عجالہ شیخ داؤد طائی کا ہی ارشاد تسلیم کیجئے تو حسب معروضہ
سابقہ غایۃ مافی الباب یہ امر ثابت ہو گا کہ مسئلہ مذکورہ میں حضرت شیخ امام کی موافق
ہیں مگر اتنی بات سے مدعیان قدم کلام لفظی کو کیا نفع تا وقتیکہ یہ امر محقق نہ ہو جائے کہ
حضرت امام کلام مرکب من الحروف والکلمات کو قدیم فرماتے ہیں اور مؤلف عجالہ
نے تمام رسالہ میں بھی کوئی نقل ایسی بیان نہیں فرمائی جس سے یہ امر محقق ہو جائے
کہ حضرت امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ حروف و کلمات کے قدیم ہونے کے قایل ہیں

Marfat.com

ہاں آگے چل کر بزور معقول بعض قرائن عقلیہ سے اس امر کو ثابت فرمایا ہے جسکی حقیقت نقلیات سے فراغت پاکر انشاءاللہ عرض کرونگا اور اگر حسن اتفاق سے یہ امر کسی دلیل سے ثابت ہوجائے کہ خود حضرت امام کا بھی مذہب یہ ہرگز نہیں کہ کلمات و حروف قدیم ہیں تو پھر تو مولف موصوف کو خود بخود یہ ماننا پڑیگا کہ حضرت شیخ داؤد بھی حروف کلمات کو قدیم نہیں فرماتے اور انشاءاللہ بہدایت ایزدی یہ گمنام انھیں حضرات کے ارشاد سے کہ جنکے کلام سے مولف مذکور سند لارہے ہیں ظاہر کردیگا کہ حضرت امام کلمات و الفاظ کو قدیم نہیں فرماتے اب فقط حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد باقی رہا جسکا ماحصل یہ ہے کہ سایل نے مسئلہ خلق قرآن کی نسبت دریافت کیا تو انہوں نے جواب میں القرآن کلام اللہ غیر مخلوق ارشاد فرمایا سو ہم کو اسکے جواب میں اس قدر عرض کردینا کافی ہے کہ کلام لفظی جو متنازع فیہ ہے اسکا قدیم ہونا اس سے ثابت نہیں ہوتا بلکہ جملہ مذکور کلام نفسی کے بارہ میں ہے یہی وجہ ہے جو حضرت امام ابن امام نے جواب میں لفظ کلام اللہ اور بڑھا دیا کیونکہ حسب تصریحات علما لفظ قرآن اکثر قرآن لفظی پر بولا جاتا ہے اور کلام اللہ صفت باری تعالیٰ یعنی کلام نفسی میں شائع الاستعمال ہے اسلئے حضرت امام ممدوح نے قرآن کو غیر مخلوق نہ فرمایا تاکہ کلام لفظی کو کوئی غیر مخلوق نہ سمجھ بیٹھے بلکہ القرآن کلام اللہ غیر مخلوق فرمایا یعنے قرآن بمعنی کلام الٰہی جو کہ صفت واجب تعالیٰ ہے وہ غیر مخلوق ہے چنانچہ علامہ سعدالدین وغیرہ اس جملہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں وعقب القرآن بکلام اللہ تعالی لما ذکر المشائخ من انه یقال القرآن کلام اللہ تعالی غیر مخلوق ولا یقال القرآن غیر مخلوق لئلا یسبق الی الفہم ان المولف من الاصوات والحروف قدیم کما ذهبت الیه الحنابلة جهلا او عنادا انتهی بالجملہ حسب تصریحات علما حضرت امام المسلمین نے اس جہل و عناد کے خوف سے یہ لفظ اور زیادہ فرمادیا تھا تو جو صاحب اب بھی جناب امام کی طرف قدم کلام مولف من الاصوات والحروف کو منسوب کرتے ہیں گویا حسب ارشادات علما در پردہ جہل و عناد کی نسبت جہلا یا عنادا حضرت امام ہمام رحمۃ اللہ علیہ کے

Marfat.com

خدام کی طرف کر رہے ہیں والعیاذ باللہ تعالیٰ مگر مؤلف ثانی نے ان جملہ امور سے قطع
نظر کرکے کلام حضرت امام کو کلام لفظی ہی پر محمول کیا اور قرینہ یہ بیان کیا کہ سایل کو اگر
کلام نفسی کا پوچھنا ہوتا تو اُسکے ثبوت و انتفا سے سوال کرتا مخلوقیت و عدم مخلوقیت کو
دریافت نہ کرتا چنانچہ عبارت صاحب عجالہ کے ذیل میں اس امر کی تفصیل معروض ہو چکی
ہے سو مولف کے طرز کے موافق تو الزاماً اسکا یہی جواب ہے کہ اگر حضرت امام کلام
لفظی کی نسبت جواب دیتے اور حسب بیان مولف عجالہ سایل کی بھی یہی غرض ہوتی
تو القرآن کلام اللہ غیر مخلوق نہ فرماتے بلکہ الفاظ القرآن غیر مخلوق فرماتے اور تفصیل مطلوب
ہے تو جواب اس وہم کا اول تو یہی ہے کہ معلوم نہیں سایل کون تھا کیا عجب ہے جو عوام
مسلمین میں سے ہو سُنی سُنائی جو اس مسئلہ میں خدشہ ہوا اس نے حضرت امام سے استفسار
کیا حضرت امام نے اُسکے مناسب جواب سہل بیان فرما دیا کہ کلام الٰہی غیر مخلوق ہے
اُسکو کلام لفظی و نفسی کے خلجان میں ڈالنا ہرگز مناسب نہ تھا اس فرق کو عوام کے سمجھانے
میں اندیشہ غلط فہمی ہے دیکھئے حضرت امام اعظم اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہما
میں جو مدت تک اس مسئلہ میں گفتگو رہی اُسکی وجہ علمائے کرام نے یہ لکھی ہے کہ چونکہ فرق
ما بین الکلامین ظاہر نہ تھا اسلئے اتنا تامل ہوا چنانچہ حضرت امام ربانی شیخ مجدد الف
ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں امام اعظم و امام ابی یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہما تا شش ماہ
در مسئلہ خلق قرآن باہمدیگر مناقشہ داشتند و رد و بدل می کردند بعد از شش ماہ مشخص شد
کسے کہ قرآن را مخلوق گوید کافر گردد ایں طول منازعت بواسطہ عدم تنقیح ایں مسئلہ بودہ
است درین وقت والحال کہ تلاحق افکار منقح شدہ است گوئیم کہ محل نزاع اگر حروف و
کلمات اند کہ دوال اند بر کلام نفسی شک نیست کہ حادث اند و مخلوق و اگر مدلولات مراد
باشد قدیم و غیر مخلوق است ایں تنقیح از برکات تلاحق افکار است انتہی۔ اور یہ امر کچھ
مستبعد نہیں بہت سے امر ایسے موجود ہیں کہ ابتدا میں بوجہ عدم تفصیل اکابر کو خلجان
کی نوبت آئی پھر بوجہ برکات افکار متوسطین بھی اسکو سمجھنے لگے اسلئے ظاہر تو یہ ہے
کہ سایل کو بالخصوص جبکہ عوام میں سے ہو اُس مقدم زمانہ میں اس تفصیل کی یقیناً خبر

Marfat.com

ہوگی وہ بیچارہ سوال فرمودہ مولف ثانی کس طرح پیش کرتا بلکہ وہ متوسط الحال کہ جس نے
انجاث علم کو نہ دیکھا ہو وہ بھی اس زمانہ میں یہ سوال کرے گا تو اس صورت میں ظاہر ہے
کہ اس نے صرف قرآن کے مخلوق وغیر مخلوق ہونے کو دریافت کیا ہوگا فرق کلام نفسی و
لفظی کا اسکو خیال بھی نہ ہوگا پھر ایسے شخص کو ایسے خلجان میں ڈالنا کہ جس میں اندیشہ غلط
فہمی اقرب ہو اور جسکی وجہ سے بڑے بڑے صدمات اکابر امت کو جھیلنے پڑے ہوں۔
حضرت امام المسلمین جیسے حکیم امت کو کب شایان تھا بلکہ سایل مذکور اگر دا خل خواص ہو
جب بھی بوجہ اندیشہ اختلاف و غلط فہمی و خوف فتنہ یہی جواب ضروری مناسب تھا
جو امام علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا اور اگر بپاس خاطر مولف عجالہ یہی مان لیا جاوے کہ سائل
مذکور فرق کلام نفسی و لفظی اور اختلاف اہل سنت و معتزلہ کو خوب سمجھے ہوئے تھا تو بھی ہم کو
کچھ دشواری نہیں چونکہ سایل کی غرض فقط تحقیق مسئلہ خلق قران تھی اسلئے اسی کو دریافت
کیا اور امام کے ارشاد سے سمجھ گیا کہ آپ کے نزدیک رائے اہل سنت حق ہے اور حضرت امام
کو بھی سایل کے علم و واقفیت کی اطلاع ہو اسلئے تفصیل کی حاجت نہوئی اور ان جملہ امور سے
قطع نظر کرنے کے بعد اگر حسب الحکم مولف موصوف یہی مان لیا جائے کہ سایل نے بالخصوص کلام
لفظی ہی کی نسبت سوال کیا تھا تو پھر اسکی کیا ضرورت ہو کہ حضرت امام نے جواب بھی اسی کی نسبت
ارشاد فرمایا ہو کیا عجب ہے جو حضرت امام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شورش عوام اور فتنہ فساد سے
بچنے کے لئے یا عوام کو فساد عقیدہ سے بچانے کے لئے سوال سایل سے اعراض فرماکر
علیٰ اسلوب الحکیم جواب مذکور ارشاد فرمایا ہو مطالعہ کتب سے معلوم ہوتا ہے کہ الفاظ کے
مخلوق کہنے پر اکابر دین امام بخاری و مسلم وغیرہ کو سخت مخالفتیں اور دقتیں اٹھانی پڑی ہیں
دیکھئے اسی مسئلہ کے دینے والے تہمات کی وجہ سے حضرت امام اعظم وغیرہ اکابرین اعتزال
وغیرہ تک کی تہمتیں لگ چکی ہیں علیٰ ہذا القیاس قران کے مخلوق فرمانے میں اگرچہ حضرت
امام کی مراد الفاظ ہی ہوتی یہ بڑا اندیشہ تھا کہ قران اصلی اور کلام نفسی کو کوئی ایسا نہ سمجھ
جاوے چنانچہ بعض کو یہ قصہ پیش بھی آ چکا ہے تو اسلئے کو سایل نے کلام لفظی ہی سے سوال
کیا ہو مگر حضرت امام ہمام نے اسکا جواب دینا مناسب نہ سمجھا ہو بلکہ اشارہ اس سوال سے

بھی منع فرمادیا پھر ایسے قراین خفیہ وجہیہ کی وجہ سے یہ یقین کرلینا کہ حضرت امام جعفر صادق
رضی اللہ تعالیٰ عنہ الفاظ کے غیر مخلوق ہونے کے معتقد ہیں مدعیان معقول ہی کا حصہ ہو
امر کہ جسکو اکابر شریعت وطریقت کھلم کھلا بالاتفاق عناد وجہالت بدعت وضلالت غیرہ
فرماتے ہوں ایک امر خیالی وقیاسی کے بھروسے ایسے مقتدائے امت کے ذمہ لگانا
روایت ودرایت ودیانت کے صریح مخالف ہے اور یہ امر اور بھی تعجب خیز ہے کہ
مولف صاحب کی عبارت منقولہ میں جن اکابر کا ذکر ہے اُن میں اکثر سے صراحۃً مدعائے
مولف کے خلاف ثابت ہے چنانچہ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول منقول ہوچکا
ہے اور حضرت امام احمد اور مولانا بحر العلوم کا مسلک اس مسئلہ میں خود انہیں حضرات
کے اقوال سے آگے عرض کرونگا بالجملہ عبارت منقولہ مولف ثانی کو اُن کے مدعا سے
بنظر فہم وانصاف کوئی علاقہ نہیں بلکہ جہانتک دیکھا جاتا ہے ہر پہلو سے ہماری
موافقت مترشح ہوتی ہے کما مر مفصلاً۔ اسکے بعد مولف موصوف نے اپنے اثبات
مدعا کے لئے صاحب تمہید اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کلام نقل فرمائی ہے
قال صاحب التمہید قال ابو یوسف ناظرت ابا حنیفۃ فی القرآن ستۃ
اشھر حتی اتفق رای ورایہ علی ان القرآن کلام اللہ ووحیہ وتنزیلہ
غیر مخلوق قال علی القاری وقد صح ھذا القول عن محمد اس عبارت
کے نقل کرنے کے بعد مولف مذکور فرماتے ہیں کہ اس سے بالتنصیص یہ معلوم ہوتا
ہے کہ ایمۂ ثلاثہ یعنی امام اعظم اور صاحبین کے نزدیک کلام منزل علی النبی علیہ الصلوٰۃ
والسلام غیر مخلوق ہے اور یہ امر خود بدیہی ہے کہ منزل کلام لفظی ہے نہ نفسی انتہے اقول
اول تو ہم یہی کہتے ہیں کہ مولف کا یہ کہنا کہ منزل کلام نفسی نہیں ہوسکتی بلکہ کلام لفظی ہوتی
ہے قابل تسلیم نہیں کیونکہ کلام نفسی کا ممتنع التنزل ہونا ہے تو بوجہ اسکے ہے کہ وہ صفت
حقیقی قایم بذات الباری ہے جب صاحبان معقول نے الفاظ کو بھی قدیم قایم بذات
الباری مان لیا تو اُس کا نزول بھی کون عاقل تسلیم کرسکتا ہے اسکے بعد یہ عرض ہے
کہ مولف موصوف کا یہ استدلال بھی قابل دید ہے فقط لفظ تنزیل کی وجہ سے

مولف نے دھوکہ کھایا اور یاوٗں کو دینا چاہتے ہیں بحمد اللہ عالم آباد ہے خود حضرت امام کی کلام اور تمہید و شرح فقہ اکبر بکثرت موجود ہیں اول اُن کو ملاحظہ فرمایئے کہ یہ حضرات اس امر میں کیا ارشاد فرما رہے ہیں دیکھئے حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ تو صریح نحن نتکلم بالآلات والحروف واللہ سبحانہ یتکلم بلا آلۃ و حروف والحروف مخلوقۃ و کلام اللہ تعالی غیر مخلوق لان الکتابۃ والحروف والکلمات والآیات کلہا آلۃ القرآن لحاجۃ العباد الیہ و کلام اللہ تعالی قائم بذاتہ و معناہ مفہوم بھذہ الاشیاء وغیرہ فرما رہے ہیں چنانچہ ان حضرات کی چند عبارات احقر عرض کر بھی چکا ہے تو اب بروئے انصاف ہماری طرف سے جواب کافی تو یہی ہے کہ جن حضرات کی کلام میں لفظ تنزیل دیکھکر ارباب معقول قدم کلام لفظی کا خیال جما رہے ہیں وہی حضرات بتصریح تمام حروف و کلمات کو مخلوق و حادث فرما رہے ہیں سو پہلے اُن کے کلام میں موافقت پیدا کیجئے اُسکے بعد اُنکی کلام سے کسی پر حجت قایم کیجئے مؤلف نے لفظ تنزیل سے وہ مطلب نکالا کہ خود حضرت امام اعظم کی تصریحات باطل ہوئی جاتی ہیں اور صاحب تمہید اور علی قاری کو بھی در پردہ گویا یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ کلام امام کا مطلب نہیں سمجھے خدا خیر کرے اگر ان صاحبوں کی یہی ظاہر پرستی ہے تو کیا عجب ہے کہ جیسا لفظ تنزیل کو دیکھکر حروف منزلہ کو قدیم فرما رہے ہیں اسی طرح قول حضرت امام والقرآن کلام اللہ تعالی فی المصاحف مکتوب الخ کو ملاحظہ فرما کر حروف و نقوش کتابی کے قدیم ہونے کا حکم بھی جاری کردیں اور تھوڑی سی ترقی کے بعد جلد و غلاف تلک نوبت پہنچاویں بہرحال یہ بھی غنیمت ہے کہ تنزیل بمعنے منزل تو لے رہے ہیں چلو غنی نہ سہی لفظ ہی اگر تنزیل کے معنے مصدری حقیقی مراد لینے لگتے تو کوئی کیا کر سکتا تھا اس کے عرض ہے کہ ہرچند استدلال مؤلف کے مقابلہ میں بالفعل ہم کو کسی اور جواب کی ضرورت نہیں جو کچھ عرض کیا ہے کافی ہے مگر بغرض کشف حقیقت صاحب ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہما کے مطلب کی توضیح کسیقدر مناسب معلوم ہوتی ہے

جس سے ثابت ہوجائے کہ لفظ تنزیل سے حضرت امام کی کیا غرض ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوجائیگا کہ لفظ تنزیل کا جو مطلب مؤلف نے نکالا ہے جیسا خود تصریحات امام کے مخالف ہے ایسا ہی ان حضرات کے ارشاد سے معارض ہے اسلئے عرض ہو کہ صاحب تمہید کی غرض فقط یہ ہے کہ اشاعرہ کے نزدیک چونکہ کلام اللہ معنی قایم بذات الباری کا نام ہے اسلئے وہ اس کو منزل اور مکتوب اور مسموع اور محفوظ وغیرہ نہیں کہتے بلکہ ان حمایہ صفات کو الفاظ وحروف دالہ علے کلام الباری کی طرف رجوع کرتے ہیں اور ماتریدیہ کلام باری کو منزل ومکتوب وغیرہ فرماتے ہیں چنانچہ خود حضرت امامنا الاعظم کا ارشاد اسی جانب مشیر ہے والقران کلام الله تعالیٰ فی المصاحف مکتوب وفی القلوب محفوظ وعلی الالسنۃ مقروء وعلی النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام منزل اور اس مدعا کے اثبات کے لئے صاحب تمہید نے نزل بہ الروح الامین علی قلبك اور انا انزلناہ قرانا عربیا آیات پیش کرکے قول حضرت امام ابو یوسف القران کلام الله تعالی ووحیہ وتنزیلہ غیر مخلوق جسکو مولف عجالہ استدلال میں پیش فرماتے ہیں ذکر کیا ہے اس کے بعد اشاعرہ پر چند اعتراض کرنے کے بعد فرماتے ہیں فثبت ان الکلام ھو المعنی المفھوم ثم یفھم ذلك المعنی بالقراءۃ والکتابۃ والسماع والحفظ ولو قرء باللغات وکتب بالمصاحف فانہ یکون واحدا لانہ یفھم من جمیع اللغات والکتابۃ معنی واحدا ومفھوما واحدا فصح ما قلنا اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مکتوب ومنزل وغیرہ سے اس موقعہ میں معانی منزلہ ومکتوبہ مراد ہے الفاظ وحروف ہرگز مراد نہیں اور یہ بھی معلوم ہوگیا کہ الفاظ وحروف دالہ میں اصل میں مکتوب ومنزل وغیرہ ہیں مگر ان کی وجہ سے معانی مدلولہ پر بھی منزل وغیرہ کا اطلاق ہوتا ہے جس سے خوب محقق ہوگیا کہ کلام حضرت امام میں تنزیل سے مراد معانی منزلہ ہیں جو بواسطہ نزول الفاظ منزلہ کہلاتے ہیں الفاظ منزلہ ہرگز ہرگز مراد نہیں جیسا کہ مولف صاحب خیال فرماتے ہیں اور جس سے تقر

Marfat.com

کے مطابق معانی کو منزل کہا گیا تو اسپر یہ خدشہ ہوسکتا تھا کہ تنزیل و نزول انتقال و انفکاک
کو مستلزم ہے اور ظاہر ہے کہ معانی نفسیہ کا نقل و انتقال کسی طرح متصور نہیں تو اسکے
جواب میں صاحب تمہید ارشاد کرتے ہیں ثم التنزیل لا یوجب الانفکاک
لان القرآن لیس بشیٔ منقول حتی ینقل من موضع الی موضع بل ھو کلام
مفہوم وذلک معنا لا یجوز تنزیله وکتابته وھذا کما نقول بان من
کتب علی کتاب وعلی لوح الف دینار فان الدینار لا ینتقل من موضع
الی موضع ولکن یفهم ویعلم من الکتابة ولھذا المعنی قلنا انه مکتوب
فی المصاحف غیر حال فیه کالدنانیر مکتوبة فی القرطاس غیر موضوع
فیه انتہی اس سوال وجواب سے عرض سابق اور بھی مدلل و مفصل ہوگئی اور ثابت
ہوگیا کہ کلام مذکور میں منزل سے معانی مراد ہیں الفاظ و حروف ہرگز نہیں اگر الفاظ مراد
ہوتی تو صاحب تمہید کلام مذکور کو سرے سے محل استدلال میں پیش ہی نہیں کرسکتے تھے
کما ہو ظاہر الغرض یہ مضمون ایسا نہیں کہ جس میں اہل فہم کو کسی قسم کا تامل ہو تو اب
صاحب عجالہ کا یہ فرمانا کہ ائمہ ثلاثہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک کلام منزل علی الرسول
علیہ الصلوٰۃ والسلام غیر مخلوق ہے بیشک صحیح ہے لیکن یہ کہنا کہ کلام منزل بجز کلام
لفظی اور کسی کو نہیں کہہ سکتے جو اُن کی دلیل کا مقدمہ ثانیہ ہے بالکل غلط ہے۔ ارشاد
امام اور تصریحات اعلام سے یہ امر محقق ہے کہ کلام منزل سے یہاں کلام نفسی مراد ہے
چنانچہ صاحب تمہید کی کلام بالبداہتہ اسپر شاہد ہے عبارت منقولہ سے ثابت ہوگیا کہ
حضرات ماتریدیہ کلام نفسی کو بواسطہ الفاظ و حروف مکتوب و متلو و مسموع و منزل فرماتے
ہیں ولا مضایقة فیه کما مر تو اب ارشاد ائمہ کرام ان القرآن کلام اللہ ووحیه وتنزیله
غیر مخلوق میں کلام اللہ منزل سے لامحالہ معانی نفسیہ مراد ہونگے وہو المطلوب علی ہذا القیاس اعلٰی صاحب
نے ملا قاری کی عبارت جو موقع استدلال میں نقل فرمائی ہے اسکو بھی ہم آخر تک
نقل کئے دیتے ہیں جس سے اہل نظر کو خود معلوم ہوجائے گا کہ ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ
کیسے موافق ارشاد فرما رہے ہیں وقال فخر الاسلام قد صح عن ابی یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

انه قال ناظرت اباحنیفه رحمہ اللہ تعالیٰ فی مسئلہ خلق القران فاتفق
رائی ورایه علی ان من قال بخلق القران فهو کافر وصح هذا القول ایضا عن
محمد رحمہ اللہ تعالیٰ وقد ذکر المشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ انه یقال القران کلام
اللہ غیر مخلوق ولا یقال القران غیر مخلوق لئلا یسبق الی الفهم ان المولف
من الاصوات والحروف قدیم کما ذهب الیه جهلة من الحنابلة انتهی
اول امر قابل لحاظ یہ ہے کہ مولف صاحب کا مبنی استدلال لفظ تنزیل تھا جس کا
کلام علامہ قاری میں پتہ بھی نہیں اور علی قاری نے جو صح هذا القول عن محمد نقل فرمایا
ہے ظاہر ہے کہ ہذا القول سے جملہ سابقہ یعنی من قال بخلق القران فہو کافر مراد ہے
جو کہ مولف کا مستدل ہی نہیں سو اسکی تدبیر مولف موصوف نے یہ کی کہ اول صاحب
تمہید کی عبارت نقل کی اُسکے بعد فقط جملہ صح هذا القول عن محمد عبارت علی قاری
سے نقل کر دیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قول منقولہ صاحب تمہید جس میں لفظ تنزیلیہ
موجود ہے وہی اسکا مشار الیہ ہے والغیب عند اللہ العلیم الغرض ہم کو علامہ قاری کے
کلام کا جواب دینا کسی طرح ضروری نہیں بلکہ اُسکا نقل کرنا بظاہر وہو کا ہی ہو گا ہے
اور انصاف سے دیکھئے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ علامہ قاری نے اس اندیشہ سے کہ
مبادا کوئی صاحب مثل مولف عجالہ حضرات ائمہ کے ارشاد مذکور سے کلام لفظی کو قدیم
بتلانے لگیں جملہ وقد ذکر المشائخ الخ ذکر فرما دیا اس پر بھی کوئی مرغی کی ایک ٹانگ
کہے جائے تو اُسکا جواب یہی ہے **شعر** فہم سخن اگر نکند مستمع ۔ قوت طبع از متکلم مجوی
اور دیکھئے جملہ وعلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم منزل جو دربارہ قران مجید فقہ اکبر
میں موجود ہے اُس کی شرح میں علامہ موصوف فرماتے ہیں والمعنی انه نزل علیه
بواسطة الحروف المفردات والمرکبات فی الحالات المختلفات وهذا معنی
قوله سبحانه ما یاتیهم من ذکر من ربهم محدث الا استمعوه وهم
یلعبون ای محدث فی الانزال والا فکلام النفسی منزه عن الانتقال
یہ کلام بھی بالعلی ندا یہی کہتی ہے کہ حضرت امام کی مراد لفظ منزل سے کلام نفسی نہیں ہے

Marfat.com

ئ لفظی ہو نزول مذکور بواسطہ حروف مفردہ و مرکبہ محقق ہورہا ہے ورنہ خود کلام نفسی انتقال کو جو کہ نزول کو لازم ہے ہرگز قبول نہیں کر سکتی اور سب سے بڑھکر یہ بات ہے کہ خود حضرت امام الائمہ فرماتے ہیں نقر بان القران کلام الله تعالى ووحيه وتنزيله وصفته لاهو ولا غيره بل هو صفته على التحقيق اہل فہم تو انشاء اللہ ہو لاغیر اور صفتہ علی التحقیق کو دیکھ کر ہی یقین کر لینگے کہ جناب امام امر نفسی کو کلام الہی فرماتے ہیں کوئی ذی فہم و انصاف الف با تا ثا وغیرہ حروف مفردہ یا مرکبہ کو بہ نسبت ذات پاک خداوندی لاغیر اور صفات حقیقیہ میں شمار نہیں کریگا اسکے بعد فرماتے ہیں مکتوب فی المصاحف مقرو بالالسن محفوظ فی الصدور من غیر حال فیہا اس سے معلوم ہوگیا کہ کلام الٰہی جسکو صفت حقیقی اور لاغیر اور موحیٰ اور منزل کہا تھا وہ مکتوب و مقرو و محفوظ بھی ہے جس سے یہی ذہن نشین ہوتا ہے کہ یہ اوصاف اُسکی ذاتی نہیں بلکہ بواسطہ الفاظ و حروف ان کی عروض کی نوبت آتی ہے ورنہ اول تو یہ کہنا ہوگا کہ گویا ذات اقدس حق تعالے شانہ میں بھی مکتوب و منزل وغیرہ ہونے کی نعوذ باللہ گنجایش ہے دوسرے مکتوب یعنی نقوش کتابت کو بھی صفت باری اور قدیم وغیرہ سب کچھ کہنا پڑیگا اور لفظ غیر حال فیہا نے تو بالتصریح تبلادیا کہ حضرت امام کا یہ مطلب ہے کہ معنی نفسی کے مکتوب و منزل ہونے سے یہ مطلب ہے کہ معنی مذکور بواسطہ حروف و الفاظ مکتوب و منزل ہوتے ہیں لیکن چونکہ کلام نفسی کے منزل و مکتوب فی المصاحف کہنے سے اُس کے انتقال و انفکاک کی طرف خیال پختہ ہوتا تھا تو اسلئے حضرت امام الائمہ نے اس خلجان کی دفعہ کے لئے یہ فرمادیا کہ معانی نفسیہ کے لئے مصاحف و السن و صدور محل و ظرف نہیں تاکہ اُن میں موجود ماننے سے معنی نفسیہ کا انتقال و انفکاک لازم آئے اس کے بعد حضرت امام نے والحروف والحبر والکتاب والکاغذ کلہا مخلوقۃ الخ فرماکر ان تمام اشیا کے حدوث کی تصریح فرمادی اور اخیر میں جاکر پھر وکلام مقرو و مکتوب محفوظ من غیر مزایلۃ عنہ فرماکر مضمون سابق کی تاکید و تصریح کردی جسکی وجہ سے صاف اور محقق ہوگیا کہ حضرت امام اگرچہ معنی نفسی کو منزل و مکتوب فرماتے ہیں مگر اُن کا

مطلب یہ ہے کہ بواسطہ الفاظ و حروف معنی مذکور منزل و غیرہ ہوسکتے ہیں وہ بھی اس
پر کہ یہ نقوش و الفاظ موجودہ فی المصاحف و مقروبالالسن ان پر دال ہیں
معنی بجنسہ قایم بذات الباری ہیں مصاحف و صدور و السن میں حلول نہیں کیا اب
باوجود اس قدر تصریحات و تاکیدات کے صاحب مجالہ کا یہ فرمانا کہ جناب امام کے
نزدیک الفاظ قدیم ہیں اور تنزیل و منزل سے کلام لفظی [illegible] ہے قصہ تعجب خیز ہے
مگر سابق میں بعض متعصبین نے حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو اس وجہ سے کہ انہوں نے
کلام لفظی کو حادث فرمایا تھا فرقہ معتزلہ میں شمار کیا تھا اور اپنی غلطی یا تعصب سے
یہ سمجھ لیا تھا کہ وہ مثل معتزلہ قران کے حدوث کے قایل ہیں حالانکہ حضرت امام اعظم
کی یہ مراد تھی کہ قرآن کلام الٰہی قدیم ہے ہاں الفاظ و حروف دالہ البتہ حادث ہیں سو
اُسکے پاداش میں اس زمانہ اخیر کے بعض مہربانوں نے حضرت امام کو بعض حنابلہ
اور حشویہ کا ہمزبان بنادیا اُن لوگوں کی تفریط کے مقابلہ میں ان حضرات نے پورا افراط
کردیا اور امر واقعی یہ ہے کہ حضرت امام دونوں سے بری ہیں بلکہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا
وہی مسلک ہے جیسا جملہ اہل سنت بین بین فرماتے ہیں اور حضرت امام نے اس
احتیاط کے لئے اس مضمون کو مکرر سہ کرر بیان فرمادیا ہے تاکہ کوئی ناواقف متعصب
ایک جانب بالکل مائل ہوکر افراط تفریط میں مبتلا نہ ہوجائے چنانچہ بعد مطالعہ کلام
حضرت امام یہ امر ظاہر ہوتا ہے اسی وجہ سے علامہ قاری فرماتے ہیں ولعل تکرار
ھذہ المسئلۃ فی تالیف الامام لکمال الاھتمام فی مقام المرام اور جو اسپر بھی
نہ سمجھے تو اُسکا کچھ علاج ہی نہیں لفظ منزل و مکتوب کے جو معنے اہل معقول لیتے ہیں
تصریحات علماء بلکہ خود ارشادات حضرت امام کی صریح مخالف و معارض ہے کلام
نیران صاحبوں کی وجہ سے طول تو ہوا ہی ہے ایک سند صاحب شرح عقاید کی
کلام سے اور نقل کئے دیتا ہوں ومن اقوی شبہ المعتزلۃ انکم متفقون علی
ان القران اسم لما نقل الینا بین دفتی المصاحف تواترا وھذا یستلزم
کونہ مکتوبا فی المصاحف مقروا بالالسن مسموعا بالاذان وکل ذالک

Marfat.com

من سمات الحدوث بالضرورة فاشار الى الجواب بقوله وهو اى القرآن الذى
هو كلام الله تعالى مكتوب فى مصاحفنا اي باشكال الكتابة وصور الحروف
الدالة عليه محفوظ فى قلوبنا اي بالفاظ مخيلة مقروء بالسنتنا بحروفه
الملفوظة المسموعة مسموع باذاننا بتلك ايضا غير حال فيها اى مع
ذلك ليس حالا فى المصاحف ولا فى القلوب ولا فى الالسنة ولا
فى الاذان بل هو معنى قديم قائم بذات الله تعالى يلفظ ويسمع
بالنظم الدال عليه ويحفظ بالنظم المخيل ويكتب بنقوش واشكال موضوعة
للحروف الدالة عليه كما يقال النار جوهر مضى محرق يذكر باللفظ
ويكتب بالقلم ولا يلزم منه كون حقيقة النار صوتا وحرفا انتهى
دیکھیے معتزلہ نے جو اہل سنت پر یہ شبہہ کیا تھا کہ جب تم قرآن کے مکتوب و
مسموع و مقروء ہونے کے قایل ہو جو کہ علامات حدوث ہیں تو پھر اس کے قدیم
کہنے کے کیا معنے تو اسکا جواب یہ دیتے ہیں کہ ہم کلام اللہ کو مکتوب مسموع وغیرہ
نقوش و الفاظ کی وجہ سے کہتے ہیں نفس کلام کو مکتوب وغیرہ نہیں کہتے اور نہ کلام
اسکو ہم مصاحف و السن وغیرہ میں حال کہتے ہیں بلکہ حروف و الفاظ وغیرہ کو اسپر
دال مانتے ہیں یعنی آثار حدوث کو نقوش و الفاظ کے ساتھ مخصوص کہتے ہیں کلام
جو کہ صفت واجب تعالی ہے وہاں تک ان امور کو بذاتہ رسائی نہیں جو اس کا
حدوث لازم آوے اور ہم اسی کو قدیم کہتے ہیں اگر علماے کرام اہل سنت و الجماعۃ کا وہ
مسلک ہوتا جسکو صاحبان معقول حق فرما رہے ہیں اور مکتوب اور منزل کے وہ معنے
سمجھتے جو یہ صاحب سمجھ رہے ہیں تو پھر یہ جواب کسی طرح بیان نہ فرماتے بلکہ اول
اس قضیہ مسلمہ بدیہیہ کا انکار فرماتے کہ کتابت و قراءت وغیرہ [illegible] حدوث
[illegible] صاف یہ کہتے کہ مکتوب و ملفوظ ہونے سے حدوث لازم نہیں آتا اور جیسے
کلام الٰہی [illegible] کہ الفاظ مخیلہ اور منطوقہ بلکہ نقوش مکتوبہ سب کے سب قدیم ہیں یا بالجملہ
منزل و مکتوب وغیرہ اوصاف سنکر معتزلہ نے تو حدوث قرآن پر دلیل قایم کی تھی

اور فلسفی خیال صاحبوں نے اُسکا کفارہ یہ کیا کہ حروف و الفاظ منزل الٰہی کو قدیم کہنے
لگے اور سبب خرابی ہر دو فریق کو بنظر فہم ایک ہی امر ہوا ہے کیونکہ باتفاق اہل حق
جب یہ امر مسلم ہے کہ کلام اللہ منزل ہے اور سب جانتے ہیں کہ منزل و تنزیل کلام
نفسی کی صفت نہیں ہو سکتی اگر ہوگی تو الفاظ و حروف کی صفت ہوگی تو اسپر معتزلہ
نے یہ کہا منزل و تنزیل بالبداہتہ حادث ہے جس سے بوجہ اتحاد مسئلہ اہل سنت
کلام الٰہی کا حدوث لازم آئیگا چنانچہ شرح مواقف میں بذیل اعتراضات معتزلہ
موجود ہے السابع انه اعني القرآن موصوف بانه منزل و تنزيل وذلك
يوجب حدوثه لاستحالة الانتقال بالانزال والتنزيل على صفاته القديمة
القائمة بذاته تعالى انتهى۔ اور اس زمانہ کے معقولیوں نے یہ کیا کہ بوجہ تقلید
اہل سنت کلام اللہ کے قدیم ہونے کے تو قایل ہی تھے اب منزل کو بھی لامحالہ قدیم
کہنا پڑا اور اپنی خوش فہمی سے منزل سے وہی مراد لے بیٹھے جو معتزلہ خذلھم اللہ نے
سمجھا تھا جس کی وجہ سے دونوں فریق موافقت اہل سنت سے محروم رہے کیونکہ حضرات
اہل سنت اگرچہ کلام الٰہی کو منزل اور قدیم فرماتے ہیں مگر یہاں منزل سے معنے نفسی انکی
مراد ہے سو اس امر سے تو فریق ثانی کی تغلیط ہو گئی کیونکہ اُن کا مطلب یعنی قدم الفاظ
اس کلمہ سے جب ثابت ہوتا جب منزل سے الفاظ منزلہ مراد ہوتے اور ساتھ ہی ہمیں یہ
فرما دیا کہ کلام اللہ کو منزل حروف و الفاظ کی وجہ سے کہتے ہیں جو کہ اُسپر دال ہیں اس تشریح
سے رائے معتزلہ کا ابطال ہو گیا اسلیئے کہ انزال و تنزیل سے اگر حدوث ثابت ہوتا ہے
تو اُسکا حدوث ثابت ہوتا ہے جو کہ منزل بالذات ہو اور جس شئے کو اُس کے دال کے منزل
ہونے کی وجہ سے منزل کہا جاوے اور وہ شئے اُس دال میں حلول کئے ہوئے بھی
نہ ہو تو اُسکا حدوث کیونکر لازم آسکتا ہے اہل علم سے یہ امر مخفی نہیں ہے کہ اپنے
خیال کی تقلید سے اقوال و تصریحات علماء دین کو اعتقاد جیسے امور میں پس پشت ڈالدیا
جاوے اور خلاف عقل و نقل سے پرہیز نہ کیا جاوے بلکہ ایسے خیالات سے اعتماد از اقوال
ایمہ دین و تصریحات علماء راسخین کو اوہن من نسج العنکبوت سمجھا جاوے۔ بالجملہ جب

تصریحات ایسی ہے یہ امر محقق ہوگیا کہ مکتوب ومقروء ومسموع ومنزل سے ان عبارات میں معنی نفسی مقصود ہیں کلام لفظی ہرگز مراد نہیں ہوسکتی جیسا کہ مؤلف عجالہ نے بوجہ قلت تدبر سمجھ لیا تو اب مؤلف مذکور کا فقط وہ استدلال ہی باطل نہ ہوگا جو کہ انہوں نے لفظ تنزیل کی وجہ سے بیان کیا تھا بلکہ بعض عبارات آئندہ میں بھی اس امر کے ملحوظ رکھنے سے امر حق منکشف ہوجائیگا اور اہل معقول کی ظاہر پرستی خوب ظاہر ہوجائیگی واللہ الموفق انہیں وجوہ سے حقیر نے قول امام اعظم اور چند عبارات معتبرہ سے اس قصہ کو مدلل کر دیا ہے تاکہ استدلالات آئندہ میں بھی نافع ہو اسکے بعد ہم اس عبارت قاضی عضد رحمۃ اللہ علیہ کی کیفیت عرض کرتے ہیں جو کہ دربارۂ ثبوت قدم کلام لفظی ہر دو ماہران معقول کے نزدیک تکیہ گاہ بے حجت اور استدلال بے کلفت ہے اور جسکے بھروسے پر ارشادات اکابر اہل سنت کی بھی شنوائی نہیں اور ارشاد میر سید شریف اور مولانا بحر العلوم رحمۃ اللہ علیہما کی تشریح بھی اسی کی ذیل میں عرض کرونگا جن کی کلام صاحبان معقول نے قاضی صاحب ممدوح کی تائید کے لئے پیش کی ہے اس لئے عرض ہے کہ میر صاحب نے شرح مواقف میں نقل کیا ہے واعلم ان للمصنف مقالۃ مفردۃ فی تحقیق کلام اللہ تعالی علی وفق ما اشار الیہ فی خطبۃ الکتاب ومحصولها ان لفظ المعنی یطلق تارۃ علی مدلول اللفظ واخری علی الامر القائم بالغیر فالشیخ الاشعری لما قال الکلام هو المعنی النفسی فهم الاصحاب منه ان مرادہ مدلول اللفظ وحدہ وهو القدیم عندہ واما العبارات فانما تسمی کلاما مجازا لدلالتها علی ما هو کلام حقیقی حتی صرحوا بان الالفاظ حادثۃ علی مذهبه ایضا لکنها لیست کلامه حقیقۃ وهذا الذی فهموہ من کلام الشیخ له لوازم کثیرۃ فاسدۃ کعدم اکفار من انکر کلامیۃ ما بین دفتی المصاحف مع انه علم من الدین ضرورۃ کونه کلام اللہ تعالی حقیقۃ وکعدم المعارضۃ والتحدی بکلام اللہ الحقیقی وکعدم کون المقروء المحفوظ کلامه حقیقۃ الی غیر ذلک مما لا یخفی علی المتفطن

Marfat.com

فی الاحکام الدینیة فوجب حمل کلام الشیخ علی انه اراد به المعنی الثانی فیکون الکلام النفسی عنده شاملا للفظ والمعنی جمیعًا قائمًا بذات الله تعالی وهو مکتوب فی المصاحف مقروء بالالسن محفوظ فی الصدور وهو غیر الکتابة والقراءة والحفظ الحادثة وما یقال من ان الحروف والالفاظ مترتبة متعاقبة فجوابه ان ذلک الترتب بسبب عدم مساعدة الآلة فالتلفظ حادث والادلة الدالة علی الحدوث یجب حملها علی حدوثه دون حدوث الملفوظ جمعًا بین الادلة وهذا الذی ذکرناه وان کان مخالفا لما علیه متاخرو اصحابنا الا انه بعد التامل تعرف حقیقته تم کلامه وهذا المحمل لکلام الشیخ مما اختاره الشیخ محمد بن عبد الکریم الشهرستانی فی کتابه المسمی بنهایة الاقدام ولا شبهة فی انه اقرب الی الاحکام الظاهرة المنسوبة الی قواعد الملة انتهی قاضی عضد کی عبارت کا ماحصل یہ ہے کہ لفظ معنی کبھی الفاظ کے مقابلہ میں بولا جاتا ہے اور اُس سے مدلول لفظ مراد ہوتا ہے خود لفظ مراد نہیں ہوتا اور کبھی لفظ معنی سے امر قایم بالغیر مراد ہوتا ہے اور اس وقت عین کے مقابل سمجھا جاتا ہے سو شیخ اشعری نے جب یہ فرمایا کہ کلام سے معنے نفسی مراد ہیں تو اُن کے اصحاب نے یہ سمجھا کہ معنی سے حضرت شیخ کی مراد مدلول لفظ ہے اور فقط یہ معنی ہی قدیم ہیں الفاظ قدیم نہیں بلکہ الفاظ و عبارات کو فقط اس وجہ سے کہ وہ کلام حقیقی یعنی مدلول نفسی پر دال ہیں مجازًا کلام الٰہی کہتے ہیں اور یہانتلک نوبت پہنچی کہ اصحاب شیخ نے بالتصریح یہ کہدیا کہ شیخ کے نزدیک بھی الفاظ حادث ہیں یعنی معتزلہ جس طرح پر الفاظ قرآنی کو حادث کہہ رہے ہیں اسی طرح پر حضرت شیخ بھی اُن کو حادث خیال کرتے ہیں لیکن الفاظ چونکہ حقیقت میں کلام الٰہی نہیں اس لئے اُن کے حدوث میں کچھ دقت بھی نہیں مگر ظاہر ہے کہ اس صورت میں اور بہت سی خرابیاں سو جھنی پڑیں گی کیونکہ جب حضرت شیخ کا در بارہ الفاظ قرآنی وہی مسلک مانا گیا جو کہ معتزلہ کا تھا تو اب اگر کوئی جملہ قرآنی

مکتوب فی المصاحف کے کلام الٰہی ہونے کا انکار کریگا تو بھی اُس کی تکفیر نہ ہوسکے گی
البتہ اُسکا یقیناً کلام الٰہی ہونا ضروریات دین سے ہے علی ہذا القیاس اس صورت
میں یہ بھی ماننا پڑے گا کہ کفار سے بطور مقابلہ جس امر کا مماثل طلب کیا گیا ہے وہ حقیقت
میں کلام الٰہی نہیں اور جسکو قاری تلاوت کرتے ہیں اور جو اُن کے سینے میں محفوظ ہے
وہ بھی حقیقت میں کلام اللہ نہیں بالجملہ جو کچھ اعتراضات اس بارہ میں معتزلہ پر وارد
کیے گئے تھے اور جو کچھ وارد ہوسکتے ہیں وہ کل خرابیاں اس وقت حضرت شیخ کے ذمہ
لگ جائیں گی چنانچہ ظاہر ہے تو اب قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہ رائے ہے کہ کلام شیخ
کو اس محل پر حمل کرنا ہرگز نہ چاہیئے بلکہ بالضرور لفظ معنی کو جو کہ حضرت شیخ کی کلام میں واقع
ہوا عین کے مقابلہ میں رکھیے کیونکہ یہ ساری خرابی معنی کو مقابل لفظ سمجھنے یعنی معنی اول
سے پیدا ہوئی ہے سوا اس ضرورت سے جب لفظ معنی کو معنی ثانی پر حمل کیا تو اب
شیخ کے نزدیک کلام نفسی قایم بذات الباری لفظ و معنی دونوں کو شامل ہوگئے جو کہ
مکتوب فی المصاحف اور مقروء بالالسن اور محفوظ فی الصدور ہے اور کتابتہ اور قرارت
و حفظ حادث کے مغایر ہے باقی یہ خلجان کہ چونکہ کلام میں حروف و الفاظ مترتب و
متعاقب یعنی مقدم و موخر ہوتے ہیں اسلئے قدیم کیونکر ہوسکتے ہیں تو اسکا جواب یہ ہے
کہ ترتیب یعنی لسان کے قاصر ہونے کی وجہ سے ترتیب مذکور پیدا ہوگئی ہے اصل میں
نہیں اسلئے تلفظ کو حادث کہیں گے اور جو دلایل حدوث کلام پر دال ہونگے خواہ عقلیہ
ہوں یا نقلیہ اُن سب کو تلفظ مذکور کے حدوث پر محمول کرینگے ملفوظ کے حدوث پر
دال ہونگے اور یہ ہماری توجیہ اگرچہ مسلک متاخرین کے مخالف ہے مگر تامل کرنے
سے اسکا حق ہونا معلوم ہوتا ہے اسکے بعد علامہ شریف فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ
کے کلام کا اصل جو قاضی صاحب نے بیان کیا ہے اصل میں اس محمل کو محمد بن عبد الکریم
شہرستانی نے اپنی کتاب نہایت الاقدام میں اختیار فرمایا ہے۔ اور اس میں شک
نہیں کہ یہ محمل احکام ظاہریہ شرعیہ کے بہت موافق و مناسب ہے انتہی اس عبارت کے
سے ظاہر ہے کہ ہر دو مؤلف کا یہی مطلب ہے کہ قاضی صاحب کی رائے

کے موافق حضرت شیخ کا یہ مذہب ہے کہ الفاظ مع معنی وہ نفسی قدیم نہیں بلکہ یہ ہے کہ صرف
معنی قدیم ہوں اور الفاظ حادث اور یہی اہل معقول کا مطلوب تھا اب ہماری عرض
سنئیے اور توجہ فرما کر سنئیے اگر ماہران معقول کے مقابلہ میں ہم بھی انہیں کی چال اختیار
کرتے ہیں تو ہم کو بس اسی قدر لکھدینا جواب کے لئے بشرط انصاف کافی ہے کہ
جب ہم اپنا مدعا ارشادات سلف وخلف سے ثابت ومحقق کرچکے تھے کہ ارشاد جناب
امام اعظم ہمارے موافق اور مذہب حضرت امام ابومنصور ماتریدی وحضرت امام اشعری
حسب تصریحات متعددہ ہمارے مؤید وتصریحات حضرت قیوم ربانی ہمارے مدعا
کی مصدق جن کے علاوہ دیگر کمالات عالیہ کی تحقیقات علم کلام کی کیفیت اجمالی یہ ہے
کہ خود زیب تحریر فرماتے ہیں۔ و آیں فقیر را در توسط احوال حضرت پیغمبر علیہ وعلی آلہ الصلوۃ
والتسلیمات در واقعہ فرمودہ بودند کہ تو از مجتہدان علم کلامی از اں وقت در ہر مسئلہ از مسائل
کلامیہ ایں فقیر را رای خاص است وعلم مخصوص ودر اکثر مسائل خلافیہ کہ ماتریدیہ واشاعرہ
دراں جا متنازع اند در ابتدای ظہور آں مسئلہ حقیقت بجانب اشاعرہ مفہوم مے گردد و
چوں بنور فراست حدت نظر نمودہ مے آید واضح مے گردد کہ حق بجانب ماتریدیہ است
ودر جمیع مسائل خلافیہ کلامیہ رای ایں فقیر موافق رائے علماء ماتریدیہ است الی آخر مقالاتہ
الشریفۃ علی ہذا القیاس مقالات حضرت خاتم ولایات محمدیہ ہمارے معاون اور
اقوال اکابر ماتریدیہ واشعریہ ہماری عرض کے مطابق کما مر مفصلاً تو اب بالفرض اگر
دو چار کی رائے اس کے مخالف بھی ہو تو بروئے انصاف وحسب مسلک ہر دو مؤلف
ہمارا کوئی نقصان نہیں کیونکہ جب مؤلف اول وثانی نے دو چار عبارت کی وجہ سے
تمام متقدمین ومتاخرین کے ارشادات کو ایسا نظرانداز فرمایا کہ اصلاً قابل التفات نہ سمجھا
یہاں تک کہ اُن اکابر کے ارشاد کی کوئی توجیہ یا کسی قسم کی تاویل تک نہیں فرمائی
بلکہ کہا تو یہ کہا کہ حدوث الفاظ مذہب متاخرین اشاعرہ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے
کہ کسی امر کے متروک ومرجوح ہونے کے لئے شاید یہی دلیل کافی ہے کہ متاخرین
اشاعرہ اُس کے [illegible] ہوں حالانکہ متاخرین اشاعرہ بھی حدوث مذکور کے قائل نہیں

Marfat.com

بلکہ خود امام اشعری و امام ماتریدی اور اُن کے سلف و خلف سے بکثرت حدوث
الفاظ کی تصریحات موجود ہیں چنانچہ ایک جملہ معتد بہا احقر عرض کر چکا ہے اور اس کے
علاوہ بھی بکثرت موجود ہیں سو جب دو چار عبارتوں کی وجہ سے کہ جن میں سے بعض کی
کیفیت تو معلوم ہو چکی ہے اور مابقی کی حالت بھی انشاء اللہ عنقریب منکشف ہوا
چاہتی ہے ان صاحبوں نے اس قدر تصریحات کثیرہ اکابر کو پس پشت ڈالدیا تو
اب اگر ہم اُن ارشادات کثیر عدیدہ کی وجہ سے چند روایات معدودہ کو لایق اعتماد
نہ سمجھیں تو فرمائیے کیا بیجا ہے البتہ جب مجتہدین معقول اپنی قوت اجتہادیہ سے
اُن روایات قلیلہ کی تقویت و رجحان کسی دلیل قابل قبول سے ثابت فرمادینگے
اُس وقت بروئے انصاف اُس کی جوابدہی ہمارے ذمہ ہوئی چاہئے والا فلا لا -
علاوہ ازیں عبارت منقولہ قاضی صاحب سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُنہوں نے اور علامہ
شہرستانی نے صرف بعض خرابیوں سے بچنے کے لئے حضرت شیخ اشعری کی
کلام کا محمل جس کو سر دو فاضل اپنے معتقد مدعا سمجھ رہے ہیں فقط اپنی رائے سے
اختیار فرمایا ہے حالانکہ بہت سے علماء اشاعرہ نے کلام شیخ کو اول محمل پر محمول فرماکر
اُن خدشات کو دوسری طور پر دفع فرمادیا ہے کما سیاتی تو اب اگر کلام قاضی عضد
رحمۃ اللہ علیہ کو کلام جمہور کے معارض مانا جاوے جیسا کہ ظاہر الفاظ سے مفہوم ہوتا ہے
اور فضلاء معقول بھی اس تعارض پر جمے ہوئے ہیں تو پھر کوئی صاحب انصاف یہ نہیں
کہہ سکتا کہ ایک یا دو صاحبوں کی رائے کی وجہ سے بلا ضرورت جملہ تصریحات و نقلیات
اکابر کی تغلیط کی جاوے تمام رسایل علم کلام کو دیکھ لیجئے جو کوئی مسئلہ کلام میں مذاہب
نقل کرتا ہے امام اشعری کا مذہب یہی نقل کرتا ہے کہ اُن کے نزدیک صرف
کلام حق تعالیٰ معنی نفسی ہیں اور حروف و الفاظ اُسپر دال اور مخلوق ہیں چنانچہ عبارات
منقولہ سے ظاہر ہوتا ہے بلکہ خود قاضی صاحب اور شہرستانی رحمۃ اللہ علیہما نے
امام اشعری کا مذہب نقل فرمایا ہے تو اُس میں جمہور اشاعرہ کے موافق کہا ہے کلام
لفظی کو جن کی رائے حسب مسلک مؤلف تنزیہ و مؤلف عجالہ خود اُنہیں کی

Marfat.com

نقل کے مخالف ہو اُن کی رائے محض سے جملہ اکابر محققین کی نقلیات عقلیہ [illegible]
ہباءً منثورا کر دیا جائے سو اب مقتضائے عقل حق پسند یہی ہے کہ درصورت تسلیم [illegible]
فاضل شہرستانی کی رائے بمقابلہ نقول صریحہ کثیرہ مرجوح سمجھی جائے البتہ اگر کوئی
تطبیق و موافقت کی پیدا ہو جائے تو سبحان اللہ مگر اسکو کیا کیجے کہ ارباب معقول
یہاں یہ باب ہی گم ہے چنانچہ سابق بھی اسکا مکرر تجربہ ہو چکا ہے لیکن اس ہیچمدان
کا ارادہ ہے کہ آگے چل کر بتائید الٰہی ہم اس مرحلہ کو بھی طے کرینگے بلکہ خود ہر دو فاضل
کی عبارات منقولہ سے انشاء اللہ تطبیق معلوم ثابت کر دینگے بالجملہ حسب تقریر
سابق اول تو شیخ شہرستانی کی رائے قابل تسلیم نہیں دوم اگر جملہ امور سابقہ سے قطع
نظر کرنے کے بعد ہم رائے مذکور کی صحت کو تسلیم بھی کر لیں تو ہم اسکو قول جمہور اور
نقلیات مشہور کے معارض نہیں کہتے ثبوت تعارض جس پر اہل معقول کا مدعا موقوف
ہو رہا ہے بروئے انصاف اُن کے ذمہ ہے سو کلام قاضی عضد میں کل دو کلمے
ایسے ہیں کہ جن سے صراحۃً یہ معلوم ہوتا ہے کہ رائے قاضی صاحب اور اقوال جمہور
میں تناقض ہے اول تو الفاظ کو قائمہ بذات اللہ تعالیٰ فرمانا دوسرے دفع حدوث
الملفوظ کیکر قدم ثابت کرنا ان دونو کلموں سے الفاظ کا غیر مخلوق ہونا ثابت ہوتا ہے
جو کہ اقوال جمہور متاخرین کے صریح مبائن ہے مگر جملہ اولیٰ یعنی قایم بذات اللہ تعالیٰ
کی نسبت تو یہ عرض ہے کہ حسب اصطلاح اہل معقول ذاتی کا اطلاق کبھی تو خاص اسی
پر کیا جاتا ہے جو چیز کہ داخل ذات و جزء ذات ہو اور کبھی اس کے معنے میں تعمیم کر لیتے
ہیں اور جو چیز کہ ذات سے مغایر نہ ہو خواہ داخل ہو یا نہ ہو سب کے اوپر ذاتی کا اطلاق
ان معنی کے لحاظ سے صحیح سمجھا جاتا ہے تو جیسے اہل معقول ذاتی کے معنی کبھی داخل
فی الذات کے لیتے ہیں اور کبھی اس سے غیر خارج عن الذات مراد لیتے ہیں [illegible]
قایم بذات الفلان کے بھی دو معنی ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ خاص اُسی [illegible]
قایم ہو دوسرے یہ کہ کسی دوسری ذات کے ساتھ جو اُس سے مغایر ہے قایم [illegible]
ذاتی میں حسب تصریحات اہل معقول اول میں دخول فی الذات ملحوظ تھا اور معنی [illegible]

Marfat.com

عدم خروج عن الذات اسی طور پر قایم بذات فلان میں خیال فرمالیجئے کہ معنی اول میں تو
ثبوت قیام للذات مقصود ہے اور معنی ثانی میں سلب قیام عن ذات اُخرے
مطلوب ہے ہر چند اہل انصاف کو اس عرض کے قبول فرمانے میں کسی حوالہ اور سند
کی ضرورت نہیں مگر بنظر احتیاط سند بھی عرض کئے دیتا ہوں جملہ کتب کلامیہ میں یہ
امر موجود ہے کہ معتزلہ ذات واجب تعالیٰ کے متکلم ہونے کی یہ توجیہ کرتے ہیں و
معنے تکلم الباری به خلقه فی جسم ما یعنی معتزلہ چونکہ ذات واجب تعالیٰ
کو متصف بصفت کلام نہیں کہتے اسلئے تکلم باری جل مجدہ کی یہ توجیہ کرتے ہیں کہ
اسکے متکلم ہونے کے یہ معنی ہیں کہ جس محل اور جسم میں چاہتا ہے کلام کو پیدا فرما دیتا
ہے اور اسکو متکلم بنا دیتا ہے اسپر علماے اہل سنت اُن کے ابطال کے لئے ان
المتکلم من قام به الکلام لا من اوجد الکلام تحریر فرما رہے ہیں یعنی معتزلہ
جو متکلم سے خالق اور موجد کلام مراد لیتے ہیں بالکل غلط اور بے اصل ہے کیونکہ متکلم وہی
ہوتا ہے جسکے ساتھ کلام قایم ہو اس پر معتزلہ کی جانب سے چند اعتراض وارد کئے ہیں
منجملہ اون کے ایک اعتراض یہ بھی ہے ولو سلم فانما یقوم بلسانه لا بذاته
یعنے اگر متکلم حسب بیان اہل سنت حقیقت میں وہی ہے کہ جس کی ذات کے ساتھ
کلام قایم ہو تو اب کسی متکلم بکلام لفظی کا حقیقةً متکلم کہنا درست نہ ہوگا کیونکہ بہت سے
بہت اگر کلام لفظی کو قایم کہا جائے گا تو قایم بلسان المتکلم کہا جائیگا قایم بذات المتکلم
کسی طرح نہیں کہہ سکتے اس سے اہل فہم معلوم کر لینگے کہ معتزلہ کا یہ اعتراض اسی معنی پر
مبنی ہے جو اہل معقول نے کلام قاضی صاحب میں قایم بذات اللہ تعالیٰ کے سمجھے
تھے سو اس کا جواب شارح مقاصد نے یہ دیا ہے واجیب بان کون المتکلم
من قام به الکلام ثابت عرفا ولغةً خلاصہ جواب یہ ہے کہ گو حقیقت میں کلام
لفظی کسی متکلم کی ذات کیساتھ قایم نہیں اور اس وجہ سے بطور حقیقت کلام لفظی کو قایم
بذات المتکلم کہنا درست نہ سہی مگر عرفاً اور لغةً متکلم کے ساتھ کلام لفظی کا قایم ہونا ثابت
و مسلم ہے اور اسکی بنا اسی امر پر ہے جو احقر اوپر عرض کر آیا ہے سو اہل فہم و انصاف تو

Marfat.com

انشاء اللہ حضرات علماء کے ان معنی المتکلم من قام بہ الکلام کے فرمانے سے سمجھ جائینگے کہ قیام کے معنوں میں توسع ہے اور صاحب شرح مقاصد کی تصریح سے تو یہ مضمون خوب ہی ظاہر ہو گیا علاوہ ازیں صفات حقیقیہ ذاتیہ واجب تعالیٰ کو تمام علماء قایم بذات الباری فرماتے ہیں حالانکہ قیام کے متبادر اور ظاہر معنی جو کہ تحیز پر دال ہیں وہاں مفقود ہیں اسی وجہ سے بعض علماء کلام نے لا یجوز ان یقال ان صفاتہ تقوم بذاتہ ولٰکن نقول ذاتہ موصوف بصفاتہ فرمایا ہے۔ پھر ایسے لفظ محتمل المعانی کی وجہ سے اپنے ثبوت مدعا کے لئے امید باندھنی اور تمام علماء کے ارشادات و تصریحات کو باطل سمجھنا کونسی عقل و دیانت کی بات ہی بالجملہ جب بشہادۃ عقل و نقل قایم بالشئ کے معنوں میں توسع ثابت ہو گیا تو اب قایل کہہ سکتا ہے کہ کلام قاضی صاحب میں قایم بذات اللّٰہ تعالیٰ المعنی الاعم ماخوذ ہے یعنے جس معنی کے لحاظ سے علماء متکلمین ہر ایک کلام لفظی کو اس کے مولف کے ساتھ قایم فرماتے ہیں اسی لحاظ سے قاضی صاحب قران لفظی کو واجب تعالیٰ کے ساتھ قایم کہہ رہے ہیں تاکہ مذہب معتزلہ اور مذہب اشعری میں فرق ظاہر ہو جائے معتزلہ چونکہ متکلم کے معنے خالق کلام کہہ رہے ہیں اسلئے بظاہر ان کے مذہب کے موافق کلام الٰہی و کلام غیر میں کچھ فرق معلوم نہیں ہوتا کیونکہ جملہ کلام لفظی مخلوق باریتعالیٰ ہیں اور معتزلہ کے نزدیک اگر جملہ کلاموں کا مخلوق باری ہونا محل تامل ہو تو ہو تاہم بہت سے ایسے کلاموں کو جو ان کے نزدیک بھی بلا تامل مخلوق باری ہیں اور پھر ان کو کلام باری کوئی نہیں کہہ سکتا اس صورت میں کلام باری کہنا پڑیگا کما لا یخفی علی اللبیب گو ان کی طرف سے بھی تاویل ممکن ہو مگر ظاہر کے موافق بے شک محل اعتراض ہے اور جب کسی کلام لفظی کو قایم بذات اللہ تعالیٰ یعنی تالیف واجب تعالیٰ کہا جائے تو اب اعتراض مذکور کا احتمال بھی نہ رہا اور قاضی صاحب کا مطلب یہ نہیں کہ الفاظ کا قدیم ہونا ثابت ہو جائے بلکہ حضرت امام اشعری اور معتزلہ میں تفرقہ کرنا منظور ہے جس پر انکا کلام خود دال ہے سو وہ بحمد اللہ اب بھی حاصل ہو گیا پھر اپنے معنے لینے کیا ضرور

Marfat.com

نہیں کہ جس کی وجہ سے کلام قاضی عضد جملہ علماء محققین کے مناقض ہو جائے بلکہ خود
انہیں کی تصریحات کثیرہ کے مخالف سمجھی جاوے جب یہ معلوم ہو چکا کہ جملہ قائمہ بذاتہ
اسد تعالےٰ ہمارے مدعا اور علماء کے ارشاد کے مخالف نہیں تو قاضی صاحب کی وہی
جملہ کی کیفیت سنئے یہ ہیچمدان مقدمہ کتاب میں بذریعہ نقل عرض کر چکا ہے کہ لفظ قدیم
تین معنوں میں مستعمل ہے ذاتی وزمانی واضافی اور یہی حال حادث کا ہے تو اب
قاضی صاحب کے دو زحدوث الملفوظ فرمانے سے یہ تو معلوم ہو گیا کہ ملفوظ
حادث نہیں مگر یہ معلوم نہ ہوا کہ ہر سہ اقسام سابقہ میں سے کون سے حدوث کی نفی فرماتے
ہیں سو اول تو ہم کہتے ہیں کہ بشہادۃ عقل ونقل قاضی صاحب کی کلام میں معنی ثالث
مراد ہیں علاوہ ازیں کوئی شے فی نفسہ اگرچہ حادث ہو مگر کبھی اسکی اصل کی وجہ سے
اسکو قدیم کہہ دیتے ہیں چنانچہ صفات فعلیہ اضافیہ کو ماتریدیہ قدیم فرماتے ہیں علماء محققین
اسکے بارے میں یہی فرماتے ہیں کہ باعتبار مبدء ومنشاء ان کو قدیم کہا جاتا ہے چنانچہ
مقدمہ کتاب میں معروض ہو چکا تو جب لفظ قدیم میں یہ چند احتمال موجود ہیں تو تا وقتیکہ
مدعی صاحب احتمال مفید کو معین نہ فرماویں اس وقت تک یہ ارشادات ان کے
لئے کارآمد نہ ہو سکیگا بلکہ ہم بالبداہۃ دیکھتے ہیں کہ تصریحات اکابر اور ارشادات قاضی صاحب
احتمال غیر مفید کو ترجیح دیتے ہیں اور حسب التماس سابق قاضی صاحب کی غرض کم یکجے
تو فقط فیما بین مذہب شیخ ومذہب معتزلہ افتراق ثابت کر دینا ہی منظور ہے جو کہ اس
اضافی سے بھی حاصل ہو سکتی ہے اثبات قدم الفاظ ان کی غرض ہرگز نہیں اس صورت
میں حاصل کلام یہ ہوگا کہ قرآن لفظی وہ ہے کہ جو بلاواسطہ کسی کے ایجاد واجب تعالےٰ
سے موجود ہوا ہو اور صورت تالیفیہ بلاواسطہ وہاں سے عطا ہوئی ہو خواہ لوح محفوظ پر
خواہ لسان ملک ولسان نبی ولسان دیگر اشخاص سے مقروء ومتلو ہونے کی نوبت آئی ہو
بخلاف معتزلہ کے ان کی تقریر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کلام الٰہی کی بس یہی حقیقت ہے
کہ کسی محل میں اسکو موجود ومخلوق فرما دیا جائے خواہ مولفات بشری کی میں داخل ہو اور شیخ
اشعری رحمۃ اللہ علیہ اسکا مبنیٰ اس تالیف کو فرماتے ہیں جو حق تعالیٰ نے کتابت وتلاوت

مذکورہ سے پہلے محقق فرمائی اور وہ تالیف ان جملہ امور سے مقدم او تقدیم اضافی ہے
چنانچہ علامہ موصوف بھی فرماتے ہیں وجوابہما انہ لانزاع فی اطلاق اسم القرآن
وکلام اللہ تعالی بطریق الاشتراک علی ہذا المؤلف الحادث وھو
المتعارف عند العامۃ والقراء والاصولیین والفقہاء والیہ یرجع الخواص
التی ھی من صفات الحروف وسمات الحدوث واطلاق ہذین
اللفظین علیہ لیس بمجرد انہ دال علی کلامہ القدیم حتی لو کان
مخترع ہذہ الالفاظ غیر اللہ تعالی لکان ہذا الاطلاق بحالہ بل
لان لہ اختصاصاً آخر بہ تعالی وھو انہ اخترعہ الخ اور یہ مضمون علامہ
موصوف معتزلہ کے جواب ورمقابلہ میں فرما رہے ہیں تو اب اس توجیہ کے
مطابق کلام قاضی عضد ارشاد جمہور کے بھی مخالف نہ ہوئی اور قدم الفاظ بھی ثابت
نہ ہوا اور اگر کوئی صاحب قائم بذات اللہ تعالی اور نفی حدوث ملفوظ کے اس
محمل پر محمول فرمانے کو خلاف متبادر رکھ کر ہماری غرض کو باطل کرنا چاہیں تو اول
تو معنی معروضہ احقر کلام علما میں مستعمل ہیں ادھر اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال
قضیہ مسلمہ ہے علاوہ ازیں وہ تصریحات اکابر اور بداہۃ عقل کہ جس کی مخالفت کی وجہ سے
قول قاضی صاحب کو غیر مقبول کہا جائے تو انصاف کے خلاف نہیں کیا انکی وجہ سے
قاضی صاحب کے ارشاد کی تاویل بھی ممکن نہیں نصوص شرعیہ اور تصریحات اکابر میں
بوجہ قرائن صارفہ برابر تاویل شائع ہے کلام قاضی صاحب میں اس قدر دلایل کی وجہ سے
بھی کوئی تاویل کا نام نہ لے سکے عجیب قصہ ہے البتہ اسپر کوئی صاحب یہ فرماویں
تو عجب نہیں کہ جب ملا علی قاضی صاحب فقط یہ ہوا کہ مذہب امام اشعری اور مذہب
معتزلہ میں تفریق ہو جانی چاہئے یہ مطلب نہیں کہ الفاظ کو قدیم اور غیر حادث فرماتے
ہیں تو پھر اس اعتراض کے پیش کرنے کی کیا صورت ہوگی جس کی بابت قاضی صاحب
وما یقال من ان الحروف والالفاظ مترتبۃ متعاقبۃ فرما رہے ہیں تو عجب
قاضی صاحب حسب توجیہ مذکورہ بطور حقیقت الفاظ کو قدیم ہی نہیں فرماتے پھر

Marfat.com

اعتراض مذکور اُن کے ارشاد پر کس طرح وارد ہوسکتا ہے کیونکہ ترتب اور تعاقب
مباین ہے تو قدم حقیقی کے مباین ہے جب اُن کی یہ مراد ہی نہیں تو اعتراض مذکور
کا احتمال بھی نہیں جو اسکا جواب دینا پڑے تو اسکا جواب یہ ہے کہ قاضی صاحب
ہماری عرض کے موافق گو الفاظ کو حقیقۃً قدیم نہ فرماویں مگر قدیم اضافی فرماتے ہیں تو
کوئی تامل نہیں تو اب یہ اعتراض بیشک ہوگا کہ جب صوت کیفیت قایم بالہوا کا
نام اور الفاظ وحروف کی حقیقت کیفیت قایمہ بالصوت کو بتلاتے ہیں اور اُنکا
متجدد اور غیر مستقر ہونا مسلم ہے اور ترتب اور تعاقب فی الوجود اُن کے لئے لازم
تو اب اُن کو قدیم وقایم کہنا حقیقی نہ سہی اضافی ہی سہی کیونکر درست ہوسکتا ہے
اسلئے کہ امکان تحقق علی وجہ الاجتماع اور امکان بقا قدم اضافی کے لئے
بھی ضروری الثبوت ہے جو ترتب وتعاقب مذکور کے صریح منافی ہے اس لئے
قاضی صاحب نے ملفظ کو حادث اور ملفوظ کو غیر حادث فرما کر اس اعتراض کو رفع
فرما دیا باقی رہا یہ امر کہ تلفظ وملفوظ سے حقیقت میں قاضی عضد رحمۃ اللہ علیہ کی کیا
مراد ہے آگے چل کر انشاء اللہ معلوم ہوجاویگا اس وقت تک تو ہم جو کچھ عرض کر
رہے ہیں مدعیان معقول کے مسلک کے موافق عرض کر رہے ہیں جو معنی یہ صاحب
ملفظ وملفوظ کے اپنے مفید سمجھ رہے ہیں وہی معنی انشاء اللہ بے تکلف ہماری
توجیہہ میں بنجائیں گے اسکا لحاظ رہے کہ ہماری توجیہہ پر کوئی ایسا اشکال پیش نفرماویں
جو اُن کے استدلال کو بھی مضر ہو احقر کی اس تمام خامہ فرسائی کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر دو
فاضل نے جو اپنے استدلال میں کلام قاضی عضد رحمۃ اللہ علیہ پیش کی تھی اُس کے
دو جواب ہیں اول یہ کہ تمام تصریحات اکابر کے خلاف اس لئے و[illegible]
جمہور کا قول راجح ہونا چاہئے بالخصوص اس وجہ سے کہ قاضی صاحب بعض ایسے
مسائل کی وجہ سے کہ جنکا حصول دوسرے طریقہ سے بھی ہوسکتا ہے جو کچھ فرما رہے ہیں
محض اپنی رائے سے فرما رہے ہیں دوسرے یہ کہ قاضی صاحب کا ارشاد قابل
تاویل ہے جس کی وجہ سے اُن کی کلام تصریحات جمہور کے مخالف بھی نہیں رہتی

Marfat.com

اور اُن کا مطلب یعنی تفرقہ مابین مذہب اشاعرہ ومعتزلہ بھی حاصل ہوجاتا ہے پھر
اسپر بھی کلام قاضی صاحب کو ایسے محمل پر حمل کرنا جو عقلیات ونقلیات کے صریح
مخالف ہو اور کلام جمہور کے معارض کہنا اور سب پر اُس کو بلادلیل ترجیح دینا کسی طرح
قابل تسلیم نہیں تو جب علماے معقول ان دونوں مرحلوں کو طے فرمالیوینگے اُسوقت
اُن کا استدلال درست ہوگا اور ہمارے ذمہ بشرط انصاف جوابدہی لازم ہوگی ورنہ
اس سے پہلے اُن کا استدلال ناتمام اور غیر قابل الجواب ہے اور ہم کو کسی جواب
تحقیقی کی ضرورت نہیں مگر چونکہ ہم کو فقط اُن پر اعتراض کرنا اور جھٹلانا منظور نہیں بلکہ
اظہار حق اور اہل معقول کو ایک بھاری غلطی سے بچانا مقصود ہے اسلئے حسب ضرورت
اس امر کی تحقیق بھی عرض کئے دیتا ہوں اس لیئے اول یہ امر ضروری ہے کہ علماء
اعلام کی کلام کو دیکھا جائے کہ اونہوں نے قاضی صاحب کی عبارت مذکور کے
کیا معنے سمجھے اور اس کی تصدیق فرمائی یا تکذیب سو علماء معتبرین مشہورین
کی کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض نے کلام قاضی صاحب کو ظاہر کی موافق
رکھکر اس کی تکذیب کی ہے اور بعض نے اُن کی کلام کے لئے محمل صحیح نکالکر
اس کی تصدیق فرمائی ہے اور یہی امر بچند وجوہ اقرب الی التحقیق معلوم ہوتا ہے
مگر یہ صورت ثالث جو ہمارے زمانہ کے اہل معقول نے ایجاد فرمائی ہے کہ قاضی عضد
کی کلام کو ظاہر پر محمول فرماکر اور جمہور کے اقوال کے معارض مانکر بلادلیل معتبر اُسیکو
ترجیح اور اُسی کی تصدیق کی جاتی ہے انشاءاللہ تعالی علماء معتبرین میں سے کسی نے
نہ کیا ہوگا ہاں کسی عالم معتبر کے ارشاد کو بوجہ قلت تدبر یا شدت تعصب کوئی صاحب
امر ثالث پر منطبق سمجھ جائیں تو اسکا کوئی علاج نہیں چنانچہ فاضل کانپوری اور پروفیسر
لاہوری نے علامہ تفتازانی اور مولانا بحر العلوم کی کلام کے ساتھ یہی معاملہ کیا ہے کما
سیاتی سو اب ملاحظہ فرمائیے کہ علامہ قوشجی نے قاضی صاحب کی یہی عبارت منقولہ
ہردو مولف شرح تجرید میں نقل فرمائی ہے اور اس کے بعد میں فرماتے ہیں اقول
المفاسد التی ذکر انها تلزم علی ما فهم الاصحاب من کلام الشیخ

Marfat.com

هي التي ذكرناها في الوجهين الاول والثاني من وجوه المعتزلة والجواب ايضًا ما ذكرناه فليتذكر ومن انكر كلامية ما بين دفتي المصحف انما يكفر لو اعتقد انه ليس كلام الله تعالى بمعنى انه من مخترعات البشر اما اذا اعتقد انه ليس كلام الله تعالى بمعنى انه ليس صفة قائمة بذاته بل هو دال على ما هو صفة حقيقة وهو من مبدعات الله تعالى ومخترعاته بان اوجده في لسان الملك والنبي او اوجد نقوشًا دالة عليه في اللوح المحفوظ فليس من الكفر في شئ بل هو مذهب اكثر الاشاعرة فلا ينبغي ان يتوهم كونه كفرا وما ذكره من ان ترتب الحروف انما هو في التلفظ دون الملفوظ فالتلفظ حادث دون الملفوظ فذلك امر خارج عن طور العقل وما ذلك الا مثل ان يتصور حركة يكون اجزاءها مجتمعة في الوجود ولا يكون لبعضها تقدم على بعض انتهى دیکھیے علامہ موصوف کلام قاضی عضد کی تردید و تغلیط کر رہے ہیں اور اُن کی وہ اعتراضات کہ جن کی وجہ سے کلام اشعری رحمۃ اللہ علیہ کو اس محل پر محمول کیا تھا اُن سب کے جواب جمہور کی راے کے موافق بیان فرما رہے ہیں اور قاضی صاحب کی راے کو خارج عن طور العقل اور بدیہی البطلان فرما رہے ہیں اور محقق دوانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی شرح عقاید میں قاضی صاحب کی عبارت مسطورہ کو بتمامہا نقل فرما کر یہ فرمایا ہے وبعضهم انكره اما اولا فلان مذهب الشيخ ان كلامه واحد ليس بامر ولا نهي ولا خبر وانما يصير احدها بحسب التعلق وهذه الاوصاف لا ينطبق على الكلام اللفظي وانما يصح تطبيقه على المعنى المقابل للفظ بضرب من التكلف یعنی حضرت امام اشعری کا مذہب یہ ہے کہ کلام حقیقی واجب تعالیٰ کی واحد بسیط ہے نہ امر نہ انشا ہے نہ خبر جب تعلقات انشا یا خبر ہو جاتی ہے اور یہ اوصاف کلام لفظی پر ظاہر ہے کہ منطبق نہیں ہو سکتی معنے مقابل للفظ پر بھی انکار انطباق صحیح ہو گا مگر تکلف ہو گا پھر قاضی عضد کا الفاظ کو قدیم و قایم بذات الباری یعنی کلام

Marfat.com

حقیقی کہنا اور اسکو شیخ اشعری کی طرف منسوب کرنا کیونکر درست ہوسکتا ہے دوسرا
اعتراض یہ ہوا کہ کلام شیخ کو اس محل پر محمول کرنا کہ جسپر قاضی عضد نے محمول کیا ہے
خود مذہب شیخ کے جو ان سے منقول ہوا ہے خلاف ہے اس کے بعد علامہ دوانی نے
چند اعتراضات عقلی نقل فرمائے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں واما ثانیاً فلان کون
الحروف والالفاظ قائمة بذاته تعالى من غير ترتب يفضي الى كون الاصوات
مع كونها سيالة موجودة بوجود لا يكون فيه سيالة فهو سفسطة
من قبيل ان يقال ان الحركة يوجد في بعض الموضوعات من غير
ترتب وتعاقب بين اجزائها۔ یعنی قاضی عضد کا حروف والفاظ کو قائم بذات
الباری اور غیر مرتب فرمانا گویا اس امر کا اقرار کرنا ہے کہ اصوات جو کہ اعراض متجددہ
سیالہ ہیں اُن کا وجود متجدد نہ رہا جو کہ صریح سفسطہ ہے اسکے بعد فرماتے ہیں واما
ثالثاً فلانه يؤدي الى ان يكون الفرق بين ما يقوم بالقاري وبين ما
يقوم بذاته تعالى بالاجتماع الاجزاء وعدم اجتماعها بسبب قصور
الآلة وعدمه فنقول هذا الفرق ان اوجب اختلاف الحقيقة فلا يكون
القائم بذاته تعالى من جنس الالفاظ وان لم يوجب وكان ما يقوم
بالقاري وما يقوم بذاته تعالى حقيقة واحدة والتغاير بينهما انما
يكون بالاجتماع وعدمه الذين هما عارضان من عوارض الحقيقة
الواحدة كان بعض الصفات الحقيقة له تعالى مجانسا الصفات
المخلوقات یعنی اگر الفاظ کو قدیم مانا جائے تو تیسرا اعتراض یہ ہوگا کہ اس صورت
میں الفاظ قرآنی قائم بذات اللہ تعالیٰ اور الفاظ قائمہ بالقاری ہیں اس وجہ سے کہ
اول کو مجتمع الاجزا اور ثانی کو بوجہ قصور آلہ غیر مجتمع الاجزا مان رکھا ہے ضرور اختلاف
ماننا پڑیگا سو اس اختلاف کی وجہ سے یا تو ہر دو کلام لفظی واجب تعالیٰ اور قاری میں
اختلاف فی الحقیقة تسلیم کیا جائیگا یا ہر دو کلام لفظی کو حقیقةً واحدةً مانکر اس اجتماع
وعدم اجتماع کو جو کہ منشا تغایر تھا امور عرضیہ میں شمار کیا جائے گا اول صورت میں کلام قائم

Marfat.com

بذات الله تعالی کا جنس الفاظ سے ہونا باطل ہو گیا وہو خلف اور صورت ثانیہ میں ایک
صفت حقیقیہ واجب تعالی کو صفات ممکنات کے مجانس اور متحد الحقیقہ کہنا پڑے گا
وہو باطل بالبداہتہ اور یہ سب خرابیں الفاظ کے قدیم اور قایم بذات اللہ تعالی کہنے
کا نتیجہ ہے اسکے بعد فرماتے ہیں واما رابعاً فلان لزوم ما ذکرہ من المفاسد
وهم فان تكفير من انكر كون ما بين الدفتين كلام الله تعالى انما هو
اذا اعتقد انه من مخترعات البشر اما اذا اعتقد انه ليس كلام الله تعالى
بمعنى انه ليس بالحقيقة صفة قائمة بذاته تعالى بل هو دال على الصفة
القائمة بذاته تعالى فلا يجوز تكفيره اصلا كيف وهو مذهب اكثر الاشاعرة
ما خلا المصنف وموافقيه وما علم من الدين من كون ما بين الدفتين
كلام الله تعالى حقيقة انما هو بمعنى كونه والاعلى ما هو كلام الله تعالى
حقيقة لا على انه صفة قائمة بذاته تعالى وكيف يدعى انه من ضروريات
الدين مع انه خلاف ما نقله عن الاصحاب وكيف يزعم ان هذا الجم الغفير
من الاشاعرة انكروا ما هو من ضروريات الدين بل يلزم تكفيرهم حاشاهم
عن ذلك یعنی صاحب مواقف نے جس قدر مفاسد جمہور اشاعرہ کے مذہب پر بیان
کئے ہیں سب وہم اور بے اصل ہیں چنانچہ اُس کی تقریر عبارت مرقومہ سے صاف
ظاہر ہے۔ اب صاحب مواقف کا کلام حضرت شیخ اشعری کو ایسے محمل پر حمل فرمانا جو
جمہور اشاعرہ کے خلاف ہے اور اُن کے ذمہ مفاسد وہمیہ لگانے یا ضروریات دین کا
اُن کو منکر بنانا جس سے ان کی تکفیر لازم آتی ہے نعوذ باللہ منہا کیونکر قابل قبول ہو سکتا
ہے اور اس عبارت سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ سوائے مصنف اور اُن کے بعض موافقین
کے اشاعرہ میں سے کسی کی یہ رائے نہیں پھر علمائے معقول کا یہ فرمانا کہ جماعہ سلف قدم
الفاظ کے قایل ہیں صریح اسکے مخالف ہے یا اس کلام کا مطلب نہیں سمجھے اور
حق بھی ہے کما سیاتی۔ اسکے بعد فرماتے ہیں واما خامساً فلان الادلة الدالة
على الحدوث لا يمكن حملها على المتلفظ بل يرجع الى الملفوظ كيف وبعضها مما

لایتعلق النسخ بالتلفظ به کما نسخ حکمه وبقی تلاوته یعنی قاضی صاحب نے جو مطلقاً یہ فرمادیا تھا کہ ادلہ دالہ علی الحدوث کو ملفظ پر حمل کرنا چاہیے ملفوظ کی طرف راجع کرنا نہ چاہیئے تو اُس پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ منجملہ ادلہ حدوث کے ایک نسخ بھی ہے جسکو تلفظ کی طرف راجع نہیں کرسکتے بلکہ یقیناً ملفوظ پر حمل کرنا پڑے گا کیونکہ کبھی کوئی کلام لفظی فقط منسوخ الحکم ہوتی ہے منسوخ التلاوة نہیں ہوتی تو اس صورت خاص میں ظاہر ہے کہ مرجع نسخ ملفظ کو کسی طرح نہیں کہہ سکتے کیونکہ تلاوت بجنسہ باقی ہے اسلئے مطلقاً قاضی صاحب کا یہ کہدینا کہ ادلہ حدوث کو حدوث ملفظ پر حمل کرنا چاہئے درست نہ ہوگا علی ہذا القیاس اور علماء کرام کی کلام کو ملاحظہ فرمائیے تو بالاتفاق الفاظ منطوقہ کے قایم بذات الباری ہونے کی تغلیط کررہے ہیں اور اسکو مثل علامہ قوشجی اور علامہ دوانی کی سفسطہ اور بدیہی البطلان فرماتے ہیں خود محقق دوانی اسکے بعد قاضی کے اس قول کو فانہ یؤدی الی سفسطہ مکرر فرمارہے ہیں علامہ تفتازانی شرح مقاصد میں علی ان قیام الصوت والحروف بذات الله تعالی وتقدس لیس بمعقول وان کان غیر مرتب الاجزاء کحرف واحد مثلاً فرمارہے ہیں جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حروف والفاظ کو غیر مرتبہ تسلیم کرنے کے بعد بھی قایم بذات الباری کہنا خلاف عقل ہے بلکہ حرف واحد کی نسبت بھی یہ قیام غیر معقول ہے فاضل چلپی قاضی صاحب کے اس کلام پر تحریر فرماتے ہیں وقد یقال القول بان ترتب الحروف انما هو فی التلفظ دون الملفوظ فالتلفظ حادث دون الملفوظ امر خارج عن طور العقل وما ذلك الا مثل ان یتصور حركة اجزاءها مجتمعة فی الوجود لا یکون لبعضها تقدم علی بعض اس کا بھی یہی مطلب ہے کہ الفاظ متجددہ کو غیر حادث کہنا عقل کے خلاف ہے اسکے بعد فاضل موصوف نے اس اعتراض اور خلاف بداہتہ کا جواب دیا ہے اور قاضی صاحب کی کلام کو ظاہر سے ماؤل کیا ہے سو یہ اہل معقول کو مفید نہیں اُن کا کام چلتا ہے تو معانی ظاہرہ سے چلتا ہے علاوہ ازیں صاحب تمہید و حضرت امام ربانی و امام

غزالی وغیرہ رحمۃ اللہ علیہم نے جو کچھ قائلین قدم الفاظ کے بارہ میں فرمایا ہے وہ معروض ہو چکا ہے اور دور کیوں جائیے خود قاضی عضد رحمۃ اللہ علیہ جو مواقف میں فرما رہے ہیں اسی کو مطالعہ فرما کر انصاف کر لیجئے بعینہٖ ان کی عبارت یہ ہے ثم قال الحنابلۃ کلامہ حرف وصوت یقومان بذاتہ تعالیٰ وانہ قدیم وقد بالغوا فیہ حتی قال بعضہم جہلا الجلد والغلاف قدیمان وھذا باطل بالضرورۃ الی اخر ما قال دیکھئے قاضی صاحب ممدوح الفاظ کے قدیم وقائم بذات الباری کہنے کو کس تصریح سے بدیہی البطلان فرما رہے ہیں اور مواقع متعددہ میں برابر اسی کے موافق فرمایا ہے کہ کلام خدا کے لئے پہلے اس سارے جہان کے خلاف اور خود قاضی صاحب کے ان ارشادات کا کچھ فکر کیجئے اس کے بعد عبارت مذکورہ بالا سے ثبوت قدم الفاظ کا خیال کیجئے مقام حیرت ہے کہ جو امر نقول متواترہ محققین کے صریح خلاف ہو اور اس کے بدیہی البطلان ہونے پر اقوال اکابر اور شہادت عقل سلیم ہر دو شاہد عدل موجود ہوں پھر اس کے حق وصواب کہنے میں مستعدان معقول کی قلم میں لغزش اور زبان میں لکنت تک نہیں آتی نعوذ باللہ من شرور انفسنا اگر یہ مسئلہ عقلی ہوتا تو بھی ایک بات تھی امور اعتقادیہ متعلقہ ذات وصفات میں ایسی جرات ہر ایک کا کام نہیں مگر مجھ کو یوں نظر آتا ہے کہ اور کسی امر کا جواب یہ حضرات دیں یا نہ دیں مگر قاضی صاحب کے کلام کے تعارض کو تو اپنے خیال کے موافق بہت سہولت کے ساتھ مبدل بہ تطبیق فرما دینگے اور اپنی عادت مستمرہ کے موافق اپنی عبارت مستدلہ کو تحقیق پر اور دیگر عبارات کو موافقت جمہور پر ضرور حمل کرنے کا ارشاد فرمائیں گے چنانچہ ابحاث سابقہ میں اس کا نمونہ موجود ہے مگر صاحب انصاف عبارات متعددہ قاضی صاحب کو جو مختلف مواقع میں انہوں نے بیان فرمائی ہیں دیکھ کر انشاء اللہ سمجھ جاویگا کہ قاضی صاحب قائلین حدوث الفاظ کے ہمزبان ہیں علاوہ ازیں جس امر کو قاضی صاحب حق سمجھتے ہوں اس کی نسبت بوجہ موافقت جمہور وہ باطل بالضرورۃ ارشاد فرما دیں نہایت مستبعد ہے نظر بریں وجوہ موافق رائے اہل معقول طریق سہل تو یہی

Marfat.com

ہے کہ عبارت منقولہ ہر دو فاضل کے جواب میں الجواد قد یکبو والصارم قد
ینبو الحمد کہ چُپ ہو رہے جب میر سید شریف قدس سرہ باوجود موافقت عقل و نقل یعنی
قیاس وراے کی مخالفت کی وجہ سے اس جملہ کے مصداق بنائے گئے کما مر تو قاضی
عضد رحمۃ اللہ علیہ در صورت مخالفت عقل و نقل بدرجہ اولیٰ اس خطاب کے مستحق ہونے
چاہئیں باقی ہمارے نزدیک سید شریف کو اس جملہ کا مصداق بنانا تو غلط یا محض
تھا ہی کما مر قاضی صاحب کو بھی اسکا محل کہنا مناسب نہیں معلوم ہوتا بلکہ حسب
ارشاد اکابر بعد تامل صادق قاضی صاحب اور جمہور کی کلام میں تطبیق لطیف ہو سکتی
ہے چنانچہ عبارات مستدلہ ہر دو مولف جو آگے معروض ہوتی ہیں اس پر شاہد ہیں
اسکے بعد ناظرین رسالہ کی خدمت میں یہ عرض ہے کہ جن حضرات نے قاضی صاحب
کے قول کی تردید فرمائی تھی اُن کا حال تو معلوم ہو گیا اور خوب ثابت ہو گیا کہ مرشد لسان
معقول نے جو مطلب قول مذکور کا سمجھا تھا علماء موصوفین بالتصریح اسکو خلاف عقل
و نقل اور بدیہی البطلان فرما رہے ہیں بلکہ قاضی صاحب بھی اس کے بارے میں وہو
باطل بالضرورۃ کا حکم لگا رہے ہیں جو بشرط انصاف ہر طرح سے قابل نفاذ ہے اور
ان جملہ امور سے ہمارے مدعا کی پوری تصدیق اور ہمارے دعوے کی کامل تحقیق ہوئی
ہے اب قابل غور اور لایق التفات ان حضرات کرام کے اقوال ہیں جو قاضی صاحب
کے ارشاد کے مصدق ہیں اور فضلا معقول بھی اُن کے ارشاد کو موقع استدلال
میں بیان فرما رہے ہیں سو مولف اول نے علامہ سعد الملۃ والدین اور مولف ثانی نے
مولانا بحر العلوم کی عبارت کو پیش کیا ہے ان ہر دو محقق نے مدعاے قاضی صاحب
کی تصدیق اور ان کی تقریر کی تشریح فرمائی ہے۔ باقی رہے میر سید شریف انہوں نے
قول مذکور کی اسی قسم کی توضیح یا توجیہ نہیں فرمائی بلکہ تصدیق مجمل کی ہے کما مر اسلئے
حسب ارشاد حضرات مذکورہ بالا قاضی صاحب کی جو مراد معین ہو گی انہی پر سید صاحب
کی کلام بالضرور محمول ہو گی مگر چونکہ فخر المتاخرین مولانا بحر العلوم نے کلام قاضی کی
تشریح و تحقیق و تفصیل زائد بیان فرمائی ہے اسلئے اُس کی کیفیت بنام خدا اول عرض

کرتا ہوں اور یہ امر پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ ان اکابر کے کلام کو قول قاضی کے مؤید و مصدق جیسے اہل معقول کہہ رہے ہیں ہم بھی تسلیم کرتے ہیں تصدیق مذکور میں ہرگز خلاف نہیں خلاف فقط اس امر میں ہے کہ ہر دو مؤلف اس امر کے مدعی ہیں کہ جو مطلب قاضی صاحب کا ظاہر میں مفہوم ہوتا ہے یعنی ثبوت قدم کلام لفظی مولانا بحر العلوم اور علامہ موصوف اس کی تائید فرماتے ہیں اور ہم اس امر کے مدعی ہیں کہ ان دونوں اصحاب نے کلام قاضی کو اور محمل پر جو کہ صحیح ہے محمول فرما کر اس کی تصدیق کی ہے اور بجائے تصدیق کلام لفظی کے قدم کی تکذیب فرمائی ہے مگر جن صاحبوں کو غلط فہمی کا شوق ہو ان کا کیا علاج بقول شخصے چشمۂ آفتاب را چہ گناہ سو مولانا بحر العلوم کی عبارت ہر چند طویل ہے مگر پروفیسر موصوف نے خذ ما صفا ودع ما کدر پر نظر کر کے اور خلاف مقصود سے اعراض فرما کر جو اس میں سے انتخاب کیا ہے وہ بعینہ یہ ہے وقال خیر المتاخرین مولانا بحر العلوم فی فواتحہ وایضا ان اطلاق الکلام اما علی النفسی مجاز وعلی اللفظی حقیقۃ او بالعکس وحقیقۃ فیہما وعلی الاول یلزم ان یکون ما هو کلام اللہ تعالی حقیقۃ مخلوقا حادثا وما هو غیر مخلوق لیس بکلام اللہ تعالی حقیقۃ لما قالوا ان اللفظی حادث والنفسی قدیم وعلی الثانی یلزم ان لا یکون هذا المقرؤ کلام اللہ تعالی هذا وان التزم لکن یجتری علیہ المسلم وعلی الثالث یلزم ان لا یواخذ من قال ان القرآن غیر منزل من الرب تعالی لانہ صادق ان اراد النفسی والارتداد لا یثبت بالشبهۃ مع انہ تواتر عن الصحابۃ والتابعین المواخذۃ بهذا القول فاذن الحق الصراح الذی یفترض ان یعتقد ما نقل عن صاحب المواقف ان هذا المقرؤ کلام اللہ تعالی حقیقۃ وهو صفۃ بسیطۃ قائمۃ بذاتہ تعالی ولہ تعلقات بالاخبارات والانشاءات وبحسبها یکون انشاء او خبرا وهی صفۃ قدیمۃ غیر مخلوقۃ کما فی سائر الصفات وهی المنزل علی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم واذا صدر عن اللسان بالحرکۃ صارت ذات اجزاء لعدم مساعدۃ اللسان بالتکلم

بالکلام النبی والظاہر یختلف باختلاف المظاہر ولا استبعاد فیہ واذا صارت ذات اجزاء وکل جزء منہ متعلق بمعنی فدل علیہ ثم اذا ذلک البحر الذی اخوذ القرآن المقروء وان صدر بلسان الرسول لکن من قال لم یقلہ اللہ ولیس کلامہ فہو کافر البتۃ ھذا ھو الذی رامہ الامام الہمام اعظم الائمۃ حیث قال فی الفقہ الاکبر القرآن فی المصاحف مکتوب وفی القلوب محفوظ وعلی الالسن مقروء وعلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم منزل ولفظنا بالقرآن مخلوق وکتابتنا لہ وقرائتنا لہ مخلوقۃ والقرآن غیر مخلوق واراد باللفظ التلفظ وھو فعلنا مخلوق البتۃ اوارادبہ کسوۃ التعین الذی اکتساہ القرآن علی اللسان وھو ایضا مخلوق لا شک فیہ واللام فی قولہ القرآن غیر مخلوق للعہد ای القرآن الذی وصفنا انہ مکتوب ومحفوظ ومنزل ومقروء غیر مخلوق فی حد نفسہ وان کان تعیناتہ التی فی الکتابۃ والقراءۃ والحفظ والنزول مخلوقۃ انتہٰی **اقول**

بحول اللہ وحسن توفیقہ عبارت فواتح الرحموت کو دیکھ کر صاف معلوم ہوتا ہے کہ علامہ یونکی نے ارشاد مولانا بحر العلوم میں سے اپنے مفید مدعا سمجھ کر انتخاب فرمایا ہے اور جو جملہ ان کے مخالف اور ہماری غرض کے مطابق نظر آیا اس کو وسط میں ترک فرما دیا مگر امر حق کا چھپانا دشوار ہے پھر بھی ہمارے موید بعض امور باقی رہ گئے عبارت قاضی صاحب میں چونکہ ابہام تھا اور اسی وجہ سے مولانا بحر العلوم کو اسکی تشریح کرنی پڑی اور خود قاضی صاحب نے اپنے اخیر کلام میں الا انہ بعد التامل تعرف حقیقتہ فرما کر متنبہ کر دیا تھا اسلئے اس کی فہم میں اگر کچھ خطا ہو جائے تو موقع استبعاد نہیں تعجب کی بات تو یہ ہے کہ مولانا بحر العلوم کی تمام عبارت پیش نظر ہو اس پر بھی مرغ کی ایک ہی ٹانگ چلی جائے وہ سمجھداری ہی کا نام ہے کاش اگر فاضل مذکور کلام قاضی صاحب پر بس کرتے اور فواتح الرحموت کی یہ عبارت نقل نہ فرماتے تو بہت اچھا ہوتا اس عبارت سے جو ناوں نے نتیجہ نکالا ہے اس کو دیکھ کر ان کی فہم

اور دیانت دونوں کی طرف ناظرین کو بدگمانی پیدا ہوتی ہے اور سب سے عجیب تر یہ امر
ہے کہ اہل معقول جو عبارت اپنے مفید سمجھ لیتے ہیں محض اُس کی نقل کلمات پر اکتفا
کر لیتے ہیں کسی امر مبہم کی توضیح یا موہم عبارت کی توجیہہ یا کسی امر محتمل الوجوہ کی تعیین
تک فرمانے کا بھی دماغ نہیں بلکہ اپنے مدعا و کیفیت استدلال کو بھی ظاہر
نہیں فرماتے ادھر فاضل مذکور کی بہت سی باتوں کا دارومدار یہ ارشاد مولانا بحر العلوم
ٹھہرا اور حضرت امام اعظم و امام احمد اور خود قاضی عضد کی کلام کا وہی مطلب انکو تسلیم
کرنا پڑے گا جو مولانا بحر العلوم فرما دیویں نظر بریں وجوہ ناچار جملہ امور یہ ہیچمدان ہی تمام
خدا عرض کرتا ہے سو بنظر ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ عبارت فواتح الرحموت میں اجمال جو
لئے اپنے مفید مدعا و ام سمجھے ہیں اول یہ کہ مولانا بحر العلوم فاذن الحق الصراح الذی
یفترض ان ینعقد ما نقل عن صاحب المواقف فرماتے ہیں جس سے قاضی صاحب
کی تحقیق کا حق و صواب ہونا اظہر من الشمس معلوم ہوتا ہے لیکن اتنی بات سے
ہمارے ذمہ کوئی امر عاید نہیں ہو سکتا ہم خود اقرار کر چکے ہیں کہ مولانا بحر العلوم عبارت
مذکورہ کے مصدق ہیں مگر ساتھ ہی میں یہ بھی عرض کر چکا ہوں کہ مولانا ممدوح قاضی صاحب
کی کلام کا محمل کچھ اور تجویز فرما رہے ہیں جس محمل پر اہل معقول محمول کر رہے ہیں وہ
محمل تصدیق مولانا سے محروم اور بمراحل دور ہے بلکہ اُس کی تکذیب فرما رہے ہیں پھر
ایسی تصدیق سے ان صاحبوں کو کیا نفع البتہ غلط فہمی یا مغالطہ کا کوئی علاج نہیں
امر دوم عبارت فواتح الرحموت میں جو ان صاحبوں کو مثبت مدعا نظر آتا ہے یہ معلوم
ہوتا ہے کہ مولانا بحر العلوم خود اور نیز بحوالہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن مکتوب بمقرو
و منزل کو قدیم فرما رہے ہیں اور ملفوظ و کتابت و قرأت کو حادث بتلاتے ہیں جس سے
پروفیسر لاہوری کو قدم الفاظ و حروف بالبداہۃ سمجھ میں آ رہا ہے مگر یہ ہیچمدان قول صاحب
تمہید کے جواب میں جو کہ پروفیسر نے اپنے استدلال میں پیش کیا تھا اس وہم کو
زائل کر چکا ہے اور ثابت کر آیا ہے کہ ملفوظ و مسموع و منزل و مقروء وغیرہ الفاظ کے یہ
معنے سمجھنے بالکل غلط اور ناواقفیت کا ثمرہ ہے بالجملہ عبارت مرقومہ صاحب عجالہ میں

Marfat.com

میں کوئی امر ایسا معلوم نہیں ہوتا کہ جس کی وجہ سے ہمارے دعوے میں کوئی خامی پیدا
ہو یا اس کے جواب دینے کی کوئی خاص ضرورت سمجھی جائے مگر حسب وعدہ یہ امر
کسی قدر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مولانا بحر العلوم کی کل عبارت کا مدعا اور ان کی غرض
بیان کردی جائے کیونکہ ارشاد مولانا اجمال اور اختصار سے خالی نہیں یہی وجہ ہو کہ حضرت
مولانا نے سب کچھ بیان فرما کر کہا ہے هذا اما اعطيناك اجمالا لما لا يرخص
التقصير عن ابانة الحق في مثل هذا المطلب العظيم ہر چند اس پریشان حال
کو بھی تشریح کلام مولانا بحر العلوم میں چند عایق موجود ہیں مگر تاہم بطور خلاصہ انشاء اللہ
اس قدر عرض کروں گا جسکو دیکھ کر اہل فہم کو یہ نسبت ارشاد مولانا بحر العلوم قدم الفاظ و
حروف کا خیال تو خواب میں بھی نہ آئے گا واللہ المستعان مگر بطور تنبیہ و احتیاط شروع
مطلب سے پہلے یہ عرض کئے دیتا ہوں کہ احقر اقوال معتبرہ سے ثابت کر چکا ہے کہ لفظ
و مقرر و غیرہ سے معنی نفسی مراد ہوتے ہیں اور اصطلاح علما میں یہی استعمال شائع اور
متعارف ہے اور اس کی وجہ بھی پہلے بیان کر چکا ہوں بلکہ بسا اوقات لفظ سے معنی مراد
لئے جاتے ہیں اور اس کی وجہ علمائے یہ بیان فرمائی ہے کہ لفظ سے کبھی الفاظ منطوقہ
اور کبھی الفاظ قائمہ بنفس المتکلم مراد ہوتے ہیں اور دونوں اطلاق صحیح ہیں اور ظاہر ہے
کہ لفظ نفسی معنی ہی کو کہہ سکتے ہیں الفاظ منطوقہ پر یہ اطلاق صحیح نہیں ہوسکتا قال امام
الحرمين في الارشاد ذهب اهل الحق الى اثبات الكلام القائم بالنفس فهو
القول اى المقول الذى يدور في الخلد وهو اللفظ النفسى الدال على معناه
بلا انفكاك اس ارشاد سے معلوم ہوتا ہے کہ جیسے کلام لفظی و نفسی ہوتی ہے ایسے ہی
قول اور لفظ بھی ہر دو معنی میں مستعمل ہوتا ہے صاحب جلاء العینین کہتے ہیں فكلمات
الكلام النفسى في جنابه كلمات حقيقية لكنها الفاظ حكمية ولا يشترط
اللفظ الحقيقى فى كون الكلمة حقيقية اذ قد اطلق الفاروق الكلمة
على اجزاء مقالته المخيلة فى خبر يوم السقيفة والاصل فى الاطلاق الحقيقة
فالاجزاء كلمات حقيقة لغوية مع انها ليست الفاظا كذلك اذ ليست

Marfat.com

حروفها عارضة لصوت واللفظ الحقيقي ما كانت حروفه عارضة
وهو لكونه صورة اللفظ النفسي الحكمي دال عليه وهو دال في النفس
على معناه بلا شبهة ولا انفكاك فيصدق على اللفظ النفسي بمعناه
انه مدلول اللفظ الحقيقي ومعناه اس عبارت سے بھی یہی مفہوم ہوتا ہے
کہ الفاظ منطوقہ اور الفاظ نفسیہ دونوں پر اطلاق لفظ درست و صحیح ہے سو جب لفظ
سے معنی نفسی مراد لئے جاتے ہیں تو پھر ملفوظ و مکتوب و منزل سے معنے مذکور لینے
میں کیا تامل ہے اور دیکھئے علامہ سعد الملۃ والدین شیخ عبد القاہر کے حوالہ سے نقل
فرماتے ہیں ان الکلام الذي يدق فيه النظر ويقع به التفاضل هو الذي
يدل بلفظه على معناه اللغوي ثم نجد لذلك المعنى دلالة ثانية على
المعنى المقصود فهناك الفاظ ومعاني اول ومعاني ثواني والشيخ يطلق
على المعاني الاول بل على ترتيبها في النفس ثم ترتيب الالفاظ في النطق على
حذوها اسم النظم والصور والخواص والمزايا والكيفيات ونحو ذلك یعنی
کلام دقیق و بلیغ میں اول الفاظ منطوقہ سے معانی لغویہ وضعیہ سمجھے جاتے ہیں اسکے بعد
معانی لغویہ سے معانی مقصودہ مفہوم ہوتے ہیں تو اس موقع میں تین امر ہوتے ہیں اول
الفاظ منطوقہ دوسرے معانی اول یعنی معانی لغویہ تیسرے معانی ثانیہ یعنے معانی مقصودہ
اور شیخ معانی اول بلکہ اُن کی ترتیب نفسی پر جس کے بعد الفاظ منطوقہ میں ترتیب آتی
ہے نظم وغیرہ کا اطلاق کرتے ہیں خلاصہ کلام یہ ہوا کہ معنی اول جنکو معانی وضعیہ کہتے
ہیں اُن پر لفظ و معنی دونوں کا اطلاق درست ہے اور وجہ اُس کی یہ ہے کہ معنی اول
بلحاظ الفاظ مدلول ہیں تو باعتبار معنی ثانی دال سمجھے جاتے ہیں
معنی سب کا اطلاق اُنپر درست ہے چنانچہ علامہ موصوف کے
خوب ظاہر ہوتا ہے اور اس مضمون کی تحریر کے بعد علامہ نے یہ کہا ہے ولست
انا احمل كلامه على هذا بل هو يصرح به مرارا كما قال لما كانت المعاني
تتبين بالالفاظ ولم يكن لترتيب المعاني سبيل الا بترتيب الالفاظ في النطق

Marfat.com

قدیم و غیر مخلوق کو صفات سے خارج مانا جائیگا دوسرا احتمال یہ ہے کہ صورت اول کا عکس ہو یعنی کلام نفسی پر اطلاق کلام الٰہی حقیقی ہو اور لفظی پر مجازی تو اس صورت میں ان الفاظ مقروء مکتوبہ بین الدفتین المصاحف کی قرآنیہ کا انکار لازم آئیگا اگرچہ بعض علماء نے اس انکار کا التزام کر لیا ہے مگر مسلمان کو ایسی جرأت کرنی مناسب نہیں تیسرا احتمال یہ ہے کہ اطلاق کلام نفسی و لفظی دونوں پر حقیقی ہو چنانچہ اکثر محققین اسی کو حق بتلا رہے ہیں مگر مولانا بحر العلوم اس میں یہ خرابی نکالتے ہیں کہ اب اگر کوئی قرآن کے منزل ہونے کا انکار کرے تو اُس کی تکفیر یا اُس پر کسی قسم کا مواخذہ نہ ہو سکیگا کیونکہ اگر اُس کی مراد اسوقت کلام نفسی ہے تو وہ بیشک محق و مصیب ہے اور سب جانتے ہیں کہ شک و احتمال کی حالت میں تکفیر وغیرہ نہیں کر سکتے حالانکہ صحابہ و تابعین سے اس امر پر مواخذہ کرنا بلکہ ایسے لوگوں پر قتل کا حکم لگانا متواتر ثابت ہے چنانچہ صاحب عجالہ نے جو اول میں یہ عبارت نقل کی ہے اُسکا یہی مطلب ہے وایضاً ان اطلاق الکلام اما علی النفسی مجاز و علی اللفظی حقیقۃ او بالعکس۔ او حقیقۃ فیھما و علی الاول یلزم ان یکون ما ھو کلام اللہ تعالیٰ حقیقۃ معلوما حادثا و ما ھو غیر مخلوق لیس بکلام اللہ تعالیٰ حقیقۃ لما قالوا ان اللفظی حادث و النفسی قدیم و علی الثانی یلزم ان لا یکون ھذا المقرو کلام اللہ تعالیٰ ھذا و ان التزم لکن لا یجتری علیہ المسلم و علی الثالث یلزم ان لا یؤاخذ من قال ان القران غیر منزل من الرب تعالیٰ لانہ صادق ان اراد النفسی و الارتداد لا یثبت بالشبھۃ مع انہ تواتر عن الصحابۃ والتابعین المواخذۃ بھذا القول و حکمھم بالقتل اس سے اہل فہم کو بالبداہۃ معلوم ہو گیا ہوگا کہ مولانا بحر العلوم کو اس موقع میں فقط ان خدشات مشکلہ کی تحقیق کرنی مقصود ہے قدم کلام لفظی کے ثبوت سے اُن کے مطلب کو اولی علاقہ بھی نہیں اور یہ بھی سمجھ گئے ہونگے کہ حسب ارشاد مولانا ممدوح ان جملہ اشکالات کا مرجع کلام نفسی ہے اکثر متاخرین نے جو کلام نفسی و لفظی کی حقیقت بیان فرمائی ہے اُس کی وجہ سے یہ اعتراضات قویہ

Marfat.com

پیش آئے تو اب ضرور ہوا کہ کلام نفسی و لفظی کا بیان اسی طرح کیا جاوے جسکی
وجہ سے ان اشکالات سے نجات ملے اسلئے مولانا بحر العلوم فرماتے ہیں فاذن
الحق الصراح الذي يفترض ان يعتقد ما نقل عن صاحب المواقف مولانا
کی اول کلام اور اس تفریع کو دیکھکر بالبداہتہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک ارشاد
صاحب مواقف حق صریح ہے اور اس مسلک کے موافق شبہات مذکورہ بالا
جن کا ازالہ حسب ارشاد مولانا دشوار تھا بسہولت طے ہوجاتی ہیں صاحب فکر سلیم
کو تو اتنے ہی امر سے صاحب عجالہ کے دعوے کی لغویت معلوم ہوجائے گی کیونکہ
مولانا بحر العلوم جو اس موقع میں کلام قاضی صاحب کو پیش کرتے ہیں تو اس سے
صرف اشکالات مذکورہ کا ازالہ مقصود ہے تو اب اگر ہم بپاسخاطر اہل معقول یہی کہ لیں
کہ اسکے بعد جو عبارت قاضی صاحب کو مولانا نے نقل فرمایا ہے اس سے ثبوت قدم
کلام لفظی منظور ہے تو اب کوئی صاحب فہم یہ تو بتلاویں کہ ثبوت قدم کلام مذکور سے
شبہات سابقہ کیونکر رفع ہوگئے آخر مولانا کی غرض اس کلام کے نقل کرنے سے کیا تھی
ہر ایک ادنے فہم والا بھی یہی کہیگا کہ خدشات سابقہ کا دفع فرمانا منظور تھا نواب
عنایت فرماکر یہ تو بتلادیں کہ جملہ خدشات مذکورہ الفاظ کے قدیم ماننے سے کہاں جاتے
رہے سبحان اللہ اہل معقول کی یہ بدیہی جلی کرامت ہے کہ جو استدلال مولانا بحر العلوم
نے اپنے اثبات مدعا کے لئے بیان فرمایا تھا اس سے ان کو تو خاک بھی منفعت نہ ہوئی
اور صاحبان معقول کا ایسا دعوے ثابت ہوگیا کہ جس کے ثبوت کی دلیل کافی متبحرین
کو بھی دستیاب نہیں ہوئی تھی ادنے تأمل سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اعتراضات مذکورہ
بجنسہ بلکہ مع شے زاید موجود ہیں کلام لفظی مرکبہ من الالفاظ والحروف کے
سے کلام نفسی کی بساطت تو قیامت تک ثابت نہیں ہوسکتی جسکا اثبات یہاں
مقصود تھا ہاں بیشک کلام لفظی مرکب کو صفت باری تعالیٰ کہنا پڑیگا سو پہلے
مولانا بحر العلوم کو فقط کلام نفسی کی بساطت کا فکر تھا اب کلام لفظی کا اثبات بساطتہ
سر پڑ جائیگا جو کسی طرح سمجھ میں نہیں آتا بداہتہ عقل اور خود ارشاد مولانا سے معلوم ہوتا ہے

کہ معنی نفسی میں ترکب بوجہ مدلولیتہ کلام لفظی آیا تھا تو خود کلام لفظی میں ترکب کا ہونا ایسا نہیں جس میں عاقل کو تامل ہو اور یہ امر سب کے نزدیک مسلم ہے کہ صفت حقیقی باریتعالی کا بسیط ہونا ضرور ہے ورنہ مولانا بحر العلوم کو اثبات بساطت کی کیا ضرورت تھی اور صاحبان معقول کے مسلک کے موافق کلام لفظی بھی صفات حقیقیہ وجودیہ میں داخل ہو گئے تو اب مولانا بحر العلوم کو اُس کی بساطت کا فکر بھی ضرور ہی باقی رہا اعتراض خیر جو مولف عجالہ نے بھی نقل فرمایا ہے اسی کے ازالہ کی کوئی صورت بتلا دیجئے وہ بھی برابر موجود ہے البتہ اس قدر فرق ہے کہ پہلے تو یہ بھی احتمال تھا کہ کلام لفظی پر اطلاق کلام مجازی ہو اب خاص یہ امر محقق ہو گیا کہ دونوں معنی حقیقی ہونگے کیونکہ اس صورت میں کلام لفظی کلام حقیقی نفسی سے کسی بات میں کم نہیں اور اسپر وہی اعتراض بجنسہ موجود ہے جو مولانا بحر العلوم فرما چکے ہیں ہاں ایک احتمال یہ تھا کہ اب کلام نفسی کے تحقق کا مثل معتزلہ انکار کر دیا جائے اور بنظر غور اب واقع میں اس کی کوئی ضرورت بھی معلوم نہیں ہوتی تو البتہ درصورت انکار اعتراض ثالث سے عقب گذاری کی امید ہے مگر اُس کو کیا کیجئے مولف مذکور کلام نفسی کے تحقق و ثبوت کے اپنے رسالہ میں بالتصریح مقر ہیں الغرض جس پہلو سے دیکھئے مولف ثانی کا مدعی باطل نظر آتا ہے خیر یہ مضمون تو مولانا بحر العلوم کی کلام سابق سے اہل فہم کی سمجھ میں آتا ہے اب آگے جو فرماتے ہیں اُس تصریح کو ملاحظہ فرمائیے اور مولانا نے جو کلام قاضی صاحب کا مطلب سمجھا ہے اُسکو غور سے دیکھئے

ان ھذا المقرو کلام اللہ تعالی حقیقۃ وھو صفۃ بسیطۃ قائمۃ بذاتہ تعالے ولہ تعلقات بالاخبارات والانشاءات وبحسبہا یکون انشاء او خبرا وھی صفۃ قدیمۃ غیر مخلوقۃ کما فی سائر الصفات وھی المنزل علی الرسول صلے اللہ علیہ وسلم واذا صدر علی اللسان بالحرکۃ صارت ذات اجزاء لعدم مساعدۃ اللسان بالتکلم بالکلام البسیط والظاھر یختلف باختلاف المظاھر ولا استبعاد فیہ یہ امر تو کسی قدر دعوے سے عرض کرتا ہوں کہ اس کلام کے تمام جملے بعض صراحۃً اور بعض اشارۃً مولف عجالہ کے مدعی کی منافی ہیں مثلاً مقرو حقیقی کا

صفت بسیط ہونا جو کلام لفظی پر کسی طرح صادق نہیں آسکتا اور مولف نے بھی با وجود اس قدر خلاف عقل نقل کرنے کے جب کا حال معلوم ہو چکا ہے کلام مذکور کی بساطت کا دعوے کہیں نہیں کیا بطریق الزام تسلیم کرنا پڑ جائے یہ جدا امر ہے بالخصوص جب مولانا بحر العلوم کے اس ارشاد کو دیکھا جائے جو یا حقر اشکال ثانی کی تقریر میں عرض کر آیا ہے تو کوئی ادنے فہیم بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ مولانا کی مراد صفت بسیط سے کلام لفظی ہو سکتی ہے کیونکہ کلام نفسی کی بساطت پر جو اشکال ہے اسکا مبنی فقط مدلولیۃ کلام لفظی کو تبلایا ہے پھر بلا دلیل خلاف مدعا اس کو بسیط فرما دینا ایسے محقق سے کیونکر سمجھ میں آسکتا ہے مگر احقر چونکہ اس امر کو حسب ضرورت عرض کر چکا ہے اسلئے بخوف طول اس سے اعراض کر کے مولانا بحر العلوم کی ایضاح مطلب کی طرف متوجہ ہوتا ہے جس سے اشکالات سابقہ بھی مرتفع ہو جائیں اور ضمنا ہمارا اثبات مدعا اور ابطال خصم بھی ذہن نشین ہو جائے وہو المرام سو بنظر تدبر مولانا بحر العلوم کی غرض اس کلام سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ یہ ساری خرابی اس کی ہے کہ حق تعالی شانہ کے لئے متاخرین نے دو کلام تجویز کیں نفسی اور لفظی اور نفسی کی حقیقت مدلولات وضعیہ الفاظ کو ٹھیرایا باقی لفظی کا مصداق ہر کسی کو معلوم ہے اسکے تعین میں کوئی نزاع ہی نہیں جس کی وجہ سے حسب بیان سابق اشکال ثانی یعنی عدم بساطت کلام نفسی بھی پیش آیا اور بوجہ تعدد مصداق کلام اشکال ثالث یعنی اشتراک لفظی یا حقیقۃ و مجاز کا قایل ہونا بھی ضروری ہوا جس میں ہر ایک شق محل اعتراض ہے اور اشکال اول کی تفصیل سے بوجہ معروضہ چونکہ معذور ہوں اس لئے اس کی تفصیل اہل علم کے فہم پر حوالہ کرتا ہوں سو جب جملہ اشکالات صعبہ کا مبنی تعدد کلام الہی اور معنی مذکورہ کلام نفسی قرار پایا تو اس مولانا ممدوح متاخرین کی ان دونوں باتوں کو ترک فرما کر حق تعالی شانہ کے لئے صرف ایک کلام بسیط قایم بذات الباری ثابت فرماتے ہیں اور کلام حقیقی باری تعالی میں مثل متاخرین نہ تعدد مصداق کو تسلیم کرتے ہیں اور نہ اس کلام حقیقی کو الفاظ منطوقہ کے لئے مدلول وضعی کہتے ہیں بلکہ اسکو مثل سایر صفات حقیقیہ ذاتیہ موجود فی الخارج بسیط م

Marfat.com

قدیم وغیر مغایر عن الذات فرماتے ہیں اور اس صورت میں ظاہر ہے کہ نہ عدم لبساطت کا خلجان دل میں گذرتا ہے اور نہ اشتراک یا حقیقت و مجاز کا احتمال پیش آسکتا ہے کیونکہ امر اول تو جب پیش آتا جب کلام نفسی کو مدلول وضعی کلام لفظی کے لئے کہتے اور امر ثانی اس پر موقوف تھا کہ اُس کے مصداق متعدد ہوتے جب صرف ایک صفت اور وہ بھی بسیط فرما رہے ہیں پھر ترکب یا اشتراک وغیرہ کا احتمال کہاں اور مولانا بحر العلوم اس صفت بسیط کو مقروء و مکتوب و منزل و محفوظ وغیرہ فرما رہے ہیں اور یہی مسلک حضرت امامنا الاعظم اور سیدنا احمد بن حنبل وغیرہ اکابر کا بتلاتے ہیں اور قاضی عضد رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کو بھی اسی محل پر حمل فرماتے ہیں مگر اس تقریر کے موافق اشکالات مذکورہ تو ہرچند طے ہو گئے لیکن بڑی خرابی یہ نظر آتی ہے کہ جب اس بیان کے موافق کلام باری میں تعدد نہ ہوا اور اُسکا مصداق فقط ایک ہی مانا گیا اور کلام نفسی اور کلام لفظی سے وہی صفت واحدہ مراد ہوئی تو پھر اُسکی بساطت کیونکر قابل تسلیم ہو سکتی ہے کیونکہ کلام لفظی کا مرکب ہونا بدیہی اور ارشاد مولانا سے بھی ثابت ہے تو اب بسیط اور مرکب کا مصداق امر واحد کو کہنا ہوگا وہو باطل بالبداہۃ - ایسے ہی یہ امر بالبداہت غلط معلوم ہوتا ہے کہ شے واحد حق تعالیٰ کی صفت حقیقیہ اور غیر مغایر عن الذات بھی ہو اور مقروء و مکتوب و مسموع و منزل بھی ہو سکے خود مولانا بحر العلوم کے ارشاد سے جب یہ امر معلوم ہو چکا کہ کلام لفظی اور نفسی میں اس قدر مغائرت ہے کہ کلام لفظی کے لئے اُسکو مدلول وضعی بھی نہیں کہہ سکتے تو پھر مولانا موصوف اُن دونوں کو امر واحد کیونکر فرماتے ہیں بالجملہ کلام نفسی اور کلام مرکب من الالفاظ کا مختلف اور مغایر ہونا ایسا نہیں جو اُس میں کسی عاقل کو تامل ہو پھر مولانا بحر العلوم کا اُن کو متحد الحقیقت فرمانا اور باوجود دعوی بساطت جزئیہ و انشائیہ وغیرہ کو بھی اس میں جاری کرنا صریح تعارض معلوم ہوتا ہے باقی اہل فہم تقریر شبہ سے سمجھے جائیں گے کہ مولانا بحر العلوم جو دو امر مسلمہ متاخرین کا انکار فرماتے ہیں اس میں محل شبہ انکار تعدد ہے انکار ترکیب جو مسلمہ اہل حق ہے حقیقت

میں جاتی اعتراض نہیں کما لا یخفی علی اللبیب اسلئے مولانا بحر العلوم اس شبہ کا جواب
بیان فرماتے ہیں بلکہ اخیر قول تلک جو تحریر فرمایا ہے اُس سے مولانا کا مقصد اصلی
یہی معلوم ہوتا ہے کہ انکار تعدد پر جو شبہات وارد ہوتے معلوم ہوتے ہیں ان سب
کا دفعیہ کر دیا جائے اور خلاصہ جواب مولانا بحر العلوم یہ ہے کہ صفت مذکورہ ہر چند مثل دیگر
صفات ذاتیہ واجب تعالیٰ بذاتہا بسیط و غیر مخلوق ہے اور شائبہ ترکب اور لوازم حدوث
و امارات مخلوقیہ سے فی نفسہا مبرا اور منزہ ہے نہ منزل و مقروء ہونے کی گنجایش اور
نہ خبریہ و انشائیہ کی وہاں کوئی صورت لیکن صفت مذکورہ کو اخبارات و انشارات کے
ساتھ تعلقات عارضہ زایدہ علی الحقیقۃ حاصل ہیں اور بوجہ تعلقات مذکورہ اُسکو انشا و خبر
منزل و مکتوب وغیرہ کہتے ہیں اور صفت مذکورہ جب بذریعہ حرکات لسانی صادر ہوتی
ہے یعنی بواسطہ الفاظ و آلہ علی المعنی اسکے تلفظ و تکلم کی نوبت آتی ہے تو اس مرتبہ میں
اسکا ذی اجزا ہونا ضروری ہے کیونکہ انسان کا کلام بسیط کے تکلم پر قادر نہ ہونا سب پر
ظاہر ہے اور بوجہ اختلاف مظاہر امر ظاہر میں اختلاف ہو جانا مسلم ہے اسمیں کوئی استبعاد
نہیں یعنی کلام مذکور کے فی حد ذاتہ بسیط و قایم بذات الباری ہونے اور بوقت دلالت
الفاظ و تعلقات معلومہ اسکے مرکب اور انشا و خبر بلکہ قایم باللسان کہنے میں کچھ دشواری
نہیں کیونکہ یہ اختلاف و زنادت بوجہ اختلاف مظاہر پیدا ہوا ہے جو لایق انکار نہیں
ان جملہ اوصاف کا مرجع فقط مرتبہ ثانی ہے فی حد ذاتہا صفت معلومہ جیسی تھی بعینہ ویسی ہی
اب ہے الآن کما کان اس میں کسی قسم کا تغیر نہیں آیا خلاصہ کلام مولانا کا مرجع یہ ہوا
کہ صفت کلام بسیط و قایم بذات الواجب ہے فی نفسہ نہ انشا ہے نہ خبر نہ منزل ہو سکے
نہ مقروء البتہ بوجہ عروض تعلقات خاصہ اور بسبب تکلم لسانی یہ جملہ امور بواسطہ اُس کے اطلاق
کئے جاتے ہیں مگر حقیقت کے لحاظ سے وہی کلام واحد مظاہر مختلفہ اور متعدد میں جلوہ فرما
ہوتا ہے یہ نہیں کہ مظاہر کے بدل جانے سے حقیقت اور ہو گئی اور کلام میں دو یا کئی ہیں …
اس قسم کے اختلافات سے مصداق کلام میں تعدد مانا جائیگا تو پھر وہی میں حصر
…ل ہوگا تیسری کلام مکتوب بین دفتی المصاحف اور چوتھی محفوظ فی الصدور جو کہ الفاظ

Marfat.com

متخیلہ سے مرکب ہے ماننی پڑیگی نظر برین وجوہ مولانا بحر العلوم نے یہ مسلک اقرب الی التحقیق اختیار فرمایا کہ مصداق کلام میں اصل سے تعدد نہیں بلکہ حقیقت واحدہ ہے اور مواطن مختلفہ میں وجودات متعددہ کے عروض سے حقیقت موجودہ میں تعدد تسلیم کر لینا درست نہیں دیکھئے علما محققین ہر ایک موجود کے لئے چار وجود تجویز فرماتے ہیں کما مصرحاً اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ہر ایک وجود کے آثار ولوازم جداگانہ ہیں حالانکہ ان وجودات ولوازم متعددہ مختلفہ کی وجہ سے اُس موجود میں کوئی اختلاف وتعدد کا قائل نہیں اور اس موقع میں اگر کسی کو یہ خلجان ہو کہ حروف والفاظ گو حقیقت کلام نہ ہوں مگر کلام الٰہی بسیط کا اُس میں موجود ہونا اور صفت الٰہی پر اُن کا متضمن ہونا جو بعض امور سے متوہم ہوتا ہے کس طرح درست ہو سکتا ہے ذات باری اور صفات ذاتیہ واجب نہ کسی چیز کے لئے حال ہو سکیں نہ محل تو اسکے دفعیہ کے لئے مولانا بحر العلوم نے حضرت امام اعظم کا یہ ارشاد ومکتوب فی المصاحف مقروء بالالسن محفوظ فی الصدور غیر حال فیہا نقل فرما دیا ہے چنانچہ احقر بھی اس عبارت کی نسبت پہلے تفصیل کر آیا ہے تو اب اس قسم کے توہمات کی بھی گنجایش باقی نہ رہی اور وصیت نامہ میں حضرت امام وکلامہ مقروء ومکتوب ومحفوظ امن غیر مزایلۃ عنہ فرمارہے ہیں کما مر فتامل تاملاً صادقاً۔ جب اس تقریر سے خوب محقق ہو گیا کہ حضرت مولانا بحر العلوم کلام نفسی حق تعالیٰ کو الفاظ مرکبہ کے لئے مدلول وضعی نہیں مانتے بلکہ امر بسیط مثل دیگر صفات واجبہ کے فرماتے ہیں اور مظاہر کے اختلاف سے صفت کلام میں تعدد کو بھی تسلیم نہیں فرماتے تو اب اس ارشاد کے موافق وہ اشکال صعب جو بساطت کلام نفسی پر وارد ہوا تھا بسہولت طے ہو گیا۔ اور وہ اشکال جو بصورت تعدد مصداق پیدا ہوا تھا آسانی رفع ہو گیا اور یہی مذہب سلف کا ہے کہ تعدد صفت کلام اُن کے ارشادات سے ثابت نہیں ہوتا چنانچہ اسکا نمونہ حضرت امام ابو حنیفہ کی کلام بلاغت نظام ہے جو معروض ہو چکی اور جسکو مولانا بحر العلوم بھی اس تحقیق کے ذیل میں نقل فرما رہے ہیں جس میں حضرت امام المسلمین قرآن کی نسبت صفۃ علی التحقیق مکتوب فی المصاحف مقروء بالالسن

Marfat.com

محفوظ فی الصدور بھی فرماتے ہیں اور والحروف والکاغذ و لکتابة کلھا
مخلوقة بھی ارشاد کرتے ہیں دیکھئے باوجودیکہ قرآن مجید کو صفت قدیم اور مکتوب وغیرہ
کہا ہے لیکن حروف کو پھر بھی حادث کہہ رہے ہیں جس سے صاف ظاہر ہے کہ مقروء و مکتوب
وصفت حقیقیہ کا مصداق واحد ہے یہ نہیں کہ ایک سے صفت نفسی اور دوسرے سے
کلام لفظی مراد ہو ورنہ پھر حروف کے حادث فرمانے کے کیا معنی ہونگے باقی رہا یہ امر کہ
حسب بیان سابق جب مولانا بحرالعلوم کے نزدیک کلام نفسی کو کلام لفظی کے لئے
مدلول وضعی نہ کہا گیا تو اب باہم کیا علاقہ ہوگا تو اہل فہم تو انشاء اللہ ادنے تامل سے
سمجھ جائیں گے کہ اس صورت میں دلالت عقلی ہوگی اور کلام لفظی کو اثر اور نفسی کو موثر
کہا جائیگا اور زیادہ تفصیل منظور ہے تو مقدمہ کتاب کو ملاحظہ فرما لیجئے احقر حسب تفصیل
ضروری اس مضمون کو عرض کرچکا ہے بلکہ مولانا کی اس عبارت سے چند مضامین مقدمہ
مقدمہ کی تائید ثابت ہوتی ہے مگر چونکہ طول زیادہ ہوا جاتا ہے اور نیز احقر بقدر حاجت
اُن مضامین کو لکھ چکا ہے اسلئے تفصیل سے معذور ہوں اور اہل فہم کی فہم ثاقب پر حوالہ
کرتا ہوں بالجملہ مولانا بحرالعلوم کی غرض اس کلام سے یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی صفت کلام
حقیقت میں ایک ہے اور بوجہ اختلاف مظاہر اسکو خبر و انشا منزل و مقروء وغیرہ کہنا
درست ہے یہ مطلب ہرگز نہیں کہ حروف و الفاظ قدیم ہیں اور نہ مولانا کی کلام سے ثبوت
قدم الفاظ کوئی عاقل تجویز کرسکے بلکہ اُن کے ارشادات سے حدوث الفاظ صاف
ثابت ہوتا ہے چنانچہ اس کی وجہ معروض ہو چکی ہے اور اگلی کلام میں مواقع متعددہ سے
بیامر ثابت ہوتا ہے اسکے بعد مطلب مذکور کے ایضاح کے لئے مولانا بحرالعلوم ایک
مثال بیان فرماتے ہیں ولنمثل لذلك مثلا فان الکیفیة صفة بسیطة قارة
فی حد ذاتها فاذا وجدت بالحرکة صارت غیر قارة وذات اجزاء غیر
مجتمعة واذا وجدت فی موضع دفعة صارت قارة واذا وجدت فی
محل صغیر صارت صغیرة وفی کبیرة کبیرة فکذلك صفة الکلام فی ذاتها
بسیطة لها تعلقات لمعانی مختلفة کثیرة فاذا اراد المتکلم التکلم باللسان

Marfat.com

فتصیر هی متعلقة بمعنی ملفوظة اولا مع هیئة فصارت لفظاً ثم هی متعلقة بمعنی آخر بحکم تکتسی نعتاً آخر و هیئة اخری فیکون ملفوظة ثانیاً فصارت لفظة اخری و هکذا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ کیفیت باوجودیکہ صفت بسیطہ مجتمعۃ الاجزا ہے مگر جب بذریعہ حرکت موجود ہوتی ہے تو غیر مجتمع الاجزا ہوتی ہے اور جب دفعۃ واحدۃ کسی محل میں متحقق ہوتی ہے تو مجتمع الاجزا ہوتی ہے اور محل صغیر میں آتی ہے تو اُسوقت صغیر ہوتی ہے اور کبیر میں جاتی ہے تو کبیر ہو کر موجود ہوتی ہے تو جیسے یہ صفت واحدہ محل و مظہر کی اختلاف کی وجہ سے مختلف الاثار ہوجاتی ہے اور اسکی حقیقت میں تعدد و اختلاف نہیں ہوتا اسی طرح صفت کلام کو خیال کر لیجئے کہ حقیقت میں اگرچہ بسیط ہے لیکن تعلقات مختلفہ کی وجہ سے احکام مختلفہ اُسپر صادق ہونگے جب اس کے تکلم کی نوبت آئیگی تو ملفوظ ہوجائیگی اور ہیئۃ خاص کی وجہ سے اسکو لفظ کہیں گے اور جب تعلق ثانی پیدا ہوگا اور دوسرا تعین اور ہیئت لاحق ہوگی تو وہی صفت دوسری دفعہ ملفوظ ہوگی اور دوسرا لفظ کہلائیگی اور اسی طرح پر تعلقات و تعینات مختلفہ کی وجہ سے اُس صفت بسیطہ پر ملفوظ و الفاظ کا اطلاق درست ہوگا مگر اسکی حقیقت وہی ہے جو تھی سر مو تفاوت نہیں محض ان امور عارضہ کی وجہ سے یہ اطلاقات اس پر کئے جائیں گے اس کلام سے بھی صاف یہی معلوم ہوتا ہے کہ بحر العلوم کے نزدیک کلام الٰہی کی صفت میں تعدد نہیں فی حد ذاتہ وہی صفۃ بسیطۃ حقیقیہ ہے البتہ لفظ و ملفوظ ہونا عارض ہے جو امور عارضہ کی وجہ سے اسکے لئے ثابت ہوا ہے چنانچہ اُسکے بعد بطور تفریع فرماتے ہیں فالکلام الالٰہی صفۃ واحدۃ قائمۃ بذاتہ یختلف تعیناتہ بالمحال و ھی فی حد ذاتہ قدیمۃ فاذا نزل علی لسان جبرئیل علیہ السلام کسا ھا تعینات بھا صارت مرتبۃ الی آخر ما قال اس ارشاد سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ صفت مذکورہ فی حد ذاتہ قدیم و بسیط ہے اور تعلقات متعددہ عارض ہیں نزول اور تعینات اور ترتب وغیرہ آثار حدوث سے منزہ ہے تعینات مذکورہ نزول علی اللسان کے وقت موجود ہوتے ہیں اور تعینات مذکورہ کی وجہ سے ترتب آجاتا ہے اور یہ جملہ امور

Marfat.com

حادث ہیں اس کے بعد پھر اسی مضمون کی توضیح کرتے ہیں فالحقیقۃ واحدۃ و ظہوراتہا مختلفۃ فطورا یظہر بکسوۃ واخری باخری وظہور شیئ واحد بتعینات شتی غیر منکر عقلاً وشرعاً الغرض مولانا محقق کے ان ارشادات متعددہ سے یہ امر کالعیان ہے کہ وہ صفت کلام کو حقیقت واحدہ فرماتے ہیں اور الفاظ وحروف اسکے لئے مظاہر اور بمنزلہ کسوۃ ولباس کے ہیں ان کے تعدد سے اُس میں تعدد نہیں آتا اور نہ مظاہر کے حدوث سے اُس میں حدوث کا وہم پیدا ہوا اور چونکہ یہ مضمون ظاہر اقوال متاخرین کے خلاف معلوم ہوتا تھا اسلئے مکرر سہ کرر اسکو بیان فرما دیا مگر آفرین ہے اُن مدعیان علم کے فہم و انصاف پر جو اس قدر تصریحات اور نیز سیاق و سباق سے قطع نظر فرما کر اب بھی یہی فرماتے ہیں کہ مولانا بحر العلوم بھی حدوث الفاظ کو تسلیم نہیں فرماتے حالانکہ حدوث الفاظ اُن کے ارشادات سے اہل تدبر و فہم کو ظاہر نظر آتا ہے مثل مشہور عین غین فا زبر عف سیر انام محمد یوسف سنا تو پہلے بھی کرتے تھے مگر اب آنکھوں سے مشاہدہ ہوگیا اور اگر ان باتوں کو سمجھنے کا دماغ نہیں تو اسی ظاہر دلیل لیجئے کہ ادنے فہیم بھی فوراً تسلیم کرے کہ مولانا بحر العلوم الفاظ وحروف کو حادث فرماتے ہیں اول تو دیکھئے مولانا بحر العلوم فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ کا بھی فقہ اکبر کی عبارت سے یہی مطلب معلوم ہوتا ہے جو میں نے بیان کیا اور اس کے بعد مولانا نے حضرت امام کی وہی عبارت ذکر کی ہے جو مکرر عرض ہو چکی ہے جس میں صاف حروف کو مخلوق فرمایا ہے تو اب یہی مطلب بحر العلوم کا ہونا چاہئے علاوہ ازیں والحروف مخلوقۃ کی شرح میں مولانا بحر العلوم فرماتے ہیں وھذا لان الحروف انما ھی نحو من انحاء التعینات التی اکتسی بہا الکلام عند التلفظ ولا شک انہا مخلوقۃ اسی طرح حضرت امام نے جو لفظنا بالقران مخلوق فرمایا ہے اُس کی شرح میں لکھتے ہیں واراد نا اللفظ التلفظ وھو فعلنا مخلوق البتۃ اواراد بہ کسوۃ التعین الذی اکتساہ القران علی اللسان وھو ایضا مخلوق ولا شک فیہ لفظ کے دو معنے بیان کئے ہیں اول تلفظ جو فعل متکلم ہے اسکو مخلوق البتۃ فرمارہے ہیں دوسرے

دوسرے کسوۃ تعین جس سے حسب بیان سابق خود الفاظ مراد ہیں اور اُس کو بھی وہ
ایضا مخلوق لاشک فیہ فرماتے ہیں اور اسی عبارت میں یہ بھی ہے وفی تمہید
الشیخ عبد الشکور السالمی ایضا مایفی بہ جس سے معلوم ہوتا ہے مولانا
بحر العلوم اس مسئلہ میں اُن کے ہمزبان ہیں اور صاحب تمہید لشدومد حروف الفاظ
کو حادث فرما رہے ہیں بلکہ قائلین قدم کے کفر تک نوبت پہنچا رہے ہیں کما مرنقا
اور اسی تقریر کے اخیر میں یہ بھی فرماتے ہیں وما قال محققوا الحنابلۃ ونقلوہ عن الحبر
الھمام الامام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالی عنہ ان القران الذی ھو
غیر مخلوق ھو ھذہ الالفاظ المقروۃ مرادھم ماذکرنا والذین جاؤا
منہم من بعدھم لم یتعمقوا فی تحصیل معناہ ظنوا ان ھذہ الحروف بھذا
الترتیب قدیمۃ حتی توجہ الطعن الیھم یعنی حضرت احمد اور محققین حنابلہ سے
یہ قول جو ثابت ہوا ہے کہ وہ الفاظ مقروہ کو قدیم فرماتے ہیں تو انکی مراد بھی وہی ہے جو
حضرت امام ابوحنیفہ اور دیگر ائمہ نے فرمایا ہے لیکن متاخرین حنابلہ جنہوں نے انکے
فہم مطلب میں تدبر نہیں کیا وہ یہ سمجھ گئے کہ الفاظ مرتبہ قرانی قدیم ہیں جس کی وجہ سے
وہ مطعون ہوئے انصاف سے دیکھ لیجئے کہ مولانا بحر العلوم کس تصریح بلیغ کے ساتھ
حدوث الفاظ کو ثابت فرما رہے ہیں اور محققین حنابلہ اور خود حضرت امام احمد کا یہی
مذہب بتلا رہے ہیں الحمد للہ مولانا بحر العلوم کی اس عبارت طویل سے ہمارا مدعا بخوبی
ثابت ہوگیا اگرچہ اہل معقول نے اس کلام کو اپنے ثبوت مدعا کے لئے نقل فرمایا تھا
اور اُن کا دارومدار چند دعوؤں کا اسی عبارت پر تھا امام اعظم اور امام احمد رضی اللہ تعالی
عنہما کو اسی بنا پر قایل قدم الفاظ کہا تھا قاضی عضد کی عبارت کا جو مطلب سمجھے تھے
اُسکی اثبات وتوثیق کے لئے اسی عبارت کو معتمد علیہ بنا رکھا تھا حضرت داؤد طائی رحمۃ
اللہ علیہ کو اپنے مدعا کا موید بھی اس عبارت سے سمجھ رکھا تھا سو وہ تو سب گاؤخورد
ہوگیا اب اُس کے عوض یہ ہوا کہ مولانا بحر العلوم کے ارشاد کے موافق خود قاضی عضد
اور حضرت امام اعظم اور امام احمد بن حنبل اور دیگر ائمہ کا وہی مذہب قرار پایا جس کی نسبت

Marfat.com

ہم نے دعویٰ کیا تھا کہ جمہور اہل سنت کا مسلک ہے اب کچھ عجب نہیں جو مولانا بحر العلوم
پر بھی الحجاو قدیکیو کا حکم جاری کرنا پڑے مگر اس سے زیادہ ہماری حقانیت کی اور کیا دلیل
ہوگی کہ مولف عجالہ اپنے اسی استدلال کو کہ فی الواقع جس پر بہت سے دعووں کا دارومدار
تھا باطل فرمائیں اور اپنے ہاتھوں سے اسکی تخریب کے درپے ہوں نظر بریں ہمارا یہ
کام نہیں کہ کلام بحر العلوم اور ارشاد قاضی صاحب میں تطبیق بیان کی جائے اور
ارشادات مولانا کا ماخذ کلام قاضی صاحب میں معین کیا جائے مگر اطمینان ناظرین
کے لیے بالاجمال عرض کئے دیتا ہوں انشاء اللہ تعالیٰ منصف فہیم کے لیے کافی
ہوگا سو یہ امر تو معلوم ہو چکا ہے کہ مولانا بحر العلوم کی غرض اس تحقیق سے صرف اثبات
بساطت کلام نفسی اور نفی تعدد مصداق کلام باری ہے چنانچہ تقریر سابق کے ملاحظہ
کے بعد کسی عاقل کو اس میں گنجایش تردد باقی نہیں البتہ اندیشۂ خلجان و تردد فقط اس
امر میں ہے کہ قاضی صاحب کے ارشاد سے ہر دو مدعای مولانا بحر العلوم کیونکر ثابت
ہوتے ہیں اور کلام قاضی اُن پر کیونکر مطابق ہو سکتی ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ امر
تو خود کلام قاضی صاحب سے بالتصریح معلوم ہوتا ہے کہ وہ حدوث الفاظ کے منکر ہیں
اور اسی وجہ سے چند اعلام محققین نے قاضی صاحب کے اس ارشاد کو سفسطہ اور طور
عقل سے خارج فرمایا ہے مگر مولانا بحر العلوم نے الفاظ کے معنے ظاہری ترک فرما کر
کلام قاضی کو اس پر محمول کیا کہ اُن کی مراد الفاظ سے کلام لفظی ہے نفس الفاظ مراد نہیں
اور چونکہ حسب ارشاد مولانا کلام لفظی و نفسی کی حقیقت عند السلف امر واحد ہے تو اب
کلام لفظی کو حادث کہنا بالنظر الی الحقیقت درست نہ ہوگا بلکہ تحقیق مذکورہ اور مذہب
سلف کے صراحۃً مخالف ہوگا اسلئے قاضی صاحب فرماتے ہیں کہ منشا [illegible] اشاعرہ
یہ کہنا کہ امام اشعری کے نزدیک بھی مثل معتزلہ کلام لفظی حادث ہی [illegible] ہیں بالجملہ
قاضی صاحب کو اس موقع میں کلام لفظی بالمعنی المذکور ثابت کرنا منظور ہے اثبات قدم
الفاظ و حروف ہرگز مقصود نہیں اسلئے قاضی صاحب فرماتے ہیں کہ معنی سے حضرت
شیخ اشعری کی مراد مقابل الفاظ یعنی مقابل کلام لفظی ہرگز نہیں ورنہ مفاسد عدیدہ لازم

Marfat.com

آئیں گے بلکہ معنی مقابل عین یعنی کلام نفسی صفت بسیطہ قائمہ بذات الباری مراد ہے
اور یہ کلام نفسی لفظ و معنی دونوں کو شامل ہے اب اس ارشاد قاضی صاحب سے
بظاہر یہ سمجھ میں آتا ہے کہ جب کلام نفسی لفظ کو بھی شامل ہے تو بالضرور مصداق کلام
نفسی متعدد ہو جائیں گے اسلئے حضرت بحر العلوم نے اس شمول کی کیفیت مفصلاً بیان
فرما دی کہ شمول مذکور سے قاضی صاحب کا یہ مطلب ہے کہ حقیقت کلام اگرچہ نفسی نفسہ
متحد ہے مگر بوجہ تعلقات مختلفہ مظاہر مختلفہ میں اُسکا ظہور ہو رہا ہے یعنی کلام واحد ہے
اور اسکے پیرائے اور مظاہر متعدد ہیں یہ نہیں کہ خود کلام متعدد ہو گئی اور اس امر کو حضرت
مولانا نے دلیل و مثال سے ثابت و ظاہر فرما دیا خلاصہ ارشاد مولانا یہ ہے کہ یہ شمول ایسا
نہیں جیسا لفظ عین اپنے مصادیق مختلفہ کو شامل ہے بلکہ قاضی علیہ الرحمہ کی مراد اس
شمول سے وہ شمول ہے جو کہ حقیقت انسانیہ میں بہ نسبت زید و عمرو و بکر وغیرہ پایا جاتا ہے
کہ باوجود تعدد مصادیق حقیقۃ انسانیہ میں اصلاً تعدد نہیں آیا علی ہذا القیاس کلام نفسی
صفت حقیقی کلام لفظی اور کلام نفسی مدلولات وضعیہ الفاظ اور نقوش کتابی اور حروف
متخیلہ سب کے ضمن میں موجود ہے لیکن کسی قسم کا تعدد و تکثر اس میں موجود نہیں باقی
توہم حلول کو مکرر رفع کر چکا ہوں چنانچہ حضرت مولانا کے اس ارشاد کی تائید قاضی صاحب کے
وھو مکتوب فی المصاحف مقروء بالالسن محفوظ فی الصدور فرمانے سے اہل فہم کو
معلوم ہوتی ہے اب اس پر خود قاضی صاحب کو یہ خدشہ ہوا کہ کوئی اس سے قدم الفاظ
وحروف نہ سمجھ جائے تو اس وفعیہ کے لئے وھو غیر الکتابۃ والقراءۃ واللفظ الحادثۃ
فرما دیا جسکو حضرت بحر العلوم الفاظ مکتوبہ و مقروءہ و محفوظہ پر حمل فرما رہے ہیں بالجملہ یہی دو
تین موقعے ایسے تھے جن کی وجہ سے کلام قاضی سفسطہ اور مخالف عقل سمجھی جاتی تھی سو انکو
محقق بحر العلوم نے محامل صحیحہ پر حمل فرما کر کلام قاضی صاحب کا امر تحقیقی اور حق صریح
ہونا ظاہر کر دیا اور ارشاد قاضی الا انہ بعد التامل تعرف حقیقتہ کی تصدیق با حسن
وجوہ فرما دی جس سے اثبات بساطۃ و عدم تعدد جو کہ مولانا بحر العلوم کا مقصد تھا بخوبی
ظاہر ہو گیا البتہ اگر ظاہر کے موافق الفاظ سے مراد نفس حروف و الفاظ لے لیجئے اور شمول سے

Marfat.com

یحمل علی المعانی المتعددہ سمجھ لیجئے تو پھر انشاء اللہ قیامت تک نہ کلام قاضی صاحب
محتمل نقل سمجھے مطابق ہوسکیگی نہ مولانا بحر العلوم کا استدلال عبارت مذکورہ سے صحیح
ہوسکیگا بلکہ جیسی کہ ماننا پڑیگا کہ خدا معلوم قاضی صاحب نے کس [illegible] کے بارہ
میں بعد نقل [illegible] فرما دیا اور مولانا بحر العلوم نے کیا سمجھ کر اس کو حق صراح
اور واجب التسلیم سمجھا یقینا علمای مذکورین کی مذہب اور آجکل کے اہل معقول کی تصدیق
[illegible] کلام قاضی کی گئی ہے اگر قاضی صاحب کی روبرو پیش کی جاتی تو حضرت
قاضی صاحب تکذیب مذکورہ کو بدرجہا ان صاحبوں کی تصدیق پر ترجیح دیتے واقعی
شیخ سعدی کا یہ فرمانا کہ دانا دشمن ناداں دوست سے بہتر ہے سراسر حق ہے بالخصوص جبکہ
ناداں کی دوستی محض اپنی غرض اور نفع کے حصول پر مبنی ہو پھر تو پوچھنا کیا ہے اور
زیادہ تعجب [illegible] آتا ہے کہ جن صاحبوں نے کلام قاضی کی تشریح اور تحقیق موافق
جمہور سلف فرمائی تھی اہل معقول نے اُن کو بھی فقط نفس تصدیق کی وجہ سے اپنا موافق
بنا لیا اور جمہور اہل نقل و عقل کے مخالف بنا دیا اگر مولانا بحر العلوم کو یہ کیفیت معلوم ہو تو
اہل [illegible] ہے کہ ان کو اپنی تحقیق پر کسقدر حسرت بلکہ ندامت لاحق ہو جو صاحب کلام
بحر العلوم کو قاضی صاحب کی تصدیق میں نقل فرما رہے ہیں اور اس سے کلام لفظی
یعنے الفاظ و حروف کے ثبوت قدم کا خیال جما رہے ہیں اُن کے ذمہ چار امور سے قطع نظر
کرکے اس قدر تو ضرور لازم ہے کہ مولانا بحر العلوم اور قاضی صاحب کے ارشاد میں
وجہ توفیق و انطباق بیان فرما دیں اور جس غرض کے لئے مولانا بحر العلوم نے کلام قاضی
علیہ الرحمۃ کو نقل کیا ہے اُس غرض کو مع وجہ ثبوت تحریر فرما دیں اور عبارت فواتح الرحموت
[illegible] صاحب فہم منصف بنظر تدبر ملاحظہ فرماوینگے انشاء اللہ مع شے زاید ہمارے دعوے کی تصدیق
[illegible] میں پائینگے اور اس بحث موجودہ کے متعلق تو چار امور ہمارے مفید مدعا اس
[illegible] سے ثابت ہوئے ہی تھے بڑا امر یہ بھی محقق ہو گیا کہ صفت کلام حقیقت
میں [illegible] الفاظ نہیں جس کی وجہ سے چند امور مذکورہ مقدمہ کتاب بھی اشتراط
[illegible] ہوگئے والحمد للہ الوہاب مولانا بحر العلوم کی اس تحقیق عجیب سے قاضی

صاحب کا ارشاد جو ظاہر البطلان معلوم ہوتا تھا اور سب کے مخالف نظر آتا تھا واقع میں بنظر تدبر تو بیقظ حق صراح اور واجب التسلیم ہو گیا اور بنظر انصاف مولف ثانی کے جملہ استدلالات عقلیہ ونقلیہ کا جواب ہو گیا ہم جہاں تک خیال کرتے ہیں ان کے استدلالات عقلیہ ونقلیہ سابقہ ولاحقہ کا جواب اس میں موجود معلوم ہوتا ہے اور یہ امر بھی بالبداہتہ ظاہر ہو گیا کہ ترتب وتعاقب کے دفعیہ کے لئے جو قاضی صاحب نے بجوابہ ان ذلک الترتب بسبب عدم مساعدۃ الآلۃ فرمایا تھا اس سے کلام نفسی واجب تعالیٰ کو حدوث سے بچانا اور مرجع حدوث الفاظ کو ٹھہرانا تھا کما مر اور نیز یہ بھی معلوم ہو گیا کہ کتابتہ وقراءۃ وحفظ جسکو قاضی صاحب حادث فرماتے ہیں اس میں وہی دو احتمال ہونے چاہئیں جو لفظ تلفظ میں دو احتمال مولانا بحر العلوم فرما چکے ہیں ایک کتابت وقراءۃ وحفظ جو فعل عبد ہے دوسرے الفاظ وحروف مکتوبہ مقروءہ محفوظہ اور مثل سابق دونوں امر کی نسبت اقرار حدوث ضروری ہوگا اور ملفوظ جس کو قدیم فرما رہے ہیں اس سے مراد کلام حقیقی بسیط ہے کما مر مراراً۔ اور یہ بھی محقق ہو گیا کہ قاضی صاحب نے جو اخیر کلام میں یہ فرمایا تھا ھذا الذی ذکرنا وان کان مخالفا لما علیہ متاخروا صحابنا الا انہ بعد التامل تعرف حقیتہ اس سے یہی مقصود تھا کہ ہر چند متاخرین اشاعرہ کلام الٰہی کے لئے دو مصداق ایک نفسی اور دوسرا لفظی فرما رہے ہیں اور اس میں تعدد کے قائل ہیں اور ظاہر نظر میں یہی امر درست اور بے تکلف معلوم ہوتا ہے مگر تامل کے بعد ہمارے بیان کی حقیقت معلوم ہوگی اور تعدد مذکور کے انکار کی حقیقت اور منفعت اور مصلحت ظاہر ہوگی چنانچہ مولانا بحر العلوم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے منافع اور خوبی بتلادی قاضی صاحب کا یہ مطلب ہرگز نہ تھا کہ الفاظ منظومہ قدیم وغیر مخلوق ہیں جیسا کہ اہل معقول نے ظاہر نظر میں سمجھ لیا ہے بالجملہ قاضی صاحب اور مولانا بحر العلوم وغیرہ کا یہ محققین جو متاخرین کا خلاف و سلف صالحین کا اتباع کرتے ہیں اسکا منشا و تعدد اور وحدت صفت کلام ہے قدم وحدوث کلام لفظی ہرگز متنازع فیہ نہیں اس میں سلف

Marfat.com

وخلف سب موافق ہیں البتہ بعض متدعین حنابلہ جیسے ناخلف کا ذکر نہیں لیکن
تدبر کے بعد جیسے طریقہ سلف جسکو ان محققین نے اختیار فرمایا ہے مستحسن و صواب
معلوم ہوتا ہے ایسے ہی یہ بھی سمجھ میں آتا ہے کہ یہ خلاف جزئی اور اختلاف ظاہری نے
اصل امر میں سب موافق ہیں اور باہم تطبیق کچھ دشوار نہیں چنانچہ سید شریف
کا قاضی صاحب کی نقل عبارت کے بعد یہ فرمانا ولا شبہۃ فی انہ اقرب الی
الاحکام الظاھریۃ اسی جانب مشیر ہے کہ یہ اسلوب ظاہر احکام کے مناسب یا ؤ
ہے ورنہ حقیقت میں مآل واحد ہے فقط عنوان و تعبیر کا فرق ہے چنانچہ اہل فہم
پر ظاہر ہے احقر کی خامہ فرسائی کی ضرورت نہیں اور مولانا بحر العلوم نے جو معنی قاضی
صاحب کی عبارت کے سمجھے ہیں اُن کی تائید قاضی عضد کی اُس کلام سے بھی
جو انہوں نے عقاید عضدیہ میں تحریر فرمائی ہے مفہوم ہوتی ہے وھو ھذا والقران
کلام اللہ تعالیٰ غیر مخلوق وھو المکتوب فی المصاحف المقروء بالالسن
والمکتوب غیر الکتابۃ والمقروء غیر القراءۃ انتہی جب علامہ عضد نے
قرآن کو غیر مخلوق فرما دیا اور اُسی کو مکتوب و مقروء کہا تو اب بظاہر یہ معلوم ہوتا تھا
کہ نقوش کتابی اور الفاظ منطوقہ قدیم ہیں اور حقیقت کلام الٰہی یہی نقوش الفاظ ہیں
تو اس خدشہ کو زائل کرنے کے لئے المکتوب غیر الکتابت فرما کر الفاظ و نقوش کی حدوث
کی طرف اشارہ کر گئے کلام آلہی غیر مخلوق کو مکتوب و مقروء فرمانے سے وحدت مذکورۂ
مولانا بحر العلوم صاف مفہوم ہوتی ہے اور نیز عبارت عقاید اور فقہ اکبر میں کچھ تفاوت
نہیں تو جو مطلب اُسکا حسب ارشاد مولانا بحر العلوم محقق ہو چکا ہے وہی مطلب اسکا
سمجھنا چاہئے اور یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ کتابت اور قرأت سے قاضی عضد کی
نقوش کتابی اور الفاظ منطوقہ ہیں اور عقاید کی اس عبارت کی شرح میں محقق دوانی رحمۃ
علیہ نے اپنی ایک تحقیق بیان فرمائی ہے جو مولانا بحر العلوم کی تحقیق کے سراسر موید ہے
اور اسکا کچھ حصہ مقدمہ کتاب میں ہم نقل بھی کر چکے ہیں مگر ساری عبارت یہ ہے ولنا فی
تحقیق الکلام کلام متوقف علی تمہید مقدمۃ ھی ان مبدأ الکلام النفسی.

Marfat.com

صفة يمكن بها من نظم الكلمات وترتيبها على الوجه الذي يدل على المقصود وبهذه الصفة ضد الخرس وهو مبدء الكلام النفسي وهي غير العلم فانها قد يتخلف عن العلم فان كلام الغير معلوم لنا فقد تعلق به علمنا ولم يتعلق به تلك الصفة منا فليس كلامنا بل كلامنا هو الكلمات التي رتبناها في خيالنا لا غير وما رتبه غيرنا فهو كلام الغير اذا تمهد ذلك فنقول كلام الله تعالى هو الكلمات التي رتبها الله تعالى في علمه الازلي بصفته الازلي الذي هو مبدء تاليفها وترتيبها وهذه الصفة قديمة وتلك الكلمات المترتبة ايضا بحسب وجودها العلمي ازلي بل الكلمات والكلام مطلقا كسائر الممكنات ازلية بحسب وجودها العلمي وليس كلام الله تعالى الا ما رتبه الله تعالى بنفسه من غير واسطة والكلمات لا تعاقب بينها في الوجود العلمي حتى يلزم حدوثها وانما التعاقب بينها في الوجود الخارجي وهو بحسب هذا الوجود كلام لفظي وهذا الوجه سالم عما يلزم المذاهب المنقولة مثل ما يلزم على مذهب المعتزلة من كون كلام الله تعالى قائما بغيره وعلى مذهب الكرامية من كونه تعالى محلا للحوادث وعلى مذهب الحنابلة من قدم الحروف والاصوات مع بداهة تعاقبها وتجددها وعلى ما هو ظاهر كلام مفسري الاشاعرة من ان الالفاظ والحروف ليست كلام الله تعالى بل معانيها وعلى ما اول به المصنف كلام الشيخ من ان الاصوات مع كونها من الاعراض السيالة قائمة بذاته تعالى من غير ترتب والترتب فيها لقصور الالة فانه يودي الى سفسطة ولا يلزم على ذلك ما رتبه المصنف على منقول الاشاعرة من المحذورات فان حينئذ يكون كلام الله تعالى وانكار كون ما بين الدفتين كلام الله تعالى يكون كانكار كون زيد ابيض او موجودا

دیوان الحافظ کلام الحافظ فیکون کفرا فی حق القران اذ لیس معنی
کون هذا المکتوب کلام اللہ تعالی الا انہ ذلک الکلام موجود بالوجود
اللفظی ولعل المتامل الصادق لما رفض التعصب والجدال یشہد بحقیۃ
ھذا المقال۔ اس کلام سے صراحۃ دعوے بساطۃ کلام نفسی محقق ہوگیا اور جملہ وہو
بحسب ھذا الوجود کلام لفظی اور متقدمین اشاعرہ پراعتراض کرنے سے اتحاد
مصداق بطور معلوم ظاہر ہوگیا اور آخر کلام میں ذلک الکلام موجود بالوجود
اللفظی فرماتے سے اور اس کی توضیح ہوگئی الحاصل وہی ہر دوامر جو مولانا بحر العلوم
فرما چکے ہیں او نہیں کو محقق بھی حق فرما رہے ہیں فقط اتنا اختلاف ہے کہ محقق نے
کلام قاضی کو ظاہر پر حمل فرما کر اس پر انکار کیا ہے اور مولانا بعد تاویل اسکو حق فرما رہے
ہیں مگر ہمارے مطلب کے بالاتفاق ہر دو صاحب مصدق ہیں اور یہ بھی معلوم ہوگیا
کہ اس میں انشائیہ وخبریہ صدق وکذب کی گنجایش نہیں اور یہ بھی ظاہر ہوگیا کہ کلام
نفسی بمعنی مدلولات وضعیہ الفاظ صفات ذاتیہ واجب تعالی میں محسوب نہیں او
اسکا قدیم ہونا بحسب وجود علمی ہے باعتبار وجود خارجی نہیں پھر تعجب ہے ان صاحبوں
سے جو کلام لفظی مرکب کو باعتبار وجود خارجی مرکب اور قایم بذات الباری فرماتے ہیں
اور محقق دوانی کلام نفسی بالمعنی الثانی کو بحسب وجود خارجی کلام لفظی فرماتے ہیں
جس سے کلام لفظی کا حدوث اظہر من الشمس معلوم ہوتا ہے اور فاضل چلپی نے بھی
کلام قاضی صاحب کو خارج عن طور العقل بیان کرکے یہی جواب دیا ہے ویندفع
بما قیل من ان المراد باللفظ اللفظ القائم بذاتہ تعالی وبالتلفظ اللفظ
القائم بنا الخ اہل فہم جانتے ہیں کہ لفظ قایم بذاتہ سے الفاظ منطوقہ اور قایم بذات
الباری سے کلام نفسی بالمعنی الثانی مراد ہے۔ الحاصل کلام لفظی کا حدوث اس قدر
دلایل قویہ سے محقق ہو چکا ہے کہ اہل عقل کو گنجایش انکار نہیں اور جو دلایل قدم کلام لفظی
کتاب سے میں ان صاحبوں نے نقل فرمای تھیں وہ بحمد اللہ حوالینا ولا علینا
کا مصداق ہوگئیں اور جو ایک دو عبارت اور باقی رہی ہے اُس کی کیفیت بھی بطریق

اجمال عرض کرونگا گو اب کسی جواب کی حاجت معلوم نہیں ہوتی البتہ یہ عرض کردینا کسی قدر اہتمام کے قابل معلوم ہوتا ہے کہ کلام نفسی صفت ذاتی کے معنے حسب ارشاد مولانا بحرالعلوم اور محقق دوانی جو مذکور ہو چکے ہیں اور مقدمہ کتاب میں بھی کسی قدر تفصیل سے گذر چکی ہیں اُن کو ضرور ملحوظ رکھنا چاہئے اہل معقول کو جہاں اور خرابیں پیش آرہی ہیں منجملہ اُن کے ایک بڑی خرابی یہ بھی ہے کہ معنی نفسی کی حقیقت ابتلک اُن کے ذہن نشین نہیں ہوئی چنانچہ ابحاث سابقہ میں مکرر اسکا تجربہ ہو چکا ہے اور اس بحث میں بھی عنقریب اسکی بحث آنے والی ہے اور چند مواقع اور بھی ایسے ہی آنے والی ہیں اسلئے اسکا ملحوظ رکھنا ضرور ہے اور صاحب تمہید اور ملا علی قاری اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب اور امام بن ہمام اور امام غزالی اور علامہ سعدالدین رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ نے اپنی تصنیفات میں کلام الٰہی کی نسبت مثل مولانا بحرالعلوم وحدۃ مذکورہ کے قایل ہیں اور تعدد ظاہری جو ظاہر کلمات اشاعرہ سے مفہوم ہوتا ہے اُس کے منکر چنانچہ مولانا بحرالعلوم نے صاحب تمہید کا حوالہ کا بھی اس امر میں بیان فرمایا ہے اور عبارات سابقہ کے ملاحظہ سے بھی اہل انصاف کو انشاء اللہ محقق ہو جائیگا مگر بوجہ عدم ضرورت وخوف طوالت در طوالت اُسکو ترک کر کے یہ عرض کرتا ہوں کہ صاحب مواقف نے دیباچہ کتاب میں قرآن کو قدیم کہا ہے اور اُس قدیم کو مکتوب ومقروء وغیرہ اوصاف کے ساتھ متصف فرمایا ہے اُسپر سید شریف فرماتے ہیں وصف القران بالقدم ثم صرح بما یدل علی انه هذه العبارات المنظومة کما هو مذهب السلف حیث قالوا ان الحفظ والقراءة والکتابة حادثة لکن متعلقها اعنی المحفوظ والمقروء والمکتوب قدیم الی آخر مقالہ اب اس پر مؤلف عجالہ فرماتے ہیں کہ سید شریف کا یہ ارشاد نظم وعبارت کے قدیم ہونے پر نص صریح ہے مگر اسکا جواب تحقیقی قابل قبول اہل انصاف تو وہی ہے جو مولانا بحرالعلوم محققین حنابلہ کے الفاظ مقروء کے قدیم فرمانے کی توجیہ کر چکے ہیں اور اس ارشاد سید صاحب میں بنظر تامل اُسی اتحاد حقیقہ ومصداق کلام نفسی

وکلام لفظی کی طرف اشارہ ہے جس کی تفصیل مولانا بحر العلوم کی کلام میں عرض کر چکا ہوں اور یوں جواب کافی یہ بھی ہوسکتا ہے کہ حسب نقلیات معتبرہ مذکورہ نظم وغیرہ کا اطلاق معنے وضعیہ الفاظ پر بھی درست ہے جسکو کلام نفسی بالمعنی الثانی کہتے ہیں جو ابھی عرض کر چکا ہوں اب عرض یہ ہے کہ یہ عبارت سید شریف کی اور عبارت سابقہ مولانا بحر العلوم کی تو مولف ثانی نے بنظر تائید عبارت رسالہ مفروضہ قاضی عضد تحریر فرمائی تھی جن کی کیفیت معروض ہو چکی اب ایک عبارت علامہ سعد الملة والدین کی اس کی تائید میں مولف اول پیش کرتے ہیں جو بجنسہ منقول ہے وذهب بعض المحققين الى ان المعنى فى قول مشائخنا كلام الله تعالى معنى قديم ليس فى مقابلة اللفظ حتى يراد به مدلول اللفظ ومفهومه بل فى مقابلة العين والمراد به مالا يقوم بذاته كسائر الصفات ومرادهم ان القران اسم للفظ والمعنى شامل لهما وهو قديم لا كما زعمت الحنابلة من قدم النظم المولف المرتب الاجزاء فانه بديهى الاستحالة للقطع بانه لا يمكن التلفظ بالسين من بسم الله الا بعد التلفظ بالباء بل المعنى ان اللفظ القائم بالنفس ليس مرتب الاجزاء فى نفسه كالقائم بنفس الحافظ من غير ترتب الاجزاء وتقدم البعض على البعض والترتب انما يحصل فى اللفظ والقراءة لعدم مساعدة الالة وهذا معنى قولهم المقروء قديم والقراءة حادثة واما القائم بذات الله تعالى فلا ترتب فيه حتى ان من سمع كلام الله سمعه غير مرتب الاجزاء لعدم احتياجه الى الالة وهذا حاصل كلامه انتهى احقر کہتا ہے کہ علامہ موصوف قاضی صاحب کی تائید کرتی ہیں مگر قدم کلام لفظی ہے کسی طرح اس کلام سے ثابت نہیں ہوتا جو کہ مولف اول کا نقل عبارت سے مقصد ہے بلکہ بجائے قدم حدوث مفہوم ہوتا ہے دیکھیے جملہ لا كما زعمت الحنابلة من قدم النظم المولف المرتب الاجزاء فانه بديهى الاستحالة الخ حدوث مذکور میں بالجملہ پھر معلوم نہیں مولف اول کیا سمجھ کر اسکو پیش فرما رہے ہیں اور

Marfat.com

بنظر تامل دیکھئے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ مولف اول نے اس عبارت کو بلا تدبر اسی طرح
پر نقل فرما دیا ہے جیسا مولف ثانی نے مولانا بحر العلوم کی کلام کو نقل کر دیا تھا مقصود
بالکلام کی طرف اصلا توجہ نہیں کی علامہ سعد الدین کی غرض یہ ہے کہ اطلاق کلام کا کلام
لفظی پر حقیقی ہے مجازی نہیں اور اس امر کی تائید میں قاضی صاحب کی کلام پیش کی
ہے قدم کلام لفظی سے اصلا بحث نہیں بلکہ سباق و سیاق سے حدوث کلام لفظی
برابر ثابت ہوتا ہے اور علامہ کے دعوے کی دلیل جملہ و مرادھم ان القرآن اسم اللفظ
والمعنی شامل لھما وھو قدیم ہے کیونکہ جب اسم قرآن لفظ و معنی دونوں کو شامل ہوا
تو ظاہر ہے کہ اُسکا اطلاق دونوں پر بطریق حقیقت ہوگا لیکن جب قرآن شامل للفظ و
المعنی کو قدیم کہا تو قدم الفاظ کا خیال پیدا ہوتا تھا اسلئے علامہ نے فرمادیا کہ مثل بعض
حنابلہ کوئی یہ نہ سمجھ جائے کہ الفاظ منطوقہ قدیم ہیں کیونکہ ان کا قدیم کہنا تو بدیہی الاستحالہ
ہے بلکہ کلام قاضی صاحب میں لفظ سے مراد لفظ النفسی ہے جو کہ قایم بالنفس ہوتا ہے
تو جیسے الفاظ قائمہ بنفس الحافظ میں باعتبار تحقق و وجود کسی قسم کا تقدم و تاخر نہیں ہوتا
بلکہ سب ایک وقت میں موجود ہوتے ہیں ایسے ہی الفاظ قرآن موجودہ فی علم الباری
کو خیال فرمالیجئے اور تقدم و تاخر مذکور کلام لفظی یعنی الفاظ منطوقہ میں پیدا ہوتا ہے چنانچہ
یہ مضمون بالتفصیل کلام علامہ میں موجود ہے اور اسکے آگے کی عبارت جسکو مولف اول نے
نقل نہیں فرمایا بوضاحت اس امر پر دال ہے وھو جید لمن یتعقل لفظا قائما
بالنفس غیر مولف من الحروف المنطوقۃ او المخیلۃ المشروط وجود بعضھا
بعدم البعض ولا من الاشکال المرتبۃ الدالۃ علیہ ونحن لا نتعقل من
قیام الکلام بنفس الحافظ الا کون صور الحروف مخزونۃ مرتسمۃ فی
خیالہ بحیث اذا التفت الیھا کانت کلاما مولفا من الفاظ مخیلۃ او
نقوش مترتبۃ واذا تلفظ کانت کلاما مسموعا انتہی اس عبارت سے
سمجھ میں آتا ہے کہ کلام نفسی قایم بنفس الحافظ فی نفسہ حروف و الفاظ [illegible] مولف
نہیں ہوتی اور کلام نفسی کے تحقق کے لئے حروف و الفاظ [illegible]

Marfat.com

میں لیکن جب حروف مخزونہ فی الخیال کی طرف بالتفصیل توجہ کی جائیگی تو اُسوقت
وہ کلام البتہ الفاظ متخیلہ مترتبہ سے مولف کہلائیگی اور جب تلفظ کی نوبت آئیگی اُس
وقت مسموع اور الفاظ منطوقہ سے مرکب ہوگی بالجملہ علامہ تفتازانی حدوث الفاظ کی مکرر
تصریح فرمارہے ہیں اور کلام قاضی صاحب ہیں جو الفاظ کو قدیم کہا ہے اُس سے لفظ
نفسی مراد لیتے ہیں اور صاحبان معقول کی مطلب براری جب ہوتی جب اُس سے
الفاظ لسانی مراد ہوتی تو اب یہ کلام سراسر ہمارے مفید ہے اور یہ امر ارشاد علامہ سے
ثابت ہوگیا اور احقر بھی مکرر عرض کر آیا ہے کہ معانی وضعیہ الفاظ کو لفظ و معنی دونوں سے
تعبیر کرنا صحیح اور شائع ہے تو اب خلاصہ کلام علامہ یہ ہوا کہ کلام لفظی حادث اور کلام نفسی
جو مدلول لفظی ہے وہ قدیم ہے مگر باعتبار وجود علمی جیسا کہ کلام محقق میں مصرح مذکور ہو چکا ہی
اور قاضی صاحب کی مراد لفظ سے یہ ہے کلام ہے جسپر الفاظ دال ہیں اور عبارت مشہورۂ
اہل سنت المقرو قدیم و القراۃ حادثہ کے معنے بھی علامہ تفتازانی یہ فرماتے ہیں کہ مقرو
سے مراد کلام نفسی مذکور ہے اور قراۃ سے کلام لفظی مقصود ہے اور یہ وہی امر ہے جو احقر
مکرر عرض کر چکا ہے تو اب ارشاد علامہ کے موافق قاضی صاحب کی کلام میں قراۃ
و تلفظ و کتابت سے کلام لفظی اور مقرو و مکتوب و ملفوظ و محفوظ سے کلام نفسی بالمعنی
المذکور مراد ہونی چاہئے جو سراسر ہمارے مفید مدعا بلکہ عین مدعا ہے بنظر انصاف ارشاد
علامہ نے تو کلام قاضی کو بہمہ وجوہ ہمارے مطلب کے موافق بنا دیا جیسا کہ کلام مولانا
بحر العلوم سے یہی امر ثابت ہوا تھا تو اب ہمارے مقابلہ میں ان ہر دو کلام کو پیش کرنا
بہت عجیب بات ہے عبارت قاضی جسکو سر دو اہل معقول نے اپنے اثبات مدعا میں
حجت کافی سمجھ کر نقل کیا تھا اُس کے مقابلہ میں اگر ہم ان دونوں عبارتوں کو پیش
کرتے تو بجا تھا کیونکہ ان دونوں صاحبوں نے اگرچہ ارشاد قاضی صاحب کی
پوری تصدیق فرمائی لیکن ایسے محمل پر حمل فرمایا کہ جو ہمارے مدعا کے موافق اور ہر دو
مولف کے مقصود کے مخالف ہے اب انشاء اللہ ناظرین بانصاف کو میری عرض
کی بھی تصدیق باحسن وجوہ ہوگئی ہوگی جسکا خلاصہ یہ تھا کہ جن علما محققین نے کلام

قاضی کی تصدیق فرمائی وہ دوسری محمل پر جو ہمارے موافق ہے محمل فرما کر ادعا
کر کے تصدیق فرمائی ہے جو اہل معقول کو مضر ہونے کے سوا کوئی نفع نہیں پہنچا سکتا
مگر جیسا کسی ہیوا نے فقط لاتقربوا الصلوۃ سے ممانعت صلوۃ پر استدلال
کیا تھا ایسے ہی ہر دو مولف نے فقط یہ دیکھ کر کہ ہر دو محقق کلام قاضی عضد کی تصدیق
فرما رہے ہیں ان عبارتوں کو اپنے ثبوت مدعا میں پیش کر دیا اور اگر کوئی صاحب بوجہ
تعصب ان معنوں کو جو کہ احقر نے کلام مولانا بحر العلوم اور علامہ سعد الدین کے بیان
کئے ہیں تسلیم نہ فرمائیں اور خواہ مخواہ ان صاحبوں کو مخالف جمہور ہی کہیں تو اول
صاحبوں کے لئے وہی جواب مناسب ہے جو احقر اول عرض کر چکا ہے اب ناظرین
کی خدمت میں یہ عرض ہے کہ فاضل کانپوری اور علامہ ٹونکی نے جس قدر دلائل نقلیہ
ثبوت قدم کلام لفظی میں اپنے اپنے رسالہ میں بیان فرمائے ہیں ان سب کے جواب
سے بحمد اللہ فراغت ہو گئی اور اہل انصاف پر روشن ہو گیا کہ کوئی عبارت ہمارے
مدعا یعنے قول جمہور کے خلاف نہیں بلکہ جملہ استدلالات مذکورہ کا مبنی قلت تدبر
یا فرط شوق ثبوت مدعا تھا مگر علامہ ٹونکی نے بعد نقل عبارات چند قراین عقلیہ اس امر پر
پیش کئے ہیں کہ سلف اہل سنت کا مذہب بیشک قدم الفاظ منطوقہ ہے اور بڑی حجت
اس بارہ میں یہی پیش کرتے ہیں کہ یہ امر محقق ہے کہ معتزلہ کلام نفسی کے وجود کے منکر
ہیں تو اب ظاہر ہے کہ معتزلہ کلام نفسی کو حادث ہرگز نہیں کہتے کیونکہ جس امر کے وجود
ہی کے منکر ہوں اس کے حدوث و قدم میں گفتگو کرنا عاقل سے متصور نہیں تو اب
بالضرور یہ ماننا پڑیگا کہ حضرت امام احمد اور سلف صالحین نے جو بمقابلہ معتزلہ حدوث
کا انکار فرمایا ہے تو یہ بنسبت کلام لفظی انکار فرمایا ہے مگر جس حالت میں کہ ہم حدوث
الفاظ کو تصریحات علماء سے پورے طور پر بیان کر چکے ہیں تو بشرط انصاف ایسے
قیاسات و قراین کا ہم کو جواب دینا کسی درجہ میں بھی ضروری نہیں ہو سکتا بالخصوص
جب ہم فاضل کانپوری کی اس تنبیہ و ہدایت کو ملاحظہ کرتے ہیں جو کہ آخر کتاب
میں تحریر فرمائی ہے تو پھر ایسے امور کی طرف متوجہ ہونا محض لغو معلوم ہوتا ہے اور و

Marfat.com

ہے قولہ اور اگر تعصب قبول حق سے باز رکھے اور خواہ مخواہ رد و کد پر آمادہ کریں تو انہیں
امروں کا لحاظ ضرور ہے اول یہ کہ اپنے دعوے کو کسی نص صریح سے ثابت کریں اور
خیالات و استنباطات پر قناعت نہ فرماویں کیونکہ یہ امر اعتقادیات میں ہے
اور امر اعتقادی کسی استنباط سے ثابت نہیں ہوتا بلکہ اس کے لئے دلیل قطعی
چاہئے اور ادنے مرتبہ یہ ہے کہ اہل مذہب ہی کی تصریح نقل کریں مگر سمجھ کر ایسا
نہ ہو کہ الزامی قول کو ان کا عقیدہ خیال کر لیں انتہے ہمارے نزدیک مولف کا یہ قول
قابل قبول ہے بلکہ اگر اتنا اور بھی فرما دیتے کہ قول تحقیقی کو اپنے ثبوت مطلب
کے لئے خواہ مخواہ الزامی نہ بنائیں تو بہت اچھا ہوتا مگر ہم ان امور سے قطع نظر
کر کے ارشاد حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ و عن ابائہ الکرام کے بیان میں اس
امر کا جواب عرض کر چکے ہیں اور یہاں بھی اسی قدر عرض کئے دیتے ہیں کہ سلف
صالحین مثل امام احمد کے زمانہ میں چونکہ معتزلہ کا ظہور اور ان کے مذہب کا شیوع
تھا تو اسلئے بوجہ مصلحت ایسے کلمات سے بھی اجتناب ضروری تھا کہ جو موجب
غلط و ضلالت عوام ہوں لیکن جب دوسرا زمانہ آیا اور بعض کم عقل اس مصلحت اور
غرض اصلی کو نہ سمجھے اور اقوال سلف کو قدم الفاظ پر محمول کرنے لگے تو اس وقت
ضرور ہوا کہ ان کو راہ راست پر لایا جائے اور حدوث الفاظ کی تصریح کی جاوے سو جنکو
فہم حق بین عطا ہوئی ہے وہ تو اقوال سلف اور خلف کے خلاف ظاہری کو
اختلاف حقیقی نہیں سمجھتے بلکہ سب ارشادات کو متحد الحقیقۃ فرماتے ہیں اور اس خلاف
کو تعبیری جو کہ بوجہ مصلحت مذکور حکماے امت کے حق میں ضروری تھا خیال فرماتے
ہیں دیکھئے ایسے امور کی وجہ سے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ذمے تہمت اعتزال تک
لگ چکی ہے چنانچہ امام بزدوی کے اس قول سے جسکو مولف ثانی نے نقل کیا ہے
مترشح ہوتا ہے مثلاً حضرت امام اعظم نے حروف قرانی کو مخلوق فرمایا اس سے
واقف یہ سمجھ گئے کہ حضرت امام بھی حدوث قران میں معتزلہ کے ہمصفیر ہیں امام
رحمۃ اللہ علیہ کا قصہ منقول ہے چونکہ الفاظ کو انہوں نے قدیم نہ کہا تو انپر کیا

اعتزا اور ان کے ساتھ کیسی مخالفتیں پیش آئیں بلحاظ چونکہ حضرت امام احمد کے زمانہ
معتزلہ کا خلاف زور شور پر تھا اسلئے الفاظ موہمہ سے بھی اجتناب لازم تھا اور بعض
حضرات کے زمانے میں جب دوسری جانب میلان ہونے لگا تو ان کے مناسب
اظہار حق کرنا مناسب نظر آیا چنانچہ علامہ ابن حجر فتح الباری میں نقل فرماتے ہیں ظن
بعضہم ان البخاری خالف احمد ولیس کذلک بل من تدبر کلامہ لم یجد
فیہ خلافا معنویا لکن العالم من شانہ اذا ابتلی فی رد بدعۃ یکون اکثر
کلامہ فی ردھا دون مایقابلھا فلما ابتلی احمد بمن یقول القران
مخلوق کان اکثر کلامہ فی الرد علیھم حتی بالغ فانکر علی من یقف
ولا یقول مخلوق ولا غیر مخلوق وعلی من قال لفظی بالقران مخلوق
لئلا یندرج بذلک من یقول القران بلفظی مخلوق مع ان الفرق بینھما
لا یخفی علیہ لکنہ قد یخفی علی البعض واما البخاری فابتلی بمن یقول
اصوات العباد غیر مخلوقۃ حتی بالغ بعضہم فقال والمداد والورق
بعد الکتابۃ فکان اکثر کلامہ فی الرد علیھم انتھی۔ الغرض سلف نے
جو کچھ فرمایا حق اور مناسب وقت فرمایا اور عوام کو غلط فہمی سے بچایا چنانچہ امام
احمد کے حال میں منقول ہے وقال لہ المروذی لما ارادوا ان یقدموہ
للضرب یا استاذ قال اللہ تعالی ولا تقتلوا انفسکم فقال یا مروذی
اخرج انظر ای شئ تری قال فخرجت الی رحبۃ دار الخلیفۃ فرایت
خلقا من الناس لا یحصی عددھم الا اللہ عزوجل والصحف فی ایدیھم
والاقلام والمحابر فی اذرعتھم فقال لھم المروذی ای شئ تعملون فقالوا
ننظر ما یقول احمد فنکتبہ فقال المروذی مکانکم فدخل الی احمد و
قال لہ رایت اقواما بایدیھم الصحف والاقلام ینظرون ما تقول
فیکتبونہ فقال یا مروذی اضل ھؤلاء کلھم اقتل نفسی ولا اضل
ھؤلاء کلھم انتھی اور دوسری بڑی وجہ اس قسم کے ارشادات کی یہ بھی تھی کہ

اس زمانہ میں اس قسم کے الفاظ کے وہی معنے مشہور تھے جو کہ معتزلہ کا مذہب تھا
تو بوجہ معانی عرفیہ اُن کو منع فرماتے تھے گو اصلی معنے درست ہوں مثلاً تقیہ کو حرام
اور بدا کو کفر مطلقاً جو کہا جاتا ہے تو سب جانتے ہیں کہ معانی معروفہ مصطلحہ کے سبب
کہا جاتا ہے سو چونکہ لفظ و تلفظ و ملفوظ قرارۃ و مقروء سے ایک ہی معنے اکثر سمجھے جاتے
تھے بالخصوص عوام مسلمین کو فرق باہمی سمجھنا دشوار تھا اسلئے امام احمد سے یہاں تک
منقول ہے کہ اُنہوں نے لفظ و تلفظ کو بھی غیر مخلوق فرمایا اور میں جانتا ہوں کہ تلفظ کو
تو حضرات معقولیین بھی غیر مخلوق نہ فرماتے ہونگے یہی وجہ ہے کہ بسبب اختلاف معانی
و اختلاف مخاطبین حضرت امام احمد سے جوابات مختلفہ حسب مقام منقول ہیں کبھی
مطلقاً الفاظ کے مخلوق کہنے کو منع فرماتے ہیں بلکہ حکم کفر لگاتے ہیں اور کبھی من قال
لفظی بالقرآن مخلوق یرید به القرآن فهو کافر ارشاد کرتے ہیں جس کے بارے
میں بیہقی فرماتے ہیں قلت فهذا التقييد حفظه عنه ابنه عبد الله وهو
قوله يريد به القرآن قد غفل عنه غيره اور بعض ارشادات میں ایسے لوگوں
کے مقابلہ میں جو کہ الفاظ منطوقہ کو قدیم سمجھتے تھے الفاظ کے غیر مخلوق کہنے کی بشدت
ممانعت فرماتے ہیں الحاصل اہل حق کو ضرور ہے کہ ان عبارات مختلفہ کو حسب ارشاد
مقتدایان اسلام موافق و معاضد سمجھیں اور اپنے اپنے محل پر محمول فرمائیں جب فہم
سلیم اور تصریحات علماء سے محقق ہو گیا کہ تلفظ و لفظ و ملفوظ اور قرارۃ و مقروء اور کتابت
و مکتوب چند معانی مذکورہ سابقہ میں مستعمل ہوتے ہیں تو اب مدعیان علم کو ان کی تطبیق
میں کیا دقت ہے اور اُن کا مطلب مناسب مقام سمجھنے میں کیا دشواری ہے اس طرز
کے اختیار کرنے میں انشاء اللہ مذہب جمہور اہل سنت میں کوئی دشواری اور اشکال پیش
نہیں آتا ورنہ یہی اگر ظاہر پرستی ہے کہ جہاں لفظ مقرو یا تلفظ و تنزیل و تعبیر و نظم پڑھ لیا تو
نقل علماء سے معقول اسی پر جم گئے تو پھر تو کسی کا قول قیامت تک صحیح نہ سمجھا جائیگا مقروء
ملفوظ و منزل تو درکنار اب تو تلفظ و تنزیل و قرارۃ کا بھی قدم ثابت ہو جائیگا جو کوئی ادنے
عاقل بھی تسلیم نہیں کر سکتا امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام ائمہ کے نقل اقوال کے

ذیل میں فرماتے ہیں فهاتان الحکایتان تصرحان بان ابا عبداللہ احمد بن حنبل رضی اللہ تعالی عنہ بری مما خالف مذهب المحققین من اصحابنا الا انه کان یستحب قلة الکلام فی ذلک وترک الخوض فیه مع انکار ما خالف مذهب الجماعة انتهی امام احمد یا کسی عالم سلف کو جمہور متاخرین کے مخالف کہنا یقیناً سوء تدبر کا نتیجہ ہے بھلا کوئی عاقل یہ بات کہہ سکتا ہے کہ مسایل اعتقادیہ میں متاخرین جملہ سلف صالحین کا اختلاف کریں اور اس قدر کہ اُن کے مذہب کو جہل و عناد و ضلالت و بدعت سے تعبیر کریں اور جس امر پر حضرات سلف حکم کفر و بدعت جاری کریں اسکو متاخرین اپنا معتقد علیہ ٹھہرائیں یہ شعر عارف بہت ہی مناسب معلوم ہوتا ہے شعر چو بشنوی سخن اہل دل مگو کہ خطا است ٭ سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجا است اس بارہ میں اور بھی عبارات بکثرت موجود ہیں مگر بطور نمونہ یہ ہمنے چند عبارتیں نقل کی ہیں اہل فہم کے اطمینان کے لئے انشاء اللہ تعالی کافی ہیں اور ہم کو امید ہے کہ صاحبان انصاف اُن تصریحات سلف کو دیکھ کر جس میں تلفظ و الفاظ کو قدیم فرمایا ہے اب کسی خلجان میں مبتلا نہ ہونگے بلکہ ارشادات منقولہ سابقہ کے موافق اُن میں تطبیق سمجھ جائینگے اہل معقول نے تو چند عبارات موہمہ کی بنا پر اسقدر شور و شغب مچایا ہے خدانخواستہ وہ اقوال صریحہ جو احقر نے نقل کئے ہیں اُن کو ملجاتے تو خدا معلوم کیا آفت برپا کرتے مگر چونکہ ہم کو تحقیق حق منظور ہے فقط اہل معقول کو الزام دینا مقصود نہیں اور بحمد اللہ جملہ اقوال ہمارے مدعا کے موافق ہیں اسلئے ہم کو اُن کے اظہار سے کوئی امر مانع نہیں اگر مثل ارباب معقول ہمکو صرف اپنی بات کا بنانا مقصود ہوتا اور اقوال اکابر ہماری مخالف ہوتے تو پھر ہمکو ایسے اقوال کی اخفا کی نوبت آتی ان صاحبوں کو تو اُن عبارات میں سے جو کہ موقع استدلال میں پیش فرمائی ہیں کمی کرنی پڑی ہے اور ہم نے یہ کیا کہ جو عبارات بظاہر ان صاحبوں کی ایسی موافق معلوم ہوتی ہیں کہ خود اُن کے استدلالات منقولہ بھی اس قدر موید نہیں اُن کو بھی ہم نے بیان کر کے اُن کا مطلب واقعی عرض کر دیا بقول شخصے آنرا کہ حساب پاک است از محاسبہ چہ باک لیکن جو صاحب اب بھی کچھ

Marfat.com

چون وچرا فرمائیں تو جملہ امور کو ملاحظہ کرنے کے بعد فرمائیں علیٰ ہذا القیاس مولف ثانی نے قرینہ عقلی قدم الفاظ پر ایک اور ہیچ تلاطم کیا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ امام ابوالحسن اشعری اول معتزلی تھے اُسکے بعد جب مسلک اہل سنت اختیار کیا تو بصرہ کی جامع مسجد میں مخلوقیۃ قرآن سے انکار ظاہر فرمایا اور اس قول سے تائب ہوئے اور یہ امر پہلے سے معلوم ہے کہ معتزلہ نظم والفاظ کے حدوث کے قایل ہیں کیونکہ کلام نفسی اُن کے نزدیک کوئی چیز ہی نہیں تو اب خوب ظاہر ہوگیا کہ حضرت شیخ نے ضرور کلمات وعبارات ہی کی مخلوقیت سے توبہ کی ہوگی اور نیز اہل سنت ومعتزلہ میں بہت سے مسایل مختلفہ ہیں تو اب فقط مسئلہ خلق قران کی نسبت توبہ ظاہر کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ جملہ سلف اہل سنت عدم مخلوقیۃ عبارات پر متفق تھے اور یہ اُن کے لئے شعار خاص تھا ورنہ اسکی تخصیص کی کوئی وجہ نہیں لیکن اسکا جواب تقریرات سابقہ سے انشاء اللہ تعالیٰ منصف فہیم بے تکلف نکال سکتا ہے البتہ اتمام حجت کے لئے اتنا اور عرض کئے دیتا ہوں کہ حضرت شیخ کی توبہ کا قصہ جو علماء نے کسی قدر تفصیل سے بیان کیا ہے اُسکے دیکھنے سے مولف ثانی کے ہر دو استدلال وہم سے زیادہ وقعت رکھتے معلوم نہیں ہوتے قصہ مذکور کی اخیر عبارت یہ ہے ورقی کرسیہ یوم الجمعۃ فی البصرۃ ونادی . اعلی صوتہ من عرفنی فقد عرفنی ومن لم یعرفنی فانا اعرفہ بنفسی انا فلان بن فلان کنت اقول بخلق القران وان اللہ تعالیٰ لایرے بالابصار وان افعال الشر انا افعلہا وانا تائب مقلع معتقد الرد علی المعتزلۃ مبین لفضائحہم ومعایبہم واخذ فی الرد علیہم وسلك بعض طریق ابی محمد عبداللہ بن محمد سعید ابن کلاب القطان انتہی اس عبارت صراحۃً معلوم ہوگیا کہ فقط مسئلہ خلق قران کی نسبت اظہار توبہ نہیں فرمایا بلکہ اور مسایل کی بابت بھی اظہار توبہ کی نوبت آئی باقی رہا امر اول یعنی خلاف معتزلہ سے یہ امر معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شیخ نے توبہ حدوث کلام لفظی سے کی ہوگی اگر کلام نفسی کی نسبت ذکر و نیز قصے تو یوں کہنا مناسب تھا کہ میں وجود کلام نفسی کا اقرار کرتا ہوں اور اُس کے

Marfat.com

انکار سے تائب ہوتا ہوں تو اُسکا جواب یہ ہے کہ بعینہٖ یہی قصہ مسئلہ رویۃ میں ہے کیونکہ معتزلہ جو رویت جناب باری کا انکار کرتے ہیں تو اسوجہ سے کرتے ہیں کہ رویت میں مرئی کے لئے جہت خاص وثبوت مسافت معلومہ ووقوع شعاع وغیرہ لوازم ممکنات کا ثابت ہونا ضرور ہے اور اہل سنت چونکہ ابصار میں ان امور کو ضروری نہیں سمجھتے تو ایسے رویۃ معلومہ کو عند العقل جائز الوقوع فرماتے ہیں تو اب حسب حکم مولف مجالہ یہاں بھی یہ کہہ سکتے ہیں کہ حضرت شیخ نے جو رویت بصری کا اقرار فرمایا ضرور اُسی رویت کا اقرار کیا ہوگا جسکے معتزلہ منکر تھے ورنہ رویت سے اُن کی مراد اگر وہ رویت ہوتی جسکے اہل سنت قایل ہیں تو ضرور یہ فرماتے کہ میں رویت بصری کے لئے جہت ومسافت وغیرہ کو ضروری نہیں سمجھتا حالانکہ اس امر کو صاحب مجالہ بھی انشا اللہ کسیطرح تسلیم نکرینگے کہ حضرت شیخ اوسی رویت بصری مشروط بشرایط معدودہ کے قایل ہوئے ہیں کہ جسکو معتزلہ محال وممتنع بہ نسبت جناب باری کہہ رہے ہیں اور جواب تحقیقی منظور ہے تو کسی قدر پہلے گذر چکا ہے کیا عرض کروں بار بار تعجب کرتا ہوں کہ اہل معقول اپنی تدقیقات پر آتے ہیں تو ایسے قراین خفیہ سے دلایل قطعیہ اور تصریحات اکابر کو کالعدم فرمانیکو موجود ہوجاتے ہیں اور جب دوسری جانب توجہ فرماتے ہیں تو دلایل عقلیہ قطعیہ مسلمہ اکابر کی طرف بھی آنکھ اُٹھاکر نہیں دیکھتے دیکھیے حروف والفاظ جو بالبداہۃ داخل عوارض وکیفیات ہیں اُن کو صاحب قدیم وقایم بذات الباری کہہ رہے ہیں اور کلام لفظی جو مرکب ہے اُس کو قدیم وقایم کہہ رہے ہیں حالانکہ اکابر امت حروف مفردات کے قدم کو بھی خلاف عقل فرماتے ہیں اور تکلم لسانی کا تعلق صفت قایم بذات الواجب کے ساتھ غیر منصور بتلاتے ہیں علے ہذا القیاس ترکب کلام لفظی اور بساطت صفات قایمہ بذات الباری ایسا امر نہیں جسکی تسلیم میں کسی کو تامل ہو اسی طرح صفات قایمہ بذات الباری کا ذات باری تعالے سے مغایر ہونا مسلک اہل سنت نہیں خصوصًا مولف ثانی تو بعض مواقع میں عینیۃ محضہ کے تصریح کررہے ہیں پھر ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ الف یا تا حروف تہجی اور کلام مرکب من الاصوات والحروف کو ذات باری تعالی سے یہ اتحاد کون صاحب

Marfat.com

فطرت سلیمہ تسلیم کرسکتا ہے اور جب یہ لحاظ کیجئے کہ یہ حضرات حروف مفردہ اور کلام
مرکبہ سب کو قدیم وقایم بذات الباری قرار دیتے ہیں تو اب تو ایک صفت یعنی کلام لفظی ہی
کے افراد غیر متناہی ہوجائیں گے اور امور قدیم وقایم بذات الباری لاتعد و لاتحصے ماننے
پڑینگے علاوہ ازیں صفات ذاتیہ ثمانیہ مشہورہ میں تمام عالم صفت کلام کو مثل علم وقدرۃ
صفت واحد تسلیم کررہا ہے اور اب دو صفت کلام ایک نفسی دوسری لفظی ماننی پڑینگی
اور دونوں کو صفات ذاتیہ میں شمار کیا جائے گا جب ان صاحبوں نے کلام لفظی کو بھی
قایم بذات الباری کہا پھر اسکے صفت ذاتی ہونے میں کیا کسر رہ گئی باقی ہم نے جو کلام
نفسی کے دو معنی لئے ہیں تو معنی ثانی کو قایم بذات الباری حقیقت میں ہرگز نہیں
کہتے اور توسعا اور مجازا کہدینے میں کوئی مضرت نہیں کمامر اور انصاف سے دیکھئے تو
ان کے مسلک کے موافق کلام نفسی کے ماننے کی کوئی حاجت باقی نہیں رہتی کیونکہ
کلام نفسی کے قایل خاص اہل سنت اسی وجہ سے ہوئے تھے کہ کلام لفظی قدیم
نہیں اور صفت واجب تعالی کا قدیم ہونا ضروری ہے سو جب کلام لفظی کو قدیم مان لیا
جائے تو پھر کلام نفسی جسکو اور فرق خلاف عقل کہتے ہیں زیادہ کرنے کی کیا ضرورت
ہے یہی وجہ ہے کہ جو حنابلہ کلام لفظی کو قدیم کہتے ہیں وہ نفسی کے قایل نہیں بامیں
موصوف اپنے قراین خیالی کے بھروسے نہ امور عقلیہ کے خلاف کی پرواہ کرتے ہیں
اور نہ خلاف اکابر سے ڈرتے ہیں جمہور اہل سنت جو حدوث الفاظ کے قایل ہیں انکو
تو یہ کہکر ٹال دیا کہ یہ متاخرین کا مذہب ہے اور جملہ مصنفین اعلام شارح مواقف وشارح
مقاصد و امام رازی و ابن ہمام وملا علی قاری و فاضل لاہوری وغیرہ جو بالتصریح یہ فرماتے
ہیں کہ منشا نزاع فیما بین اہل سنت و معتزلہ ثبوت و انتفاء کلام نفسی ہے اور حادث
قدیم کلام باری کا نزاع اسپر متفرع ہے اسکو ایک خیالی امر کی وجہ سے ضعیف
باطل فرمادیا کسی بیچارہ نے خوب کہا ہے **شعر** کہتے ہیں تم کو ہوش نہیں اضطراب میں
سارے گلے تمام ہوئے ایک جواب میں مولف عجالہ نے اپنے قراین عقلیہ میں ان
وغیرہم کے بعض اقوال نقل کئے ہیں مگر کسی درجہ میں قابل التفات نہیں معلوم ہوتے

اسلئے اُن کا ذکر کرنا بھی فضول ہے تمام استدلالات نقلیہ اور قرائن عقلیہ سے فارغ ہو کر مولف ثانی اصل مطلب کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جب بشہادۂ آیت و روایت یہ امر محقق ہو گیا کہ اہل بیت رسالہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور ائمہ مجتہدین و سلف صالحین نظم قرآنی کو قدیم فرماتے ہیں تو اب اس مذہب کے موافق تو قائلین امکان ذاتی کذب کا قول باطل محض بالبداہتہ ہو گیا البتہ متاخرین قائلین بحدوث اللفظ کے مذہب کے موافق بطلان مذکور ظاہر نہیں اسلئے ہم کہتے ہیں کہ متاخرین کلام لفظی کو اگرچہ مخلوق کہتے ہیں لیکن اُن کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ فقط مخلوق ہونا کلام الٰہی ہونیکے لئے کافی ہے بلکہ یہ بھی ضرور ہے کہ کلام مذکور کلام نفسی پر دال اور اُسپر منطبق بھی ہو اور اُسکے اثبات کے لئے بعض اقوال بھی نقل کئے ہیں تو اب اس کلام لفظی کا بحیثیتہ انطباق مذکور کاذب ہونا ممتنع ہے ورنہ کلام نفسی کو بھی بوجہ علاقۂ انطباق ضرور کاذب ماننا پڑیگا کیونکہ کذب دال بغیر کذب مدلول غیر ممکن ہے اور کلام لفظی کو کاذب اور نفسی کو صادق کہتے ہیں تو انطباق مذکور جسکا مسلم ہونا ثابت ہو چکا ہے باطل ہو جانے گا اور اب اُسکو کلام باری تعالیٰ کہنا ہی غلط ہو جائیگا اور کذب کلام نفسی کا امتناع عند الحق دونوں فریق کے نزدیک مسلم ہے تو اب متاخرین کے مذہب کے موافق بھی کذب کلام لفظی ممتنع بالذات ہو گیا اور دلایل ثبوت امتناع کذب کا جواب جو قائلین امکان کذب یہ دیا کرتے ہیں کہ ان دلائل سے کلام نفسی کا امتناع ثابت ہوتا ہے کلام لفظی کا کذب اس سے ممتنع بالذات نہیں ہو سکتا یہ عذر بھی اُن کا باطل ہو گیا اسلئے کہ جب دلایل مذکورہ سے امتناع کذب کلام نفسی ثابت ہوا اور امتناع کذب کلام نفسی و لفظی میں حسب تقریر گذشتہ استلزام محقق ہو گیا تو اب خود بخود کذب کلام لفظی کو بھی ممتنع بالذات ماننا پڑیگا وہو المطلب۔ اقول بحولہ احقر نے مولف مذکور کی کلام کو ملخص کر کے بیان کر دیا ہے ورنہ اُنہوں نے تقریر مدعی میں طول زیادہ کیا ہے سو ہم انشاء اللہ ابطال مطالب مولف کے ساتھ اُن امور کا جواب بھی عرض کرینگے جو امور کہ مولف مذکور نے ضمن تقریر میں اپنے مفید مدعا یا ہماری خلاف مقصود سمجھ کر تحریر

Marfat.com

کئے ہیں اسکے بعد یہ عرض ہے کہ اوراق گذشتہ ملاحظہ فرمانے والوں پر یہ امر تو انشاء اللہ
خود منکشف ہو جائیگا کہ بروئے درایت و روایت قدم کلام لفظی حق ہے یا حدوث اور
حضرات اہل بیت و ائمہ مجتہدین و سلف صالحین کے نزدیک کونسا مسلک حق ہے
جملہ اہل فہم و انصاف انشاء اللہ تقریرات سابقہ کو ملاحظہ فرما کر بلا تامل سمجھ جائیں گے
کہ مولف موصوف کا یہ دعوے محض بے اصل و خلاف عقل و نقل ہے مولف کے بیان سے
جا بجا ظاہر ہوتا ہے کہ جمہور متاخرین مسئلہ کلام میں سلف صالحین اور اہل بیت کرام و
مجتہدین کے مخالف ہیں حتے کہ حسب ارشاد سلف نعوذ باللہ جمہور متاخرین قابل تکفیر
ہیں اور بموافق ارشاد متاخرین جملہ سلف صالحین اہل ضلالت و غباوۃ و بدعت و
جہالت میں داخل ہیں سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ حالانکہ حسب بیان سابق
اس افترا کا مبنے صرف قلت تدبر و بیباکی ہے دیکھئے قاضی عضد اور مولانا بحر العلوم
جنکے اعتماد پر یہ سب زور و شور تھا خود انہیں کے ارشادات سے بجائے تصدیق
ان خوش فہموں کے دعوے کی تغلیط کس صراحت کے ساتھ ظاہر ہو چکی ہے اب یہ
امر علماء معقول کی غلط فہمی پر دال سمجھئے یا مغالطہ دہی پر محمول فرمائیے جس سے اہل فہم
و دیانت ہی محفوظ رہ سکتے ہیں خیر یہ جملہ امور تو تقریرات گذشتہ سے بحمد اللہ معلوم ہو چکے
جس سے اہل فہم و انصاف سمجھ سکتے ہیں کہ مولف کا اہل بیت رسالت اور ائمہ مجتہدین
و جملہ سلف صالحین رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کو قائلین قدم نظم و عبارات میں داخل
کرنا جسکو جمہور اہل سنت غباوت و ضلالت فرما رہے ہیں دعوے بلا دلیل و جرأت
بے اصل ہے البتہ اس موقع میں قابل لحاظ فقط یہ امر ہے کہ مولف مذکور نے جو قدم حدوث
کلام لفظی دونوں صورتوں میں امتناع ذاتی کذب کلام لفظی بہت زور کے
ساتھ کیا ہے اس میں حق کیا ہے اسلئے یہ التماس ہے کہ اگر کلام لفظی کو حادث مانا
جائے جو سلف و خلف کے نزدیک حق ہے اور جسکو مولف بحوالہ مذہب متاخرین
[illegible] لیتے ہیں تو اس صورت میں تو امتناع مذکور کے ثبوت کی توقع کرنی خیال خام ہے
[illegible] معروضہ سابقہ کے ملاحظہ کے بعد یہ امر ادنی تامل سے معلوم ہوتا ہے کہ جب

نے جس قدر اس محل میں زور طبع دکھلایا ہے محض بے سود ہے ہمارے مدعا کو جمہور
اُس سے کسی طرح کی مضرت نہیں ہوسکتی اسلئے کہ منشا استدلال مولف کل یہ امر ہے
کہ کذب کلام نفسی کو ممتنع مان کر اُس کے ذریعہ سے کلام لفظی میں کذب کا امتناع ذاتی
ثابت کرتے ہیں سو اُن کی مراد کلام نفسی سے اس مقام میں اگر کلام نفسی صفت بسیطہ
ذاتیہ ہے تو اُسکا ممتنع الکذب بمعنی مذکورہ سابقہ ہونا تو بیشک مسلم مگر اُس کے صدق
وکذب کو کلام لفظی کے صدق وکذب کے لئے موقوف علیہ کہنا اور ان میں تطابق
فی الصدق والکذب کو ضروری کہنا اہل فہم سے متوقع نہیں اور اگر کلام نفسی سے
مولف کی غرض مدلولات مرکبہ وضعیہ الفاظ ہے تو اُس کے صدق وکذب کو کلام لفظی
کے صدق وکذب کا مبنی کہنا اور باہم اُن کو مطابق فی الصدق والکذب بتانا تو مسلم
مگر مدلولات مذکورہ کے کذب کو ممتنع بالذات قرار دینا قابل تسلیم نہیں مستدل کے
ذمہ واجب ہے کہ اول کسی دلیل قابل قبول سے مدلولات وضعیہ کے کذب کا امتناع
ذاتی ثابت کرے اسکے بعد کذب مذکور کے امتناع سے اثبات امتناع کذب
کلام لفظی کا نام لے ثبت العرش ثم انقش بالجملہ کلام نفسی صفت حقیقی اور
کلام لفظی میں تو تطابق فی الصدق والکذب متصور نہیں جو اول کے امتناع
کذب سے دوسری میں ثبوت امتناع مذکور کی صورت نکلے اور کلام نفسی بمعنی مدلولات
مرکبہ وضعیہ اور کلام لفظی میں ہر چند تطابق مذکور مسلم ہے لیکن چونکہ مدلولات مذکورہ
میں کذب کا ممتنع بالذات ہونا مسلم نہیں اسلئے اُن کے واسطے سے کلام لفظی کو
کیونکر ممتنع الکذب کہہ سکتے ہیں جسکا خلاصہ یہ ہوا کہ مولف عجالہ کا کلام نفسی کے
امتناع کذب سے کذب کلام لفظی کا امتناع ذاتی ثابت کرنا کسی طرح لایق تسلیم
نہیں فافہم وتذکر تو اب بروے انصاف صاحب عجالہ کو چاہئے کہ اول کلام نفسی
کا مصداق معین فرماویں۔ کہ ہر دو معنی مذکورہ میں سے اُن کی مراد کون سے
معنی ہیں پھر اُسکا امتناع کذب ذاتی بیان کریں اُس کے بعد استدلال مذکور
قایم کرکے جواب کے امیدوار ہوں اس سے پہلے بشرط انصاف اُن کا استدلال

لائق جواب وقابل التفات ہرگز نہیں چنانچہ مقدمہ کتاب کے اخیر میں بھی اس امر پر ہم ناظرین
کو متنبہ کر چکے ہیں مگر مشکل یہ ہے کہ ماہران معقول خود ان امور کو ضروریہ کہ سمجھتے ہیں اور نہ
کسی کی تنبیہ پر متنبہ ہوتے ہیں مگر مجھ کو بدگمانی ہوتی ہے کہ بعض حضرت جوش میں آ کر
مدلولات مذکورہ کے کذب کو ممتنع بالذات ثابت کرنے کے لئے بلا تدبر شرح مواقف
و شرح مقاصد وغیرہ کی عبارات کیف ما اتفق نقل فرمانے کو مستعد ہو جائیں گے لیکن یہ
یاد رہے کہ نقل عبارات سے حسب مثل مشہور اگر ہمکو فقط بوجھ میں دبانا منظور ہے تو کچھ
مضایقہ نہیں ایسوں کے لئے تو حضرت فخر عالم صلے اللہ علیہ وسلم بھی فاصنع ما شئت فرماتے
ہیں ہاں اگر اثبات مدعا منظور ہو تو ضرور ہے کہ نقل سے پہلے مدعا اور عبارات مستدلہ
میں تدبر فرما لیویں ایسا نہ ہو کہ بجائے ثبوت مدعا کہیں اظہار خوش فہمی ہونے لگے چنانچہ
علامہ دوانی و قاضی عضد و مولانا بحر العلوم بلکہ میر قطبی وغیرہ کی عبارات میں یہ امر مشاہد
ہو چکا ہے کہ ہرچند ہمکو بوجھ میں دبنا پڑا مگر اس میں بھی شک نہیں کہ مستدلین کی اظہار
تمدنہ خوش فہمی میں بھی عقلا کو خفا باقی نہ رہا اس پر بھی اگر کوئی صاحب فہم و حیا کو بغل میں
مار کر اکابر دین کو مزداری فرمائیں یا راسخین فی العلم کے دلائل حقہ کو اغلوطات بتلائیں تو کوئی
عاقل فاصنع ما شئت کے سوا کیا جواب دے سکتا ہے و نعم ما قیل ؎ سحر با معجزہ پہلو نزند دل
خوشدار ٭ کو فرعون کجا صرفہ ز موسیٰ ببرد ٭ بالجملہ اس تحقیق کے موافق تو کہ جو یہ ناکارہ مقدمہ
کتاب اور مبحث قدم و حدوث کلام لفظی میں بحوالہ اقوال اکابر عرض کر چکا ہے مولف
موصوف کے استدلال کا بطلان محتاج بیان نہیں اور نہ کسی قسم کی جوابدہی ہمپر لازم
لہذا اسی وجہ سے اور جواب دینے اور بلا ضرورت طول دینے سے دل گھبراتا ہے لیکن
جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ مولف تحریر غلام و سفیہ فہام کی تمام طبع آزمائی اور جملہ تاروپود
یہی بات میں انگان ہو گئی اور جو آرزو اس کی اور جانفشانی سے کی تھی دل کی دل ہی میں
رہ گئی اسلئے بپاس خاطر مولف اُن کی طرز کے موافق بھی اس استدلال بوالعجب کا جواب
دینا اور اُن کے جملہ امور ضمنیہ کا حال واقعی واضح کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے اور یہ طول
بعض بے سود معلوم نہیں ہوتا تو اسلئے اب بسبیل تنزل حسب بیان فاضل تونکی ہم بھی

Marfat.com

تسلیم کرتے ہیں کہ کلام نفسی صفت ذاتی واجب تعالیٰ بھی مدلولات وضعیہ الفاظ ہیں
انہیں میں عدم صدق ممتنع بالذات ہے لیکن اتنی بات سے کذب کلام لفظی کا امتناع
ذاتی کسی طرح ثابت نہیں ہوتا خود مولف کی تصریح سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ صدق و کذب
معانی مدلولہ کلام لفظی کے صدق و کذب کے لئے مبنی اور مرجع ہے یعنی کذب کلام
نفسی موقوف علیہ و علت ہے اور کذب کلام لفظی معلول اور اسپر موقوف ہے اور سب
جانتے ہیں کہ علت کا امتناع ذاتی معلول کے امتناع ذاتی کو مقتضی نہیں ہوتا وہی
عدم واجب و عدم عقل اول کی مثال موجود ہے جسکو ان صاحبوں نے بھی اپنی تصنیفات
میں بعض موقعوں پر بیان فرمایا ہے یعنی یہ امر تو بیشک مسلم کہ موقوف علیہ کا امتناع
ذاتی موقوف کے امتناع کو مقتضی ہوتا ہے لیکن موقوف کے امتناع ذاتی کے لئے اسکو
مقتضی کہنا خلاف عقل و نقل ہے تو اب امتناع ذاتی کذب کلام نفسی یعنی مدلولات
وضعیہ الفاظ اور انطباق مذکورہ مؤلف ہر دو امر کی تسلیم سے کذب کلام لفظی کا امتناع
بالغیر لازم آئیگا جو ہمارا عین مدعا ہے اتنی بات سے امتناع ذاتی معلوم نہیں کہ کیونکر ثابت
ہوگیا جو کہ خود اُن کی تصریحات کے بھی مخالف ہے باقی شارح مقاصد کے اس ارشاد کو
وطریق اطراد هذا الوجه فی کلامه المنتظم من الحروف المسموعة انه
عبارة عن کلامه الازلی ومرجع الصدق والکذب الی المعنی جو کہ شارح
محقق نے ثبوت امتناع الکذب فی الکلام النفسی کے بعد بیان فرمایا ہے پیش کرنا
اور اسکا یہ مطلب سمجھنا کہ امتناع کذب فی الکلام النفسی سے کذب کلام لفظی کا امتناع
ذاتی ارشاد مذکور سے ثابت ہوتا ہے بعینہ وہی قصہ ہے کہ دو اور دو کے جواب میں
کسی بھوکے نے چار روٹیاں کہا تھا بنظر انصاف ارشاد مذکور سے فقط یہ امر ثابت
ہوتا ہے کہ جب کلام نفسی کا ممتنع الکذب ہونا ثابت ہوگیا جو کہ صدق و کذب کے لئے
مرجع ہے تو اب جو نظم و عبارت اسپر دال ہوگی وہ بھی ممتنع الکذب ضرور ہوگی امتناع
ذاتی کذب کلام لفظی کے لئے کوئی دلیل اور قرینہ موجود نہیں بجز اسکے کہ مدعیان معقول
زمانہ حال نے اکابر دین کو مزدار یہ بنانے کے لئے اس امر پر اجماع کرلیا ہے کہ جہاں لفظ

امتناع نظری ہی موافق مثل مذکور کے اس سے امتناع ذاتی مراد ہوگا اور یہ جواب اس بنا پر ہے کہ شارح مقاصد کے کلام کا مطلب جو پروفیسر لاہوری سمجھے ہیں وہی تسلیم کر لیا جاوے ورنہ حسب تحقیق مذکورہ بالا مستدل کو لازم ہے کہ اول یہ بتلائیں کہ کلام نفسی سے شارح مقاصد کی کیا غرض ہے اور اس میں کونسا امتناع متصور ہے ذاتی یا غیری شارح نے کسی امتناع کی تصریح نہیں فرمائی نصیب اعدا اگر یہاں بھی امتناع غیری ہی مقصود ہے تو پھر تو اس سے کلام لفظی میں کذب کا امتناع ذاتی ثابت کرنا بہت ہی معقول ہے وما علینا الا البلاغ علی ہذا القیاس مولف عجالہ کا اس مدعی کے ثبوت کے لئے یہ فرمانا یمتنع کذبہ البتۃ والا لزم کذب الکلام النفسی بینا الخ یعنی اگر کذب کلام لفظی کو ممتنع بالذات نہ کہو گے تو کلام نفسی کا کذب لازم آئیگا صریح باطل ہے کیونکہ منکرین امتناع ذاتی کذب مذکور اسکے امتناع غیری کو تو تسلیم کرتے ہیں اور جیسا امتناع ذاتی فعلیہ کے مخالف ہے امتناع غیری بھی فعلیۃ کے مضاد ہے پھر کذب کلام لفظی کے فقط ممتنع بالذات نہ ہونے سے فعلیۃ کذب کلام نفسی کیونکر لازم آسکتی ہے البتہ اگر فعلیۃ کذب کلام لفظی کو تسلیم کر لیا جاتا تو یہ لزوم کچھ بجا بھی تھا مگر غالباً اصطلاح کلام کے لئے مضاف مقدر مانکر تقدیر کلام یہ کی جائیگی لزم امکان کذب الکلام النفسی مگر اسکا کیا علاج ہوگا کہ کذب کلام نفسی کا موقوف علیہ ہونا کذب کلام لفظی کے لئے مسلم ہے تو اب امکان کذب کلام لفظی یعنی امکان معلول سے اگر امکان کذب کلام نفسی یعنی امکان علت تسلیم کیا جاتا ہے تو امکان ذاتی عدم عقل اول سے امکان ذاتی عدم واجب بھی قبول کرنا پڑیگا جسکو ملا حدہ یونان تک بھی باطل کہہ رہے ہیں باقی مولف ثانی کا یہ فرمانا کہ کلام لفظی واجب تعالیٰ من حیث الانطباق علی الکلام النفسی ہے مگر حیثیت مذکورہ چونکہ کلام لفظی واجب تعالیٰ کے مفہوم میں داخل ہے اور کلام لفظی باریتعالیٰ بدون اس حیثیت کے ہو نہیں سکتی تو اب حیثیت امتناع ذاتی کے منافی بھی نہ ہوگی یعنی کلام لفظی للواجب اسی کو کہا جائے گا جو کلام نفسی پر دال منطبق ہو اور کلام نفسی کا ضروری الصدق ہونا مسلم تو کلام

Marfat.com

لفظی کاذب اُس پر دال ہو منطبق کیونکر ہو سکتی ہے اور جب دلالت و انطباق مذکور باقی نہ رہے تو بہ نسبت واجب تعالیٰ اُسکو کلام لفظی کہنا بدیہی البطلان ہو جائیگا جسکا نتیجہ یہ نکلا کہ جو کلام لفظی کاذب تجویز کی جائیگی اُسکو کسی طرح کلام واجب تعالیٰ نہیں کہہ سکتے بچند وجوہ قابل قبول نہیں اول تو اس وجہ سے کہ مولف ثانی کی اس جملہ تحقیق و تدقیق کا منشا صرف یہ ہے کہ وہ کلام لفظی کی حقیقت انطباق علی النفسی کو بتلاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جب تلک کوئی کلام لفظی حق تعالیٰ شانہ کی کلام نفسی پر کہ جسکا واجب الصدق ہونا مسلم ہے دال ہو منطبق نہ ہوگی اُسکو ہرگز واجب تعالیٰ کی کلام لفظی نہیں کہہ سکتے اگرچہ اُسکے لئے موجد و مولف بلا واسطہ ذات خالق کائنات کو تسلیم کر لیا جائے سو ہم مولف موصوف کے اس دعوے کو نہیں مانتے جو اُن کے تمام استدلال کا منشا رہے بلکہ بحمد اللہ اُس کی تکذیب پر دلایل و قراین موجود ہیں مولف ثانی کا یہ فرمانا کہ واجب تعالیٰ کی نسبت کلام لفظی اُسی کو کہا جائیگا جو کلام نفسی باری تعالیٰ پر بطور معلوم منطبق ہو بدون انطباق مذکور کسی کلام کو کلام لفظی کہنا درست نہیں اور ایجاد و تالیف اس اطلاق کے لئے مصحح نہیں ہو سکتا محض اُن کا ایجاد بے بنیاد ہے اول تو مولف موصوف نے اپنے اس دعوے مخترعہ کے لئے کوئی دلیل قابل قبول و اطمینان پیش نہیں فرمائی اور چند عبارات جو اس موقع میں پیش کی ہیں اُن کی کیفیت عنقریب عرض کروں گا دوسرے ہم بالبداہتہ دیکھتے ہیں کہ اگر کسی کی معانی نفسیہ کو کوئی اپنی عبارت و الفاظ سے تعبیر کرے تو وہ کلام لفظی اُسی معبر کی کہلائیگی اگرچہ کلام نفسی مقررہ فی نفس المتکلم کے خلاف ہی ہو دیکھئے معانی فرمودہ حق تعالیٰ کو اگر کوئی اپنی الفاظ و عبارت میں بیان کرے تو باوجود انطباق و دلالت بیان فرمودہ مولف ثانی کوئی اس عبارت کو جناب باری جل مجدہ کی کلام لفظی نہ کہیگا تو اب کوئی عاقل اس امر میں متامل ہوگا کہ جب کوئی کسی کلام کو الفاظ مخصوصہ سے مولف کریگا تو وہ کلام اُسی کی کہلاویگی معانی مدلولہ گو کسی کی طرف منسوب ہوں علاوہ ازیں علماء متکلمین کے ارشادات سے بھی یہی مفہوم ہوتا ہے کہ الفاظ مخصوصہ کے لئے جو مولف ہوگا اُسکی

Marfat.com